ردِّ قادیانیّت

رسائل

- مولانا محمد عبدالسلام ہزارویؒ
- حضرت مولانا سید محمد اسماعیل ککّیؒ
- حضرت مولانا غلام سبحانی مانسہریؒ
- مکرم جناب حکیم محمد اسحاق میناؒ
- حضرت مولانا ہلال احمد علویؒ
- مکرم جناب محمد نواز ایم اے
- حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ
- مولانا ولی الدین فاضلؒ صادق آبادی
- حضرت مولانا غلام رسول فیروزیؒ
- حضرت مولانا مفتی عزیز احمد لاہوریؒ
- مکرم جناب مشرف بریلویؒ
- مولانا خلیل الرحمٰن پانی پتیؒ فاضل دیوبند

احتسابِ قادیانیّت

جلد ۴۰

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد چالیس (۴۰)
مصنفین : مولانا محمد عبدالسلام سلیم ہزارویؒ
حضرت مولانا سید محمد اسماعیل ککیؒ
حضرت مولانا غلام سبحانی مانسہرویؒ
مکرم جناب حکیم محمد اسحٰقؒ صاحب
حضرت مولانا ہلال احمد دہلویؒ
مکرم جناب محمد نواز، ایم. اے
حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ
مولانا ولی الدین فاضلؒ (سابق قادیانی)
حضرت مولانا غلام رسول فیروزیؒ
حضرت مولانا مفتی عزیز احمد لاہوریؒ
مکرم جناب مشرف بریلویؒ
مولانا خلیل الرحمٰن پانی پتیؒ (فاضل دیوبند)

صفحات : ۵۷۶
قیمت : ۳۰۰ روپے
مطبع : ناصر زین پریس لاہور
طبع اوّل : جنوری ۲۰۱۲ء
ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت جلد ۴۰

عرض مرتب		۴
۱...... اہل اسلام میسور کے ساتھ ۳؍جون ۱۹۳۵ء کو فرقہ ضالہ ومضلہ قادیانیہ کا مباہلہ	مولانا محمد عبدالسلام سلیم ہزارویؒ	۱۱
۲...... قادیانی اسلام	حضرت مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ	۲۳
۳...... یادگار یادگیر	// // //	۴۳
۴...... ذرا غور کریں	// // //	۱۹۵
۵...... حجۃ قطعیہ علے رد مرزائیہ (مرزا کی کہانی مرزا کی زبانی)	حضرت مولانا غلام سبحانی مانسہرویؒ	۲۰۱
۶...... نئی نبوت اپنے لٹریچر کے آئینہ میں	مکرم جناب حکیم محمد اسحٰقؒ	۲۹۷
۷...... تحریف مرزائیت، ربوہ سے ایک تحریری علمی مناظرہ	حضرت مولانا ہلال احمد دہلویؒ	۳۷۱
۸...... قادیانی عزائم اور پاکستانی مسلمان	مکرم جناب محمد نواز، ایم.اے	۴۰۹
۹...... مرزائیت کی حقیقت	مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ	۴۴۳
۱۰...... ختم نبوت اور قادیانی وسوسے	مولانا محمد ولی الدین فاضلؒ	۴۵۱
۱۱...... قادیانیوں کا کلمہ اور حکومت پاکستان کا آرڈیننس	// // //	۵۰۵
۱۲...... الجواب الصحیح فی حیات المسیح علیہ السلام	حضرت مولانا غلام رسول فیروزیؒ	۵۱۱
۱۳...... اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی	حضرت مولانا مفتی عزیز احمد لاہوریؒ	۵۲۷
۱۴...... **خاتم**	مکرم جناب مشرف بریلویؒ	۵۳۹
۱۵...... مرزا غلام احمد قادیانی اور مسئلہ جہاد	حضرت مولانا خلیل الرحمٰن پانی پتیؒ	۵۵۹
۱۶...... اسلامی تعلیمات اور مرزا قادیانی	// // //	۵۶۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء۰ اما بعد!

قارئین کرام! لیجئے احتساب قادیانیت کی چالیسویں جلد پیش خدمت ہے۔

❁…… اس جلد میں سب سے پہلا رسالہ بنام:

۱…… اہل میسور کے ساتھ ۳؍جون ۱۹۳۵ء کو فرقہ ضالہ ومضلہ قادیانیہ کا مباہلہ: اہل اسلام میسور کے نمائندہ مولانا محمد عبدالسلام سلیم ہزارویؒ مدرس ٹریننگ کالج میسور اور قادیانی جماعت کے نمائندہ حبیب اللہ خان کے درمیان ۲۷؍اپریل ۱۹۳۵ء کو تحریری معاہدہ ہوا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان ۳؍جون کو مباہلہ ہوگا۔ وہ معاہدہ کی تحریرات اور قادیانی عقائد پر مشتمل ایک تحریر اس پمفلٹ کے ذریعہ چھپوا کر تقسیم کی گئی۔ (یاد رہے کہ اس پمفلٹ میں قادیانی کتب کے حوالہ جات میں مفہوم کو سامنے رکھا گیا ہے۔ عبارات کے نقل کی پابندی نہیں کی گئی) یہ مباہلہ ہوا یا نہیں؟ فقیر نے کہیں نہیں پڑھا۔ فقیر نے اس مباہلہ کی تفصیلات کے لئے قادیانیوں کی تاریخ احمدیت کو بھی دیکھا تو اس مباہلہ کے متعلق کوئی چیز نہ ملی۔ بظاہر یہی لگتا ہے کہ مباہلہ سے پہلے مرزا محمود کے پاس قادیان میں ٹیچی ٹچ کر کے آیا۔ صبح مرزا محمود نے قادیانی جماعت کو مباہلہ سے روک دیا ہوگا۔ بہر حال یہ غالب گمان ہے۔ ورنہ قادیانی مؤرخ دوست محمد اسے ضرور مبالغہ وکذب آفرینی سے مرچ مصالحہ لگا کر پیش کرتا۔ اس کا خاموش رہنا قادیانی فرار کی غمازی کرتا ہے۔ والعلم عند اللہ! اس زمانہ کی کہیں کسی کے پاس معلومات ہوں تو بھجوانے پر صحیح رائے قائم کرنی ممکن ہوگی۔

❁…… حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سونگرہ ڈاکخانہ کود ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بہار کے رہنے والے تھے۔ پھرتیلا جسم، قد مائل بہ درازی، رنگ پکا، غضب کا حافظہ، صاحب علم وفضل، زیرک ومعاملہ کی گہرائیوں میں اترنے والا دماغ رکھتے تھے۔ آپ کو اڑیسہ کا ''امیر شریعت'' مقرر کیا گیا۔ جمعیت علماء ہند اڑیسہ، کٹک کے آپ امیر تھے اور اس کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن

رکین بھی۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد تھے اور قافلہ اہل حق کے نیرّ تاباں ہونے کا آپ کو اعزاز حاصل تھا۔ ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں قادیانیت کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ تب قادیانی لاٹ پادری ملعون مرزا طاہر، پاکستان سے مجرمانہ فرار اختیار کر کے برطانیہ کو سدھارا۔ اس کے مقابلہ میں برطانیہ میں ۱۹۸۵ء میں پہلی سالانہ ختم نبوت کانفرنس ویمبلے ہال لندن میں منعقد کی گئی۔ تب سے اب تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال برطانیہ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے۔

۱۹۸۶ء یا ۱۹۸۷ء میں، ویمبلے ہال لندن میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا علامہ خالد محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ ایسے مناظرین ختم نبوت، سٹیج پر براجمان تھے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کا سایہ شفقت سب کے سروں پر سحاب رحمت تھا۔ فقیر راقم کا بیان ہوا۔ بیان کے بعد سٹیج سے واپس مڑا تو ایک بزرگ نے آ کر فقیر کی پیشانی کو شفقت سے چوما۔ سینہ سے لگایا اور گلوگیر لہجہ میں فرمایا کہ آپ کے بیان سننے سے خوشی ہوئی کہ ہم دنیا سے لاوارث نہیں جا رہے۔ ان کی اس بزرگانہ ومشفقانہ گفتگو سے فقیر تو دیدۂ دل راہ ہوا۔ وہ اپنی نشست پر تشریف لے گئے۔ فقیر نے اپنی نشست سنبھال لی۔ دن بھر کانفرنس کامیاب طریقہ پر جاری رہ کر شام کو بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ اس دوران ان بزرگوں کا بھی اعلان و بیان ہوا۔ تب معلوم ہوا کہ یہ حضرت مولانا محمد اسماعیل کٹکیؒ ہیں۔ انڈیا سے تشریف لائے ہیں۔ بیان سے یقین حاصل ہوا کہ ان کی قادیانی کتب پر بڑی مضبوط گرفت ہے اور ردقادیانیت کے فن کے شناور اور عقیدہ ختم نبوت کے علمبردار لگتے ہیں۔ کانفرنس سے اگلے روز شاک ویل گرین لندن میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (یاد نہیں کہ کون کون سے حضرات کے ساتھ) تشریف فرما تھے کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کٹکی تشریف لائے۔ سب نے اٹھ کر جھکے دل سے استقبال کیا۔ انہوں نے وارد ہوتے ہی حضرت لدھیانویؒ سے فرمایا کہ حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے میری تشکیل چار پانچ روز کے لئے آپ کے ساتھ کی ہے۔ دفتر میں قیام ہوگا۔ آپ میرے فن کے ساتھی ہیں۔ آپ سے مشاورت ہوگی۔

فقیر راقم چائے لانے کے لئے اٹھا تو فرمایا اجی مولانا! کہاں جا رہے ہیں۔ ہم نے

اپنی گفتگو اور شناسائی کا آغاز تو آپ سے کرنا ہے۔ فقیر دوزانو ہوکر سامنے بیٹھ گیا تو پہلا سوال کیا کہ آپ کا نام؟ فقیر نے عرض کیا: اللہ وسایا۔ تو فرمایا، اچھا اچھا خوب رہا۔ اچھا تو، آپ نے ردقادیانیت کن سے پڑھی؟ فقیر نے عرض کیا کہ مولانا لال حسین اخترؒ اور.......... فقیر کے ''اور'' کہنے سے قبل ہی فرمایا:

''اوہو! میں بھی کہوں کہ کیوں دل آپ کی طرف کھچے جارہا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ آپ تو میرے شاگرد ہیں۔'' فقیر نے تعجب سے سر اٹھایا تو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سمیت سبھی حضرات کو متعجب پایا۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم میں سے کوئی کچھ کہے مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کا میں ساتھی۔ مولانا کے ساتھ مل کر کئی بار قادیانیوں سے ہاتھ دوچار کئے۔ کانفرنسوں اور تبلیغی پروگراموں میں تو بارہا ہفتوں ہفتوں ساتھ رہا۔ وہ بہت بڑے مناظر تھے۔ ان کے نام سے ہی قادیانیوں کی میا مرجاتی تھی۔ وہ میرے ساتھی، نہ بلکہ میں ان کا ساتھی۔ آپ (فقیر) ان کے شاگرد ہوئے تو میرے بھی شاگرد ہوئے۔ لایئے ہاتھ کیسے کہی؟ اس پر تمام مجلس کشت زعفران بن گئی۔ حضرت مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ، شیر اڑیسہ، امیر شریعت اڑیسہ، مناظر اسلام ہم میں رہے اور خوب سے خوب تر فقیر نے آپ کی صحبتوں سے فائدہ اٹھایا۔

- وہ ایک نامور مناظر تھے۔ تب آپ نے:

۲/۱...... قادیانی اسلام: اور

۳/۲...... یادگار یادگیر: یہ دو رسائل مرحمت فرمائے تھے۔

''یادگار یادگیر'' یہ وہ تاریخی مناظرہ کی رپورٹ ہے جو نومبر ۱۹۶۳ء میں بمقام ''یادگیر'' صوبہ میسور میں آپ کا قادیانیوں سے ہوا۔ آپ اس کی رپورٹ پڑھیں۔ قادیانی مناظر صفحات پہ صفحات مرزا قادیانی کی کتب کے اقتباسات سے بھر کر وقت گزارتا ہے۔ جب کہ مولانا سید محمد اسماعیلؒ مناظر اسلام، ٹو دی پوائنٹ گفتگو کرتے اور چٹکلوں میں قادیانی استدلال کو ھباء منثورا کرتے ہیں۔ آپ کی مناظرانہ گھن گرج سے آج بھی مناظرہ کی رپورٹ پڑھتے۔ جسم میں جھرجھری کی کیفیت برپا ہوجاتی ہے۔

۴/۳...... ''ذرا غور کریں'' یہ بھی آپ کا مختصر رسالہ ہے۔ یہ تین رسائل اس جلد میں شائع کرنے

کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ آپ کے ردقادیانیت پر اور بھی کتب ورسائل ہوں گے۔ مگر افسوس کہ ان تک رسائی نہ ہو پائی۔ وہ اب فوت ہوگئے ہیں۔ ان کی تاریخ وفات تو معلوم نہیں۔ البتہ ان کی حسین شخصیت کی دل افروز یادوں کا خزانہ اب بھی دماغ میں تعطر کا باعث ہے۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔

❁...... مولانا غلام سبحانی صاحب خطیب جامع مسجد موڑھہ کلاں تحصیل وضلع مانسہرہ نے ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام:

۱/۵...... حجۃ قطعیہ علے ردمرزائیہ: (مرزا کی کہانی، مرزا کی زبانی) اسے ہم احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کررہے ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۸۴ء کے لگ بھگ کی تحریر کردہ ہے۔ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کی کتاب ''ترک مرزائیت'' سے زیادہ تر اس کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہے۔ آخر میں تو بہت سارا حصہ مکمل مذکورہ کتاب سے لے کر اس کتاب کا جزو بنادیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مصنف کے ذوق کے احترام میں فقیر نے مکمل اس کو احتساب کا حصہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ اسی میں خیر ہوگی۔

❁...... جماعت اسلامی حویلیاں ایبٹ آباد کے جناب حکیم محمد اسحٰق صاحب نے جناب مودودی صاحب کی تفہیم القرآن اور قادیانی مسئلہ سے استفادہ کر کے ۲۰؍جنوری ۱۹۷۴ء کو جب تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا ماحول بن رہا تھا۔ ایک کتابچہ مرتب کیا جس کا نام ہے:

۱/۶...... نئی نبوت اپنے لٹریچر کے آئینے میں: یہ کتابچہ بھی اس جلد میں شامل ہے۔

❁...... کراچی حضرت مولانا ہلال احمد دہلوی ایک جگہ ہر اتوار کو درس قرآن دیتے تھے۔ اس میں منصوبہ کے تحت ایک قادیانی بھی آنے لگا۔ وہ درس میں شریک مسلمانوں سے تعلقات بنا کر ان کو قادیانیت کے دام تزویر میں پھانسنے لگا۔ جہنم اور عذاب جہنم ابدی نہیں۔ یہ قادیانی علم کلام کا وہ اہم مسئلہ ہے جو دیگر قادیانی متنازعہ مسائل کی طرح اجماع کی راہ سے ہٹا ہوا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس مسئلہ پر مولانا ہلال احمد دہلوی نے دلائل دیئے۔ وہ اس قادیانی نے چناب نگر (ربوہ) بھیجے۔ قادیانی معلم الملکوت نے ان کو توڑنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ہانپتے کانپتے جواب بھجوایا۔ مولانا ہلال احمد دہلوی نے اس کا جواب الجواب تحریر کیا، اس کے جواب کی قادیانیوں کو

جرأت نہ ہوئی۔ ان کا بولورام ہو گیا۔ مولانا دہلوی نے یہ تمام خط و کتابت شائع کر دی۔

۱/۷...... ”تحریف مرزائیت، ربوہ سے ایک تحریری علمی مناظرہ“: یہ کتاب اسی تحریری مواد کے مجموعہ کا نام ہے۔ دیانتداری کی بات ہے کہ آج کل حیات مسیح، ختم نبوت، کذب مرزا پر تو قادیانیوں سے بحث ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ کہ عذاب جہنم ابدی نہیں۔ اس پر عموماً قادیانیوں سے بحث نہیں ہوتی۔ اس عنوان پر مولانا ہلال احمد دہلوی کا رسالہ بہت ہی وقیع و قابل قدر معلومات کا خزانہ ہے۔ اس جلد میں اسے بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اسے انشاء اللہ العزیز ماہنامہ لولاک میں قسط وار شائع کریں گے۔

۱/۸...... قادیانی عزائم اور پاکستانی مسلمان: یہ جناب محمد نواز صاحب ایم۔ اے کی مرتب کردہ ہے۔ ۱۹۷۴ء میں چٹان پریس سے شائع ہوئی۔ شائع کنندہ اتحاد العلماء کا مرکزی دفتر لاہور تھا۔ بہت ہی اہم معلومات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں اسے بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

۱/۹...... قادیانیت کی حقیقت: یہ مختصر چار صفحاتی رسالہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ کی یادگار ہے۔ مولانا حبیب اللہ صاحب، فاضل رشیدی، دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحبؒ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے بانی تھے۔ مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل رشیدیؒ، جامعہ رشیدیہ کے ناظم تھے۔ اس لئے آپ کو ”ناظم صاحب“ بھی کہا جاتا تھا۔ آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر وہ گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ جن پر آنے والی نسلیں فخر کریں گی۔ آپ کا یہ رسالہ اس جلد میں شائع کرنے پر بہت ہی خوشی ہوئی۔ یہ رسالہ مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے پرنٹ لائن سے آپ نے شائع کیا۔ اس پر سلسلہ اشاعت نمبر۲ درج ہے۔ اس کا معنی ہے کہ اس سے پہلے بھی ایک رسالہ شائع ہوا۔ اس کا کیا نام تھا۔ افسوس کہ اس رسالہ کے نہ ملنے کے باعث اس وقت محرومی کے احساس کے نیچے ٹھنڈے سانس لے رہا ہوں۔ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ کا وصال ۷؍دسمبر ۱۹۸۵ء کو ہوا۔

❁...... مولانا محمد ولی الدین صاحب پہلے قادیانی تھے۔ قادیانی جماعت کے انسپکٹر مال اور

مبلغ رہے۔ پھر اللہ رب العزت کی رحمت کو ان پر ترس آ گیا۔ وہ قادیانیت پر چار حرف بھیج کر مسلمان ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخشی کہ وہ قادیانیوں کے عقائد کو طشت ازبام کرنے کے لئے میدان میں اترے اور پھر جہاں بھی گئے مسلمانوں نے ان کو آنکھوں پر بٹھایا۔ پنجاب یونیوسٹی سے انہوں نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا ہوا تھا۔ آپ نے قادیانیوں کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا۔

۱/۱۰...... ختم نبوت اور قادیانی وسوسے: یہ حیدرآباد دکن بھارت سے ۱۹۸۶ء میں پہلی بار مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کی۔ اس جلد میں اس کتاب کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

۲/۱۱...... قادیانیوں کا کلمہ اور حکومت پاکستان کا آرڈیننس: یہ بھی مولانا ولی الدین کا رسالہ ہے۔ اس جلد میں شامل ہے۔

۱/۱۲...... الجواب الصحیح فی حیات المسیح علیہ السلام: کسی قادیانی نے ایک مسلمان کو سات سوال لکھ کر دیئے کہ علماء اسلام سے ان کا جواب لے کر دو۔ وہ سات سوال حضرت مولانا غلام رسول صاحب فیروزی کے پاس لائے گئے۔ آپ نے ان کا جامع اور مختصر جواب تحریر فرمایا۔ احتساب کی اس جلد میں اس رسالہ کو بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

❁...... قادیانی جماعت کے لاٹ پادری مرزا محمود نے ۱۲/اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ایک خطبہ دیا۔ جسے قادیانی کمپنی لمیٹڈ نے ”انعام الٰہی“ کے نام پر پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ تب گڑھی شاہو لاہور کی جامع مسجد عیدگاہ میں حضرت مولانا مفتی عزیز احمد صاحب خطیب ہوتے تھے۔ آپ نے مرزا محمود ملعون قادیان کے پمفلٹ کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا:

۱/۱۳...... اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی: جو احتساب کی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

❁...... جناب مشرف بریلوی صاحب غالباً تقسیم کے بعد یہاں، بلوچستان آ گئے۔ ۲۵/اکتوبر ۱۹۵۲ء کو آپ نے ایک رسالہ ترتیب دیا۔ جس کا نام:

۱/۱۴...... خاتم: ہے۔ اس رسالہ میں عقیدہ ختم نبوت کے مفہوم و معنی کو مصنف نے اپنے طور پر سمجھایا ہے۔ اس جلد میں یہ بھی شامل اشاعت ہے۔

❁...... پانی پت کے جناب مولانا خلیل الرحمٰن دیوبند کے فاضل تھے۔ جو تقسیم کے بعد جھنگ

میں آکر آباد ہوئے۔ آپ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے عہد امارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ بھی رہے ہیں۔ آپ کے دو رسالے ردقادیانیت پر ہمیں میسر آئے۔

۱/۱۵…… مرزا غلام احمد قادیانی اور مسئلہ جہاد:

۲/۱۶…… اسلامی تعلیمات اور مرزا قادیانی: یہ دونوں رسائل بھی اس جلد میں شامل ہیں۔

غرض کہ احتساب قادیانیت کی جلد چالیس (۴۰) میں:

۱……	حضرت مولانا محمد عبدالسلام سلیم ہزارویؒ	کا	۱	رسالہ
۲……	امیر شریعت اڑیسہ مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ	کے	۳	رسائل
۳……	حضرت مولانا غلام سبحانی مانسہرویؒ	کا	۱	رسالہ
۴……	جناب حکیم محمد اسحٰقؒ	کا	۱	رسالہ
۵……	جناب مولانا ہلال احمد دہلویؒ	کا	۱	رسالہ
۶……	جناب محمد نواز ایم۔اے	کا	۱	رسالہ
۷……	حضرت مولانا حبیب اللہؒ فاضل رشیدی	کا	۱	رسالہ
۸……	جناب مولانا ولی الدینؒ	کے	۲	رسائل
۹……	جناب مولانا غلام رسول فیروزیؒ	کا	۱	رسالہ
۱۰……	جناب مولانا مفتی عزیز احمد لاہوریؒ	کا	۱	رسالہ
۱۱……	جناب مشرف بریلویؒ	کا	۱	رسالہ
۱۲……	جناب مولانا خلیل الرحمٰنؒ پانی پتی	کے	۲	رسائل
	بارہ مصنفین کے	ٹوٹل	۱۶	رسائل

اس جلد میں پیش خدمت ہیں۔

اللہ رب العزت اس محنت کو منظور و مقبول فرمائیں۔ امین بحرمة النبی الکریم!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۱۸؍محرم الحرام ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۱۴؍دسمبر ۲۰۱۱ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اہل اسلام میسور
کے ساتھ
۳/جون ۱۹۳۵ء
کو فرقہ ضالہ

ومضلہ قادیانیہ کا مباہلہ
اور ان کے مختصر عقائد باطلہ

مولانا محمد عبد السلام سلیم ہزارویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ مسلمانان ملک میسور کے نام …… اعلان عام

برادران اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ بات غالباً تمام میسور کے مسلمانوں کو معلوم ہوئی ہوگی کہ یہاں بیس پچیس روز سے حبیب اللہ خان نامی ایک قادیانی آیا ہوا ہے اور مسلمان نوجوانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی بے جا کوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق مسجد اعظم میسور میں تیرہ مئی ۱۹۳۵ء کی شب کو ایک عام جلسہ ہوا۔ جس میں قادیانیوں کے عقائد باطلہ پر مدلل تقریریں ہوئیں۔ اسی جلسہ میں بالاتفاق ایک مجلس ”محافظ اسلام“ کے نام سے قائم ہوئی۔ یہ قادیانی دوبار جناب الحاج ابوالمکارم مولانا مولوی محمد عبدالسلام سلیم ہزاری سابق مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ ومدرسہ نظامیہ مدینہ وحال مدرس ٹریننگ کالج میسور کے مکان پر گیا۔ بجائے اس کے کہ کوئی باقاعدہ علمی بحث کرتا اور مولانائے محترم کے سوالات کا جواب دیتا۔ اضطراب کی حالت میں آپ کو مباہلہ کا چیلنج دے بیٹھا۔ جس کو مولانا نے نہایت خوشی کے ساتھ قبول کرلیا۔ چنانچہ پہلی ملاقات میں دونوں نے ایک دوسرے سے یہ تحریر لکھا کر اپنے اپنے پاس رکھ لیں۔

منظور دعوت مباہلہ بذریعہ مبلغ قادیانی حبیب اللہ خان مدرس نظام کالج حیدرآباد۔

”میں قادیانی فرقے کے کسی عالم یا ان کے خلیفہ مسیح علیہ ماستحقہ بشیر محمود کے ساتھ ہر وقت اپنے اہل وعیال اور جماعت کے یعنی تعداد میں جماعت مخالف کے برابر مباہلہ کرنے کے لئے حاضر ہوں کہ غلام احمد قادیانی دشمن خدا ورسول اور جھوٹا نبی ہے۔“ فقط:

احقر محمد عبدالسلام سلیم ہزاروی مدرس
ٹریننگ کالج میسور مورخہ ۲۷ راپریل ۱۹۳۵ء

”شرائط مباہلہ

۱…… مسیح موعود نے جو کتابیں لکھی ہیں۔ مطالعہ کی ضرورت ہے۔

۲…… ہر ایک جماعت کی مع اہل وعیال ضرورت ہے۔

ان شرائط کا مجھے علم ہے اور جو شرائط مسنون ہیں۔ ان کے معلومات بہم پہنچانے کا وعدہ

کرتا ہوں۔" دستخط: حبیب اللہ خان، ۲۷/اپریل ۱۹۳۵ء

پہلی ملاقات کے وقت جناب محمد حیدر صاحب سیکرٹری مدرسہ عربیہ اور جناب مولوی شرف الدین خان صاحب موجود تھے۔ مذکورۂ بالا کارروائی ان کے روبرو ہوئی۔

دوسری بار بتاریخ ۱۰/مئی ۱۹۳۵ء قادیانی پھر بروز جمعہ آٹھ بجے مولانا مولوی محمد عبدالسلام سلیم ہزاروی کے گھر پر گیا اور قادیان سے مباہلہ کے متعلق آیا ہوا خط مولانا کو بتایا۔ جس کی نقل بعینہ ذیل میں درج ہے۔

۲۸/محرم ۱۲۵۴ھ مطابق ۳/مئی ۱۹۳۵ء

بخدمت مکرم جناب حبیب اللہ خان صاحب

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مجھے ۲۷/اپریل ۱۹۳۵ء کو موصول ہوا۔ حضور نے بعد ملاحظہ ارشاد فرمایا۔ اچھی بات ہے۔ مباہلہ کا چیلنج قبول کر لیں۔ شرائط یہ ہوں گی۔ دونوں فریق دعا سے پہلے دو دو گھنٹہ اپنے عقائد کو پیش کریں گے تا کہ دونوں پر حجت قائم ہو جائے تا کہ بعد میں یہ سوال نہ کیا جائے کہ بغیر تحقیق کے مباہلہ کیا گیا ہے۔ ہر دو جانب سے ۳۰، ۳۰ آدمی ہوں گے۔ آپ جو تاریخ مقرر کریں اس سے پہلے ایک مہینہ اطلاع دیں تا کہ ہمارے آدمی بھی اس جگہ پہنچ جائیں۔"

دستخط: عبدالرحمٰن

انچارج تحریک جدید قادیان

مندرجہ خط کے بعد مولانا اور حبیب اللہ خان کے درمیان جو تحریریں ہوئیں وہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

"فریقین کے بال بچے اور ۳۰، ۳۰ آدمی میدان میں مباہلہ کے لئے جائیں گے اور خداوند کریم سے دعا کریں گے کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت نازل ہو۔ مباہلہ کے لئے مورخہ ۳/جون ۱۹۳۵ء مقرر ہے۔ اس مقررہ تاریخ سے ۵ دن کی کمی بیشی بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔ مباہلہ کا ہونا ضروری ہے۔ جو جماعت مباہلہ سے منہ پھیرے گی اس پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت اور عذاب شدید نازل ہو۔ کسی جماعت کے عقائد پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ طرفین ایک دوسرے کے عقائد کا علم رکھتے ہیں اور مباہلہ سے اس بات کا تعلق بھی نہیں ہے۔" فقط:

دستخط
احقر محمد عبدالسلام سلیم ہزاروی
مدرس ٹریننگ کالج میسور

دستخط
حبیب اللہ خاں
مورخہ ۱۰ ارمئی ۱۹۳۵ء

یہ تحریر جناب محمد اکبر و محمد شاہ علی شاہ و سید دستگیر شاہ حسینی بادشاہ قادری کی موجودگی میں ہوئی۔ ہم اس بات کو عام مسمانوں کی آگاہی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ مشتے نمونہ از خروارے عقائد اس فرقہ باطلہ قادیانیہ کے لکھ دیں۔ الحاج مولانا مولوی محمد عبدالسلام سلیم ہزاروی نے اس قسم کے عقائد لکھ کر اخبار ''مصر الفتح'' کو بھیجے تھے اور استفتاء کے طور پر تمام دنیا کے علماء کو مخاطب کیا تھا کہ ایسے عقائد رکھنے والا فرقہ مسلمان ہے یا کافر اور ایسے لوگوں کے ساتھ معاملہ اور علیک سلیک اور مناکحہ وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ مولانا کا یہ عربی استفتاء عربستان کے تریسٹھ (۶۳) اخباروں میں شائع ہوا۔ علاوہ ازیں بہت سے انگریزی اخبارات میں بھی اس کا ترجمہ شائع ہوا۔ مزید برآں جاوا اور ہندوستان کے اکثر اخباروں میں بھی۔ مثلاً زمیندار اور خلافت اور الجمعیۃ وغیرہ وغیرہ میں اس کا ترجمہ ۱۹۳۲ ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ محمدی بیگم کے آسمانی نکاح کی کیفیت اور دیگر مضامین بھی مولانا کے عربی اخبار میں شائع ہوئے۔ چنانچہ ان مضامین نے مصر اور عراق اور عرب اور حجاز اور جاوا وغیرہ میں بہت ہل چل ڈال دی۔ چنانچہ جاوا کے مسلمانوں نے اس استفتاء کو مستقل طور پر کتابی صورت میں معہ ترجمہ شائع کیا اور مصر میں احمدی جماعت کے رئیس سید استاد احمد افندی احمدی اسماعیل اور سیکرٹری شیخ عبدالحمید افندی اور دیگر بہت لوگ مسلمان ہوگئے اور کیفیت کے متعلق تمام عربی اخبار ہمارے پاس موجود ہیں۔

مذاہب اربعہ وغیرہ کے جملہ علماء نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور احمدی پارٹی لاہوری کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ ایسے اقوال والا شخص جیسے نبی نہیں ہوسکتا ویسے ہی مجدد اور مصلح بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر لاہوری پارٹی کا غلام احمد کو مجدد ماننا چہ معنی دارد۔

علمائے مذہب نے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ غلام احمد قادیانی کو اچھا آدمی کہنا بھی مسلمان کی شان سے بہت دور ہے اور اس کے کفر میں تردد اور شک کرنے والا بھی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ آئندہ ہم ان علماؤں کے فتوؤں کو شائع کریں گے اب ہم قادیانیوں کے عقائد لکھتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں پر ان کی حقیقت پوری واضح ہوجائے۔

قادیانیوں کے زہریلے عقائد

کیا حسب ذیل عقائد کا معتقد اسلام کا کھلم کھلا دشمن نہیں ہے؟ خداوند کریم کے متعلق غلام احمد قادیانی کا عقیدہ:

۱...... ''خدا کے لئے طول اور عرض ہے۔ نیز خدا کے بیشمار ہاتھ پاؤں ہیں۔''

(توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

۲...... ''خدا کے لئے تیندوے کی طرح بے شمار ہاتھ پاؤں اور رگیں اور پٹھے ہیں جو چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔'' (توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

انبیاء کے متعلق قادیانی عقائد

۱...... تمام پیغمبروں کو میرے آنے سے زندگی ملی ہے۔

۲...... ہر ایک پیغمبر میرے قمیص کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

(نزول المسیح ص ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۸)

۳...... آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

نبی کریم ﷺ کے متعلق قادیانی کے عقائد

۱...... ''رسول اللہ ﷺ پر دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کی حقیقت پوری طرح سے نہیں کھلی تھی۔'' بلکہ آپ کو ان چیزوں کا علم ناقص دیا گیا تھا۔ (ازالہ اوہام ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳ ملخص)

۲...... ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔'' (ریویو بابت ماہ جون ۱۹۲۹ء)

۳...... ''دنیا میں نماز تھی مگر نماز کی روح نہ تھی۔ دنیا میں روزہ تھا مگر روزہ کی روح نہ تھی۔ دنیا میں زکوٰۃ تھی۔ مگر زکوٰۃ کی روح نہ تھی۔ دنیا میں حج تھا مگر حج کی روح نہ تھی۔ دنیا میں اسلام تھا مگر اسلام کی روح نہ تھی۔ دنیا میں قرآن تھا مگر قرآن کی روح نہ تھی اور اگر حقیقت پر غور کرو تو محمد ﷺ بھی موجود تھے۔ مگر محمد ﷺ کی روح موجود نہ تھی۔'' (مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۷۰ ص ۹)

ختم نبوت سے صریح انکار

۵...... ''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔''
(مرزا محمود، انوار خلافت ص ۶۵)

ہزاروں نبی آسکتے ہیں

۶...... ''ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔'' (مرزا محمود، انوار خلافت ص ۶۲)

مرزا قادیانی حقیقی نبی تھے

۷...... ''پس شریعت اسلام کے معنوں کے رو سے تو نبی کا لفظ آپ پر مجازاً نہیں استعمال ہوتا۔ بلکہ حقیقتاً ہوتا ہے۔'' (مرزا محمود، حقیقت النبوۃ ص ۱۸۱)

''قرآن کریم اور شریعت اسلام کے رو سے آپ حقیقی نبی تھے۔''

(حقیقت النبوۃ ص ۱۷۷)

''خدائے تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ (مرزا قادیانی) کا نام نبی اور رسول رکھا اور کہیں بروزی اور ظلی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے۔'' (الحکم مورخہ ۲۱/اپریل ۱۹۱۴ء)

سرور کائناتؐ اور خلیفہ قادیان

۸...... ''مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد کے مصداق مرزا قادیانی ہیں۔ پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ آنحضرت ﷺ نہیں ہوسکتے۔'' (انوار خلافت ص ۳۷)

''اس پیشین گوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہوسکتے ہیں نہ کوئی اور۔''

(انوار خلافت ص ۳۳۰)

احادیث نبوی کے متعلق قادیانی کا عقیدہ

۱...... ''جو احادیث ہمارے الہام کے مخالف ہوں وہ اس لائق ہیں کہ ہم ان کو ردی کے ٹوکرے میں پھینک دیں۔'' (اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

۲...... ''خدا نے مجھے کامل اختیار دیا ہے کہ جو جو احادیث میرے الہام کے موافق ہوں ان کو لے لوں اور مخالف ہوں ان کو رد کر دوں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱ حاشیہ)

قرآن کریم کے متعلق قادیانی کے عقائد

۱...... ”قرآن آسمان پر اٹھالیا گیا تھا۔ میں دوبارہ اس کو زمین پر لایا ہوں۔“

(ازالہ اوہام ص۷۳۱، خزائن ج۳ ص۴۹۳)

”قرآن گالیوں سے بھرا ہوا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۱۴، خزائن ج ص۱۰۹)

۲...... ”قرآن خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷، سراج منیر ص۳۲، خزائن ج۱۲ ص۳۴)

فرشتوں کے متعلق قادیانی عقائد

۱...... ”فرشتے اور ملک الموت کبھی زمین پر نہیں آتے۔“

(توضیح المرام ص۲۹ تا ۳۲، خزائن ج۳ ص۶۶ تا ۶۷)

۲...... ”فرشتے روح کی گرمی کا نام ہے۔“ (توضیح المرام ص۲۹ تا ۳۲، خزائن ج۳ ص۶۶ تا ۶۷)

قیامت کے متعلق قادیانی کا عقیدہ

۱...... ”قیامت جسمانی طور پر نہیں ہوگی۔“

(ازالہ اوہام فہرست کمپیوٹر ایڈیشن ص۲۶، مرتبہ عبدالحیٔ قادیانی)

حج کے متعلق قادیانی عقیدہ

۱...... ”میرے ظاہر ہونے کے بعد اب حج کا مقام قادیان ہے۔ سب لوگ حج کے لئے قادیان کو آیا کریں۔“ (برکات الخلافت ص۵)

فاطمۃ الزہرہؓ کے متعلق قادیانی کا عقیدہ

۱...... ”میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ فاطمۃ الزہرہ میرے سر کو اپنے ران پر رکھی ہیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۹، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲ حاشیہ)

ابو ہریرہؓ کے متعلق قادیانی کا عقیدہ

۱...... ”ابو ہریرہؓ ناسمجھ اور غبی تھے اور وہ روایت اور درایت نہیں جانتے تھے۔“

(اعجاز احمدی ص۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۷)

عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق قادیانی کا عقیدہ

۱...... ”ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔“ (ازالہ اوہام ص۵۹۴، خزائن ج۳ ص۴۲۲)

توہین اہل بیت

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است درگریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

۱...... ”مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک روتے ہو۔ پس سوچ لو۔“

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے متعلق

۱...... ”مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ، پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۳،۲۴)

۲...... ”عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور تین نانیاں کسبی اور زنا کار عورتیں تھیں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ص۲۹۱ حاشیہ)

۳...... ”یہ اعتقاد کہ مسیح عیسیٰ بن مریم مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں روح پھونک کر اڑاتا تھا۔ باطل ہے بلکہ یہ مشرکین کا عقیدہ ہے۔ کیونکہ عیسیٰ کے پاس عمل تراب تھا۔ جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالا کرتا تھا اور وہ ایک حوض کی مٹی تھی جس میں روح القدس کا اثر تھا۔ اسی کے سبب وہ مداریوں کی طرح فریب دیتا تھا اور یہ مٹی سامری کی مٹی کی طرح تھی۔“

(ازالہ اوہام ص۳۲۲، خزائن ج۳ص۲۶۳ ملخص)

۴...... ”عیسیٰ بن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس سال تک اسی پیشہ میں مشغول رہا۔“ (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ص۲۵۴ ملخص)

۵...... ”عیسیٰ کو تین بار شیطانی الہام ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ خدا کے وجود سے بھی انکار کرنے کے قریب ہوگئے تھے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ص۲۹۰ ملخص)

۶...... ”عیسیٰ نے انجیل کے تمام تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرایا اور پھر لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ یہ کتاب مجھ پر آسمان سے نازل ہوئی ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ص۲۹۰ ملخص)

۷...... ”یحییٰ عیسیٰ سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتے تھے اور کوئی بازاری عورت اپنی زنا کی کمائی کا عطر اس کے سر پر نہیں ملتی تھی۔ ایک کسبی عورت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھی۔ اس لئے خدا نے یحییٰ کو حصور (یعنی عورتوں سے بچنے والا) کہا ہے اور عیسیٰ کو نہیں کہا۔“

(دافع البلاء ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ حاشیہ)

۸...... ”اس بات میں شک نہیں کہ عیسیٰ در پردہ مستورات سے ملتا رہتا تھا اور ایک کسبی، بازاری عورت آ کر ان کے سر پر عطر لگاتی تھی۔ ایک بار عیسیٰ ایک نوجوان لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا۔ جب کہ اپنے استاد کے پاس اس کے حسن و جمال کا ذکر کیا تو استاد نے اسے اپنی مجلس سے دھکیل کر نکال دیا۔“ (الحکم مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۰۲ء)

۹...... ”مریم عیسیٰ کی ماں نکاح سے پہلے اپنے خاوند یوسف نجار کے ساتھ میل ملاپ رکھتی تھی اور دونوں سیر کے لئے صحرا کو چلے جاتے تھے اور یہ بات اس زمانے میں معیوب نہ تھی۔ جیسے کہ آج کل ہم افغانی پہاڑی عورتوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے منسوب شدہ خاوندوں کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے جاتی ہیں اور ان سے حاملہ بھی ہو جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس مریم بھی یوسف نجار سے حاملہ ہو گئی تھی۔ جب قوم کے بزرگوں کو اس کے حمل کا حال معلوم ہوا تو ان کے اصرار سے مریم نے یوسف نجار کے ساتھ نکاح پڑھوا لیا اور ان کا یہ حمل یوسف نجار ہی سے تھا۔“

(ایام الصلح ص۲۷، خزائن ج۱۴ ص۳۰۰ حاشیہ ملخص)

۱۰...... ”عیسیٰ جوروی اخلاق والے تھے۔ پاک دامن بھی نہیں تھے اور متکبر تھے۔ سچائی کے دشمن تھے وہ اس لائق بھی نہیں ہیں کہ ہم ان کو شریف کہیں۔ چہ جائیکہ ہم ان کو نبی مانیں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳ حاشیہ ملخص)

۱۱...... ”عیسیٰ کے عادات و اخلاق میں جھوٹ اور فریب کاری تھی۔ اس لئے کہ اپنے ایک یہودی استاد سے توریت کی تعلیم حاصل کی اور بہت بے عقل اور بے سمجھ تھے۔ ان کی بے عقلی کی یہ دلیل ہے کہ ان کو استاد نے عمدہ تعلیم نہیں دی تھی۔ اس واسطے وہ علم و عمل میں بہت ضعیف اور مختل الدماغ تھے۔ اسی واسطے ان کے بھائی ان پر ہمیشہ غضبناک رہتے تھے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰ حاشیہ)

۱۲......

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم

ترجمہ: یہ میں ہوں کہ بشارتوں کے موافق آیا ہوں۔ عیسیٰ کی کیا مجال ہے جو میرے مسند پر آ کر پاؤں رکھ سکے۔ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

جملہ مسلمانوں کے متعلق قادیانی کے عقائد

۱...... ''جو لوگ مجھے نہیں مانتے وہ کافر اور جہنمی ہیں۔'' (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

حرام زادے ہیں

''جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص ۳۱، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

مسلمانوں کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں

''ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں

''سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵، از مرزا محمود)

کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں

''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدائے تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔''

(انوار خلافت ص ۹۰، از مرزا محمود)

جائز نہیں جائز نہیں جائز نہیں

''باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔''

(انوار خلافت ص ۸۹)

مسلمانوں سے رشتہ وناتہ جائز نہیں

''غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی

نہیں۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں اور ان کی تربیت اعلیٰ پیمانہ پر نہیں ہوئی ہوتی۔ اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اسی کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس طرح اپنے دین کو برباد کر لیتی ہیں۔"

(برکات الخلافت ص ۷۳)

"حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔"

(برکات الخلافت ص ۷۵)

غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کے طرح کافر ہیں

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔"

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶)

کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو

"قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے۔ لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ (نہ معلوم یہ حکم کہاں ہے) پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔"

(انوار خلافت ص ۹۲)

غیر احمدی کے بچہ کا بھی جنازہ مت پڑھو

"پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔"

(انوار خلافت ص ۹۳)

محترم ناظرین! یہ عقائد ہم نے بہت ہی کم لکھے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ اور بھی وقتاً فوقتاً آپ حضرات کے سامنے ان کے گندہ عقائد پیش کرتے رہیں گے۔ علمائے عرب نے فتویٰ دیا ہے کہ ان عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کا قائل بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ان جملہ عقائد کا کوئی قائل ہو تو کفار سے بھی بدتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ہر مسلمان کے اسلام پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہے۔ خدا کا رسول اللہ کے متعلق یہ فرمانا کہ "وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً ونذيرا" اے رسول ہم نے آپ ﷺ کو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے قیامت تک بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور پھر قرآن کریم میں خاتم النبیین کا جملہ صاف بتاتا ہے کہ رسول کریم کی ذات پاک پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کا صاف

اور روشن یہ اعلان کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ دجال ہے، مکار اور فریبی ہے۔

افسوس صد افسوس ان تمام دلائل بینہ کے ہوتے ہوئے قادیانیوں اور لاہوریوں کی چشم بصیرت پر گمراہی کے پردے پڑے ہوئے ہیں کہ خدا اور رسول کریم کے مقابلہ میں ایسے شخص کے ساتھ تعاون روا رکھتے ہوئے ہمیشہ کے لئے اپنا ٹھکانہ جہنم بنا رہے ہیں۔

معزز ناظرین! انسان کے کروڑوں گناہ خدا بخشتا ہے اور اگر کوئی بہت بڑا گنہگار صحیح الاعتقاد بغیر توبہ کے بھی مر جائے۔ اگر خدا چاہے تو بغیر عذاب کے بھی داخل جنت کر سکتا ہے یا اس کے گناہوں کے موافق عذاب دینے کے بعد اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ بہر حال صحیح الاعتقاد بڑے سے بڑے گنہگار بھی جنت میں داخل ہوں گے۔ مگر جب کسی کا اعتقاد خراب ہو جائے تو وہ بحکم قرآن مقبول و حدیث رسول ﷺ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور بمقتضائے ''ربما یؤد الذین کفروا لوکانو مسلمین '' رسول ﷺ کی گنہگار امت سزا کے بعد جہنم سے نکالتے وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے تو اس وقت جہنم سے نکالے جاتے۔

قادیانیوں کے عقائد باطلہ آپ کے سامنے پیش کرنے کے بعد ہم جملہ اراکین مجلس محافظ الاسلام میسور تمام مسلمانان ملک میسور سے عموماً اور مسلمانان بنگلور سے خصوصاً پر زور اپیل کرتے ہیں کہ خدارا وہ اب ہوشیار ہو جائیں اور خدا اور رسول کے دین پاک کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور دشمنان اسلام کے حملوں کو روکتے ہوئے اور نہایت جرأت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتے ہوئے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے سرخرو ہونے کی سرٹیفکیٹ حاصل کریں۔

۳؍ جون ۱۹۳۵ء کو دشمنان شریعت مصطفیٰ کے ساتھ ہمارا مباہلہ ہے

ہوشیار ہوشیار ہوشیار

جملہ ذی حیثیت مسلمانوں سے عموماً اور بنگلور و میسور کے غیور مسلمانوں سے خصوصاً ہم اراکین مجلس محافظ اسلام میسور کی قوی امید ہے کہ وہ اس پورے مضمون کو ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کرتے ہوئے ثواب عظیم اور اجر جزیل کے مستحق بنیں گے۔

وما علینا الا البلاغ !

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی اسلام

حضرت مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اس کتاب سے پہلے "قادیانی قرآن" شائع کی گئی تھی۔ جس میں مرزا قادیانی کے وحی والہام سے صرف چند نمونے پیش کیے گئے تھے۔ جسے مسلمانوں نے غور سے پڑھا اور شوق سے قبول کیا اور اس سے بھولے بھالے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس کتاب کا مطالعہ کیا ہوا کوئی مسلمان انشاء اللہ قادیانی جال میں نہیں پھنس سکتا۔ جس سے قادیانی امت سخت بوکھلاہٹ میں پڑ گئی ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ اس کے حوالے غلط ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اس کے شروع وآخر کی عبارت چھوڑ کر صرف درمیان کی عبارت لکھ دی گئی ہے اور بعض یہ اڑا رہے ہیں کہ "قادیانی قرآن" کا جواب قادیان سے بہت جلد شائع ہو رہا ہے۔ غرض یہ کہ قادیانی امت کا ہر فرد جس نے بھی اس کتاب کا ایک مرتبہ مطالعہ کیا ہے۔ پریشان وسرگرداں ہے اور کسی نہ کسی طرح اپنے گم شدہ حواس کو ٹھکانے لگانے کی فکر میں مبتلا ہے۔ تعجب نہیں کہ شاید کوئی قادیانی اس کے جواب کے لئے بھی ناکام کوشش میں لگا ہو۔ مگر یاد رہے کہ اس کا جواب بھی ان کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کے جواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھ سکتا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے قرآنی اعجاز کے باطل کرنے کے خیال سے "اعجاز المسیح" اور "اعجاز احمدی" شائع کیا تھا۔

قادیانی امت اسلامی لباس اور اسلامی نام وغیرہ سے مسلمانوں کو ہمیشہ یہ دھوکہ دینا چاہتی ہے کہ وہ بھی اسلام میں داخل ہے اور جس طرح حنفی وشافعی وغیرہ کا آپس میں اختلاف ہے اور وہ سب مسلمان ہیں۔ اسی طرح قادیانی بھی ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ میں اختلاف رکھتے ہوئے اسلام میں داخل ہیں۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر دجل ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے جتنے فرقے ہیں وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد قیامت تک پھر کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ نیز یہ کہ جو بھی سرکار دو عالم ﷺ کی توہین کرتا ہے وہ کافر ہے۔ بلکہ جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ان عقائد میں کسی ایک مسلمان کا بھی اختلاف نہیں۔ مگر قادیانی ان تینوں عقیدوں کے خلاف اپنا عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک نیا نبی مانتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو مردہ خیال کرتے ہیں اور ان کی قبر کبھی ملک شام گلیل میں اور کبھی کشمیر سرینگر میں بتاتے ہیں اور نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ مرزا غلام احمد علیہ ما علیہ کو سرکار دو عالم ﷺ (فداہ ابی و امی) سے بڑھ چڑھ کر یقین کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے ہر شخص معلوم کر سکتا ہے۔ ہمارا اور قادیانیوں کا کوئی جزوی یا معمولی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک اصولی بنیادی اختلاف ہے۔ جنت اور دوزخ کا اختلاف ہے۔ ایمان و کفر کا اختلاف ہے۔ قادیانی دنیا کے نوے کروڑ مسلمانوں کو دوزخی اور کافر سمجھتے ہیں اور مسلمان بھی اس مٹھی بھر قادیانی امت کو دوزخی اور کافر سمجھتے ہیں۔

علاوہ ان اصولی اختلاف کے اور بھی سینکڑوں اختلاف اہل اسلام اور قادیانیوں میں ہیں۔ ان میں کچھ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ہم اس کتاب میں پیش کرتے ہیں۔ تاکہ بھولے بھالے اور اسلام سے بے خبر مسلمانوں پر دن کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جائے کہ قادیانیوں کے ظاہری اسلامی غلاف کو اصل دین اسلام سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔

چراغ مردہ کجا صبح آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

''قادیانی قرآن'' کے حوالوں کی طرح اس کتاب کے ہر حوالے کے لئے بھی ہم اعلان کرتے ہیں کہ اگر کوئی قادیانی یا ان کا کوئی چنڈت یہ ثابت کر دے کہ اس کتاب کا فلاں حوالہ غلط ہے یا اس کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے یا اصل عبارت میں ایسی کتر بیونت کی گئی ہے۔ جس سے اصل معنی بدل گئے ہیں تو ہم اس کے فی حوالہ دس روپے دینے کو تیار ہیں۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ کوئی قادیانی اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور نہ کرے گا۔ یوں گھر بیٹھ کر اپنی جماعت میں شیخی بگھارنی اور بات ہے۔

بنما بصاحب نظرے گوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرچند

احقر: سید محمد اسماعیل عفی عنہ

(نوٹ) یہ کتاب آج سے تقریباً چالیس سال قبل شائع ہوئی تھی۔ مگر نایاب ہو گئی تھی۔ چونکہ اس وقت قادیانی فتنہ پھر سے سانس لینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس لئے اس کو دوبارہ مجلس علمیہ آندھرا پردیش نے شائع کیا ہے۔ مجلس علمیہ آندھرا پردیش علماء کرام کی مؤقر جماعت ہے۔ یہ جماعت اور اس کے ارکان علماء رد قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کے عظیم اور مبارک کام میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین!

قادیانی اسلام

اصل اسلام سے تو تھوڑی بہت ہر مسلمان کو واقفیت ہے کہ اسلام ایمان، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے۔ مگر ذرا مرزا قادیانی کی بھی سن لیجئے کہ ان کے نزدیک اسلام کے ارکان کیا ہیں:

۱…… ’’میں سچ سچ کہتا ہوں (جھوٹ نہیں) کہ اس محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار اظہار کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کی…… اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔‘‘ (شہادت القرآن ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۸۰، ۳۸۱)

۲…… ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے (مرزا قادیانی نے) تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔‘‘ (الفضل قادیان مورخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء، خطبہ مرزا محمود)

۳…… ’’جس اسلام میں آپ (مرزا قادیانی) پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ (قادیانیت) کا ذکر نہیں۔ اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا (قادیانیوں کا) اسلام اور ہے۔‘‘ (روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۳۱؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

۴…… ’’اب جب کہ یہ مسئلہ صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیراحمدیوں (مسلمانوں) کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔‘‘ (کلمتہ الفصل ص۱۲۹)

۵…… ’’

چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر وایمان کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیراحمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے۔ مسلمان تو اس لئے کہا کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا

جائے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے۔ مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ ” (کلمتہ الفصل ص ۱۴۳)

دیکھا آپ نے، مرزا قادیانی اور ان کے صاحبزادہ کی اصل تعلیم یہ ہے کہ ایک طرف تو لوگوں کو یہ کہہ کہہ کر فریب دیا جاتا ہے کہ یہ مولوی بڑے ہی تنگ نظر ہیں۔ بات بات پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں اور دوسری طرف اپنی امت کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ سوائے اپنے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر سمجھو۔

۶...... خط بنام شیخ محمد حسین بٹالوی:

“میں (مرزا قادیانی) افسوس سے لکھتا ہوں کہ آپ کے فتویٰ تکفیر کی وجہ سے جس یقینی نتیجہ احد الفریقین کا کافر ہونا ہے۔ اس خط میں سلام مسنون یعنی السلام علیکم سے ابتداء نہیں کر سکا۔ ” (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۹، خزائن ج ۵ ص ۲۸۹)

۷...... “حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک خط بزبان عربی لکھا۔ یہ عربی خط ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف نہیں لکھا گیا۔ بلکہ اس کے مخاطب مشائخ ہند اور زہاد وصوفیائے مصر وشام وغیرہ اسلامی ممالک بھی ہیں۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ بغیر سلام مسنون بسم اللہ کے بعد یوں شروع ہوتا ہے اور دیکھئے ۱۹۰۲ء میں جب علمائے ندوہ کا جلسہ امرتسر میں ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک اشتہار شائع ہوا۔ جس کے جواب میں آپ نے ایک ہی دن میں دعوۃ الندوہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں بغیر سلام مسنون کے “التبلیغ” کے عنوان سے علمائے ندوہ کو مخاطب کیا۔ س سے بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوا کہ آپ (مرزا قادیانی) بھی ان کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ کافر قرار دیتے تھے اور جس کو حضرت مسیح موعود کافر قرار دیں اس کو کافر سمجھنا ہر شخص کا فرض ہے۔ ” (الفضل قادیان مورخہ ۲۲؍ جولائی ۱۹۲۰ء)

۸...... “حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں:

۱...... یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی تھی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔

۲...... اب ہم مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اس فیصلہ کے بعد کسی شخص کی بات کو پرپشہ (مچھر کے پر) کے برابر وقعت نہیں دیتے جو احمدی کہلا کر غیر احمدی کو مسلمان جانتا ہے۔ پس جب مسیح موعود کہتا ہے کہ اس کے منکروں کو خدا مسلمان نہیں جانتا تو ہم کون ہیں کہ اس بات کا انکار کریں۔ ” (کلمتہ الفصل ص ۱۴۳)

۱۰...... “میں زور سے کہتا ہوں اور دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان کرتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا وفادار اور جانثار یہی ایک نیا

فرقہ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵)

دیکھ لیجئے! مذکورہ بالا حوالوں میں مرزا قادیانی اور ان کے صاحبزادے نے کس صفائی سے دنیا بھر کے علماء ومشائخ وصوفیاء اور عام مسلمانوں کو ایک قلم کافر بنادیا۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ اصل اسلام اور ہے اور قادیانی اسلام اور ہے۔

کلمہ شریف

اسلام کا بنیادی تحریری کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے۔ جسے دل سے سچا سمجھ کر زبان سے ادا کئے بغیر کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا۔ اس کا نام ایمان ہے اور تمام عبادات اسی پر موقوف ہیں۔ اس کے بغیر تمام عبادت بیکار ہے اور سب نیکی اکارت۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک اکیلا ہے۔ اس کی ذات وصفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس لئے کہ کوئی اس جیسا نہیں۔ وہ بے عیب ہے اور جسم وجسمانیت سے پاک ہے اور حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے سچے اور آخری رسول ہیں۔ قیامت تک یہی دین اور یہی کلمہ باقی رہے گا۔ اگر (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ آخری رسول نہ ہوں تو پھر اسلام بھی سچا مذہب نہیں رہ سکتا۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کا ایمان اس کلمہ شریف پر نہیں ہے۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی کے الہام اور وحی کو اگر (نعوذ باللہ) سچا مان لیا جائے تو اس کے اعتبار سے خدا کبھی ٹھیک بھی کرتا ہے اور کبھی بھول بھی جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی وحی ہے:

۱...... "اخطی واصیب" میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی۔ (تذکرہ ص ۴۶۲)

۲...... مرزا قادیانی کا خدا کبھی کھاتا ہے اور کبھی روزہ بھی رکھ لیتا ہے۔ "افطر واصوم" (میں افطار بھی کروں گا اور روزہ بھی رکھ لوں گا) (تذکرہ ص ۴۲۸)

۳...... "خدا غمگین ہے۔" (تذکرہ ص ۴۲۹)

۴...... "وہ (خدا تعالیٰ) ایک جج کی طرح عدالت کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا ایک کلرک بھی ہے اور مرزا قادیانی اس کے پاس مسل لے کر دستخط بھی کرالاتے ہیں اور دستخط سے پہلے خدا تعالیٰ لال سیاہی سے مرزا قادیانی اور ان کے مرید عبداللہ سنوری کے کرتے ٹوپی کو بھی رنگ دیتا ہے۔" (سرمہ چشم آریہ ص ۱۳۱، ۱۳۲، خزائن ج ۲ ص ۱۷۹، ۱۸۰)

۵...... قادیانی عقیدہ کے مطابق خدا کا بروز (اوتار) بھی ہوتا ہے اور اس کے (یعنی خدا کے) پانی سے مرزا قادیانی ہیں اور خدا کا بیٹا بھی ہوسکتا ہے۔ جو مرزا قادیانی ہے اور اس کا باپ بھی ہوسکتا ہے۔ جو مرزا ہے۔

غرض یہ کہ خدا تعالیٰ کے متعلق اس قدر لچر اور الحاد سے پر عقائد شاید دنیا کے کسی مذہب کے نہ ہوں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی امت کے ہیں۔

۶...... ''محمد رسول اللہ'' کے متعلق صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنے آپ کو محمد و احمد کہتا ہے۔ چنانچہ اس کا مشہور شعر ہے۔

منم مسیح زمان منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

میں ہی محمد مصطفیٰ اور احمد مجتبیٰ ہوں۔ (درثمین فارسی ص۱۳۸)

پھر مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے۔ ''من فرّق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی '' یعنی جس نے مجھ (مرزا قادیانی) میں اور محمد مصطفیٰ ﷺ میں فرق کیا اس نے نہ مجھ کو جانا اور نہ پہچانا۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۲، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

۷...... ''آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد و احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

۸...... ''ہم نے مرزا قادیانی کو بحیثیت مرزا نہیں مانا۔ بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اسے محمد رسول اللہ فرمایا ہے۔'' (تقریر سرور شاہ قادیانی، الفضل قادیانی ۲۷؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

۹...... ے

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پہ وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸؍مئی ۱۹۲۸ء)

۱۰...... ے

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(البدر قادیان ج۲، نمبر۴۳ ص۱۴، دیوان قاضی اکمل قادیانی)

نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ! مذکورہ بالا چند حوالوں سے آپ نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ محمد رسول اللہﷺ کے متعلق قادیانیوں کا کیا عقیدہ ہے۔ لہٰذا کلمہ شریف پر کسی طرح بھی قادیانیوں کا یقین نہیں۔ اس لئے کہ مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی، محمد واحمد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ نعوذ باللہ! گویا محمد تو ایک وہ ہوئے جن کا کلمہ دنیا کا ہر مسلمان پڑھتا ہے اور دوسرا نعوذ باللہ وہ محمد جو مرزا غلام احمد بنا ہے۔ اگر اصلی محمدﷺ ہیں تو مرزا غلام احمد جھوٹا اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی محمد ہے تو کلمہ غلط۔ لہٰذا ہر صورت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قادیانی امت صرف لوگوں کو پھانسنے کے لئے زبانی کلمہ پڑھ کر دھوکہ دیتی ہے۔ ”وما یخدعون الا انفسھم“ کے مصداق بنتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی اسلام کی طرح قادیانی کلمہ بھی الگ ہے۔

قرآن شریف

قرآن شریف کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ خدا کا آخری کلام ہے جو حضرت محمدﷺ پر نازل ہوا۔ لیکن تمام مرزائی، مرزا قادیانی کی وحی کو بھی قرآن کے برابر مانتے ہیں۔ بہرحال، ہم یہاں چند حوالے درج کرتے ہیں تاکہ مقصود اچھی طرح واضح ہو جائے۔

۱...... ”قرآن کریم اور مسیح موعود کے الہامات دونوں خدا کے کلام ہیں۔ دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۳۰؍اپریل ۱۹۱۵ء)

۲...... ”یہ شان بھی صرف انبیاء ہی کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جائے۔ حضرت محمد رسول اللہﷺ کو بھی قرآن میں یہی حکم ملا اور بعدہ حضرت احمد (مرزا غلام احمد قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا۔“ (رسالہ احمدی ص۵)

۳......

پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

(الفضل قادیان مورخہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۲۲ء)

۴...... ”وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ“ یہ (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنی طرف سے نہیں بولتا۔ بلکہ جو کچھ کہ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔“ (تذکرہ ص۳۷۸)

۵...... ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے (مرزا قادیانی کے) منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ ص۶۴۱)

۶...... ”ما انا الا کالقرآن“ میں قرآن کی طرح ہوں۔ (تذکرہ ص۶۷۴)

۷...... ''ہم کو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علی وجہ البصیرت یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

۸...... ''خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہ ہوگا۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

۹...... ''میں جیسا کہ قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ پر ہوئی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

۱۰...... ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

ان دس حوالوں سے آپ اچھی طرح جان سکتے ہیں کہ ہم جس طرح قرآن شریف کو خدا کی آخری کتاب مانتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح قادیانی نبی اور اس کی امت مرزا قادیانی کے الہام کو قرآن سمجھتی ہے۔ اس لئے اسلام وکلمہ شریف کے مانند قادیانیوں کا قرآن بھی الگ ہے۔

حدیث شریف

حدیث شریف کے بارے میں ہمارا یہ یقین ہے کہ وہ اسلام میں حجت ودلیل ہے۔ اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے ارشادات واعمال کے ذریعہ قرآن کریم کے احکام کی تشریح وتفصیل بیان فرمائی۔ لیکن قادیانی کیا سمجھتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

۱...... ''ہم خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں۔ میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو مجھ پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص ۳۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

۲...... ''جو شخص حکم ہو کر آیا ہے۔ اسے اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے حکم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱ حاشیہ)

۳...... ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں۔ وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں۔ کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت ﷺ کے منہ سے نہیں سنی۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲۹؍اپریل ۱۹۱۵ء، بیان مرزا محمود)

قرآن شریف کو مرزا قادیانی نے اپنے منہ کی باتیں کہا اور اپنی وحی کو قرآن قرار دیا اور حدیث شریف سے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ میں حکم ہوں۔ مجھے اختیار ہے کہ جس حدیث کو چاہوں قبول کروں اور جسے چاہوں ردی کی ٹوکری میں پھینک دوں۔ کوئی ان عقل کے اندھوں سے پوچھے کہ مرزا قادیانی کو یہ ڈکٹیٹر شپ کس طرح مل گئی۔ اصل جھگڑا تو ان کی ڈکٹیٹری کا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی جھوٹا ہے وہ حکم نہیں بن سکتا فلاں حدیث کی رو سے، اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں حکم ہوں۔ میں تمہاری حدیث ہی کو نہیں مانتا۔ آپ ہی غور کریں کہ یہ سوال دیگر وجواب دیگر ہے کہ نہیں۔ اگر ہم مرزا قادیانی کو حکم مان لیتے تو پھر اسے حدیث کی رو سے جھوٹا کیوں کہتے۔

من چہ می سرائم وطنبورۂ من چہ می سراید

اس کو کہا جاتا ہے۔

جب قرآن شریف اور حدیث شریف کے متعلق مرزا قادیانی اور مرزائی امت کا یہ عقیدہ ہے تو پھر ان سے بحث ومناظرہ کس دلیل سے اور کس طرح کیا جاسکتا ہے؟ مولانا روم فرماتے ہیں۔

حملہ برخود میکنی اے سادہ مرد
مثل آں شیرے کہ برخود حملہ کرد

اسی طرح یہ قادیانی بھی قرآن وحدیث پر حملہ نہیں کرتے۔ بلکہ خود اپنی سمجھ اور علم وعقل پر اپنے ہاتھ سے تیز کلہاڑا چلا رہے ہیں۔

حرمین شریفین

۱…… ’’کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت کر رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان‘‘ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو کیا لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے داہنے صفحے میں قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

قادیانی امت غور کرے کہ مرزا قادیانی کا یہ کشف شیطانی تھا یا رحمانی۔ اگر شیطانی ہے تو دل ماشاد اور اگر رحمانی تو سچا یا جھوٹا۔ اگر جھوٹا تو پھر کہنا درست اور اگر سچا تو پھر تمام قادیانی امت

ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور قرآن شریف کا لفظ لفظ پڑھ لیں اور ہمیں دکھلا دیں کہ قادیان کا قرآن شریف میں کس جگہ ذکر ہے۔

بڑی مشکل میں پڑا ہے سینے والا جیب وگریباں کا

۲...... ''ہم مدینہ منورہ کی عزت کر کے خانۂ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح ہم قادیان کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خداتعالیٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے لئے چنا۔''

پدر تمام نہ کرد وپسر تمام کند

اسی کو کہتے ہیں۔ مؤلف

۳......

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص۵۲)

معلوم نہیں اب لندن کے متعلق انگریزی نبی حضور گورنر جنرل کا کیا خیال ہے؟

۴...... ''اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا ''من دخلہ کان اٰمنا'' اسی مسجد (قادیان) کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔''

(براہین احمدیہ ص۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ ص٦٦٧)

۵...... ''لوگ معمولی اور نفلی طور سے حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ (قادیان) نفلی حج سے بھی ثواب زیادہ ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ ص۳۵۲)

٦...... ''جو احباب واقعی مجبوری کے سبب اس موقعہ (ظلی حج) پر قادیان نہیں آسکے۔ وہ تو خیر معذور ہیں۔ لیکن جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد واثق کا پاس کیا اور ارض حرم (قادیان) کے انوار وبرکات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ امام محترم (مرزامحمود قادیانی) کی زیارت کرنے کے شوق میں دارالامان مہدی (قادیان) ٹھیک وقت پر آن پہنچے۔ ان کی للّٰہیت ان کا خلوص قابل تحسین ہے۔ اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں نہیں سما سکتا تو گلیوں اور راستوں اور دکانوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کی چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ٢٦ر دسمبر ۱۹۱۵ء)

قادیانی شاید مرزا کی مسجد کو قبلہ بنا کر چاروں طرف سے سجدہ کرتے ہوں گے۔ ورنہ

چار مصلوں کا نظارہ نہیں ہوسکتا۔

۷...... ’’چونکہ حج پر وہی لوگ جاسکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں۔ حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔‘‘ (الفضل قادیان مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

خداتعالیٰ نے غریبوں پر حج فرض نہ کر کے بقول مرزامحمود پہلے ایک قسم کی ناانصافی کی تھی۔ اس لئے اب قادیان میں حج جاری کرادیا نعوذ باللہ منہا، خدا اس مذہب سے ہر مسلمان کو بچائے۔ آمین یارب العالمین!

قادیانی نبی کا ایک رخ

۱...... ’’اس عاجز کو شرف مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف فرما کر اس صدی چہاردہم کا مجدد قرار دیا ہے اور ہر ایک مجدد کا بلحاظ حالت موجودہ زمانہ کے ایک خاص کام ہوتا ہے۔ جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ سو اس سنت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت (عیسائیوں کی شوکت) کو توڑنے کے لئے مامور ہے۔ یعنی خداتعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا ہے۔‘‘

(انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۴۶)

۲...... ’’اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا ہے اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف ہے۔ دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۱، خزائن ج۵ ص۳۴۱)

۳...... ’’اگر تم ان (عیسائی) فتنوں کی نظیر تلاش کرنے کی کوشش کرو یہاں تک کہ اس کوشش میں مر بھی جاؤ تب بھی قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوگا کہ کبھی کسی زمانہ میں ان موجودہ (عیسائی) فتنوں سے بڑھ کر اور کوئی فتنے بھی آنے والے ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۲، خزائن ج۵ ص۵۲)

۴...... ’’پھر سوچو کہ فرضی دجال کی سلطنت باوجود عیسائی سلطنت کے کیونکر ممکن ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۶۹، خزائن ج۵ ص۲۶۹ ملخص)

۵...... ’’عیسائی قوم اس زمانہ میں (۱۸۹۲ء میں) چالیس کروڑ سے کچھ زائد ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۷، خزائن ج۵ ص۳۴۷)

۶...... ’’اور بقول پادری ہیکر صاحب پانچ لاکھ تک صرف ہندوستان میں ہی کرشٹان شدہ لوگوں کی نوبت پہنچ گئی ہے اور اندازہ کیا گیا ہے کہ تقریباً بارہ سال میں ایک لاکھ آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہوجاتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۶۴، خزائن ج۳ ص۳۶۴)

۷...... ’’کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۱، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۸...... ’’بالفعل صرف لندن میں سور کا گوشت بیچنے کے لئے ہزار دکان موجود ہیں اور بذریعہ معتبر خبروں کے ثابت ہوا ہے کہ صرف یہی ہزار دکان نہیں بلکہ پچیس ہزار خنزیر ہر روز لندن سے مفصلات کے لوگوں کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۳، خزائن ج۳ ص۱۲۳)

۹...... ’’لیکن میں جانتا ہوں کہ آج کل کے یورپ کی جھوٹی تہذیب جو ایمانی غیوری سے بہت دور پڑی ہوئی ہے۔ ہمارے علماء کے دلوں کو کسی قدر دبالیا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۶، خزائن ج۳ ص۱۱۵، ۱۱۶)

۱۰...... ’’پس ظاہر ہے کہ یہ کرسچن قوم اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کاروائیاں ہیں اور سحر کے اس کامل درجہ کا نمونہ ہے جو بجز اوّل درجہ کے دجال جو دجال معہود ہے اور کسی سے ظہور پذیر نہیں ہوسکتیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۹۴، خزائن ج۳ ص۳۶۵)

مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا دس حوالوں سے بات صاف طور سے ثابت ہوگئی کہ:

۱...... مرزا قادیانی خدا تعالیٰ کی جانب سے صلیبی شوکت (عیسائی شوکت) کو توڑنے کا خاص کام دنیا میں لے کر آئے۔

۲...... مرزا قادیانی کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا ہے۔

۳...... عیسائی قوم اس وقت چالیس کروڑ تھی۔

۴...... مگر تھوڑے عرصہ میں ہندوستان کے اندر ہی پانچ لاکھ عیسائی ہوچکے ہیں اور ہر بارہ برس میں ایک لاکھ بڑھ جاتے ہیں۔

۵...... عیسائیوں کے فتنہ کے برابر اتنا بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔

۶...... آج کل کی انگریزی تہذیب اور فلسفہ نے سب کو خراب کردیا ہے۔

۷...... لندن میں سوٴر کے گوشت کی کثرت ہے۔

۸...... کرسچن قوم اور عیسائی سلطنت ہی دجال ہے۔

آیئے! ذرا دیکھیں تو سہی کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ صلیب شکنی وسور کشی میں کہاں تک

کامیاب ہوسکے ہیں اور ان کے آنے سے کرسچن کم ہوئے یا زیادہ؟ مرزاقادیانی نے تو ایک لاکھ کرسچن ۱۸۹۳ء میں اور پانچ لاکھ ۱۸۹۲ء میں دکھلا کر لوگوں کو یہ دھوکہ دینا چاہا تھا کہ ایک ہی برس میں چار لاکھ کرسچن مرزاقادیانی کے آنے کے سبب سے کم ہوگئے۔ مگر اصل حال تو مردم شماری سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس وقت ہندوستان میں چھ کروڑ کرسچن اور دنیا میں ایک سو اسی کروڑ کرسچن ہیں۔ مسیح موعود کے فیض کا یہ اثر ہوا۔ ہائے افسوس!

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

اور مسیحا نفسی کا یہ اثر کیوں نہ ہوتا۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر مردہ بنانے میں مرزاقادیانی نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کردیا کہ عیسائیوں کے کفارہ کی تھوڑی سی اصلیت ہے۔ کرسچنوں کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ مرزاقادیانی کا اہم کام عیسائی شوکت کو توڑنا نہیں تھا۔ بلکہ صرف عیسائی سلطنت کی حمایت تھی۔ مرزاقادیانی اسی اہم کام میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ لگا گئے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل رخ ملاحظہ فرمائیے۔

قادیانی نبی کا دوسرا رخ

۱…… ”ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہوگیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکرگزار رہیں۔“ (ازالہ اوہام ص۱۳۲، خزائن ج۳ ص۱۶۶ حاشیہ)

۲…… ”میرے رگ وریشہ میں شکرگزاری اس معزز گورنمنٹ کی سمائی ہوئی ہے۔“

(شہادت القرآن ص۸۲، خزائن ج۶ ص۳۷۸)

۳…… ”خداتعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر کرنا ایسا ہی فرض کیا ہے۔ جیسا کہ اس کا (خدا کا) شکر کرنا۔“ (شہادت القرآن ص۸۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

۴…… ”گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔“ (شہادت القرآن ص۹۲، خزائن ج۶ ص۳۸۸)

۵…… ”جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے ماتحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لاسکتے۔“

(ازالہ اوہام ص۳۰، خزائن ج۳ ص۱۳۰ حاشیہ)

لیکن وہاں آپ کو بیٹھنے کون دے گا۔ (مؤلف)

۶…… ”میں (مرزاقادیانی) ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ سال کی عمر تک پہنچا

ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں۔“

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

بے شک خاتم النبیین ﷺ کے بعد اور کون سا اہم کام تھا۔ جسے مرزا قادیانی لے کر آئے۔ سوائے گورنمنٹ انگلشیہ کی خیر خواہی کے۔ (مؤلف)

۷..... ”اور میں نے صرف اسی قدر کام نہیں کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم کیونکر امن وامان اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ (یعنی تم بھی اس سایہ عاطفت میں آ جاؤ۔ مؤلف) اور ایسی کتابوں کو چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔“

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

(مرزا قادیانی آپ کی امت ہم کو خواہ مخواہ دھوکہ دیتی ہے کہ ہم دور دراز کے ملکوں میں اسلام کی تبلیغ کو جاتے ہیں۔ مؤلف)

۸..... ”میری عمر کا اکثر وبیشتر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ کتابیں اور رسائل اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

آپ نے عیسائی حکومت اور بقول آپ کے دجال معہود کی حمایت میں پچاس الماریاں بھر دیں تو پھر اسلام کی حمایت آپ سے کیا خاک ہو سکتی ہے۔ غالباً یہ عیسائی شوکت کے مٹانے کے لئے۔ مؤلف

۹..... ”پھر میں (مرزا قادیانی) پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد وحفظ امن اور جہادی خیالات کو روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟“ (کتاب البریہ ص ۸، خزائن ج ۱۳ ص ۸)

۱۰..... ”جب ہم ایسے بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت کر رہے ہیں۔“ (شہادت القرآن ص ۸۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۱)

شکر ہے کہ گویا کا فرق رہ گیا۔ (مؤلف)

۱۱…… ''اس تمام تمہید کا مدعا یہ ہے کہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ ہم تہہ دل سے اس کے شکرگزار ہیں اور ہمہ تن اس کی خیر خواہی میں مصروف۔'' (شہادت القرآن ص۸۶، خزائن ج۶ ص۳۸۲)

۱۲…… ''میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے بطور ایک تعویذ کے ہوں جو آفتوں سے بچائے۔'' (نورالحق ص۳۳، خزائن ج۸ ص۴۵)

۱۳…… ''آپ (مرزا قادیانی) کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا۔'' (تذکرہ)

(بھلا خود کاشتہ پودے پر کوئی سختی کا ہاتھ رکھ سکتا ہے۔ مؤلف)

۱۴…… ''ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

ہرگز نہیں پا سکتے۔ اسلامی حکومت کا مزہ تو کابل میں چکھ چکے ہیں۔ مؤلف

۱۵…… ''دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔'' (الفضل قادیان مورخہ یکم رنومبر ۱۹۳۴ء)

(اور درست سمجھتی ہے)

۱۶…… ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں (قادیانیوں) کو یہ کہتا سنا ہے کہ ہمیں مسیح موعود کی ایسی تحریر پڑھ کر شرم آتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۳۲ء)

فرزند سعادت مند اسے کہتے ہیں۔ اگر بیٹا باپ کا رمز شناس نہ ہو تو وہ بیٹا ہی کیا۔ بھلا دوسرے قادیانی کو اس رمز سے آگاہی کیسے ہو۔ اسی لئے وہ بیچارے نابینا ہیں۔ اس باب میں زیادہ وضاحت قرین مصلحت نہیں۔ ناظرین خود ہی مرزا قادیانی کے کارناموں کی تصویر کے دونوں رخ دیکھ لیں۔ ہائے افسوس۔

کس لئے آئے تھے اور کیا کر چلے
تہمتیں چند اپنے ذمہ دھر چلے

عیش و عشرت

مرزا قادیانی (آئینہ کمالات اسلام ص۵۵، خزائن ج۵ ص ایضاً) پر فرماتے ہیں۔

منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی
کہ می خواہد نگار من تہی دستان عشرت را

یعنی اگر خدا کو چاہتے ہو تو دنیوی عیش و عشرت کو دل سے نکال دو۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ۔

ما ازیں دنیا جز دو نان خشکے و کوزہ آبے نمی خواہم

کہ میں عیش و عشرت کا خواہاں نہیں۔ صرف زندگی گزارنے کے لئے صرف دو سوکھی روٹی اور ایک گلاس پانی چاہتا ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام)

مگر اس کے برعکس ہم قادیانی حدیث سیرۃ المہدی سے جسے مرزا قادیانی کے ہونہار فرزند میاں بشیر احمد ایم۔ اے نے لکھا ہے۔ اس سے چند نمونے مرزا قادیانی کی عیش و عشرت کے نقل کر کے فیصلہ ناظرین کے ذمہ چھوڑتے ہیں:

۱...... ”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ حضرت (مرزا قادیانی) اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند فرماتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھاتے تھے اور سالم مرغ کا گوشت بھی (مسلم) پسند تھا...... گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔“ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۱، روایت نمبر ۱۶۷)

۲...... ”مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۲، روایت نمبر ۴۴۴)

۳...... ”مرغ کا گوشت ہر طرح آپ کھا لیتے تھے۔ سالن ہو یا بھنا ہوا کباب ہو یا پلاؤ۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۲، روایت نمبر ۴۴۴)

۴...... ”پلاؤ بھی آپ کھا لیتے تھے۔ مگر ہمیشہ نرم، گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۲، روایت نمبر ۴۴۴)

۵...... ”میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے۔ مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھی۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۲، روایت نمبر ۴۴۴)

(شاید ذیابیطس شکری کو مفید ہوں گے)

۶...... ”عمدہ کھانے یعنی کباب، مرغ، پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول وغیرہ۔ تب ہی آپ کہہ کر پکوایا کرتے تھے۔ جب ضعف معلوم ہوتا تھا۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۲، روایت نمبر ۴۴۴)

(مگر مرزا قادیانی تو دائم المریض تھے)

۷...... ''دودھ، بالائی، مکھن یہ اشیاء بلکہ روغن بادام تک صرف قوت کے قیام اور ضعف دور کرنے کو استعمال کرتے تھے۔''
(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۳، روایت نمبر۴۴۴)

۸...... ''میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفہ کے لایا بھی کرتے تھے۔ گاہے بگاہے خود بھی منگواتے تھے۔ پسندیدہ میوؤں میں سے آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپور کا سنترہ، سیب، سردے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے تھے کھا لیا کرتے تھے۔''
(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۴، روایت نمبر۴۴۴)

۹...... ''زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمن اور جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے۔ بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرتسر اور لاہور سے منگوا لیا کرتے تھے۔''
(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۴، روایت نمبر۴۴۴)

۱۰...... ''بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی تحقیق تھی کہ ہندو کی ساختہ ہے یا مسلمان کی۔''
(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۵، روایت نمبر۴۴۴)

۱۱...... ''بلکہ ولایتی بسکٹوں کو جائز فرماتے تھے۔ اس لئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے۔ اس لئے کہ بنانے والے تو مکھن ہی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔''
(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۲، روایت نمبر۴۴۴)

۱۲...... ''پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے پچاس روپے (آج کے دو ہزار روپے) بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولے مشک خالص دو شیشیوں میں ارسال فرما دیں۔''
(مخطوط امام بنام غلام ص۳،۲)

۱۳...... ''سر کے دورے (مراق) اور سردی کی تکلیف کے لئے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ منگوایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین لاہوری کے سپرد تھی۔ عنبر اور مشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے۔''
(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۷، روایت نمبر۴۴۴)

۱۴...... ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت (آفریں بریں ماتحتی) بنائی اور اس کا ایک بڑا جز وافیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین قادیانی) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد دیتے رہے اور خود (مرزا قادیانی) بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔'' (جیسے نبی ویسے خلیفہ)
(الفضل قادیان مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۲۹ء)

۱۵...... خریداری کی ڈیوٹی پر مامورا پنے ایک مرید کو خط لکھتے ہوئے شری مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خرید دیں اور ایک ٹانک وائن (انگریزی شراب) کی پلومر کی دوکان (شراب خانہ سے) خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے۔‘‘ (نہیں تو بے کار ہے) (خطوط امام بنام غلام ص۵)

قادیانی نبی کا انجام

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار

(تذکرہ ص۷۵۶)

مباش ایمن از بازیٔ روزگار

(تذکرہ ص۷۵۴)

(مرزا قادیانی کی آخری وحی)

۱...... ’’خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود اسہال (پاخانہ) کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور جب میں نے پہلی نظر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ میرے دل پر یہ اثر پڑا کہ یہ ملک الموت ہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۹، روایت نمبر۱۲)

ملک الموت نہیں بلکہ سخت قسم کا ہیضہ جسے ایشیاٹک کالرا کہا جاتا ہے۔

۲...... ’’حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ (مرزا قادیانی کی دوسری اہلیہ) نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ (موقعہ پر آیا ہے۔ مؤلف) مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم ان کے پیر دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا تم اب جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں اب

دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے۔ (سچا نبی جہاں مرتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے، مقولہ مرزا قادیانی) اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔ اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ تو اس پر آپ نے کہا وہی جو میں (مولوی ثناء اللہ کے لئے) کہا کرتا تھا۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۱، روایت نمبر ۱۲)

پانچ پاخانے ایک قے۔ قصہ ختم! "**فاعتبروا یا اولی الابصار**" یہ حال انہی مرزا قادیانی کا ہے جو اپنی چند روزہ زندگی میں زمین آسمان کے قلابے ملایا کرتے تھے۔ کبھی خدا بنتے تھے اور کبھی خدا کے باپ۔ کبھی زمین و آسمان بناتے تھے تو کبھی مسل لے کر دنیا بھر کی تقدیر پر دستخط کرالاتے تھے۔ مگر اپنی تقدیر سے بے خبر تھے۔ جس کا فیصلہ ان کی آخری وحی نے کر دیا۔ مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار!

چند روزہ عیش وعشرت کے لئے آخرت کو چھوڑنا، رسالت ونبوت کا دعویٰ کرنا، عیسائیوں کی خوشامد میں پچاس الماریاں کتابیں لکھنی اور اس اہم کام میں عمر کا اکثر حصہ خرچ کرنا اور اپنی دجالی تصانیف اور مکاری اور رنگین بیانی سے بھولے بھالے مسلمانوں کو مرتد بنانا، علماء کرام اور صوفیائے عظام کے سب وشتم سے اپنی کتابوں کو سیاہ کرنا اور دنیا بھر کے لوگوں کو موت اور ہیضہ اور طاعون کی دھمکی دے کر خود بجائے مکہ یا مدینہ میں مرنے کے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری سے ہیضہ کا مباہلہ کر کے خود ہی دست وقے یعنی ہیضہ کی بیماری سے ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کے مطابق لاہور میں ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو یہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ۔

مباش ایمن از بازیٔ روزگار
مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار

(تذکرہ ص ۷۵۴ تا ۷۵۶)

کیا اب بھی کوئی حق کا تلاش کرنے والا قادیانی باقی نہیں ہے۔ جو مرزا قادیانی کے دعوے کو اوّل سے آخر تک پڑھے اور ان کے کارناموں پر اور ان کے حسرت ناک انجام پر ٹھنڈے دل سے غور کرے اور یہ نہ کہے کہ۔

نبی قادیانی کی رسالت
جہالت ہے بطالت ہے حماقت

خاتم النبیین لا نبی بعدی

سب آخری نبی میں ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

یادگار یادگیر

حضرت مولانا سید محمد اسماعیل کٹکی رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب!

اس فتح مبین کا داعی خداوند کریم نے اس ذات گرامی کو بنایا۔ جسے دنیا آج جمعیت علماء ہند کے ناظم عمومی کی حیثیت سے جانتی ہے۔ جو حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کا صحیح جانشین اور سچا نمونہ ہے۔ جس پر نظر پڑتے ہی دل حزیں کو سکون ملتا ہے۔ جس کا ملک وملت میں آج ایک خاص مقام ہے۔ جو آج مسلمانان ہند کی کشتی کا ناخدا ہے۔ اسے دنیا فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ اسی ذات گرامی کے نام نامی پر اس کو منتسب کرتا ہوں۔

من ز دریا سوئے بحر آوردم صدف
گر قبول افتد زہے عزو شرف

احقر: محمد اسمٰعیل عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر صاحب مناظرہ کمیٹی یادگیر کا تاثر

برادران اسلام! تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ صوبہ میسور کا ایک تعلقہ ہے۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی تقریباً دس ہزار ہے۔ تین چار سو کے لگ بھگ مرزائی بھی یہاں رہتے ہیں جو تقریباً بیس سال سے اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔ مرزائی جماعت کے لوگ عموماً بیڑی کے کارخانہ دار ہیں۔ آج کل بیڑی کا کاروبار جس قدر ترقی پر ہے وہ ظاہر ہے۔ دیگر مسلمان زیادہ تر بیڑی بنانے والے مزدور ہیں۔ اس قدر تعارف کے بعد اصل موضوع کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ مرزائی جماعت کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ کسی طرح یادگیر کے مسلمانوں کو اپنے مذہب میں شامل کرلیں۔ چنانچہ اسی پیش رفت میں ہر سال وہ لوگ اپنا جلسہ بڑی ہی تیاری کے ساتھ کرتے ہیں۔ مختلف مقامات سے مرزائی پرچارکوں کو بلایا جاتا ہے اور نہایت دیدہ دلیری سے تقاریر کی جاتی

ہیں اور برابر ہمیں چیلنج کیا جاتا رہا ہے۔ باوجود اس کے ہمیشہ مسلمان خاموش ہی رہتے۔ چونکہ اس طرح ایک عرصہ گذر گیا۔ اس لئے مرزائیوں کو اطمینان ہو گیا کہ اس مقام پر نہ تو کوئی مسلم عالم اور نہ ہی مسلم عوام میں سے کوئی ہمارے سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ اس طرح میدان کو ہموار پا کر انہوں نے ہر ہفتہ پرچار کا پروگرام بنایا۔ زنانہ پرچارک بھی تیار کئے، جو گھر گھر جا کر بھی غلط عقائد بیان کرتیں۔ سال گذشتہ عید میلاد کے موقعہ پر ہمارے یہاں مسجد چوک میں مولوی عبدالواحد صاحب رحمانی کا وعظ ہوا انہوں نے دوران میں مرزائیوں کے بارے میں کچھ جملے کہے اور ان مسائل پر بھی روشنی ڈالی جو ہمارے اور مرزائیوں کے بیچ اختلافی ہیں۔ جب کبھی ہمارا وعظ ہوتا۔ مرزائی جماعت کے لوگ ضرور شریک ہوتے اور ان مسائل پر اگر ہمارے مولوی صاحبان روشنی ڈالتے تو فوری غضبناک ہوتے۔ لیکن جب مولوی عبدالواحد صاحب رحمانی کا وعظ ختم ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ان مسائل پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ اب اس کا ازالہ صرف مناظرہ سے کرنا چاہئے۔ چنانچہ دوسرے ہی دن انہوں نے بازار میں اپنی دوکان پر ایک بورڈ آویزاں کیا کہ اہل سنت والجماعت نے ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔ لہٰذا ہم ان سے مناظرہ کریں گے۔ چنانچہ اسی دن مسجد کے متولی کے نام ایک مراسلہ بھی روانہ کیا۔ متولی صاحب نے اس کا جواب دینے کے لئے بستی کے چند سمجھدار معززین کو بلایا۔ ہم لوگوں نے انہیں جواب دیا کہ مولوی صاحبان اپنے عقائد کے لحاظ سے وعظ کرتے ہیں۔ اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ آپ کے عقائد آپ کے پاس ہیں اور ہمارے عقائد ہمارے پاس۔ ہم آپ سے کوئی مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ اس لئے کہ آپ کے اور ہماری جماعت کے درمیان اس سے قبل کئی مناظرے ہو چکے ہیں۔ مگر پھر بھی اسے تسلیم کرنے کو آپ لوگ تیار نہیں ہوئے۔ یہی حال یہاں بھی ہوگا۔ اس لئے ہم مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ براہ کرم اس سلسلہ میں مراسلت کو ختم فرمادیں تو مناسب ہے۔ مگر مرزائی جماعت نے ہمارے اس جواب کو کمزوری پر محمول کرتے ہوئے کہ اہل سنت والجماعت مین نہ اتحاد ہو سکتا ہے اور نہ کوئی مالی طاقت ہے۔ اپنی سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے یہی موقعہ ٹھیک سمجھ کر ہمیں جواب دیا کہ اگر آپ مناظرہ کے لئے آمادہ نہیں ہیں تو ہم آپ کی کھلی شکست کا اعلان کر دیں گے۔ اس پر مسلمانان یادگیر میں ایک ہیجان برپا ہوا، اور چند سنجیدہ احباب نے یہ طے کر لیا کہ چاہے کچھ ہی مشکلات ہوں مناظرہ کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ ورنہ ہمارے لئے یہ رسوا کن بات ہوگی۔ اللہ اور اللہ کے رسول پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم نے مناظرہ کے لئے آمادہ ہو کر اس کی

اطلاع دے دی۔ پھر ہم احباب کے ساتھ مصروف کار ہوئے۔ ۲۳/اگست ۱۹۶۳ء کو شرائط مناظرہ طے کئے گئے۔ سب سے پہلے ہم کو امید تھی کہ حیدرآباد دکن میں اس کام کے لئے ہم کو کافی علماء مل جائیں گے اور بخوبی یہ کام انجام دیں گے۔ لیکن حیدرآباد جانے اور متعدد علماء ومشائخین سے ملاقات کے بعد ہمارا یہ خیال غلط نکلا۔ اس مناظرہ میں کوئی بھی بحیثیت مناظر کام کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ اس طرف سے مایوس ہوکر ہم نے جمعیت علماء اور دیگر اسلامی ادارہ جات سے خط وکتابت کی۔ اس سلسلہ میں ہم مولانا سید اسعد مدنی صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری کافی رہبری فرمائی اور ہمیں شیر اڑیسہ حضرت مولانا سید محمد اسماعیل صاحب کا پتہ دیا۔ جن سے خط وکتابت کے بعد مناظرہ ہوا۔ جو آپ کے سامنے ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ناظرین خود ہی فیصلہ فرمالیں گے کہ مرزائی جماعت کا شمار کس صف میں ہوگا۔ اخیر میں میں اپنے مرزائی بھائیوں سے جو ہم سے بچھڑ گئے ہیں۔ غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق بخشے۔ آمین!

عبدالرحیم ایڈووکیٹ
صدر مناظرہ کمیٹی اہل سنت والجماعت یادگیر

اسمائے گرامی ارکان مناظرہ کمیٹی

صدر: جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ایڈووکیٹ، نائب صدر: جناب سید محمد عبدالرحمٰن صاحب، مدرس وظیفہ یاب، معتمد: جناب مولوی نجم الہدیٰ صاحب میونسپل کمشنر، نائب معتمد: جناب عبدالصمد صاحب افغانی، خازن: جناب شیخ داؤد صاحب، ارکان: جناب عبدالواحد صاحب، جناب علی ابن احمد صاحب، جناب سعید ابن عمر صاحب، جناب سید عبدالقادر صاحب میر، جناب عبدالرشید صاحب میونسپل کمشنر: جناب حاجی راج محمد صاحب، جناب حاجی احمد حسین صاحب، جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب، جناب حسین ابن علی صاحب، جناب فقیر احمد صاحب۔

رپورٹ وشکریہ

ازطرف مولوی نجم الہدیٰ صاحب معتمد مناظرہ کمیٹی یادگیر

خدائے بزرگ وبرتر کی حمد وثناء سے بہتر کوئی آغاز نہیں۔ ساری تعریف اسی خداوند قدوس کو سزاوار ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ ہزارہا درود وسلام اس نبی محترم ﷺ پر جو خاتم النبیین اور جو رحمۃ اللعالمین بن کر آیا اور سراج منیر بن کر طلوع ہوا۔ جس نے دنیا کے سامنے وہ

نظام پیش کیا جس کے بعد نہ کسی نئے نبی کی چاہے وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ظلی ہو کہ بروزی ضرورت نہیں۔

یادگیر میں مرزائی جماعت کے چیلنج مناظرہ کو ہم چاروناچار قبول کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس راہ میں جو مشکلات تھیں۔ ان میں مسلمانوں کا منتشر حالت میں رہنا اور فراہمی مالیت کا سوال اہمیت رکھتا تھا۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس مسئلہ پر مسلمانان یادگیر نے اپنے اتحاد کا ایک بے نظیر نمونہ پیش کیا اور اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ مالی امداد فرما کر اس کام کو بحسن وخوبی تکمیل کو پہنچایا۔ جس کے لئے وہ قابل مبارکباد بھی ہیں اور مستحق شکریہ بھی۔

یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ مرزائی جماعت نے جب ہمیں چیلنج مناظرہ دیا تھا اور اس وقت تک جب کہ ہم نے اسے قبول نہیں کیا تھا۔ یہ تقاضا تھا کہ ہم اسے قبول کریں۔ ورنہ کھلی شکست کا اعلان کر دیا جائے گا۔ مگر بعد میں ایک مرحلہ ایسا بھی آیا جب کہ ہم نے مناظرہ کے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے اور ہماری طرف سے مناظرہ میں شریک ہونے والے علمائے کرام کے ناموں کا اعلان بھی کر دیا گیا تھا۔ تب چوہدری مبارک علی نے جو مرزائی جماعت کی طرف سے صدر مناظرہ تھے۔ مناظرہ سے گریز کی راہ ڈھونڈنی شروع کیں۔ مگر خدا کا فضل ہوا کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔

شرائط مناظرہ طے ہوجانے کے بعد ہم نے ہندوستان کے اسلامی ادارہ جات سے خط وکتابت شروع کی۔ مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہ ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند، مولانا محمد سلیم صاحب سیکرٹری نشرواشاعت جمعیت اہل حدیث کے جوابات نہایت ہی امید افزا تھے۔ مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ نے ہمیں مطلع کیا کہ الحاج مولانا محمد اسماعیل صاحب کو اس فن میں خاص مہارت ہے اور ساتھ ہی آپ نے مولانا کو لکھ دیا کہ وہ مناظرہ یادگیر میں شرکت فرمائیں۔ اسی طرح مولانا محمد سلیم صاحب نے مولانا ابومسعود قمر بنارسی صاحب، مولانا محمد داؤد صاحب راز ناظم اعلیٰ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس دہلی کو مناظرہ میں شرکت کے لئے رضامند فرمایا۔ جس کے لئے ہم حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب مدظلہ اور مولانا محمد سلیم صاحب کے خاص طور پر مشکور ہیں اور حقیقتاً ان دونوں بزرگوں کی صحیح رہنمائی کے باعث ہمیں اس مناظرہ میں عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔

الحاج مولانا سید محمد اسماعیل صاحب صدر جمعیت علماء اڑیسہ تینوں عنوانات پر اہل سنت

والجماعت کی طرف سے بحیثیت مناظر پیش ہوئے۔ مولانا قمر صاحب بنارسی اور مولانا محمد داؤد صاحب راز نے اسی طرح مولانا سید احمد النبی صاحب اور مولانا سید سراج الساجدین صاحب قاسمی نے نہایت ہی بہتر طریقے پر معاونت فرمائی۔

یہ تمام حضرات مناظرہ سے دو دن قبل یادگیر تشریف لائے اور دس دن تک یادگیر میں قیام فرمایا۔ نہ صرف امور مناظرہ کو بحسن وخوبی انجام دیا بلکہ تا قیام ہر رات مسجد چوک میں جلسے کو خطاب فرمایا اور مرزائیوں کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیئے۔ ان تمام حضرات نے مناظرہ کو خوش اسلوبی سے انجام تک پہنچانے میں جو حصہ لیا دن رات محنت فرمائی۔ ہزارہا میل کی مسافت طے کی۔ سفر کی تکالیف کو برداشت فرمایا۔ حضورﷺ کے ناموس کی حفاظت کے لئے ایک ٹیم بن گئے۔ یہ تمام علمائے کرام کے لئے ایک مشعل راہ کا کام دے گا۔ میں سچے دل سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم جامعہ عربیہ رائے درگ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے ہماری خواہش پر جامعہ عربیہ کی لائبریری سے نایاب کتب مولانا عبدالغنی صاحب سیفی مدرس مدرسہ جامعہ عربیہ کے ذریعہ روانہ فرمائیں۔ جس سے مناظرہ میں کافی مدد ملی۔ مولانا سیفی نے اپنے مفوضہ فرض کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

مناظرہ کی تشہیر کے سلسلہ میں نہ صرف ہندوستان کے اخبار ورسائل نے حصہ لیا۔ بلکہ بیرون ہند کے رسائل واخبارات نے بھی اس مناظرہ کی صحیح روئیداد اور عظیم الشان نتائج کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اسے ایک یادگار اور تاریخی مناظرہ بنا دیا۔ جس کا ہم دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس مناظرہ کی کامیابی پر ہمیں بے شمار خطوط وتار ہند و بیرون ہند سے مبارک بادی کے موصول ہوئے۔ جن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ہم مجملاً تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

محترم جناب بشوناتھ صاحب ریڈی جو مناظرہ کے صدر تھے۔ انہوں نے کمال دیانتداری وغیر جانبداری سے اس فرض کو انجام دیا۔ تحریری مناظرہ کے لئے اپنا گودام خالی کرا دیا۔ مناظرہ سناتے وقت قادیانی مولوی کی گستاخی سے ایک خطرناک ہنگامہ ہو جا رہا تھا۔ جسے ان کے تدبیر نے روک دیا۔ ان کا ہم اور تمام یادگیر والے دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اس مناظرہ میں جن حضرات نے چندہ دیا۔ میں ان سب کا مشکور ہوں۔ خصوصاً بیرون

یادگیر والے حضرات جیسے گلبرگہ رائچور حیدرآباد وغیرہ جو صاحبان اس مناظرہ کے آمد و خرچ دیکھنا چاہیں وہ بڑی خوشی سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اراکین مناظرہ کمیٹی بھی دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے اس کو بخیر و خوبی انجام دیا۔

نتائج مناظرہ

اخیر میں یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مناظرہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مرزائی جماعت کا اسلام سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔

چنانچہ اس مناظرہ کے فوراً بعد ہی پانچ افراد نے مع خاندان والوں کے اسلام قبول کرلیا اور اس کے بعد چھ اشخاص یکے بعد دیگرے مرزائیت سے تائب ہوئے۔ ان میں خصوصیت سے مولوی عبدالقادر صاحب جو عرصہ سے مرزائی مبلغ تھے اور باقاعدہ تنخواہ پاتے تھے۔ انہوں نے حق کو پالیا اور مرزائیت کی دنیا کو لات ماردی۔ یہ تمام حضرات مستحق صد مبارک باد ہیں۔ تحقیق حال کی آسانی کے لئے مرزائیت سے تائب ہونے والے حضرات کے نام و پتے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱...... مولوی خورشید احمد صاحب یادگیر مع خاندان۔
۲...... مولوی عبدالقادر صاحب سابق مرزائی مبلغ حیدرآباد دکن مع خاندان۔
۳...... مولوی حکیم یوسف حسین صاحب یادگیر مع خاندان۔
۴...... مولوی عبدالحسین صاحب یادگیر مع خاندان۔
۵...... مولوی عبدالقادر صاحب یادگیر مع خاندان۔
۶...... مولوی شیخ چاند صاحب یادگیر مع خاندان۔
۷...... مولوی عبدالقادر صاحب کوراسالی یادگیر مع خاندان۔
۸...... مولوی شیخ امام صاحب کوراسالی یادگیر مع خاندان۔
۹...... مولوی عبدالحق صاحب یادگیر مع خاندان۔
۱۰...... مولوی شیخ امام صاحب گوٹور یادگیر مع خاندان۔
۱۱...... مولوی محمد چندہ صاحب قصبہ رولکور مع خاندان۔
۱۲...... مولوی نذیر احمد صاحب دھیاں ساہی کٹک مع خاندان۔
۱۳...... رشید احمد صاحب۔

عاجز: نجم الہدیٰ، معتمد مناظرہ کمیٹی یادگیر

مقدمہ

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام علىٰ رحمة اللعالمين
وعلىٰ اله واصحابه واهل بيته واتباعه اجمعين الى يوم الدين ۰ اما بعد!

میرے بزرگو اور دوستو! یہ چند سطور بطور مقدمہ ”یادگار یادگیر“ کے لئے لکھنے کی جرأت اس لئے کی کہ حضرت استاذ شیر اڑیسہ (مولانا سید محمد اسماعیل) مدظلہ العالی کی ہمرکابی میں یادگیر حاضر ہوا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ اس تاریخی مناظرے کی ایک مستقل تفصیل لکھ دوں۔ مگر اس لئے ہمت نہ کی کہ حضرت مدظلہ کا اجمالی جواب بھی بحمداللہ نہایت کافی وشافی ہے۔ مگر جب کہ قادیانیوں نے ”مناظرہ یادگیر“ نامی کتاب شائع کردی اور اس میں خود قادیانی مناظرے نے بطور تتمہ مناظرہ اپنے قلم سے ایک مقدمہ لکھ کر الحاق فرمادیا تو اب میرے لئے ضروری ہوگیا کہ اس ”مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید“ والی مثل کو واقعہ بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔ ان کے مقدمہ کا جواب دینے سے پہلے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ قادیانی جماعت جو اپنے آپ کو انتہائی مہذب اور اصول کی پابند جماعت کہلاتی ہے اس نے اس مناظرہ میں کس طرح خود اپنی طے کردہ تینوں شرائط ناموں کی خلاف ورزی کی۔ شرائط نامہ نمبر اوّل کی دفعہ ”ب“ میں یہ موجود ہے کہ: ”عنوان ثانی کی صورت میں اہل سنت والجماعت مدعی ہوگی۔“ پھر اسی کی آدھی سطر بعد نمبر:۲ ڈال کر یہ تحریر ہے کہ: ”تینوں مضامین میں جماعت احمدیہ مدعی ہوگی۔“ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔ یہ تو وہ تضاد ہے جسے خود شرائط کے اندر ہی پیدا کیا گیا ہے۔ اب اس تضاد کو بھی سن لیں۔ جو ان کے مناظر نے کیا ہے۔ اسی شرائط نامہ کے نمبر:۷ پر یہ درج ہے کہ: ”نیز مناظرین کے لئے لازمی ہوگا کہ مناظر مضمون زیر بحث کے علاوہ کسی اور مضمون پر بحث شروع نہ کرے۔“ مگر وائے تعجب کہ قادیانی مناظر نے اپنے تینوں موضوع میں اس کی خلاف ورزی کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات وممات کی بحث میں معراج شریف کا ذکر۔ اجرائے نبوت وختم نبوت کی بحث کے اندر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عنوان اور صدق وکذب مرزا میں مجدد کی بحث چھیڑ دی۔ اسی طرح اسی دفعہ نمبر:۷ کے اوپر کی سطروں سے مناظر صاحبان کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ دائرہ اخلاق وشرافت میں تقریر کریں۔ اس شرط کا پرخچہ بھی قادیانی مناظر نے جابجا اڑایا۔ جس سے بطور نمونہ ہم چند حوالوں کو نقل کرتے ہیں۔ تاکہ ان کا ایفائے عہد اور شرافت نفسی کا

نمونہ ناظرین کرام کے سامنے آ جائے۔ اپنے مدمقابل کو کہیں ''میاں مٹھو'' تو کہیں درشنی پہلوان کہیں ''لومڑی'' بتایا تو کہیں سوال گندم وجواب چنا۔ واقعی بات ہے برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔ علاوہ ازیں تقریری اسٹیج پر اپنے ہاتھوں سے اشارہ کر کے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی جو توہین کی اور جو ایکٹنگ دکھایا وہ غیر مسلم شرفاء کے لئے بھی ناقابل برداشت ہو گیا۔ ایکٹنگ کرنے کے بعد ایسے حواس باختہ ہوئے کہ باقی پرچہ پڑھنا چھوڑ کر اسٹیج سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جناب ریڈی صاحب صدر جلسہ کے اصرار پر دوبارہ اسٹیج پر آ کر باقی مضمون کو پورا کیا۔ اسی وقت ہزاروں انسانوں کو ان کی شرافت وتہذیب کا حال معلوم ہو گیا اور صرف اسی وجہ سے کئی ایک حضرات نے اس مذہب سے تائب ہونے کا اعلان اسی دن شام سے پہلے پہلے کر دیا۔ اس سلسلہ میں نمبر:۱۱ کی شرط کو دیکھ لیا جائے۔ شرط نمبر:۸ پر تحریر ہے کہ مناظرہ میں قرآن مجید، احادیث صحاح ستہ اور اجماع صحابہؓ بطور دلیل پیش ہوں گے۔ مگر قادیانی مناظر نے کن دلائل کو پیش کیا اسے آپ خود ہی ملاحظہ فرمالیں اور تو اور موضوعات کبیر جو نقلی حدیثوں کا مجموعہ ہے جو اس کے نام ہی سے ظاہر ہے اس کو بھی پیش کر دیا۔

اسی شرائط نامہ کے نمبر:۱۴ پر ہے: ''عربی زبان کی قدیم لغات جیسے صراح یا المنجد یا عربی سے اردو بیان اللسان لغات تشریح کے لئے رکھیں گے...... ائمہ تفسیر کا ترجمہ مثلاً شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ یا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے متراجم قرآن ساتھ رہیں گے یا ان سے قدیم تر مترجم القرآن پیش کئے جاسکتے ہیں۔ الیٰ آنکہ اسی طرح اہل سنت والجماعت، مرزا قادیانی کی تحریریں دعوے کے بعد کی پیش کر سکتے ہیں۔ کوئی فریق اقوال الرجال کو دلیل میں پیش نہیں کرے گا۔''

آیئے! ذرا اس شرط کا حال بھی دیکھ لیں۔ حضرت مولانا (سید محمد اسماعیل) مدظلہ نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کا ترجمہ پیش کیا۔ جو شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے والد محترم ہیں۔ جن کا پایہ دونوں فریق کو مسلم ہے۔ اس میں تین جگہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے یہی ترجمہ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ مگر اس کے جواب میں قادیانی مولوی نے خود اپنے ہی مرزا کا قول پیش کر دیا۔ جو خلاف شرائط مناظرہ ہونے کے علاوہ ایک مستقل خلاف ورزی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی عبارت کو بطور دلیل پیش کرنے کا حق اہل سنت کو نمبر:۱۴ کے مطابق تھا نہ کہ مرزائیوں کو۔ مگر قادیانی مناظر مجبور تھا اس لئے تقریباً ہر پرچہ پر

ہماری طرف سے یہی مطالبہ رہا کہ فلاں فلاں کتابوں کو پیش کرنا خلاف شرائط ہے۔ نیز مرزا قادیانی کی تصدیق میں خود مرزا قادیانی ہی کے قول کو پیش کرنا خلاف شرائط ہے۔ نیز مرزا قادیانی کے قول کو پیش کرنا خلاف شرائط ہونے کے علاوہ عقل کے بھی خلاف ہے۔ مگر وہاں وہی مرغ کی ایک ٹانگ۔ یہ چند سطور اس لئے پیش کیں کہ پورا مناظرہ شرائط کے تابع ہوتا ہے۔ جس نے شرائط کے خلاف ورزی کی، وہ ہار گیا۔ خواہ وہ اس کا اقرار کرے یا نہ کرے۔ مگر اصول یہی ہے۔ اسی لئے حضرت استاذ نے ہر بار ان کو ٹوکا۔ مگر کسی ایک پرچہ پر بھی قادیانی مولوی یہ نہ لکھ سکا کہ تمہارا فلاں حوالہ یا فلاں دلیل خلاف شرائط ہے۔ **الفضل بما شهدت به الاعداء!**

شرط نمبر:۱۱...... دوران مناظرہ تالی بجانا، آوازیں کسنا، شور وغل مچانا، نعرہ لگانا اور کوئی خلاف تہذیب حرکات منع ہوں گی۔ پھر شرط نامہ نمبر:۲ کے دفعہ نمبر:۴ پر ہے۔ شرط نمبر:۱۱ کی پابندی کرانے کا ہر فریق کا صدر ذمہ دار ہوگا۔ اس کے متعلق کچھ تو اجمالاً میں نے پہلے تحریر کر دیا ہے اور اصل جواب اس کا یادگیر والے یا شرکائے مناظرہ ہی دے سکتے ہیں کہ قادیانی حضرات اور ان کے مبلغ نے اس کی کس طرح دھجیاں اڑائیں۔ اگر آپ شرائط ناموں ہی کی کسوٹی پر کس لیں تو یہ مناظرہ قادیانیوں کے لئے شکست پر شکست کا کھلا ثبوت ہے۔

اب ہم آپ کی خدمت میں ’’مناظرہ یادگیر‘‘ کے مقدمہ کا مختصر جواب پیش کرتے ہیں۔ مولوی سلیم نے (اربعین نمبر۲ ص۶) کے حوالہ سے یہ دلیل پیش کی۔ اگر مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی تو پھر دنیا کے کسی نبی کی صداقت بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔ یہ عجیب دلیل ہے۔ اگر کسی دلیل کو نور احمد کابلی یا خواجہ اسماعیل لندنی یا دیگر جھوٹے نبی پیش کر دیں تو اس کا کیا جواب قادیانیوں کے پاس ہوگا؟ دلائل کی رد میں بہتے ہوئے انہوں نے اور بھی کچھ ادھر ادھر سے لکھ دیا ہے۔ جس کا اصل مناظرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً ’’قولاً لینا‘‘ والی آیت سے حکومت کی خوشامد کو درست قرار دینا یہ مرزائیوں ہی کا کام ہے۔ خیر اس سے اتنا تو ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی ملکہ وکٹوریہ کی خوشامد میں لگے رہتے تھے۔ اسی طرح ص۴ تک چونکہ انہوں نے ایسی باتیں لکھی ہیں جس کا مناظرہ یادگیر سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے اس سے قطع نظر کرتے ہوئے حضرت فاطمۃ بتولؓ کی توہین کو مٹانے کے لئے چھ سات صفحے ادھر ادھر کی باتوں سے پر کیے ہیں۔ شاید یہ سب دلائل ان کو مجلس مناظرہ میں معلوم نہ تھے۔ ورنہ وہ ان دلائل کو اسی وقت دے دیتے۔ افسوس کہ اتنی طول طویل تحریر کے باوجود اصل سوال جہاں تھا وہیں رہا۔ اس کا

جواب نہیں دے سکے۔ سوال یہ کہ براہین احمدیہ والی تحریر میں مرزا قادیانی نے حضرت فاطمہؓ کی توہین کی یا نہیں؟ وہاں مرزا نے لفظ ''ران'' استعمال کیا ہے۔ ''گود'' نہیں اس فرق کو ہر اردو داں جانتا ہے۔ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں، صفت یہ ہے کہ قادیانی مولوی نے مرزا قادیانی کی توہین کو دفع کرنے کے لئے ان کی مختلف کتابوں سے مختلف حوالہ دینے کے بعد بھی کمی محسوس کی تو حضرت بڑے پیر صاحبؒ اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ گنج مراد آبادی کے ملفوظات کو بھی اپنی دلیل کی مضبوطی کے لئے پیش کیا وہ شاید چوک گئے۔ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کسی نبی کے قول کی درستگی کا ثبوت خدا کے کلام سے یا کم از کم کسی نبی کے کلام سے جا سکتا ہے۔ نہ کہ کسی عالم یا ولی یا بزرگ یا شاعر وغیرہ کے کلام سے، مرزا قادیانی کا قول یا فعل اگر درست تھا۔ اس کے لئے قرآن مجید یا احادیث سے نظیر دینی چاہئے تھی۔ مگر یہ بھی ہمارے ہندوستانی نبی کا عجوبہ ہے کہ اس کی صداقت کو غیر نبی کے کلاموں سے مثال دے کر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ کسی سچے نبی نے کسی دوسرے نبی کی یا ان کے اہل بیت واصحاب کی توہین نہیں ورنہ قادیانی اس کو نظیر بنا کر دلیل میں پیش کرتے۔ یہ خود کھلا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کی توہین وتذلیل سے نہ کوئی نبی بچا نہ خود سرکار دو عالم ﷺ، نہ ان کے اہل بیت، نہ صحابہ کرامؓ، بزرگان دین یا ائمہ اسلام وہاں کس شمار وقطار میں ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہماری طرف سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں جب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا ترجمہ پیش کیا گیا تو شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قادیانی مولوی نے اس کے مقابل میں خود مرزا قادیانی ہی کا کلام پیش کر دیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فاطمہ بتولؓ کی حضرت حسینؓ و دیگر اہل بیت بلکہ خود سرکار دو عالم فداابی وامی ﷺ کی جو توہین مرزا قادیانی نے کی جس کا حوالہ حضرت استاذ نے مناظرہ میں پیش کیا وہ اپنی جگہ پر اتنا صاف اور اہم ہے کہ اس کو ہلکا کرنے کی جتنی بھی کوشش جماعت مرزائیہ کرے ناکام ہی رہے گی۔ صفت یہ ہے کہ قادیانی مولوی نے مرزا قادیانی کی دوسری کتابوں سے دوسرے دوسرے حوالوں کو بھی نقل کیا ہے۔ یہی چال وہ میدان مناظرہ میں بھی چلے تھے۔ جس کا نہایت مسکت جواب حضرت استاذ نے یہ دے دیا ہے کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے دوسری جگہوں پر دوسرا مضمون لکھا ہے۔ کیونکہ یہ مرزا قادیانی کی عادت قدیمہ ہے کہ یہاں کچھ اور وہاں کچھ...... مگر سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا جو حوالہ جس جگہ سے ہم نے دیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔ اگر صحیح ہے تو اعتراض اپنی جگہ اٹل ہے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم

مناظرہ میں زائچہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے کہ ڈاکٹر اپنی پیش گوئی میں مرزا قادیانی کی عمر کو برابر گھٹاتا ہی جا رہا ہے اور مرزا قادیانی کے مقابل میں اپنی عمر کو بڑھاتا ہی جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کی میعاد کے اندر بلکہ اس سے ایک ماہ قبل ہی دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں۔ اب اس میں خواہ مخواہ یہ تاویل کرنا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے اپنی پیش گوئی کو اپنے قلم سے منسوخ کر دیا “تک” و “کو” تاویل میں پیش کیا ہے۔ یا کسی اخبار کا حوالے میں پیش کرنا یا ڈاکٹر عبدالحکیم کے مخالف حضرات کا قول نقل کرنا سراسر خلاف اصول ہے۔ خصوصاً جب کہ مرزا قادیانی نے اپنے مرنے سے چند گھنٹے پہلے “چشمہ معرفت” نامی کتاب میں ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی میں “تک” کا لفظ لکھا ہے۔ “کو” کا نہیں۔ لہٰذا یہ سراسر دھوکہ ہے۔ علاوہ ازیں ہماری طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ اگر “تک” و “کو” سے الگ ہو کر دیکھا جائے تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ آخر خدا نے جو بار بار مرزا قادیانی کو تسلی دی کہ میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ وغیرہ وغیرہ! اس کا کیا ہوا۔ مگر قادیانی مناظر اپنے مناظرہ سے پرچہ میں جواب دینے سے عاجز ہو کر اس کمی کو مقدمہ نویسی سے پورا کرنا چاہا۔ مگر آپ دیکھ لیں کہ اصل سوال جہاں تھا وہیں رہا۔

مولوی محمد حسین بٹالویؒ

مولانا محمد حسین بٹالویؒ ان مجاہدین میں سے ہیں جنہوں نے پہلے ہی سے مرزا قادیانی کو پہچان لیا۔ تازندگی ان کی مخالفت میں ایک مستقل پرچہ اشاعت السنہ کے نام سے جاری کیا جو برابر ترقی کرتا رہا۔ مرزا قادیانی سے بچپن کی دوستی تھی جو مرزا قادیانی کے دعوے کے بعد دشمنی میں بدل گئی۔ مرزا قادیانی نے ان کے ایمان لانے کی پیش گوئی اعجاز احمدی میں کی۔ جس کا حوالہ مناظرہ میں دیا گیا ہے۔ مگر قادیانی مولوی اپنی عادت سے مجبور ہو کر ادھر ادھر کی باتیں جوڑ رہے ہیں۔ اصل اعتراض اعجاز احمدی کی عبارت پر ہے۔ اس کا جواب نہیں۔ رہا ان کا یہ کہنا کہ مولانا محمد حسین بٹالوی کو اپنے اہل وعیال سے بہت تکلیف پہنچی۔ کاش کہ وہ اگر اس بحث کو نہ چھیڑتے تو بہتر تھا۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ خود مرزا قادیانی کی اس بیوی کا کیا حال ہوا جن کو وہ حوا بنا کر خود کو آدم بنا کر جنت میں جانا چاہتے تھے اور اپنی اولادوں کو مرزا قادیانی نے عاق نامہ تک لکھ دیا۔ افسوس صد افسوس سرکار دو عالم ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے آپ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور آپ کے بچپن کے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہ پہچان ہی مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی ہے۔ اگر کوئی دیدہ رکھتا ہو۔

قادیان میں طاعون

دافع البلاء نامی کتاب میں مرزا قادیانی نے بڑے زور وشور سے یہ اعلان کیا کہ ”اگر ستر برس تک بھی ملک میں طاعون رہے۔ پھر بھی قادیان اس سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ یہ اس کے نبی کی تخت گاہ ہے۔“ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

اس کھلی پیش گوئی کو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے لئے پیش کیا گیا اور پہلے ہی سے کہہ دیا گیا کہ آپ کی جارف والی تاویل نہیں چل سکتی۔ مگر وہی تاویل بے جا بھلا ”جارف“ کے معنی ہی کسی لغت سے بتلا دیا ہوتا کہ کیا ہے۔ اگر جھاڑو دینا ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ قادیان میں ایسا طاعون نہیں ہے۔ جو ان کا صفایا کر دے تو پھر دیکھنا یہ ہے کہ اس قسم کا طاعون دوسرے کس جگہ آیا۔ ہر جگہ یہی ہوتا ہے کہ کچھ مرتے ہیں اور کچھ بچتے ہیں۔ پھر اس میں قادیان کیسے دارالامن رہ سکتا ہے اور نبی کی تخت گاہ ہی سے اسے کیا فائدہ پہنچا؟ علاوہ ازیں حضرت استاذ نے گرفت یہ کی تھی کہ خود مرزا قادیانی کا اقرار موجود ہے کہ قادیان میں طاعون زوروں پر آیا۔ اس کا جواب نہیں پھر دوسری گرفت یہ کہ خود مرزا قادیانی جس چارپائی پر کشتی نوح کے اندر سوار تھے۔ طاعون وہاں بھی پہنچ گیا۔ مگر اس کا جواب ندارد۔ غرضیکہ ادھر ادھر کی باتوں سے اس مقدمہ کو پر کر دیا۔ جسے ناظرین خود ہی ملاحظہ فرمالیں۔

قادیانی حقیقت

قادیانی اپنے مذہب کی حقیقت کو چھپانے کے لئے سب سے پہلے یہی گفتگو کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ حالانکہ اس مسئلہ سے ان کے مذہب کو کوئی دور کا واسطہ بھی نہیں۔ کیونکہ نبوت کوئی وراثت میں بٹنے والی چیز تو نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرجانے سے مرزا قادیانی کو مل جاتی۔ اس کے علاوہ قادیانیوں کی ایک بہت بڑی جماعت جسے لاہوری کہا جاتا ہے۔ جو آج بھی موجود ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ تسلیم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ خود مرزا قادیانی کو بھی مسیح مانتی ہے۔ مگر اسے یہ جماعت محض اس لئے کافی کہتی ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتی۔ اسی ایک دلیل سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ قادیانیوں سے مسلمانوں کا جھگڑا ختم نبوت پر ہے۔ مگر قادیانی مولویوں کی یہ دیدہ دلیری ہے کہ وہ ہر جگہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات وممات کا مسئلہ چھیڑ کر مرزا قادیانی کی نبوت بلکہ ختم نبوت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے اس کے متعلق انتہائی اختصار سے ہم کچھ عرض کرتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر اٹھالیا۔ وہاں

وقت آسمان پر ہیں، زندہ ہیں۔ قرب قیامت میں آسمان سے اتریں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ اس وقت ایک ہی مذہب اسلام ہوگا۔ ظلم وجور دنیا میں باقی نہ رہے گا۔ خیر وبرکت کا زمانہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے۔ ان کے بچے ہوں گے۔ مدینہ شریف میں ان کا انتقال ہوگا اور روضہ شریف میں جو خالی جگہ ہے۔ وہاں دفن ہوں گے۔ اس پر اجماع ہے۔ احادیث متواترہ سے یہ ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث کی کوئی ایسی کتاب نہیں جو ان احادیث سے خالی ہو۔ کمال یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی نے باون سال تک اس عقیدہ کا پرچار کیا۔ اس کے نہ ماننے والوں کو خارج از اسلام قرار دیا۔ مگر آخر عمر میں خود عیسیٰ بننے کے شوق میں یہ سب دلائل کو غلط قرار دیا اور یہ عقیدہ گھڑا کہ وہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ شام سے سفر کرتے ہوئے کشمیر آئے اور یہیں ان کا انتقال ہوا اور ان کی قبر سرینگر میں موجود ہے۔ اس سے پہلے مرزا قادیانی نے نہایت وثوق سے ان کی قبر کو گلیل میں بتلایا تھا۔ خیر جانے دیجئے اس بحث کو، اب جب کہ مرزا قادیانی نے اپنا عقیدہ بدلا تو قرآن واحادیث سے کچھ تاویلات نکال کر دھوکہ دینا شروع کیا۔ چنانچہ ناظرین اس کتاب میں ان کے دلائل کو خود ملاحظہ فرمالیں۔

سوال صرف یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو کس نے مارا؟ قرآن نے یا حدیث نے یا مرزا قادیانی کے الہام نے، تو قادیانی مولوی مجبور ہوکر تحویل قبلہ کی مثال دے کر تسلیم کر لیتا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہام نے مارا۔ اب تو مسئلہ خود بخود حل ہوگیا کہ جس طرح بیت المقدس والے قبلے کو آنحضرت ﷺ کی وحی نے بدل دیا۔ ٹھیک اسی طرح عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو مرزا قادیانی کے الہام نے بدل دیا۔ اب قرآن کی آیات کو کتربیونت کرنا یا احادیث کو غلط کہنے کی ضرورت کیا رہی۔ کیونکہ باون سال تک تو تم اسی قرآن اور انہیں احادیث اور انہیں تفاسیر کو صحیح مانتے تھے۔ بلکہ احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام کو متواتر کہتے تھے۔ اب یہی دلائل غلط ہوگئے۔ افسوس صد افسوس اس ضلالت پر۔

یہی حال ختم نبوت کا ہے۔ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ کو ہی اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کے خطاب سے نوازا۔ قرآن مجید آخری کتاب ”**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**“ آخری کلمہ، اور دین اسلام آخری دین ہے۔ مگر قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ اسلام میں اجرائے نبوت ہے۔ حالانکہ اجراء نبوت کا عقیدہ عقل اور نقل کے خلاف ہے۔ نقل کے خلاف تو ظاہر ہی ہے۔ اب خلاف عقل ہونے کی سنئے۔ آخر قیامت آئے گی یا نہیں۔ جب قیامت آئے گی تو اس سے پہلے ہی کوئی نہ کوئی آخری نبی ضرور آئے گا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ یہ

سلسلہ ختم نہ ہو تو جب آخری نبی آئے گا تو اس وقت ان کا موضوع ختم نبوت ہوگا یا اجرائے نبوت؟

ظاہر بات ہے کہ اس وقت موضوع ختم نبوت ہوگا تو قادیانیوں نے اپنے مذہب کے لئے ایسے کو اپنا موضوع یا عقیدہ بنایا جو کسی نہ کسی وقت خود بخود ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں اس موضوع کے لئے یہ بات خود بخود لازم آجاتی ہے کہ سرے سے قیامت ہی کا انکار کر دیا جائے۔ اس لئے کہ اجرائے نبوت اور یوم قیامت میں تضاد کی نسبت ہے۔ یہ دونوں عقیدے ایک ساتھ کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ علاوہ ازیں تبلیغ کا حق صرف اسی مذہب کو ہوتا ہے جو آخری ہو۔ اسی لئے قادیانیوں کا یہ ڈھونگ کہ ہماری جماعت دنیا کے گوشے گوشے میں تبلیغ کرتی ہے۔ یہ بھی نرا دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ آج خدا کے فضل و کرم سے تبلیغی جماعت ان سے زیادہ کام کر رہی ہے۔ حالانکہ وہ کسی سے ایک پائی بھی چندہ نہیں کرتی۔ بلکہ اس کے مبلغ خود اپنی کمائی سے عرب، شام، مصر، افریقہ و امریکہ وغیرہ میں خدمت اسلام نہایت خاموشی سے انجام دے رہے ہیں۔ ”اللھم زد فزد“ قادیانی کرتے کراتے تو کچھ نہیں۔ البتہ اخباری پروپیگنڈہ کافی سے زیادہ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ ان کی پیغمبری صرف پیسہ، پریس، پیپر، پروپیگنڈہ، پبلسٹی پر قائم ہے۔ ان کی تبلیغ نرا دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ وہ کس مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں؟ اسلام کی یا قادیانیت کی۔ اگر اسلام کی تو پھر دنیا کے نوے کروڑ مسلمانوں کو کافر کیوں سمجھتے ہیں؟ اگر قادیانیت کی تو اس سے اسلام کو کیا فائدہ؟ ان سے کہیں زیادہ کامیابی آج کرسچن مشنریوں کو حاصل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک ختم نبوت پر یقین نہ ہو اس وقت تک اسلام ہی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی اس موضوع سے بہت گھبراتے ہیں۔ اس میں وہ مرزا قادیانی کے حلف اور فتوے کا بھی اعتبار نہیں کرتے۔ تعجب تو یہ ہے کہ وہ خود بھی ختم نبوت کے قائل ہیں اور وہ مرزا قادیانی کو آخری نور، آخری نبی مانتے ہیں۔ مسلمانوں کا قادیانیوں سے اصل اختلاف اسی پر ہے۔ باقی باتیں قادیانیوں نے خود بطور مکڑی کے جالے کی طرح اپنے شکار کو پھانسنے کے لئے پھیلا رکھا ہے۔ مرزا قادیانی کی صداقت کا حال تو خود مناظرہ میں کھل چکا ہے۔ اس لئے اس پر چنداں مزید وضاحت کی روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ جب کہ خود ان کا لقب مسیح موعود ہی جھوٹ ثابت ہو چکا ہے۔ جس کا لقب اور نام ہی جھوٹ ہو اس کے کام کے جھوٹے ہونے کی چھان بین بیکار ہے۔

فقط: والسلام!

(مولانا) سید سراج الساجدین قاسمی
نائب مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ سنگوہ
ڈاکخانہ خاص کود ضلع کٹک

عرض حال

اواخر ماہ نومبر ۱۹۶۳ء میں ایک تاریخی مناظرہ قادیانیوں سے یادگیر میں ہوا۔ جسے مناظرہ یادگیر کے نام سے قادیانیوں نے شائع کیا ہے۔ مجھے تقریباً ایک ماہ قبل یہ خبر دوستوں سے مل چکی تھی۔ اسی وقت مجھے یہ خیال آیا ضرور اس میں قادیانیوں نے کچھ کتر بیونت اور کمی بیشی کی ہوگی۔ ورنہ ایسا عظیم الشان اور فیصلہ کن مناظرہ جس میں ہر قدم پر قادیانیوں کو لاجواب ہونا پڑا۔ اسے وہ اپنا پیسہ خرچ کر کے کیوں چھاپنے لگے۔ بہرحال کتاب کی تلاش شروع کی اور یہ کتاب مجھے سفر حیدرآباد کے موقع پر خرید ملی۔ اس کے دیکھنے سے پتہ چلا کہ میرا خیال بالکل درست تھا۔ اس میں قادیانی مناظر سلیم صاحب نے ایک مقدمہ لکھ کر مزید جوابات دینے کی کوشش کی ہے۔ جسے وہ وقت پر شاید بھول گئے تھے۔ اسی طرح مناظرہ کے آخری دن کے آخری پرچہ میں جہاں انہوں نے مرزا قادیانی کے چینی ہونے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ جسے میری گرفت سے مجبور ہو کر ان کے صدر کو اقرار کرنا پڑا تھا کہ واقعی مرزا قادیانی (تحفہ گولڑویہ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۱۲۷) پر اپنے چینی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ چونکہ یہ آخری تحریر ان کے لئے کھلی شکست تھی اور یہی مناظرہ کا خلاصہ تھا کہ پہلے مرزا قادیانی کا خاندان بتلاؤ اس کے بعد تمہاری دوسری دلیل سنی جائے گی۔ چونکہ یہ آخری تحریر ہماری فتح مبین کی کھلی دلیل تھی۔ اس لئے اس کو صاف حذف کر دیا۔

علاوہ ازیں اس پر چند صفحے کا ایک پیش لفظ لگایا گیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت مناظرہ پسند نہیں ہے اور ان کو مجبوراً یادگیر میں مناظرہ کرنا پڑا ہے۔ حالانکہ یہ بھی سراسر خلاف واقعہ ہے۔ یادگیر میں چیلنج پر چیلنج دے کر مسلمانوں کو ہر طرح مجبور کیا گیا۔ پھر اپنے تجربہ کار علماء کو بلا کر ان سے ایک طرفہ اور من مانا شرائط نامہ لکھوا کر ہمارے ذمہ دار حضرات کے دستخط کرائے گئے۔ وہ تینوں شرائط نامے اسی کتاب میں آپ حضرات ملاحظہ فرمالیں کہ اس پر کسی طرح ''تنہا پیش قاضی روی وراضی آئی'' کی مثل صادق آتی ہے۔ تینوں موضوع میں قادیانی مدعی بنے۔ یہ ان کے مناظرہ پسند نہ کرنے کی کھلی دلیل ہے اور صفت یہ ہے کہ ہر موضوع میں اوّل بھی ان کا اور آخر بھی ان کا درمیان میں ہم کو کچھ کہنے سننے کا موقعہ دیا گیا۔ اسی طرح ان شرائط ناموں میں اور بھی بہت سی دھاندلیاں موجود ہیں۔ جسے ناظرین خود ہی ملاحظہ فرمالیں۔

قادیانیوں کو یقین تھا کہ ان شرائط پر مسلمانوں کا کوئی مناظر تیار نہ ہوگا اور ہم کو پانچ سو

کی رقم مسلمانوں سے بڑی آسانی سے بطور ہرجانہ مل جائے گی۔ پھر تو کئی سال تک ہم کو زندہ رہنے کے لئے ایک نیا نسخہ ہاتھ آجائے گا۔ کیونکہ یہ جھوٹا مذہب صرف پروپیگنڈہ کے بھروسہ پر آج تک زندہ ہے جس کا تازہ نمونہ یادگیر کا مناظرہ ہے۔ یادگیر میں قادیانی حضرات کو جو فتح نصیب ہوئی۔ اس کے گواہ یادگیر کے ہزارہا ہندو و مسلمان ہیں یا پھر یہ کتاب ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ اس مناظرہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانیوں کے کئی خاندانوں نے میدان مناظرہ سے لوٹتے ہی اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا اور ہر جگہ کرتے جاتے ہیں اور جب یہ کتاب شائع ہوگی اور اسے غور سے مطالعہ کیا جائے گا تو اس کا انشاء اللہ یہ اثر ضرور ہوگا کہ بہت سے حق کے متلاشی حضرات کو حق مل جائے گا۔ مگر قادیانی پروپیگنڈہ اب بھی یہی ہے کہ یادگیر میں جیت ہماری ہوئی۔ اسی پروپیگنڈے کی بنیاد پر اپنی کتاب کو نظر فریب بنانے کے لئے اس میں تصاویر بھی شائع کی گئیں۔ اس میں میری تصویر بھی ہے۔ جسے میرے سختی سے منع کرنے کے باوجود کسی موقع پر لے لی تھی۔ یہ بددیانتی کی انتہاء ہے۔

خداوند کریم کا بڑا احسان ہوا کہ قادیانی اپنی تمام سروسامانی کے باوجود ناکام ہوئے۔

شرائط طے کرنے کے بعد مسلمانان یادگیر نے حضرت ناظم عمومی جمعیت علماء ہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ العالی سے خط وکتابت کی تو حضرت موصوف نے ان کو میرا پتہ لکھ دیا۔ ادھر مجھے بھی ایک والا نامہ تحریر فرمادیا کہ میں یادگیر پہنچوں۔ چنانچہ یہ حضرت موصوف کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے صحیح نشاندہی فرما کر ہزاروں مسلمانوں کو قادیانی دھوکے سے اور ارتداد سے بچالیا۔ جس کا بہت بڑا اثر مسلمانان یادگیر پر ہے اور جسے انہوں نے بار بار اپنے جلسوں میں اعلان بھی کیا۔

بہرحال یہ ایک تاریخی مناظرہ ہے۔ جسے قادیانیوں نے بھی تاریخی مناظرہ تسلیم کرلیا ہے۔ مناظرہ میں چونکہ وقت محدود ہوتا ہے۔ اس لئے بہت سے دلائل کو میں نے انتہائی اختصار سے دیا ہے۔ کاش کوئی اہل قلم اس کو تفصیل سے پیش کردے تو یہ رہتی دنیا تک ایک مکمل اور مسکت کتاب بن جائے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قادیانی دھوکے ختم ہوجائیں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم اسے قبول فرمائے اور اس سے عوام وخواص سب کو نفع پہنچے۔ آخیر میں میں ہمارے علمائے کرام جنہوں نے اس میں شرکت ومعاونت فرمائی ان کا اور کارکنان مناظرہ کا اور جناب بشوناتھ صاحب ریڈی صدر جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ فقط: والسلام!

احقر: محمد اسماعیل عفی عنہ

فہرست ...... حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ہمارے وہ دلائل جن کے جواب سے قادیانی مولوی خاموش رہا

١...... کیا حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کفر ہے؟ خاموشی!

٢...... مرزا قادیانی نے حدیث نزول عیسیٰ علیہ السلام کو متواتر کہا ہے اور تم اس کا انکار کرتے ہو؟ خاموشی!

٣...... مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ جھگڑا ختم کرنے کو لکھا تھا۔ مگر اس میں عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ لکھ کر اور جھگڑا بڑھا دیا۔ اس کا جواب دو؟ خاموشی!

٤...... ''مایکون لی'' والی آیت کا جو غلط ترجمہ قادیانی مولوی نے کیا تھا۔ اس پر چیلنج پر چیلنج دیا گیا۔ مگر خاموشی ہی خاموشی۔

٥...... ''یوم اموت'' والی دلیل کو جب ہم نے توڑ دیا تو اس پر بھی خاموشی رہی۔

٦...... ''هو الذی ارسل رسوله'' والی آیت کو ہم نے بطور چیلنج اپنے تینوں پرچوں میں پیش کیا۔ مگر صدائے برنہ خاست۔

٧...... حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ترجمہ کو ہم نے بار بار پیش کیا۔ مگر جواب ندارد۔

٨...... صلب کے معنی بار بار پوچھے گئے۔ مگر چپ کے سوا چارہ نہیں۔

٩...... ہم نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے چار وعدے کئے تھے۔ جس میں سے آخری تین وعدوں کو تو قرآن نے ماضی کے صیغے کے ساتھ پورا کر دیا۔ پہلا وعدہ کہاں پورا ہوا بتلاؤ۔ مگر جواب نہیں۔

١٠...... مرزا قادیانی مدعی ہے اس کا قول ہمارے لئے دلیل ہے۔ اس کا جواب بھی نہیں دیا۔

١١...... قادیانی مولوی نے تحویل قبلہ سے جو دلیل دی تھی اس پر ہم نے گرفت کی تو اسے صاف طور سے تسلیم کر لیا۔

١٢...... مرزا قادیانی نے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گائے کا گوشت اور روٹی کھانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس میں کشفی کا لفظ دکھلا دو تو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ مگر خاموشی رہی۔

١٣...... ''لن نومن لرقیك'' والی پوری آیت کا ترجمہ کرنے کے لئے چیلنج پر چیلنج دیا جاتا رہا۔ منہ مانگا انعام کا وعدہ پر وعدہ ہوتا رہا مگر قادیانی مولوی نے صاف خاموشی اختیار کر لی۔

۱۴...... دونوں جہان کے سردار مردہ اور شیطان لعین زندہ؟ اس سے نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی سخت توہین ہوتی ہے؟ اس کا بھی جواب نہیں دے سکے۔

۱۵...... کشتی نوح کی زندگی والی عبارت پر ہماری طرف سے پرزور چیلنج اور اوپر سے پرزور خاموشی رہی۔

۱۶...... ہم نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا عقیدہ اہل سنت کا نہیں بلکہ معتزلہ کا ہے۔ جس کا اقرار مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ممات کے قائل ہو کر معتزلہ بنتے ہو۔ اس کا بھی جواب ندارد۔

۱۷...... حضرت ابوہریرہؓ ودیگر بے شمار صحابہ کرامؓ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کی روایت کی ہے۔ لہٰذا تمہارا اجماع کہاں گیا؟ اس کا بھی جواب نہیں ملا۔

۱۸...... حضرت امام مالکؒ کے نام پر ہم نے چیلنج دیا۔ مگر ادھر خاموشی رہی۔

۱۹...... ''لوکان موسیٰ وعیسیٰ'' والی نقلی حدیث پر ہم نے چیلنج دیا مگر خاموشی ہی خاموشی رہی۔

۲۰...... ہم نے پوچھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ اگر کفر ہے تو جو شخص باون سال تک کافر رہا وہی شخص ترپن سال میں نبی کیسے بن گیا؟ مگر واہ رے قادیانی کے، سب ہضم۔

۲۱...... اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کفر ہے تو پھر آپ نے ہم کو مسلمان بھائی سے کس طرح خطاب کیا؟ جواب ندارد۔

۲۲...... مرزا قادیانی نے وعدہ کیا تھا کہ اب کوئی عیسائی نہیں بنے گا۔ اس کا کیا حشر ہوا؟ جواب ندارد۔

ختم نبوت والے دلائل جس کے جواب سے قادیانی مولوی ساکت وصامت رہا

۱...... ہم نے کہا کہ تم مرزا قادیانی کو آخری نبی مانتے ہو۔ اس کے لئے ہم نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے گیارہ حوالے پیش کئے۔ مگر جواب ندارد۔

۲...... مرزا قادیانی نے دہلی کی جامع مسجد میں جو حلف اٹھایا تھا اس کا کیا ہوا؟ جواب ندارد۔

۳...... ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام والی حدیث کو پیش کیا۔ مگر خاموشی۔

۴...... ''لا شریك له ، ولا نبی بعدی'' دونوں کو مرزا قادیانی نے ایک کہا ہے۔ اب تم اس کا انکار کیوں کرتے ہو؟ جواب ندارد۔

۵...... ہم نے کہا ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی نے رسول کی جو تعریف کی ہے وہ مرزا قادیانی پر صادق نہیں آتی۔ مگر جواب نہیں۔

۶...... ''خاتم المحدثین'' اور ''خاتم النبیین'' کا جو فرق ہم نے بتلایا اسے تسلیم کر لیا۔ اس لئے چپ ہو گئے۔

۷...... ہم نے پوچھا مہر کا کام بند کرنا ہے یا کھولنا؟ جواب ندارد۔

۸...... ہم نے دریافت کیا۔ بقول تمہارے جب آخری نبی آئے گا اس وقت تمہارا موضوع ختم نبوت ہوگا۔ یا اجرائے نبوت۔ مگر خاموشی۔

۹...... ''منك'' والی آیت کی جو تفسیر ہم نے (ابن کثیر ص۵۰۶) سے پیش کیا۔ اسے قبول کر لیا اس لئے خاموش ہو گئے۔

۱۰...... ہم نے ''نبعث رسولا'' والی آیت کا جو جواب ضمیمہ انجام آتھم سے دیا۔ اسے تسلیم کر لیا۔ اس لئے خاموش ہو گئے۔

۱۱...... ہم نے سورۂ جن والی آیت کا جو جواب دیا اسے بھی صحیح تسلیم کر لیا۔ اس لئے چپ ہو گئے۔

۱۲...... ہم نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد نبی ضرور آئیں گے۔ اس لئے کہ ان کو خاتم النبیین کا خطاب نہیں ملا تھا۔ اسے بھی قادیانی مولوی نے تسلیم کر لیا۔ اس لئے خاموشی اختیار کی۔

۱۳...... ہم نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا اپنی ذریت کے لئے کی تھی۔ مگر مرزا قادیانی ذریت چین ہے۔ اس پر بھی خاموشی رہی۔

۱۴...... ہم نے کہا کہ جس جملے میں اگر آ جاتا ہے وہ خبر نہیں بن سکتا۔ اس کا بھی جواب ندارد۔

۱۵...... ہم نے ''لیس بینی وبینه'' کا جو جواب دیا۔ اسے بھی تسلیم کر لیا۔ اس لئے خاموش رہے۔

۱۶...... ہم نے مرزا قادیانی کی کتاب تبلیغ رسالت سے کافر ہونے کا جو حوالہ دیا تھا۔ اسے بھی صحیح تسلیم کر لیا۔

۱۷...... ہم نے کہا جب رب العالمین کے بعد کوئی رب نہیں تو ٹھیک اسی طرح رحمۃ اللعالمین کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کا بھی جواب ندارد۔

۱۸...... ہم نے کہا کہ مرزا قادیانی خود مدعی ہیں۔ گواہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا قول ان کے لئے دلیل نہیں بن سکتا۔ جواب ندارد۔

۱۹...... ہم نے کہا جب مرزا قادیانی آخری نبی نہیں تو پھر تمہاری تبلیغ بیکار ہے۔ تبلیغ کا حق صرف آخری جماعت کو ہوتا ہے۔ جواب ندارد۔

۲۰...... ہم نے مرزا قادیانی کی (اربعین نمبر۴ ص۶) کی عبارت پر سخت گرفت کی۔ مگر ادھر خاموشی ہی خاموشی رہی۔

۲۱...... ہم نے ’’مع المؤمنین ‘‘ والی آیت پر جو گرفت کی تو ادھر سے خاموشی رہی۔

۲۲...... ہم نے پوچھا کہ آپ یہاں عیسائیوں کی تائید کے لئے آئے ہیں یا مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے؟ جواب ندارد۔

۲۳...... ہم نے کہا: سراج سورج ہے چراغ نہیں۔ جواب ندارد۔

۲۴...... ہم نے کہا: مرزا قادیانی کی قسم پر تم کو کیوں اعتبار نہیں۔ جواب ندارد۔

۲۵...... ہم نے کہا کہ تم دونوں باتوں سے کسی ایک کو تسلیم کرلو یا تو مرزا قادیانی کو آخری نبی مانو یا محدث تسلیم کرلو۔ مگر اجرائے نبوت جو تمہارا موضوع ہے۔ اس کا ثبوت کہیں بھی نہیں ملتا۔ مگر جواب نہیں دیا۔

کذب مرزا پر ہمارے وہ دلائل جسے قادیانی مولوی نے ہضم کرلیا

۱...... ہم نے کہا کہ تمہیں جب مرزا قادیانی کے حلف پر بھی یقین نہیں تو تم ان کی صداقت کیا ثابت کرسکتے ہو؟ جواب ندارد۔

۲...... ہم نے کہا کہ تیس سالہ میعاد اگر معیار نبوت ہو جائے تو کسی نبی کو اپنی زندگی میں امت دیکھنی نصیب نہیں ہوگی۔ جواب ندارد۔

۳...... ہم نے کہا کہ احمد بیگ اگر مرزا قادیانی کی شادی سے پہلے مر گیا تو یہ مرزا قادیانی کا ساتواں جھوٹ ہوا۔ جواب ندارد۔

۴...... ہم نے پوچھا کیا منظور محمد کا لڑکا پیدا ہوا؟ جواب ندارد۔

۵...... لڑکا ہوا یا لڑکی؟ جواب ندارد۔

۶...... اس کی والدہ کا کیا ہوا۔ جواب ندارد۔

۷...... اس لڑکی کا کیا ہوا؟ جواب ندارد۔

۸...... قادیان میں طاعون زوروں سے آیا یا نہیں؟ خاموش۔

۹...... وہاں طاعون میں عام لوگ مرے یا خاص لوگ بھی؟ جواب ندارد۔

۱۰...... ہم نے کہا کہ مرزا قادیانی جس کھاٹ پر بیٹھے تھے اس پر بھی طاعون تھا مگر جواب ندارد۔

۱۱...... ہم نے کہا کہ مرزا قادیانی نے ڈھائی ہزار روپے کی جو دوا تیار کی اسے کون کھایا۔ جواب ندارد۔

۱۲...... ہم نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی عمر بڑھی یا مرزا قادیانی کی؟ جواب ندارد۔

۱۳...... خدا نے جو مرزا قادیانی سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا۔ اس کا کیا ہوا؟ خاموش۔

۱۴...... ہم نے کہا کہ گاڑی آئی بھی اور چلی بھی گئی۔ مگر سگنل آج تک ڈاؤن ہے۔ اس کا بھی جواب نہیں دے سکے۔

۱۵...... ہم نے کہا کہ احمد بیگ کے مرنے کے بعد بھی مرزا قادیانی کو محمدی بیگم سے شادی کی امید تھی۔ اس کا جواب نہیں۔

۱۶...... طاعون جارف کسے کہتے ہیں؟ خاموشی۔

۱۷...... قادیان دارالامن رہا یا نہیں؟ خاموشی۔

۱۸...... مسیح موعود علیہ السلام اور مرزا کاذب کا جو نقشہ ہم نے بنایا تھا۔ اسے صحیح تسلیم کر لیا۔ صرف مقبرے والے حوالے پر بحث کی جس کا مطلب یہ ہوا کہ قادیانی مولوی کو بھی اقرار ہے کہ باقی نشانیاں مرزا قادیانی پر صادق نہیں آتی ہیں۔

...... مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام سے ہم نے ہندوؤں کی گالیاں پیش کیں۔ مگر ادھر خاموشی رہی۔

۲۰...... ہم نے کہا کہ مرزا قادیانی نے لکھا کہ خدا دوبارہ عیسیٰ کو لا نہیں سکتا۔ ایسا مجبور خدا تم کو مبارک ہو۔ جواب ندارد۔

۲۱...... ہم نے کہا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کو فتنہ کہا۔ نعوذ باللہ تو کیا نبی فتنہ ہوتا ہے؟ جواب ندارد۔

۲۲...... مریم کے بیٹے اور کشلیا کے بیٹے کو مرزا قادیانی نے ایک برابر قرار دیا۔ نعوذ باللہ اس کا بھی جواب ندارد۔

۲۳...... مرزا قادیانی نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی توہین کیوں کی؟ جواب ندارد۔

۲۴...... مرزا قادیانی نے حضرت حسینؓ کے ساتھ اپنا مقابلہ کیا، کیا یہ توہین نہیں؟ جواب ندارد۔

...... مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ اپنا مقابلہ کیا، کیا یہ توہین نہیں؟ جواب ندارد۔

۲۶...... ہم نے کہا کہ بے شک نبی کی نکتہ چینی کی گئی۔ مگر جس کی نکتہ چینی کی جائے کیا وہی نبی بن جاتا ہے؟ جواب ندارد۔

۲۷...... ہم نے کہا بے شک نبیوں کی مخالفت کی گئی۔ مگر جس کی مخالفت کی جائے کیا وہی نبی بن جاتا ہے؟ خاموشی رہی۔

۲۸...... تمہیں قاتل، تمہیں منصف والی بات کو صحیح تسلیم کرلیا۔ اس لئے خاموش رہے۔

۲۹...... ہم نے کہا اگست پہلے آتا ہے یا مئی؟ جواب ندارد۔

۳۰...... ہم نے کہا کہ تم نے بخاری شریف کو جھٹلایا۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے۔ جواب ندارد۔

۳۱...... ہم نے کہا، کیا جو بہت جگہ تعریفیں کرے اسے بہت جگہ گالی دینے کا بھی حق ہو جاتا ہے؟ مگر جواب ندارد۔

۳۲...... ہم نے مرزا قادیانی کے گوبر ہونے کا جو حوالہ دیا اسے بھی تسلیم کرلیا۔ اس لئے خاموش رہے۔

ناظرین کرام! اس فہرست کو ملاحظہ فرما کر خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ مناظرہ یادگیر میں قادیانی مولوی نے کس طرح خاموشی اختیار کی ہے۔

احقر: محمد اسماعیل عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

شرائط مناظرہ

۲۳؍اگست ۱۹۶۳ء روز جمعہ

شرائط مناظرہ مجوزہ مابین اہل سنت والجماعت و جماعت احمدیہ یادگیر۔

...... مضامین مناظرہ حسب ذیل ہوں گے۔

لف...... وفات عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔

ب...... اجرائے نبوت و ختم نبوت (عنوان ثانی کی صورت میں اہل سنت والجماعت مدعی ہوگی)

ج…… صداقت حضرت مرزا قادیانی۔

۲…… تینوں مضامین میں جماعت احمدیہ مدعی ہوگی۔ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔

۳…… مناظرہ تین دن ہوگا اور ہر روز ایک مسئلہ پر مناظرہ ہوگا۔

۴…… مناظرہ کی تاریخ اور مقام کا تعین آخر ستمبر تک کیا جائے گا۔

۵…… فریقین کو اختیار ہوگا۔ جسے چاہے بطور مناظر پیش کریں۔ نیز مناظر کو اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے امداد لے۔

۶…… دوران مناظرہ مناظر تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

۷…… مناظر صاحبان کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ دائرہ اخلاق وشرافت میں تقریر کریں اور فریق (ثانی) کے بزرگوں کا نام ادب اور احترام سے لیں۔ نیز مناظرین کے لئے لازمی ہوگا کہ مناظر مضمون زیر بحث کے علاوہ کسی اور مضمون پر بحث شروع نہ کرے۔

۸…… مناظرہ میں قرآن مجید، احادیث صحاح ستہ اور اجماع صحابہؓ بطور دلیل پیش ہوں گے۔

۹…… مناظرہ پہلے دونوں مناظرین کو آمنے سامنے بیٹھ کر تحریر کرنا ہوگا اور یہی مناظر دوسرے وقت اسی دن ایک ہی جلسہ میں باری باری پڑھ کر سنائیں گے۔ سناتے وقت کسی مناظر کو کمی بیشی کی اجازت نہ ہوگی۔

۱۰…… اگر کوئی فریق مقررہ تاریخ کو مقررہ مقام، مقررہ وقت مناظرہ، اپنے مناظر کو حاضر نہیں کرے گا تو مبلغ پانچ صد روپیہ بطور ہرجانہ ادا کرنا ہوگا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہرجانہ ادا کرنے کی شخصی ذمہ داری مکرم سیٹھ محمد عبدالحیٔ صاحب احمدی پر ہوگی اور اسی طرح اہل سنت والجماعت کی طرف سے ہرجانہ کے ادا کرنے کی شخصی ذمہ داری مکرم نجم الہدیٰ صاحب پر ہوگی۔ جس کی ادائیگی مناظرہ کے دن ہوگی۔

۱۱…… دوران مناظرہ تالی بجانا، آوازیں کسنا، شور وغل مچانا، نعرہ لگانا یا اور کوئی خلاف تہذیب حرکات منع ہوں گی۔

۱۲…… اس مناظرہ کے حفظ امن کی درخواست پولیس میں فریقین کے ذمہ دار افراد کی طرف سے مشترکہ دینی ہوگی۔

۱۳…… اگر کسی وجہ سے حکومت نے عام جلسہ کی اجازت نہ دی تو مناظرہ تحریری حد تک محدود رہے گا اور اسے فریقین اپنے اپنے خرچ پر چاہیں تو شائع کر سکتے ہیں۔ کسی پر بھی کسی قسم کی روک اور پابندی نہیں ہوگی اور فریقین کے ہر تحریری پرچہ پر دونوں مناظرین اور دونوں صدر صاحبان کے دستخط

ہوں گے۔ مناظرہ کی اطلاع عام کا پوسٹر فریقین کی طرف سے ان کے مشترکہ خرچ سے شائع ہوگا۔

۱۴...... عربی زبان کی قدیم لغات جیسے صراح یا المنجد یا عربی سے اردو بیان اللسان لغات تشریح کے لئے فریقین اپنے اپنے ساتھ رکھیں گے۔ احادیث میں مشکوٰۃ شریف اور صحاح ستہ اور قرآن میں آئمہ تفسیر کا ترجمہ مثلاً شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی یا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے متراجم قرآن ساتھ رہیں گے یا ان سے قدیم ترمترجم القرآن پیش کئے جاسکتے ہیں۔ یعنی مستند لغت وتفاسیر واقوال بزرگان اور آئمہ کرام جو حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے قبل کے ہوں۔ فریقین پیش کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اہل سنت والجماعت حضرت مرزا صاحب کی تحریریں دعویٰ کے بعد کی پیش کر سکتے ہیں۔ کوئی فریق اقوال الرجال کو دلیل میں پیش نہیں کرے گا۔

۱۵...... جو بھی حوالہ جات پیش ہوں گے اصل کتب کے بغیر قابل قبول نہ ہوں گے۔

۱۶...... مذکورۂ بالا شرائط مناظرہ میں کوئی فریق بھی کمی وبیشی کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

فقط: دستخط کاتب: بشیر الدین احمد

نمائندہ ارکان مناظرہ کمیٹی
اہل سنت والجماعت یادگیر
دستخط: صدر مناظرہ کمیٹی، مولوی عبدالرحیم وکیل
دستخط: معتمد مناظرہ کمیٹی، مکرم نجم الہدیٰ
دستخط: نائب معتمد مناظرہ کمیٹی، مکرم عبدالصمد افغان
دستخط: عبدالصمد افغان، دستخط: نجم الہدیٰ

نمائندہ جماعت احمدیہ یادگیر
دستخط: سیٹھ محمد الیاس احمدی
ترمیم مکرم سیٹھ محمد عبدالحیٔ احمدی کی جگہ
مکرم سیٹھ محمد الیاس احمدی
ہرجانہ مطابق شق نمبر ۱۰ کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں
دستخط: مولوی عبدالرحیم وکیل، دستخط: محمد الیاس
المشتہر: سیکرٹری دعوۃ وتبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الكرم

تاریخ مناظرہ یادگیر

مورخہ ۲۸؍ستمبر ۱۹۶۳ء کو اہل سنت والجماعت یادگیر وجماعت احمدیہ یادگیر کے درمیان مناظرہ کے بعض عدم تکمیل امور الحمدللہ طے پائے جو درج ذیل ہیں۔ علاوہ ازیں مورخہ ۲۲؍اگست ۱۹۶۳ء کو جو شرائط طے ہوئے تھے۔ وہ بھی ناظرین کی سہولت کے لئے مکرر ساتھ ہی شائع کئے جاتے ہیں۔

۱...... تاریخ مناظرہ ۲۳، ۲۴، ۲۵/نومبر ۱۹۶۳ء روز شنبہ، یکشنبہ، دوشنبہ طے پائی۔

۲...... تحریر کردہ مناظروں کے پرچے سنانے کے لئے حاجی آئیل مل یادگیر کے دائیں یا بائیں جانب کی دونوں جگہوں میں سے اگر کسی جگہ انتظام نہ ہو سکے تو حسن منزل یادگیر میں پرچے سنانے کا انتظام کیا جائے گا۔ اس کے لئے دو ہفتہ پہلے مکرم نجم الہدیٰ اور مکرم عبداللطیف شخصی طور پر نتظامات کرنے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

۲...... مناظرہ کے پرچے تحریر کرنے کے لئے کل وقت، سات گھنٹہ ہوگا اور پرچے سات وں گے۔ ہر پرچہ تحریر کرنے کا وقت ایک گھنٹہ ہوگا۔ آخری پرچہ میں مدعی کی طرف سے کوئی نئی لیل پیش نہ ہوگی اور تینوں دن کے تحریری مناظرہ کے لئے یہی اصول مدنظر رکھا جائے گا۔

مضامین: (۱) وفات مسیح۔ (۲) اجرائے نبوت۔ (۳) صداقت حضرت مرزا صاحب ں الترتیب رہیں گے۔

...... شرط نمبر: ۱۱ کی پابندی کرانے کا ہر فریق کا صدر ذمہ دار ہوگا۔ یعنی فریقین کے صدر پے اپنے لوگوں کو اس شرط کی پابندی کرانے کے ذمہ دار ہوں گے۔

...... مناظرے سے پندرہ روز قبل ڈاکٹر آر۔ ایس گتو صاحب کے پاس ہر فریق اپنے اپنے نچ صد روپیہ مورخہ ۵/نومبر ۱۹۶۳ء کو جمع کراوے گا اور ڈاکٹر صاحب موصوف کو شرط مناظرہ طے رہ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۶۳ء کی شرط نمبر: ۱۰ پر عمل کرنے کا فریقین کی طرف سے اختیار ہوگا۔

..... تحریری مناظرہ بمقام گودام وشواناتھ ریڈی صاحب مدناڑ ہوگا اور ہر قسم کے انتظامات ں کلیتۂ ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ہوگی۔ فریقین کے صرف سو سو آدمی شامل ہو سکیں گے۔ جن ں مناظر اور معاونین شامل ہوں گے۔ شمولیت کے لئے ایک مشترکہ ٹکٹ جاری کیا جائے گا جس فریقین کے معتمدین کے دستخط ہوں گے۔

دستخط کاتب: بشیرالدین احمد احمدی

نمائندہ جماعت احمدیہ یادگیر	نمائندہ مناظرہ کمیٹی اہل سنت والجماعت یادگیر
دستخط: مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی	دستخط: مکرم نجم الہدیٰ صاحب معتمد مناظرہ کمیٹی
	دستخط مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب ایڈووکیٹ
دستخط: مکرم سیٹھ عبداللطیف صاحب احمدی	صدر مناظرہ کمیٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

مزید شرائط

مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۶۳ء

۱...... تحریری وتقریری (شنوائی) اجلاس مناظرہ کے لئے علاوہ اپنے اپنے صدر کے جناب وشواناتھ ریڈی صاحب بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ منتظمہ کمیٹی کے صدر ہوں گے اور ان کے ساتھ مکرم عبدالرحیم صاحب وکیل اور مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ممبران انتظامی کمیٹی ہوں گے۔ ریڈی صاحب موصوف کو فریقین نے متفقہ طور پر منتخب کیا ہے۔

۲...... انتظامی کمیٹی ہر دو اجلاس تحریری وتقریری (شنوائی) میں شرائط مناظرہ کی پابندی اور ہر قسم کے کنٹرول کی ذمہ دار رہے گی۔ فریقین میں کسی مسئلہ پر یا معاملہ پر اختلاف کی صورت میں کمیٹی کی اکثریت جو فیصلہ کرے گی وہ فریقین کے لئے بہر صورت قابل قبول ہوگا۔

۳...... تحریری پرچے سنانے کے لئے امبیکا آئیل مل محلہ دستگیر پیٹھ (کھاری باؤلی) فریقین نے متفقہ طور پر طے کیا ہے۔ بمطابق شرائط مناظرہ اس میں انتظامات کی ذمہ داری فریقین کے نمائندگان جناب نجم الہدیٰ صاحب، ومکرم سیٹھ عبداللطیف صاحب پر ہوگی۔ فرش، سائبان، لاؤڈ اسپیکر کے اخراجات اور انتظامات کی ذمہ داری فریقین پر مساویانہ ہوگی۔

۴...... پرچے تحریر کرنے کا وقت ۹ر بجے صبح تا ۱ر بجے دوپہر اور ۱ر بجے تا ۲ر بجے وقفہ ہوگا اور ۲ر بجے دوپہر تا ۵ر بجے شام تحریر کرنے کا وقت ہوگا۔

۵...... تحریر کردہ پرچے سنانے کے لئے مورخہ ۲۶، ۲۷ر نومبر ۱۹۶۳ء مقرر کئے گئے ہیں۔ ۲۶ر نومبر ۱۹۶۳ء بروز سہ شنبہ پرچے سنانے کے لئے ۹ر بجے صبح تا ۱ر بجے دن اور ۲ر بجے دوپہر تا ۵ر بجے شام وقت مقرر ہوگا۔ مورخہ ۲۷ر نومبر بروز چہار شنبہ کو بھی یہی اوقات مقرر رہیں گے۔

۶...... تحریر کردہ پرچے سناتے وقت شمولیت کے لئے ایک مشترکہ ٹکٹ جاری کیا جائے گا۔ جن پر ممبران انتظامی کمیٹی کے دستخط ہوں گے۔ تین ہزار ٹکٹ چھاپے جائیں گے۔ دو ہزار ٹکٹ میں سے چودہ سو (۱۴۰۰) اہل سنت والجماعت کو اور چھ سو (۶۰۰) ٹکٹ جماعت احمدیہ کو مناظرہ سے تین دن پہلے مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۶۳ء کو دے دیئے جائیں گے۔ جسے وہ اپنے اپنے افراد میں تقسیم کرنے کے مجاز ہوں گے۔ ایک ہزار ٹکٹ منتظمہ کمیٹی کے پاس محفوظ رہیں گے۔ اگر جگہ باقی

رہی تو جلسہ شروع ہونے کے بعد متذکرۂ بالا تناسب سے جگہ کی گنجائش کے پیش نظر ٹکٹ تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ یہی صورت دوسرے دن کے لئے ہوگی۔ دونوں دنوں کے ٹکٹ کے رنگ الگ الگ ہوں گے اور فریقین کے مشترکہ خرچ سے چھاپے جائیں گے۔

۷...... شرائط طے شدہ مورخہ ۲۳؍اگست ۱۹۶۳ء، ۲۸؍ستمبر ۱۹۶۳ء اور ۷؍نومبر ۱۹۶۳ء میں فریقین میں سے کوئی فریق اگر کسی ایک شرط کی تکمیل میں ارادۃً یا سہواً کوتاہی کرے یا گریز کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ اس فریق کی مناظرہ سے فراری متصور ہوگی اور دوسرے فریق کے عوام کو مطلع کرنے کے لئے ہر قسم کا اختیار ہوگا۔ اگر کوئی شرط دوسری شرط کے خلاف ہو تو آخری طے شدہ شرط قابل عمل ہوگی۔ فقط:

نمائندہ جماعت احمدیہ یادگیر	نمائندہ مناظرہ کمیٹی اہل سنت والجماعت یادگیر
دستخط: سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی	دستخط: مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل
	دستخط مکرم نجم الہدیٰ، دستخط: مکرم عبدالصمد افغانی

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله ·

اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم · بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلے علے رسوله الكريم!

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ...... **هو الناصر**

وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر جماعت احمدیہ کا پہلا پرچہ

یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ جس پر ہم اور ہمارے مسلمان بھائی اور ساری دنیا متفق ہے کہ جو انسان اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک طبعی عمر پاتا اور بچپن جوانی اور بڑھاپے کی منزلوں میں سے گزر کر آخر فوت ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بھی ایک متفقہ طور پر تسلیم شدہ بات ہے کہ دنیا میں قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے۔ جو اپنا اپنا فرض ادا کر کے وفات پا گئے اور ہمارے سید و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر اور ایک طبعی عمر پا کر فوت ہو گئے۔

لیکن یہ عجیب اور حیرت انگیز بات ہے کہ آج ہمارے کچھ مسلمان بھائی اس قانون قدرت کو ماننے اور حضرت محمد عربی ﷺ کو فوت شدہ تسلیم کرنے کے باوجود یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریباً دو ہزار سال گزرنے پر بھی آج تک بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم، حدیث شریف اور بزرگان سلف اور عقل سلیم کا فیصلہ یہ

ہے کہ: ”کل نفس ذائقة الموت (آل عمران ۱۸۵) “اور یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک انسان جو آج سے قریباً دو ہزار سال قبل پیدا ہوا تھا۔ اس کی وفات ثابت کرنے کے لئے ہمیں آج بحث کی ضرورت پیش آئی ہے۔ چنانچہ آج اسی مسئلے پر گفتگو ہوگی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمارے مسلمان بھائیوں کو سمجھ عطا فرما کہ وہ افضل الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دینا چھوڑ دیں۔ کیونکہ

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں: ”ہمارے دعوے کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہے۔ اب دیکھو یہ بنیاد کس قدر مضبوط اور محکم ہے۔ جس کی صحت پر قرآن شریف گواہی دے رہا ہے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ گواہی دے رہی ہے اور آئمہ اسلام گواہی دے رہے ہیں اور ان سب کے بعد عقل بھی گواہی دیتی ہے۔“ (ایام الصلح ص ۳۹، خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۹)

ان چند الفاظ کے بعد اب ہم وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے دلائل درج ذیل کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چار مختلف حیثیتیں قابل غور ہیں۔ (۱) ذات خاص۔ (۲) عام انسان۔ (۳) نبی اللہ۔ (۴) معبود باطل۔

۱……ذات خاص

اوّل: ذات خاص کے اعتبار سے سورۂ مائدہ کے آخری رکوع کی آیت ”فلما توفیتنی“ پیش کی جاتی ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ قیامت کے دن تثلیث پرستوں پر حجت ملزم قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ آیا تو نے ان کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا مانو۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کہیں گے سبحانک، یعنی میں تو تیرا رسول تھا۔ جس کا کام صرف یہ تھا کہ بھیجنے والے کا پیغام پہنچا دوں اور ظاہر ہے کہ تو نے مجھے یہ پیغام دے کر نہیں بھیجا تھا۔ البتہ اگر یہ سوال ہو کہ میں نے از خود انہیں یہ تعلیم دی ہوگی تو: ”ما یکون لی ان اقول مالیس لی بحق (مائدہ: ۱۱۶) “یعنی مجھے از خود ایسا کہنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اس لئے میں نے از خود ان کو یہ پیغام نہیں دیا اور اگر یہ سوال ہو کہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے میرے کلام سے کسی غلط فہمی کی بناء پر یہ سمجھا ہو کہ گویا میں اپنی اور اپنی ماں کی خدائی کا پرچار کر رہا ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ: ”ماقلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربکم (مائدہ: ۱۱۷) “کہ میں نے اپنے پاس سے ان کو کوئی پیغام دیا ہی نہیں۔

ہے کہ:''كل نفس ذائقة الموت (آل عمران۱۸۵)''اور یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک انسان جو آج سے قریباً دو ہزار سال قبل پیدا ہوا تھا۔ اس کی وفات ثابت کرنے کے لئے ہمیں آج بحث کی ضرورت پیش آئی ہے۔ چنانچہ آج اسی مسئلے پر گفتگو ہوگی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمارے مسلمان بھائیوں کو سمجھ عطا فرما کہ وہ افضل الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دینا چھوڑ دیں۔ کیونکہ ۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:''ہمارے دعوے کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہے۔ اب دیکھو یہ بنیاد کس قدر مضبوط اور محکم ہے۔ جس کی صحت پر قرآن شریف گواہی دے رہا ہے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ گواہی دے رہی ہے اور آئمہ اسلام گواہی دے رہے ہیں اور ان سب کے بعد عقل بھی گواہی دیتی ہے۔'' (ایام الصلح ص۳۹، خزائن ج۱۴ص۲۶۹)

ان چند الفاظ کے بعد اب ہم وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے دلائل درج ذیل کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چار مختلف حیثیتیں قابل غور ہیں۔ (۱) ذات خاص۔ (۲) عام انسان۔ (۳) نبی اللہ۔ (۴) معبود باطل۔

ا......ذات خاص

اوّل: ذات خاص کے اعتبار سے سورۂ مائدہ کے آخری رکوع کی آیت''فلما توفیتنی''پیش کی جاتی ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ قیامت کے دن تثلیث پرستوں پر حجت ملزم قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ آیا تو نے ان کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا مانو۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کہیں گے سبحانک، یعنی میں تو تیرا رسول تھا۔ جس کا کام صرف یہ تھا کہ بھیجنے والے کا پیغام پہنچا دوں اور ظاہر ہے کہ تو نے مجھے یہ پیغام دے کر نہیں بھیجا تھا۔ البتہ اگر یہ سوال ہو کہ میں نے از خود انہیں یہ تعلیم دی ہوگی تو:''ما یکون لی ان اقول مالیس لی بحق (مائدہ:۱۱۶)''یعنی مجھے از خود ایسا کہنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اس لئے میں نے از خود ان کو یہ پیغام نہیں دیا اور اگر یہ سوال ہو کہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے میرے کلام سے کسی غلط فہمی کی بناء پر یہ سمجھا ہو کہ گویا میں اپنی اور اپنی ماں کی خدائی کا پرچار کر رہا ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ:''ماقلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربکم (مائده:۱۱۷)''کہ میں نے اپنے پاس سے ان کو کوئی پیغام دیا ہی نہیں۔

بلکہ صرف وہی پیغام دیا ہے جس کے لئے تو نے مجھے مامور فرمایا تھا اور وہ یہ تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور اگر یہ سوال ہو کہ ان لوگوں نے غلو کر کے از خود مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنالیا ہوگا۔ مجھے روکنا چاہئے تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ: ’’وکنت علیهم شهیداً مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (مائدہ:۱۱۷)‘‘ کہ میں جب تک ان کے اندر موجود رہا میں ان کا نگراں تھا۔ لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا۔ میری نگرانی کا کوئی موقع نہ تھا۔ گویا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا اقرار کریں گے کہ ان کو اپنی قوم کی تثلیث پرستی کا کوئی علم نہیں ہے اور یہ عقیدہ ان کی موت کے بعد عیسائیوں میں مروج ومقبول ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کو زندہ مانا جائے اور پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ واپس آئیں گے تو پھر تو وہ اچھی طرح دیکھ لیں گے کہ ان کی قوم توحید کی بجائے تثلیث کی قائل ہے اور ابن مریم کو خدا مانتی ہے تو پھر وہ قیامت کے دن یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ انہیں اپنی قوم کی تثلیث پرستی کا علم نہیں؟

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت میں دو زمانوں کا ذکر فرماتے ہیں:

اوّل…… قوم میں موجودگی اور دوم قوم میں عدم موجودگی اور دونوں زمانوں میں حد فاصل ہے۔ آپ کی توفّی جس کے معنی از روئے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور لغت عربی وفات کے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ آپ وفات پاکر اپنی قوم سے جدا ہوئے۔

دوم…… ’’یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ (آل عمران:۵۵)‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چار وعدے کئے ہیں۔

۱…… میں تجھے وفات دوں گا۔

۲…… میں تیرا رفع کروں گا۔

۳…… میں تجھے پاک کروں گا۔

۴…… میں تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر دائمی غلبہ بخشوں گا۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علی الترتیب اپنے چاروں وعدے پورے کر دیئے ہیں۔ پہلے وفات دی۔ پھر رفع کیا۔ پھر آپ کی تطہیر فرمائی اور پھر آپ کے ماننے والوں کو آپ کے منکروں پر دائمی غلبہ بخشا۔ ۴۰

آپ ہی کو مبعوث کیا گیا اور باقی سب انبیاء صرف خاص خاص قوموں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

ششم…… ’’ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام (المائده:٧٥)‘‘ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں:

۱…… حضرت مسیح علیہ السلام ایک رسول ہیں۔

۲…… ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ یعنی یہ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں۔

۳…… ان کی ماں بھی تھی جو صدیقہ تھی۔

۴…… دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنی اب نہیں کھاتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔

۲……عام انسان کی حیثیت

ہفتم…… اگر مسیح علیہ السلام پر عام انسان ہونے کے لحاظ سے نظر ڈالی جائے تو مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ قابل غور ہیں۔ ’’فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون (اعراف:٢٥)‘‘ ﴿یعنی اے انسانو تم سب اسی زمین میں زندہ ہوگے اور اسی میں مروگے اور اسی میں سے نکالے جاؤگے۔﴾

ہشتم…… ’’ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین (اعراف:٢٤)‘‘ ﴿یعنی تم سب کے لئے زمین ہی وقت مقررہ تک کے لئے قرارگاہ ہے۔﴾

نہم…… ’’وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افائن مت فهم الخٰلدون (انبیاء:٣٤)‘‘ ﴿یعنی اے ہمارے حبیب ﷺ آپ سے پہلے ہم نے کسی بشر اور انسان کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ مدت دراز تک حوادث زمانہ اور تغیر وتبدل سے محفوظ رہ کر جوں کا توں زندہ رہے۔ پس یہ ہو نہیں سکتا کہ تجھ پر تو موت آجائے اور وہ لوگ جوں کے توں زمانہ ہائے دراز تک زندہ رہیں۔﴾

دہم…… ’’ومن نعمره ننکسه فی الخلق افلا یعقلون (یسین:٦٨)‘‘ ﴿اور جس کو ہم عمر (دراز) بخشتے ہیں اس کی خلقت میں ضعف اور کمزوری پیدا کر دیتے ہیں۔﴾

یازدہم…… ’’الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا (المرسلات:٢٥،٢٦)‘‘ ﴿یعنی اے لوگو! کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے لئے سمیٹنے والی نہیں بنایا؟﴾

متذکرۂ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام قانون کا ذکر فرمایا ہے۔ جو سب بنی نوع انسان پر حاوی ہے اور کہیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثنیٰ نہیں فرمایا۔ لہٰذا وہ نہ تو کرۂ ارض سے

باہر جا کر زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ ہی روئے زمین پر کہیں بقید حیات موجود ہیں۔ تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس عام قانون کی زد میں آ کر وفات پا چکے ہیں۔

۳…… نبی کی حیثیت

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ہونے کی حیثیت سے جانچا جائے تو قرآن مجید کی حسب ذیل آیات قابل غور ہیں۔

دوازدہم…… فرمایا: ''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات اوقتل انقلبتم علیٰ اعقابکم** (آل عمران:١٤٤) '' ﴿حضرت محمد رسول اللہ ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے سب رسول گذر گئے۔ سو اگر یہ بھی گزر جائیں یعنی فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو اے مسلمانو! کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟﴾

مفاد اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات اہل اسلام کے ایمان میں تزلزل کا موجب نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ آپؐ ایک رسول ہیں۔ اس لئے آپؐ پر وہ حالات ضرور وارد ہوں گے جو پہلے رسولوں پر وارد ہوئے۔ یعنی بذریعہ موت یا قتل۔ آپ بھی اس دنیا سے اسی طرح گزر جائیں گے۔ جس طرح پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انہی دو راستوں میں سے کسی ایک سے گزر کر اس دنیا کو چھوڑ چکے ہیں اور چونکہ قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ آپ قتل نہیں ہوئے۔ اس لئے ماننا پڑا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔

سیزدہم…… ''**ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل** (مائدہ:٧٥) '' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف ایک رسول سمجھو اور ان کو ان رسولوں پر قیاس کرو۔ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ چونکہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ نزول قرآن کے وقت سے بہت پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا چکے تھے۔

چہاردہم…… ''**وما جعلناهم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خلدین** (انبیاء:٨) '' یعنی ہم نے نبیوں کا جسم ایسا نہیں بنایا کہ وہ کھانا کھائے بغیر زندہ رہ سکیں اور نہ وہ ایسے تھے کہ مرور ایام اور حوادثات زمانہ کے انقلابات سے محفوظ رہ سکیں۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانے پینے کے محتاج تھے اور درازی عمر کے تمام تقاضوں کا شکار تھے۔ خواہ کتنا عرصہ بھی وہ زندہ رہے ہوں۔ وہ ضعف و ناطاقتی اور بڑھاپے اور موت سے بچ نہیں سکے۔

۴...... معبود باطل کی حیثیت

پانزدہم...... ’’**والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون** (نحل:۲۰،۲۱)‘‘یعنی جولوگ من دون اللہ کو پکارتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے معبودان باطلہ خالق نہیں ہیں۔ ہاں مخلوق ضرور ہیں اور مردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام عیسائیوں کے معبود ہیں۔ اس لئے ماننا پڑا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ الغرض حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی حیثیت لے لی جائے۔ ہر حیثیت سے ان کی وفات ازروئے قرآن مجید ثابت ہے۔

شانزدہم...... ’’**واذ اخذ اللہ میثاق النبیین** (آل عمران:۸۱)‘‘ اس آیت کے نیچے عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے یہ وعدہ لیا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا ان کا فرض ہے اور سب نبیوں نے یہ پختہ وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر کوئی اپنے اس وعدے سے پھر جائے گا تو وہ فاسق ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت رسول مقبول ﷺ کی بعثت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی مدد کی؟ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس وعدے کو پورا نہیں کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ نے جیتے جی وعدہ خلافی کی۔

حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے اپنی تفسیر ’’موضح القرآن‘‘ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ اس آیت کی رو سے تمام نبیوں کے لئے ضروری تھا کہ اگر ان کی زندگی میں آنحضرت ﷺ مبعوث ہوں تو وہ خود ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ ورنہ اپنی امت کو تاکید کردیں کہ وہ ایمان لائیں اور مدد کریں۔ لیکن چونکہ حضور انور ﷺ کی بعثت تک کوئی نبی بھی زندہ نہ رہا۔ اس لئے آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا ان کے لئے ممکن نہ ہوا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ لا سکے اور نہ آپ ﷺ کی مدد کر سکے۔ البتہ دوسرے حصہ پر انہوں نے ضرور عمل کیا۔ جو ان کے لئے ممکن تھا۔ یعنی بعثت نبویؐ کی بشارت دی اور اپنی امت کو آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کی تاکید کی۔

ہفدہم...... بخاری شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے روز آنحضرت ﷺ دیکھیں گے کہ ان کے بعض صحابہ کو جہنم کی طرف لے جارہا ہے۔ آپ فرمائیں گے یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ جواب ملے گا آپ کو کیا معلوم کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا۔ اس پر فرمایا میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: ’’**وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلما توفیتنی** (مائدہ:۱۱۷)‘‘ (بخاری ج۲ ص۱۵۹ مصری) کہ اے اللہ جب تک میں ان کے اندر موجود تھا میں ان کا نگراں تھا۔ (اسی لئے تو میں نے صحابی کہا ہے) البتہ جب تو نے مجھے وفات دے دی اور میں ان سے جدا ہوگیا تو پھر تو ہی ان کا نگراں تھا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ یہ کیا کرتے رہے۔

ان سترہ قرآن وحدیث کے دلائل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور ان کے زندہ آسمان پر جانے اور واپس آنے کا خیال قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔

نوٹ: جتنے حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی کتب بھی ساتھ ہی ملاحظہ کے لئے پیش ہیں۔

مناظر جماعت احمدیہ
(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
مولانا محمد سلیم صاحب فاضل
(دستخط صدر مناظرہ)

پہلا پرچہ ...... حیات عیسیٰ علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم۔ اما بعد!

برادران اسلام! السلام علیکم!

مرزا قادیانی کے وکیل مولوی سلیم صاحب نے بہت سے دلائل اپنے خیال میں دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ اس کا جواب دینے سے پہلے چند باتیں میں ان سے پہلے دریافت کرلیتا ہوں تاکہ اسی کی بنیاد پر جواب دیا جائے۔

۱...... کیا حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کفر ہے؟

۲...... کیا مرزا قادیانی نے کسی نبی کو آسمان پر زندہ مانا ہے؟

۳...... حضرت مرزا صاحب نے کس سنہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا اعلان کیا؟

عرض ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی رو سے مر گئے تھے تو حضور ﷺ نے فرمادیا ہوتا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ کوئی صحابیؓ کہہ دیتا، کوئی امام کہہ دیتا، کوئی مفسر کہہ دیتا، کوئی محدث کہہ دیتا۔ مگر میرا دعویٰ ہے کہ سبھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانا ہے۔ اس کو مرزا قادیانی نے بھی اقرار کیا اور کہا کہ یہ متواتر ہے۔ اگر تواتر کو تسلیم نہ کیا جائے تو امان اٹھ جائے گا۔

(انجام آتھم، شہادت القرآن، ازالہ اوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰)

یہ سب مرزا قادیانی کی کتابیں ہیں۔ اس میں حدیث نزول عیسیٰ علیہ السلام کو متواتر کہا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو صفحے بھی بتادوں گا۔ مگر چونکہ آپ جانتے ہیں اس لئے صفحات نہیں لکھے۔ میرے محترم دوست! حد یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی بھی باون (۵۲) سال تک اسی عقیدہ پہ قائم رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ عقیدہ مرزا قادیانی کا اسلامی تھا یا کفری؟ اچھی بات ہے۔ ہم آپ کی بات کو پہلے ہی سے تسلیم کر لیتے ہیں کہ مرزا قادیانی پر جب الہام موت عیسیٰ علیہ السلام ہوا اس وقت مرزا قادیانی نے مذہب بدلا تو اب بات صاف ہوگئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت مرزا قادیانی کے الہام سے ہوئی۔ لہٰذا آپ کو قرآن کا دلیل میں پیش کرنا زیب نہیں دیتا۔ اگر قرآن سے عیسیٰ مرتے تو مرزا قادیانی جاننے کے بعد مسیح بن جانے کے بعد ''براہین'' میں کیوں ان کی زندگی کا اقرار کرتے ہیں؟ حالانکہ (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳) جھگڑا ختم کرنے کے لئے لکھی گئی تھی۔

اب ہم مختصراً آپ کے دلائل کا جواب دیتے ہیں۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو قرآن سے، حدیث سے، اجماع سے، مرزا قادیانی کے اقرار سے ثابت کریں گے۔

آپ نے کہا کہ غیرت کی جا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہو اور حضور ﷺ مر جائیں۔ مولوی سلیم! غیرت کی جا ہے کہ خضر زندہ ہوں اور حضور ﷺ مر جائیں۔ مرزا قادیانی نے حضرت خضر کو زندہ مانا ہے۔

''فلما توفیتنی'' سے آپ نے دلیل قائم کی ہے۔ حالانکہ آپ کو اور مرزا قادیانی اور ہم کو، سب کو اس کا اقرار ہے کہ یہ بات عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن کہیں گے تو اس میں آپ

کی دلیل کیا ہوئی؟ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آسمان سے اتریں گے۔ زمین پر مریں گے۔ حضور ﷺ کے روضہ شریف میں دفن ہوں گے۔ لہٰذا ایسی دلیل دو جس میں یہ آیا ہو کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ ہیں۔ دعویٰ تو یہ کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ ہیں اور دلیل دیتے ہو قیامت کے دن کا، لہٰذا یہ دھوکہ ہے۔ ''ما یکون لی '' سے آپ نے ایک دلیل دی ہے۔ آیت کا ترجمہ آپ نے غلط کیا ہے۔ (میری نگرانی کا کوئی موقعہ نہ تھا) یہ قرآن کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ (تثلیث پرستی کا کوئی علم نہیں) یہ قرآن کی کس آیت کا ترجمہ ہے؟ افسوس ہے کہ آپ قرآن مجید کا ترجمہ اپنی طرف سے کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ کتاب ہے کہ اس میں کوئی شخص بھی اپنی طرف سے ترجمہ نہیں کر سکتا۔ میرا چیلنج ہے کہ قوسین پر دیئے گئے آپ کے ترجمہ کو آپ قرآن سے دکھلا دیں۔ اصل جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ قیامت میں کہے گا۔ ''کیا تو نے تثلیث پرستی کی تعلیم دی تھی؟'' وہ کہیں گے نہیں میں نے نہیں دی۔ میری قوم تثلیث پرست تھی یا نہیں۔ اس سے یہاں بحث نہیں۔ اس آیت سے پہلے ہے ''ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا الا ما علمتنا (مائدہ:۱۰۹) '' تو کیا نبیوں کو معلوم نہ تھا کہ ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم نہ تھا کہ میری قوم نے آگ میں ڈالا۔ یحییٰ علیہ السلام کو معلوم نہ تھا کہ میری قوم نے مجھے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا۔ سب کو معلوم تھا۔ مگر ادب کا مقام یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ''لا علم لنا''

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے (کشتی نوح ص۶۰، خزائن ج۱۹ ص۶۵ حاشیہ) پر لکھ دیا ہے کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں پولوس نے تثلیث پرستی شروع کر دی۔'' لہٰذا آپ کی یہ دلیل بالکل باطل ہے دھوکہ ہے۔

آپ نے کہا ہے: ''میں تیرے ماننے والوں کو غلبہ دوں گا۔'' اس سے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ممات کو کیا تعلق ہے؟ کیا عیسیٰ مریں گے تب غلبہ ہوگا؟

آپ نے ''یوم اموت '' سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کی ہے۔ افسوس کہ اب تک آپ نے ماضی اور مضارع کو نہیں سمجھا۔ وہ کہتے ہیں۔ جس دن میں مروں گا تو یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مرے نہیں ہیں زندہ آدمی ''مروں گا'' کہے گا مردہ ''مر گیا'' کہے گا۔ دیکھا آپ نے آپ کی دلیل کتنی طاقتور تھی۔

''رسولاً الیٰ بنی اسرائیل '' بے شک وہ بنی اسرائیل کے لئے سراج منیر طلوع

ہونے سے پہلے نبی تھے۔ اب چونکہ حضورﷺ تمام عالم کے نبی، قیامت تک کے نبی آ چکے۔ دن ہو گیا رات باقی نہیں رہی۔ لہٰذا ان کی نبوت کی روشنی محمد رسول اللہ کی روشنی کے سبب اب نہیں آئے گی۔ اب وہ بنی اسرائیل کے لئے روشنی نہیں پھیلا سکیں گے۔

آپ نے ”قد خلت من قبله الرسل “ سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کی ہے۔ میرے قدیم دوست! اس خلائی دور میں خلائی مسافروں کو دیکھ کر بھی خلائی جہازوں کی موجودگی آپ کا خلت کو نہ سمجھنا یہ بڑی حیرت کی بات ہے۔ ”خلت خلو خلا “ خلائی جہاز سب کو سمجھ کر جواب دیجئے۔ کیا جو خلائی مسافر خلاء پر چلے جاتے ہیں۔ جب دوبارہ زمین پر آتے ہیں تو بقول آپ کے ان کی خلت یعنی موت ہو جاتی ہے۔ اگر سب خلائی مسافر کو سائنس زندہ رکھتی ہے تو اس پر آپ کو اعتراض نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو اگر خدا خلا میں لے جاتا ہے تو اس پر آپ کو اعتراض ہے۔ افسوس ہے آپ کی دلیل پر مزید کیا لکھوں۔

یہی جواب آپ کی ”فیها تحیون وفیها تموتون “ کا بھی ہے۔ غور کریں اور یہی جواب ”ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین “ کا بھی ہے۔ آپ نے ”وما جعلنا من قبلك الخلد “ کی آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کو مارا ہے۔ پہلے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم بھی عیسیٰ علیہ السلام کے خلود کے قائل نہیں ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ضرور مریں گے۔ مگر ابھی نہیں مرے ہیں۔ ”ومن نعمره ننكسه فی الخلق “ سے شاید آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی زندگی کے سبب ان کو بوڑھا بنا دیا ہے۔ حالانکہ قرآن نے ان کو ”من المقربین “ کہا ہے اور قرآن نے فرشتوں کو بھی مقرب کہا تو کیا جبرائیل علیہ السلام بوڑھے ہو چلے؟ کیونکہ وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بے شمار سال پرانے ہیں۔ خلائی دور میں نوری سال کا حساب ہوتا ہے۔ دنیاوی سال کا نہیں۔

”الم یجعل الارض کفاتاً “ اس کا جواب بھی خلت کے ضمن میں آ گیا ہے۔

”وما جعلنا هم جسداً “ سے آپ نے خوراک کی ضرورت سمجھا ہے۔

آپ وکیل ہیں اور خود مرزا قادیانی موکل اور مدعی۔ وہ کہتے ہیں کہ: ”میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ روٹی اور گائے کا گوشت کھا چکا ہوں۔ “ (تذکرہ ص۴۲۷)

قرآن کہتا ہے کہ شہداء کو اللہ رزق دیتا ہے۔ نبی کا درجہ کم از کم شہداء سے دو ڈگری زیادہ ہے۔ لہٰذا جب شہید روزی کھاتا ہے تو نبی بھی روزی کھاتا ہے۔

''اموات غیر احیاء'' کی آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنا یہ آپ کی انتہائی جسارت ہے۔ اس لئے کہ اس میں ''لا یخلقون شیئا '' نے بتلادیا کہ اس سے مراد پتھر کے بت ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن نے اس سے الگ کر دیا۔ کیونکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ''انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ طیراً'' تو عیسیٰ علیہ السلام تو تخلیق کرتے تھے۔ خدا کے حکم سے، پھر وہ اس آیت میں کیسے شامل ہوگئے۔ دلیل دیتے وقت پوری آیت کو دیکھ لیا کیجئے۔ قرآن میں اوّل بدل ہو ہی نہیں سکتا۔

''اذ اخذ اللہ میثاق النبیین '' سے حضورﷺ کی ختم نبوت ثابت ہوتی ہے۔ اس کا عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے کیا تعلق۔ کیا جن سے میثاق لیا تھا۔ سب مر گئے تو مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیوں زندہ آسمان پر بٹھا دیا ہے؟ (نورالحق ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۹)

جب آیت میثاق کے بعد موسیٰ علیہ السلام زندہ رہ سکتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ رہے۔ اس میں کیا اعتراض ہے۔ اب میں قرآن سے کچھ دلیل عیسیٰ کی حیات پر نقل کرتا ہوں۔

دلائل

۱…… ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ (فتح:۲۸)'' یہ آیت صاف طور سے دلالت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زمین پر آئیں گے۔ ہمت ہے تو اس آیت کا جواب دیجئے اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔

۲…… ''یعلمہ الکتاب والحکمۃ (بقرہ،۱۲۹)'' یہ آیت بتلاتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ قرآن کی تعلیم دے گا۔ ''الکتاب والحکمۃ'' یکجائی طور سے قرآن میں جہاں جہاں آیا ہے۔ اس سے قرآن ہی مراد ہے۔ ''وآتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ (قرآن) انزلنا علیك الکتاب والحکمۃ ''مرزا قادیانی نے بھی (شہادۃ القرآن ص۴۲، خزائن ج۶ ص۳۳۸) میں یہی ترجمہ کیا۔

۳…… ''انہ لعلم للساعۃ (زخرف:۶۱)'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں ترجمہ شاہ ولی اللہ۔

۴…… ''وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ (نساء:۱۰۹)'' نہیں ہے کوئی اہل کتاب مگر یہ کہ ایمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ (ترجمہ شاہ ولی اللہ۔ فارسی)

۵...... ''وما قتلوه وما صلبوه (نساء:۱۰۸)'' نہیں قتل کیا عیسیٰ کو اور نہ سولی دیا۔ مولوی سلیم، صلب کے معنی کیا ہیں۔ فوراً کہو۔ سولی دینا یا سولی پر مارنا۔ تم مدعی ہو۔ پہلے معنی مقرر کرو۔ اس کے بعد جواب سنو۔ میں نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا اس لئے ترجمہ دیا کہ مرزا قادیانی ان کو تمام محدثین کا سردار اور آسمانی نشان قرار دیتے ہیں۔

(کتاب البریہ ص۷۳،۲۷۴، خزائن ج۱۳ ص۹۲،۹۱، ازالہ اوہام ص۱۵۵، خزائن ج۳ ص۱۷۹)

''انی متوفیك ورافعك (آل عمران:۵۵)'' میں اللہ نے چار وعدے عیسیٰ علیہ السلام سے کئے۔ اس میں تین کو ماضی سے پورا کر دیا۔ پہلا وعدہ کہاں پورا ہوا؟

لہٰذا قرآن سے، حدیث سے، تفسیر سے، ترجمہ سے، مرزا قادیانی کے حوالوں سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے آئیں گے۔ اسی پر اجماع امت ہے اور مرزا قادیانی نے اجماع اور تواتر کے منکر کو اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

میں نے بار بار مرزا قادیانی کا حوالہ اس لئے دیا کہ وہ مدعی ہیں۔ مولانا سلیم! آپ تو ان کے وکیل ہیں۔ اگر عدالت میں مؤکل کچھ کہے اور وکیل اس کے خلاف کہے تو جج فیصلہ مدعی یعنی خود مؤکل کے قول پر کرتا ہے۔ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کا وکیل ہوں۔ آپ مرزا قادیانی کے وکیل ہیں۔ یہ مجمع جج ہے۔ لہٰذا یہ جلسہ یعنی جج یہی فیصلہ کرتا ہے کہ چونکہ مدعی یعنی مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کہا ہے۔ لہٰذا آپ ان کو مارنے کی لاکھ دلیل دیں وہ قابل قبول نہیں۔

(شرح دستخط) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ

۲۳؍نومبر ۱۹۶۳ء

(دستخط صدر مناظرہ) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفات مسیح علیہ السلام پر جماعت احمدیہ کا دوسرا پرچہ

ہمارے مدمقابل نے اپنے جوابی پرچہ میں ہماری پیش کردہ قرآنی آیات اور حدیث نبوی کی تردید میں یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بھی دو ہزار سال کی عمر میں آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔ حالانکہ ہم نے عرض کیا تھا کہ

قرآن کریم انہیں وفات یافتہ قرار دیتا ہے اور قانون قدرت سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔

حضرات! کیا آپ میں سے کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے یا دنیا کا کوئی عالم یا سائنسدان اور فلاسفر یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے کہ خدا کا یہ قانون کبھی کسی زمانے میں تبدیل ہوا یا ہوسکتا ہے کہ ایک شخص جو مثلاً ۱۷۰۰ء میں پیدا ہوا وہ آج بھی تختۂ زمین پر یا آسمان پر جوں کا توں زندہ موجود ہے۔ کیا تاریخ عالم میں سے کوئی مثال ایسی پیش کی جاسکتی ہے کہ کسی شخص نے طبعی عمر سے سینکڑوں سال زیادہ عمر پائی ہو۔

ہمارے مدمقابل حضرات ہی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گو ایک عام انسان تھے۔ ایک نبی تھے مگر یہ صرف انہی کی خصوصیت ہے کہ دو دو ہزار سال سے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور مزہ یہ کہ بے کھائے پئے اور حوادث زمانہ سے متاثر ہوئے بغیر ''الآن کما کان'' جوں کے توں ۳۳ سال کے نوجوان ہیں۔ گویا وہ انسان ہی نہیں بلکہ خدا ہیں۔ سچ ہے۔

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آید پرستاران ملت را

آج یادگیر کی معزز پبلک گواہ رہے کہ ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے سب سے افضل نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جنہوں نے دنیا کو قیامت تک کے لئے ایک بے بدل نظام دیا اور ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی کہ گزشتہ زمانوں کی تمام تعلیمات اس کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ اگر کوئی نبی دنیا میں زندہ رہنے کا حق پا سکتا تھا۔ اگر کسی نبی کو دنیا میں دوامی زندگی مل سکتی تھی۔ اگر کوئی عظیم الشان انسان قیامت تک کے لئے زندہ رہ کر دنیا کا محبوب بننے کے قابل تھا تو وہ صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔

اے یادگیر کی سرزمین! گواہ رہ کہ ہمارا یہ اعلان عام ہے کہ زندہ نبی صرف وہی ہے جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''لولاک لما خلقت الافلاک'' یعنی محمد عربی ﷺ اور یہ اس لئے کہ آپ کا فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں: ''خدا نے مجھے بھیجا ہے تا کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ دیکھو! میں زمین اور آسمان کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔'' (الحکم مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء ص ۶)

اور اسی پر جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے قائم ہے۔ ظالم ہے وہ شخص جو اس کے برعکس کوئی عقیدہ ہماری طرف منسوب کرتا ہے۔ پس اپنے فیضان اور برکات کے لحاظ سے اگر دنیا میں کوئی آدمی ظاہری طور پر قیامت تک زندہ رکھے جانے کے قابل تھا تو وہ خود حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ مگر ہمارے سادہ مزاج بھائی محض غلط فہمی کی بناء پر اس عظیم الشان نبی کو تو زمین کے نیچے مدینہ شریف میں مدفون سمجھتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر بٹھا رکھا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بدنیا گر کسے پائندہ بودے
ابو القاسم محمدؐ زندہ بودے

پیارے بھائیو! ہم اپنے پہلے پرچے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم اور حدیث شریف سے سترہ دلائل پیش کر چکے ہیں۔ ان میں سے آخری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ حدیث نبویؐ کا مفاد یہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام توفی کے نتیجے میں اپنی قوم سے جدا ہوئے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت رسول کریم ﷺ بھی توفی ہی کے ذریعہ اپنے صحابہؓ سے جدا ہوئے اور یہ تو سب مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی توفی بذریعہ وفات ہوئی۔ لہٰذا ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی بھی وفات ہی کے ذریعے عمل میں آئی اور وہ فوت ہو کر اپنی قوم کو ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دے گئے۔ اسی سلسلے میں اب ہمارے مزید دلائل سنیئے۔

ہشتدہم ...... بخاری میں لکھا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ فوت ہو گئے تو اس حادثے نے صحابہ کرامؓ کو مارے غم کے دیوانہ کر دیا۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ میں اسے قتل کر دوں گا۔ آخر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں فرمایا: ”من کان منکم یعبد محمداً ﷺ فان محمداً قدمات (بخاری ج ۲ ص ٦٤٠) “یعنی اے مسلمانو! تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات سے پریشان کیوں ہو۔ آپؐ خدا تو نہیں تھے کہ آپؐ وفات نہ پاتے۔ ”حی و قیوم“ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ١٤٤) “یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ صرف ایک رسول تھے۔ اس لئے آپ کی زندگی کا وہی انجام ناگزیر تھا۔ جو آپ سے پہلے تمام نبیوں کو پیش آیا۔ اس آیت کو سن کر حضرت عمرؓ کو

یوں معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے اور آپ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے اور تمام صحابہ کرامؓ دن بھر یہ آیت پڑھ کر اپنے تئیں تسلی دیتے رہے کہ آنحضرت ﷺ اسی طرح فوت ہو گئے ہیں۔ جس طرح آپ سے پہلے تمام نبی وفات پا چکے ہیں۔ غرض یہ ایک تاریخی دن تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک تاریخی خطبہ دیا اور تمام نبیوں بشمول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر صحابہ کرامؓ کا تاریخی اجماع ہوا۔ ورنہ اگر صحابہؓ میں سے کسی کو ذرا بھی شک ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ صدیق اکبرؓ کے خطبے پر کبھی مطمئن نہ ہوتے۔ بلکہ ضرور یہ کہتے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو پھر ہمارے نبی ﷺ کیوں زندہ نہیں رہ سکتے اور صدیق اکبرؓ کا استدلال بھی باطل ہو جاتا۔

نہم...... ”او ترقیٰ فی السماء (بنی اسرائیل:۹۳)“ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے جو معجزات طلب کیے تھے۔ ان میں سے ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو آسمان پر چڑھ جائیں۔ مگر اس کے جواب میں قرآن مجید نے یہی کہا ہے کہ اے نبیؐ! تو کہہ دے: ”ھل کنت الا بشراً رسولاً (بنی اسرائیل:۹۳)“ ”میں تو ایک بشر رسول ہوں۔ میں کیونکر آسمان پر جا سکتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہ جسدہ العنصری آسمان پر زندہ مانتے ہیں وہ در پردہ عیسائیت کے مبلغ ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مافوق البشر یعنی خدا کا درجہ دیتے ہیں۔

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را

مقام غور ہے کہ قرآن مجید تو یہ کہے کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا اور مسلمان مولوی رات دن یہ پروپیگنڈہ کریں کہ وہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ عیسائی بھی تو یہی کہتے ہیں کہ: ”خداوند یسوع...... آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا۔“ (مرقس: باب ۱۴)

دہم...... ”ویوم نحشرہم جمیعاً...... فزیلنا بینہم...... قال شرکاء ہم ما کنتم ایانا تعبدون (یونس.۲۸)“ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مشرکوں کو اور ان کے معبودوں کو اکٹھا کرے گا تو وہ معبود مشرکوں کو صاف صاف یہ کہیں گے کہ وہ کبھی بھی ان کے عبادت گزار نہ تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو وہ خود دیکھ لیں گے کہ عیسائی ان کی عبادت کر رہے ہیں۔ پھر وہ قیامت کو یہ کس طرح کہہ سکیں گے کہ عیسائیوں نے انہیں کبھی نہیں پوجا۔

بست ویکم...... آنحضرت ﷺ نے اپنے روحانی معراج میں جس طرح اور نبیوں کو آسمان پر موجود پایا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات فرمائی۔ اب یا تو تمام نبیوں کو آسمان پر زندہ مانا جائے اور یا ان کی طرح وفات یافتہ تسلیم کیا جائے۔ اس کے سوا چارہ نہیں۔ (بخاری ج۱ ص۴۷۱)

بست ودوم...... بخاری شریف میں مسیح ناصری علیہ السلام اور آنے والے مسیح کے دو الگ الگ حلیے بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ''واما عیسیٰ فاحمر جعد ''یعنی عیسیٰ کا رنگ سرخ اور بال گھنگھریالے تھے اور آنے والے مسیح کے متعلق فرمایا: ''فاذا رجل آدم...... تضرب لمته بین منکبیه رجل الشعر ''یعنی اس کا رنگ گندمی ہوگا اور بال سیدھے جو کندھوں پر پڑیں گے۔ دنیا میں دو شخصوں کا نام تو ایک ہوسکتا ہے۔ مگر ایک آدمی کے دو حلیے نہیں ہوسکتے۔ پس یہ اختلاف حلیّتین دلیل ہے۔ اس بات کی کہ جانے والا مسیح اور تھا جو وفات پا گیا اور آنے والا مسیح اور ہے جو عین وقت پر ظاہر ہوگیا۔ (بخاری ج۲ ص۱۵۸ مصری)

اب ہم مدمقابل کے پرچے کا جواب لکھتے ہیں۔ آپ نے پوچھا ہے کہ یہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کفر ہے؟ تعجب ہے کہ آپ بحث کرنے آئے ہیں۔ حیات ومَمات مسیح ناصری علیہ السلام کی اور پوچھ رہے ہیں فتویٰ۔

جب تک کسی کو وفات مسیح علیہ السلام کا علم نہ ہو وہ معذور ہے۔ لیکن مسئلہ واضح ہوجانے کے بعد اپنی رائے پر اصرار کرنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جس طرح آنحضرت ﷺ ایک عرصۂ دراز تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے۔ یعنی قریباً ساڑھے پندرہ سال تک لیکن مسئلہ واضح ہوجانے کے بعد اپنی رائے پر اصرار کرنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے روک دیا آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ضروری قرار دیا۔ (بخاری ج۱) اسی میں اس اعتراض کا جواب بھی آگیا کہ مرزا قادیانی پہلے حیات مسیح کے قائل تھے۔

آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ حیات مسیح پر اجماع ہوا ہے۔ حالانکہ آپ نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ آپ نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے خضر کو زندہ مانا ہے۔ اب اگر آپ میں جرأت ہے تو جس رنگ میں حضرت مرزا قادیانی نے خضر کو زندہ مانا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے: ''وما من رسول الا توفی وقد خلت من قبل عیسیٰ الرسل''

(نور الحق ص۵۱)

ساتھ ہی آپ نے ترجمہ بھی دیا ہے۔ ”اور کوئی نبی ایسا نہیں جو فوت نہ ہوا ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو نبی آئے وہ فوت ہو چکے ہیں۔“

آپ نے تحریر کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کئی دفعہ گائے کا گوشت کھایا تھا۔ گویا آپ کے نزدیک اس حوالہ سے ثابت ہے۔ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے فرمایا: ”قدمات عیسیٰ مطرقا ونبینا حی وربی انه وافانی“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ مگر ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں اور میں نے کئی دفعہ حضور ﷺ سے ملاقات کی ہے تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی بجسدہ العنصری زندہ سمجھا ہے؟

آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے عقیدہ وفات مسیح کی بنیاد اپنے الہام پر رکھی ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ”یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق وکذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔“

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۲ حاشیہ)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ: ”انی قلت واقول ان عیسیٰ ابن مریم علیه السلام قد توفیٰ کما اخبرنا القرآن العظیم والرسول الکریم فکیف نرتاب فی قول الله ورسوله وکیف نؤثر علیه اقوالا الاخریٰ...... والقرآن حکم وعدل بینی وبین المخالفین“ (حمامۃ البشریٰ ص ۱۰)

مولوی صاحب! آپ نے بالکل غلط کہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ہی میں تثلیث کا عقیدہ عیسائیوں میں رائج ہو گیا تھا۔ (کشتی نوح ص ۷) اس میں تو صرف اتنا مذکور ہے کہ پولوس جو دراصل حضرت مسیح علیہ السلام کا دشمن تھا۔ اس نے تثلیث کا عقیدہ گھڑا تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ عقیدہ قوم کو بگاڑ نہ سکا۔ البتہ عیسائیوں میں تثلیث کا مسئلہ تیسری صدی کے بعد پیدا ہوا جس پر موحد عیسائیوں اور تثلیث پرست عیسائیوں میں بڑی بڑی بحثیں ہوئیں۔ حوالہ کے لئے دیکھئے (انجام آتھم ص ۳۹ حاشیہ)

ایک اور حوالہ حضرت مسیح موعود کا آپ کی اطلاع کے لئے درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں: ”خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔“ (تحفہ قیصریہ ص۲۱)

اس حوالہ سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کی ملاقات کشفی ملاقات تھی۔ آپ نے لکھا ہے کہ خلائی جہازوں میں جانے والے کیونکر زندہ رہتے ہیں۔ آپ کا یہ اعتراض دراصل مجھ پر نہیں ہے بلکہ قرآن مجید پر ہے۔ ”فما هو جوابكم فهو جوابنا“ کیا آپ کو خلاء اور سماء کا فرق بھی معلوم نہیں۔ بحث تو یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہے یا نہیں۔

آپ کا یہ دعویٰ کہ ”الكتاب“ اور ”الحكمه“ سے مراد قرآن ہوتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ آپ نے خود ہی ”اتينا آل ابراهيم الكتاب والحكمة“ لکھا ہے تو کیا اس میں ”الكتب“ سے مراد قرآن مجید ہے؟ ہرگز نہیں اور کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہی قرآن مل گیا تھا۔

”انه لعلم للساعة“ میں یہ نہیں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اسی طرح ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به“ میں یہ نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے۔

”وما قتلوه وما صلبوه“ میں تو صرف اتنا ذکر ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے یا مصلوب نہیں بنا سکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو لازوال عزت بخشی۔ اس آیت میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر چلے گئے۔ مہربانی کر کے ہمارے دلائل کو توڑنے کی کوشش کریں۔

حوالہ جات کی کتب ساتھ ہیں:
(دستخط صدر مناظرہ)

(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
(مناظر جماعت احمدیہ مولانا محمد سلیم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا پرچہ

نحمده ونصلى على رسوله الكريم!

برادران اسلام! مولوی سلیم صاحب نے تسلیم کر لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت

مرزا قادیانی کے الہام سے ہوئی اور مثال میں بیت المقدس کے قبلہ کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کے قبلہ کو پیش کیا۔ الحمدللہ! بس ثابت ہوگیا کہ جس طرح بیت المقدس کا قبلہ جو پہلے نبیوں کا تھا۔ اس کو آنحضرت ﷺ کی وحی نے بدل دیا۔ ٹھیک اسی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو جو آنحضرت ﷺ کا تھا۔ مرزا قادیانی کی وحی نے بدل دیا۔ لہٰذا اس ایک ہی مثال سے ثابت ہوگیا کہ قرآن اور حدیث اور آنحضرت ﷺ کا یہی عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ لہٰذا ہم کو حضور ﷺ ہی کے عقیدے پر مرنا ہے اور اسی پر زندہ رہنا ہے۔ آپ کو آپ کے نبی مرزا صاحب کا عقیدہ مبارک۔ اب تک خواہ مخواہ آپ نے قرآنی آیات نقل کر کے دھوکہ دیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔

(نور الحق ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹) پر مرزا قادیانی نے موسیٰ کو زندہ مانا اور اس عقیدہ پر قائم رہنے کا آپ کو حکم دیا ہے۔ مرزا قادیانی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ زندگی کیسے تسلیم ہے۔ مرزا قادیانی کو تو حضرت عیسیٰ سے دشمنی ہے۔ وہ مر جائیں تاکہ عیسائیوں کے کفارہ کا عقیدہ ثابت ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی آسمان پر ان کے کھانے پر کوئی اعتراض نہیں کیا؟ اسی کا نام دیانت ہے؟ مولوی سلیم آپ نے تذکرہ دیکھا؟ جہاں مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گائے کا گوشت کھا رہے ہیں۔ آخر اور کسی نبی کے ساتھ خود حضور ﷺ کے ساتھ کیوں نہیں کھایا۔ یہ ہمالیہ پہاڑ سے زیادہ وزنی دلیل ہے کہ سب نبی وصال پا چکے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ کھانا زندہ کے ساتھ کھایا جاتا ہے یا مردے کے ساتھ؟

آپ نے اجماع پوچھا ہے! دیکھ لیجئے میرا پہلا حوالہ (شہادت القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸) جہاں مرزا قادیانی نے تواتر ثابت کیا ہے۔ تواتر معنوی کا ہی نام اجماع ہے۔ اب آپ مرزا قادیانی کی تردید فرما رہے ہیں۔ آپ نے قانون خدا کا نام لیا۔ افسوس کہ آپ کی تعریف کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سر سے لے کر پیر تک، زمین سے لے کر آسمان تک، پیدائش سے لے کر موت تک بقول آپ کے قانون قدرت کے خلاف ہی خلاف ہیں۔

پیدا ہوتے ہیں، قانون قدرت کے خلاف بات کرتے ہیں۔ قانون قدرت کے خلاف، معجزہ دکھلاتے ہیں۔ قانون قدرت کے خلاف آسمان پر جاتے ہیں۔ قانون قدرت کے خلاف تو آسمان سے آئیں گے بھی۔ بقول آپ کے قانون قدرت کے خلاف اس پر کیا اعتراض ہے؟ یا پھر ان سب کا انکار کر دیجئے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جی ہاں تاریخ عالم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی موجود ہے۔ جس کو آپ کے نبی آپ کو ماننے پر مجبور کرتے ہیں۔ حضورﷺ کی توفی سے اگر عیسیٰ کی توفی لازم آجاتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کی توفی کیوں نہیں لازم آتی؟ افسوس کہ آپ نے سوچ کر جواب نہیں دیا۔ ''ترقی السماء'' سے آپ نے آسمان پر جانا محال ثابت کیا ہے۔ جو دھوکہ ہے۔ پوری بات اسی جگہ موجود ہے۔ مگر آپ اس کو نقل نہیں کر سکتے۔ وہاں تو کفار یہ کہتے ہیں کہ: ''لن نؤمن لرقيك (اسراء:۹۳)'' اے محمدؐ اگر تو آسمان پر چلا بھی جائے تب بھی ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ نے ''لا تقربو الصلوٰة'' کی طرح دلیل دی تھی۔ اگر ہمت ہے تو پوری آیت پڑھو اور ترجمہ کرو اس پر آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا۔ اگر اس آیت سے آسمان پر نہ جانا ثابت کریں۔ ہمت کرو، ہمت کرو۔ جب حوالہ دے چکے ہو تو بس اسی پر قائم رہو۔ مگر میرا دعویٰ ہے کہ تم پوری آیات کو نقل کر کے ترجمہ نہیں کرو گے۔ اگر تم نے ایسا کر دیا تو شاید یادگیر میں کوئی بھی وفات مسیح کا قائل نہیں رہے گا۔ ہمت کرو، ہمت کرو۔ ہاں ہاں پوری آیت ذرا پوری آیت پڑھو اور قدرت خداوندی اور قرآنی صداقت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کا کھلا کھلا ثبوت اسی آیت سے دیکھو کہ جس کو تم نے خود پیش کیا ہے۔

پوری آیت پڑھنے سے پتہ چل جائے گا کہ بشر آسمان پر جاتا ہے یا نہیں۔ دوست! خلائی دور ہے۔ پرانے دلائل اب کام نہیں آئیں گے۔ آپ نے نوٹ بک سے نقل کر دیا۔ مگر قرآن کھول کر دیکھ نہیں لیا کہ قرآن میں کیا ہے۔ آپ نے یہاں خلاف شرائط مناظرہ معراج کا ذکر چھیڑ دیا۔ یہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا موضوع ہے۔ معراج کا نہیں ہے۔ اگر ہمت ہے تو معراج کے لئے بھی ایک دن مقرر کر لو۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ حضورﷺ کی معراج جسمانی تھی یا روحانی۔ مسلم شریف میں ہے۔ حضورﷺ نے معراج کی رات عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت عروہ ابن مسعودؓ کی شکل میں دیکھا۔ پھر اسی مسلم میں جہاں دجال کو قتل کرنے کا ذکر فرماتے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے دجال کو قتل کریں گے۔ ان کی شکل عروہ ابن مسعودؓ کی ہوگی۔ مسلم شریف وہ کتاب ہے جس کو مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا اسی سے معلوم ہوگیا جو مسیح آسمان پر گیا جس کو حضورﷺ نے آسمان پر دیکھا جو دجال کو قتل کرے گا وہ ایک ہی ہے اور اس کی شکل حضرت عروہ ابن مسعودؓ کی شکل ہے۔ کیا ہے کوئی حق کا تلاش کرنے والا، کہ اس کھلی دلیل کے بعد عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آنے پر شک کرے۔ میں نے اپنے پہلے پرچے میں وقت کی کمی کے سبب سے کچھ جواب

نہیں دیا تھا۔ اس کو اب سن لیجئے۔ ورنہ مجھے ڈر ہے کہ آپ فوراً کہہ دیں گے کہ افسوس کہ مولوی اسماعیل نے ہمارے دلائل کا جواب نہیں دیا۔

آپ نے اپنے پہلے پرچے میں ایک دلیل ’’**کل نفس ذائقة الموت (آل عمران:۱۸۵)** ‘‘ بھی دی تھی۔ اس سے کیا فائدہ۔ عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ زندہ نہیں رہیں گے۔ ضرور مریں گے۔ آپ نے ’’**مادمت حیاً**‘‘ سے بھی دلیل دی تھی کہ وہ آسمان پر کہاں نماز پڑھتے ہیں۔ دوست جہاں موسیٰ علیہ السلام پڑھتے ہیں وہیں عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھتے ہیں۔ ’’ماھو جوابکم فھو جوابنا ‘‘ خضر علیہ السلام کی زندگی کے حوالے سے آپ بہت گھبرا گئے تھے۔ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ وہ حضرت بڑے پیر صاحب کا قول ہے۔ مرزا قادیانی کا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ بڑے پیر صاحب کی بات کیا مرزا قادیانی نہیں مانتے؟ اگر نہیں مانتے تو آپ لکھ دیں ہم دوسرا حوالہ حضرت خضر کے بجائے صاحب خضر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دے دیں گے۔ اگر کسی کے زندہ رہنے سے نعوذ باللہ حضورﷺ کی توہین ہوتی ہے تو پھر جبرائیل، میکائیل وغیرہ ملائکہ کو بھی مر جانا چاہئے۔ کیونکہ یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دونوں جہاں کے سردار کا تو وصال ہو جائے اور فرشتے زندہ رہیں اور موسیٰ زندہ رہیں اور وہ بھی آسمان پر زندہ رہیں اور تو اور کم بخت شیطان لعین زندہ رہے اور دونوں جہان کے سردار چل بسیں۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اور تو اور خود میں زندہ رہوں اور آپ زندہ رہیں اور حضورﷺ کا وصال کے ساتھ ہی ساتھ سب کا وصال ہو جائے۔ مولوی سلیم صاحب! آپ کا پرچہ آخری ہوگا۔ لہٰذا آپ کو چاہئے کہ میرے جن دلائل کو توڑیں یا آپ نئے دلائل دیں اس کو تیسرے پرچہ پر دے دیں۔ تاکہ میں اپنے تیسرے پرچے میں جواب الجواب دے کر ہمیشہ کے لئے لاجواب کر دوں۔ شرائط مناظرہ میں یہ چیز موجود ہے۔

اگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اپنے آخری پرچے میں میرا جواب دیا تو شرائط مناظرہ کی رو سے آپ کی ہار ہوگی۔ بہادر آدمی وہ ہے جو سوال کر کے جواب بھی سن لے۔

آپ نے اب تک صلب کے معنی نہیں لکھے۔ آپ نے میرے قرآنی دلائل کا جواب نہیں دیا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ پہلے ہی سے دے دیں۔ آپ نے تسلیم کر لیا کہ مرزا قادیانی کا پہلا عقیدہ اسلامی نہیں تھا۔ کفری تھا تو اب جواب دو کہ جس کا عقیدہ باون (۵۲) سال تک کفری رہا

وہی شخص ترپن سال میں نبی بن گیا۔ یا للعجب! کوئی ہے جو یہ عقدہ حل کرے۔ اے اللہ تو ان بھائیوں کو عقل سلیم دے۔ ہدایت تیرے قبضے میں ہے۔ میرے قبضے میں نہیں، میرا کام ہے قرآن سے، حدیث سے، مرزا قادیانی کے قول سے، عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ثابت کر دینا۔ سواے میں کر چکا۔ اب سمجھانا سمجھنا مولوی سلیم اور ان کی جماعت کا کام ہے۔

”من یهده الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له“ ہاں آپ **”هو الذی ارسل رسوله“** والی آیت کا ہی کم از کم جواب دے دیں۔ شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کے بعد اور کسی ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ تمہارے اور ہمارے دونوں کے مسلم الثبوت بزرگ ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان کو تمام محدثین کا سردار مانا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹، کتاب البریہ ص ۷۳،۷۴، خزائن ج ۱۳ ص ۹۰ تا ۹۲) میں ان کو آسمانی نشان مانا ہے۔ آج میں نے آپ کے سامنے قرآن رکھ دیا جو شاہ صاحب ہی کا ترجمہ ہے۔ پس اسی کو پڑھ کر فیصلہ کر لو۔ ان عربی کی عبارتوں کو چھوڑ دو۔ اس لئے کہ اس کو یادگیر والے نہیں سمجھ سکیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور مرزا قادیانی دونوں ہی ہندوستان کے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی بات پر دو فریق میں جھگڑا ہوتا ہے تو حکم وہ شخص بنتا ہے جو دونوں کا مسلم ہو۔ لہٰذا شاہ ولی اللہ صاحبؒ دونوں کے مسلم الثبوت بزرگ ہیں۔ سب بات کو چھوڑ کر اگر آپ میرے صرف اسی چیلنج کو بھی قبول کر لیں گے تو معاملہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ بے چارے بھولے بھالے بھائی جو قرآن نہیں جانتے۔ حدیث نہیں جانتے۔ لیکن اردو فارسی ضرور جانتے ہیں۔ وہ لوگ شاہ صاحب کے ترجمہ سے بہت آسانی سے سمجھ لیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا مردہ۔ اگر شاہ ولی اللہ صاحب نے غلط ترجمہ کیا تو جو شخص قرآن کا ترجمہ بھی نہیں جانتا بخیال تمہارے، پھر اس کو مرزا قادیانی نے رئیس المحدثین کا عظیم الشان خطاب اور آسمانی نشان کا زبردست سرٹیفکیٹ کس طرح دے دیا۔

اے اللہ تو میرے بھائی مولانا سلیم کو عقل سلیم دے۔ آمین اور اسی کے ساتھ ساتھ تمام حضرات کو صراط مستقیم پر قائم رکھ جو بھائی عیسیٰ کی موت کی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان کو صحیح راستہ، حق راستہ آنحضرت ﷺ کا راستہ چودہ سو سال کا متفقہ راستہ، مرزا قادیانی کا باون سال تک کا اختیار کردہ راستہ دکھلا دے۔ **”ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم“**

(شرح دستخط) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ
مناظر اہل سنت والجماعت یادگیر
مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

ہمارے دو سابقہ پرچوں کے جواب میں فریق مخالف نے صریح کوشش کی ہے کہ قرآن شریف، حدیث شریف اور قانون قدرت کو غلط ثابت کرے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار سچے نبیوں پر اور پھر سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرے۔ کاش! اتنا تو سوچا ہوتا کہ ایک وہ زمانہ تھا جب کہ سرور انبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ آپ کی نعش مبارک ابھی دفن نہیں کی گئی تھی۔ شمع رسالت کے پروانے صحابہ کرامؓ دیوانہ وار ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی محبت اور عقیدت کے تقاضہ سے وہ حضور ﷺ کی موت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اگر موت کوئی جسمانی چیز ہو اور ان کے ہاتھ آجائے تو وہ اسے ہی جان سے مار ڈالیں۔ آنحضرت ﷺ کی موت ان کے لئے ایک ناقابل یقین شے تھی کہ اسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے فدایان اسلام (محمد ﷺ) تم تو سچے خدا کے پرستار ہو اور خدا ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ آنحضرت ﷺ تو ایک رسول تھے۔ جن کا وقت پورا ہوگیا اور وہ وفات پاگئے۔ کیا اب تم اس حادثہ کے باعث حی و قیوم خدا سے منہ پھیر لوگے؟ یہ سننا تھا کہ صحابہ کرامؓ نے صبر کا دامن تھام لیا اور دربار نبوی ﷺ کے شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا۔

کنت السواد لناظری فعمی علیك الناظر
من شاء بعدك فلیمت فعلیك كنت احاذر

یعنی اے رسول عربی ﷺ تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ میں تیری وفات سے اندھا ہوگیا ہوں۔ اب جو چاہے مرا کرے میری بلا سے مجھے تو یہی دھڑکا تھا کہ مبادا آپ فوت ہوجائیں۔

لیکن آج یہ عالم ہے کہ ہمارے کچھ بھائی حضرت خاتم النبیین ﷺ کو نہ صرف فوت شدہ سمجھے ہیں۔ بلکہ آپ ﷺ کے فیضان نبوت کو اس حد تک بند مانتے ہیں کہ اس خیر امت میں اب کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوسکتا جو اصلاح امت کی خدمت بجالائے اور وہ منتظر ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک پرانا نبی آسمان سے اترے اور ان کا امام ہو۔ مگر جب آسمان پر کوئی گیا ہی نہیں اور خدا شاہد ہے کہ آج تک کوئی آسمان پر نہیں گیا تو کوئی آسمان سے اترے گا کیسے؟ حضرت بانیٔ

سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں: ”مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا، نہایت جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی۔ مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر چکا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہیں اترا۔ تب دانشمند ایک دفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص٦٥، خزائن ج٢٠ ص٦٧)

حضرات! ہم اپنے گزشتہ پرچوں میں قرآن مجید اور احادیث سے وفات مسیح علیہ السلام کے بائیس دلائل پیش کر چکے ہیں۔ ہمارے مدمقابل نے ہماری کسی ایک دلیل کو توڑ کر نہیں دکھایا۔ اب آپ اسی سلسلے میں کچھ مزید دلائل سنئے۔

بست وسوم...... حضرت امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں: ”لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین ماوسعهما الا اتباعی “ یہ رسول کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام عبدالوہاب شعرانی کے نزدیک حضرت رسول کریم ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ سمجھتے تھے۔

بست وچہارم...... حضرت فاطمۃ الزہراؓ روایت فرماتی ہیں: ”ان عیسیٰ عاش عشرین ومائة (کنزالعمال ج١ ص١٢٠) “ کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے۔

بست وپنجم...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے: ”ما من نفس منفوسة اليوم يأتى عليها مائة سنة وهى يومئذ حية (کنزالعمال ج٧ ص١٧٠) “ کہ ایک روز رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک سو سال کے اندر اندر وہ تمام لوگ جو آج زندہ ہیں فوت ہو جائیں گے۔

بست وششم...... حضرت امام مالکؒ جو دنیا کے چار بڑے مشہور اماموں میں سے بڑے پایہ کے امام

گزرے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: "وقال مالك مات" کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ (مجمع البحار ج ۱ ص ۲۸۶)

ہم نے اپنے پہلے پرچہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی چار مختلف حیثیتیں بیان کر کے چاروں اعتبار سے ان کی وفات ثابت کر چکے ہیں اور اپنی تائید میں قرآن مجید اور احادیث پیش کر چکے ہیں۔ اس پرچہ میں کئی ممتاز اور واجب الاحترام بزرگوں کے حوالے بھی درج کر دیئے ہیں۔

فریق مخالف نے ہم سے دریافت کیا تھا کہ آیا مرزا قادیانی نے کسی نبی کو آسمان پر زندہ مانا ہے؟ ہم نے جواب دیا تھا کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ (نور الحق ص ۵۱) کا حوالہ بھی درج کیا تھا کہ آپ (مرزا قادیانی) کے نزدیک سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔ ہم سے پوچھا گیا تھا کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک پیالہ میں گوشت نہیں کھایا؟ یہ حوالہ پیش کر کے بزعم خود یہ نتیجہ نکالا گیا تھا کہ گویا حضرت مرزا صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ حالانکہ یہ ایک کشفی واقعہ تھا۔ جس کے ثبوت کے لئے مزید ایک حوالہ درج ذیل ہے۔ "تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح علیہ السلام نے اور میں نے ایک ہی برتن میں کھانا کھایا۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۵۳، بحوالہ تذکرہ ص ۱۵)

آپ نے بڑا زور اسی پر دیا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی مختلف کتابوں میں نزول مسیح علیہ السلام کی خبر کو متواتر قرار دیا ہے۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ نادانستہ یا دانستہ ہمارے مدمقابل نے حقیقت کو چھپانے کی افسوسناک کوشش کی ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں: "اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانے میں زمین کی طرف واپس اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔"

(کتاب البریہ ص ۱۹۲)

ہم اپنے گزشتہ پرچے میں بوضاحت بیان کر چکے ہیں کہ وفات مسیح کے عقیدہ کی بنیاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا الہام نہیں بلکہ اس کی بنیاد قرآن مجید اور حدیث رسول کریم ﷺ پر رکھی گئی ہے۔ چنانچہ ہم اپنے گزشتہ پرچے میں آپ کی کتاب (حمامة البشریٰ ص۴۸) کا ایک عربی حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ یہاں حضرت مرزا صاحب کا اپنا کیا ہوا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ ’’میں نے یہ کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام یقیناً فوت ہو گیا ہے۔ جیسا کہ قران عظیم اور رسول کریم ﷺ نے خبر دی ہے۔ پس ہم خدا اور رسول کی بات میں کس طرح شک کریں اور ان کی باتوں پر اور باتوں کو ترجیح دیں اور میرے اور مخالفوں کے درمیان قرآن ہی فیصلہ کن ہے۔‘‘

فریق مخالف نے تعریض کی تھی کہ مرزا قادیانی باون سال تک حیات مسیح کے قائل رہے۔ اس کے جواب میں ہم نے کہا تھا اور اب پھر دہراتے ہیں کہ ایسی بے محل باتیں مفید نہیں ہوا کرتیں۔ اللہ تعالیٰ کے مامور خدائی اشاروں کے تابع ہوتے ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی پر قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کے اسرار نہ کھولے۔ آپ نے عام مسلمانوں کی مخالفت کو پسند نہیں کیا۔ جیسا کہ حضرت رسول کریم ﷺ بھی ابتدائی ساڑھے پندرہ سال تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ کیونکہ: ’’کان یحب موافقة اهل الکتاب فیما لم یؤمر به‘‘ (مسلم ج۲ ص۲۹۶)

یعنی جس بارے میں آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ اس میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے بھی تفہیم الٰہی سے پہلے پہلے عام مسلمانوں کے عقیدے کی مخالفت نہیں فرمائی۔ یہ درست ہے کہ ’’فلما توفیتنی ‘‘ والا واقعہ قیامت کو پیش آئے گا۔ مگر یہ بھی تو سوچئے کہ واقعہ کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ میری قوم میری وفات کے بعد بگڑی ہے۔ بعینہ یہی واقعہ بخاری شریف میں خود رسول مقبول ﷺ نے اپنے متعلق بھی بیان فرمایا ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

اس کا یہ جواب دینا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ مجھے اپنی قوم کے بگڑنے کا پتہ نہیں بلکہ پاس ادب کے خیال سے خاموشی اختیار کی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ سورۂ مائدہ کے آخری رکوع میں جہاں یہ تذکرہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اتنی بات پوچھی تھی کہ کیا تم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنالو؟ اس کے جواب میں پاس ادب کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش رہتے اور دوسرے رسولوں کی طرح ’’لا علم لنا‘‘ کہہ دیتے۔ مگر ان کا جواب تو اتنا لمبا ہے کہ سارا رکوع بھرا ہوا ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ جس طرح خلائی مسافر خلا میں سفر کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خلا میں چلے گئے ہیں۔ آپ کو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے تمام نبیوں کے لئے ”قد خلت“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اب بقول آپ کے اس کے معنی یہ ہوئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی مسلسل خلا میں گھوم رہے ہیں۔ اگر آپ اسی پر خوش ہیں تو ہمیں آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ مگر تسلیم کر لیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان خلائی نبیوں کے ہمرکاب ہیں۔

خدا جانے ہمارے مدمقابل کی عقل اور سمجھ کو کیا ہو گیا ہے۔ جو خلائی مسافروں کا حوالہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ زمین پر سے تمام لوازم زندگی لے کر خلا میں جاتے ہیں۔ یعنی کھانا، پینا اور آکسیجن اور ضروری گیس وغیرہ۔ نیز وہ خلائی جہاز بذات خود زمینی اشیاء سے بنا ہوتا ہے۔

بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کو سماء سے اتار کر خلاء میں لے آئے ہیں۔ اگلے مناظرہ میں خدا کرے کہ انہیں فضا میں اور پھر زمین میں مدفون مان لیں۔

آپ نے تحریر کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ساری زندگی از ابتدا تا انتہاء قانون قدرت کے خلاف ہے۔ حالانکہ قرآن مجید نے تو ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل اٰدم“ فرمایا ہے کہ وہ بھی دوسرے رسولوں ہی کی طرح ایک رسول تھے۔ البتہ انسان کے آسمان پر جانے کو بشریت کے منافی اور خدا کی خدائی کے خلاف ضرور کہا گیا ہے۔ اسی لئے ہم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ نہیں مان سکتے۔ معراج نبوی کا ذکر تو صرف اس لئے کیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ نبیوں میں دیکھا تھا۔ سو اگر زندہ ہیں تو سب زندہ ہیں اور اگر وفات پا گئے ہیں تو سب وفات پا گئے ہیں۔

آپ بار بار سید ولی اللہ شاہ صاحب دہلویؒ کا ترجمۃ القرآن پیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت مرزا قادیانی کا یہ فرمان پیش نظر رہنا چاہئے کہ آپ فرماتے ہیں: ”ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو تو خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔“

(ریویو بر مباحثہ محمد حسین بٹالوی، عبداللہ چکڑالوی)

ہم سے پوچھا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ اور کسی نبی سے کشفی ملاقات کیوں نہیں کی؟ سو یاد رہے کہ حضور فرماتے ہیں: ”روزہ کے عجائبات میں

سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانے میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ مع حسنین وعلیؓ وفاطمہؓ کے دیکھا۔ غرض اسی طرح کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔"

(کتاب البریہ ص۱۶۵، ۱۶۶)

حضرت مرزا صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری زندہ نہیں مانا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ: "اگر تنکوں کے سہاروں سے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی زندگی کا عقیدہ اپنایا جا سکتا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی بدرجۂ اولیٰ ثابت کی جا سکتی ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۱۵)

قرآن شریف میں لکھا ہے کہ: "ولن نؤمن لرقيك"

ہم تیرا آسمان پر چڑھ جانا نہیں مانیں گے۔ جب تک تو وہاں سے ہم پر کوئی کتاب نہ نازل کرے۔ انہوں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ تو آسمان پر چلا بھی جائے تو بھی ہم نہیں مانیں گے۔ کیونکہ ان کا تو مطالبہ ہی یہی تھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو آسمان پر چڑھ جائیں۔ مگر اس خیال سے کہ ان کو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا یقین آ جائے۔ وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ آپ اپنے آسمان پر چڑھ جانے کا ثبوت بھی بہم پہنچائیں۔ اگر آپ میں دم خم ہے تو اپنے اس ادّعا پر قائم رہئے اور ثابت کیجئے کہ وہ رسول اللہ کا آسمان پر جانا ممکن سمجھتے تھے۔

ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ تمام دلائل کو نمبروار توڑنے کی کوشش کی جائے گی۔ باقی رہا یہ کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے تو یہ تو بالکل قبل از مرگ واویلا والی بات ہے۔ آپ ان کا آسمان پر جانا اور خاکی جسم سمیت زندہ ہونا تو ثابت کر لیں۔ تاہم بڑی صفائی کے ساتھ ہم بیان کر چکے ہیں کہ کسی نبی کے دوبارہ آنے سے کیا مراد ہوتی ہے۔ آپ نے ہماری کسی دلیل کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے کہا ہے کہ جو نماز حضرت موسیٰؑ علیہ السلام پڑھتے ہوں گے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھتے ہوں گے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ تمام نبی فوت ہو چکے ہیں اور فوت ہونے کے بعد احکام شریعت کی ادائی فرض نہیں ہوتی۔

آپ نے کوئی ایک آیت یا حدیث بھی ایسی نہیں پیش کی جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خاکی جسم سمیت زندگی ثابت ہو سکے۔ ہم ایک دفعہ پھر آپ کی غیرت سے اپیل کرتے ہیں کہ خدا کے لئے یا تو ہمارے دلائل کو توڑیئے یا اپنے مدعا کو ثابت کیجئے۔

(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ، مناظر جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل السنّت والجماعت کی طرف سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا آخری پرچہ

میرے پیارے بھائیو! آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی سلیم صاحب نے تسلیم کرلیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت مرزا قادیانی کے الہام سے ہوئی۔ بڑے زور سے بیت المقدس اور تحویل قبلہ کا حوالہ دیا۔ جواب سن کر ساکت ہوگئے۔ میں نے کہا کہ دو حلّیہ ایک شخص کا نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے حضور نے دونوں جگہ عروہ ابن مسعودؓ کی شکل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ اس کا بھی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے ''کشتی نوح'' کے حوالے کو ادھورا دیا ہے۔ اگر کشتی نوح میں زندگی کا لفظ نہ ہوگا تو جو انعام مانگو گے دوں گا۔ لیکن اگر وہاں زندگی کا لفظ ہے۔ آپ اپنی زندگی کے لئے کشتی نوح کی زندگی کو چھپاتے ہیں تو یاد گیر والے خود فیصلہ کردیں گے۔ کشتی نوح میرے پاس موجود ہے۔ ہمت کرکے حوالہ مانگو، خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔ ''ھو الذی ارسل رسولہ '' کی صاف آیت جو عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں دوبارہ لاتی ہے۔ اس کو میں نے ہر پرچے میں بطور چیلنج پیش کیا ہے۔ مگر مولوی صاحب خاموش رہے۔

ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

اب آئندہ نیا جواب نہیں دے سکتے۔ اس لئے کہ یہ میرا آخری پرچہ ہے۔ شرائط مناظرہ میں یہی ہے۔ میں نے (تذکرہ ص۴۰۲) سے گائے کا گوشت کھانا دکھا دیا۔ اگر وہاں کشفی کا لفظ دکھا دیتے۔ منہ مانگا انعام دیتا۔ مگر قیامت تک تم دکھا نہیں سکتے۔ مرزا قادیانی (ایام الصلح ص۱۲۷، خزائن ج۱۴ص۳۸۱) میں وفات مسیح کے عقیدے کو معتزلہ کا عقیدہ کہا ہے۔ یہ خود دلیل ہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ نہیں۔ تم کو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے مرزا قادیانی معتزلہ بنا گئے۔ جناب نے صدیق اکبرؓ کے خطبے سے وفات مسیح ثابت کیا۔ لیکن تم کو معلوم نہیں کہ اس سے موسیٰ علیہ السلام بھی مر جائیں گے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو بڑے زوروں سے تسلیم کیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر سب صحابہ یہی سمجھے کہ جتنے (نبی) تھے۔ سب مر گئے تو پھر حضرت ابوہریرہؓ یہ کیوں کہتے ہیں۔ ''فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب''

(بخاری شریف ج۱ص۴۹۰)

حضرت ابوہریرہؓ اجماع کے اندر (ہیں) یا باہر اگر صحاح ستہ کی حدیث کو دیکھ لیا ہوتا تو کم از کم دو درجن صحابہ کرامؓ کے نام مل جاتے جو عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ نازل ہونے کی روایت

نقل کرتے ہیں تو پھر اجماع کہاں رہا؟ علاوہ ازیں ''قد خلت'' کا کیا ترجمہ مرزا قادیانی نے جنگ مقدس میں کیا۔ کیا بھدرک کے مناظرہ سے لے کر آج تک بھی آپ کو تاویل نہیں مل سکی۔

آپ نے تذکرۃ الشہادتین، کتاب البریہ کا حوالہ دیا ہے۔ یہ دونوں مدعی کی یعنی مرزا قادیانی کی کتابیں ہیں۔ گواہی کہیں مدعی کی ہوتی ہے؟ ابھی مرزا قادیانی مدعی ہیں۔ آپ کو گواہی باہر سے دینی چاہئے تھی۔ لیکن جب آپ نے دیکھ لیا کہ تمام دلائل آپ کے جس کو آپ نے پہلے پرچے میں بڑے زور سے پیش کیا تھا۔ کنواری لڑکی کی سوت کی طرح ٹوٹ گئے تو اب مرزا قادیانی کی کتاب کا حوالہ دیا۔ مرزا قادیانی کے اشعار پیش کئے۔ وہ قرآنی تیس آیات کہاں چلی گئیں کہ مرزا قادیانی کی کتاب اور مرزا قادیانی کے اشعار پیش ہوئے۔ مرزا قادیانی کی پیش کرنے کا مجیب کو حق ہے مدعی کو نہیں۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ آپ مدعی ہیں۔ کنزالعمال کے دو حوالے پیش کئے جو شرائط مناظرہ کے خلاف ہیں۔ شرائط میں صحاح ستہ کا لفظ ہے۔ کیا کنزالعمال بھی صحاح ستہ میں داخل ہوگئی ہے؟ اس لئے ہم اس کا جواب نہیں دیں گے۔ یہی حال اپ کے مجمع البحار کے حوالے کا ہے۔ آپ نے امام مالکؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ مانتے ہیں۔ اگر واقعی یہ بات آپ نے دل سے کہی ہے تو آپ نے مرزا قادیانی کو اپنی زبان سے کم از کم ستائیس دفعہ جھوٹا قرار دے دیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے براہین پنجم وغیرہ کتب میں ستائیس دفعہ کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت ایک راز تھا، بھید تھا۔ سوائے میرے اللہ نے آج تک کسی پر نہیں ظاہر کیا۔ جب سوائے مرزا قادیانی کے کسی پر ظاہر ہی نہیں ہوا تو پھر امام مالک نے کہاں سے کہا۔ دیکھا آپ نے اس کو جواب کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی نے ازالہ میں کہہ دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پوری حقیقت رسول اللہ ﷺ پر بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ جب ہمارے سرکار جن پر قرآن اترا۔ جن کو ملائکہ حاملین عرش سے زیادہ غیب کی خبر اللہ نے دی تھی۔ وہ نہیں جان سکے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا مردہ۔ تو امام مالک نے کہاں سے جان لیا۔ گائے کا گوشت کھانا کشفی تھا؟ چلو یہی دکھا دو۔ مگر قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ اس لئے میں نے جو کہا تھا وہ ٹھیک کہ چونکہ تمام انبیاء کا وصال ہوگیا۔ اس لئے سب کا دروازہ بند۔ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اس لئے گوشت، روٹی مرزا قادیانی کو وہیں ملی، کشفی کا لفظ تذکرہ سے دکھا دو۔ جتنا انعام مانگو گے دوں گا۔ یہ میرا کھلا چیلنج ہے۔ اگر آپ کو جواب نہیں مل سکا تو اتنے علماء آپ کے اردگرد تشریف فرما ہیں، کسی سے دریافت کر لیا ہوتا۔

مرزا قادیانی نے حدیث نزول مسیح کو متواتر کہا ہے۔ کیا شہادت القرآن، آپ کے پاس نہیں ہے۔ اگر نہیں تو مجھ ہی سے مانگ لیا ہوتا۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت۔

حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ نہیں پایا جاتا تو پھر مرزا قادیانی نے خبر واحد کو متواتر قرار دے دیا؟ مولوی سلیم صاحب جس وقت یہ مناظرہ طبع ہوگا۔ دنیا والے پڑھیں گے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ مولوی اسماعیل نے جواب دیا یا نہیں۔ ابھی آپ کے ہاتھ میں قلم ہے جو چاہے لکھ دیں۔

آپ نے الیواقیت الجواہر کا حوالہ دیا ہے۔ کیا شرائط مناظرہ پڑھ کر مناظرہ کرتے ہو یا یوں ہی۔ الیواقیت کس فن کی کتاب ہے۔ حدیث کی یا تفسیر کی یا لغت کی۔ کیونکہ شرائط میں انہیں مضامین کی کتاب سے حوالہ دینا آیا ہے۔

گاؤ را کردند باور در خدائی عامیاں
نوح راباور نہ کردند از پئے پیغمبری

افسوس! قرآن کو چھوڑ کر بخاری ومسلم کو چھوڑ کر، براہین احمدیہ وآئینہ کمالات اسلام کو چھوڑ کر الیواقیت کا حوالہ دیا۔ یہ خود اس بات کی دلیل ہے۔ قرآن وحدیث تمہارا ساتھ چھوڑ چکے ہیں۔ آپ نے کتنا بڑا دھوکا دیا ہے کہ حضورﷺ نے بھی یہی کہا۔ حالانکہ بخاری شریف میں ہے کہ: ''قیامت کے دن میں بھی یہی کہوں گا۔''

ماضی، مستقبل کو آپ بھول گئے۔ ''لا علم لنا'' میں یہ کہاں ہے کہ میں جانتا نہیں۔ کیا یحییٰ علیہ السلام کو اپنا قتل، ابراہیم کو آگ میں ڈالنا معلوم نہیں تھا۔ پھر وہ یہ کیوں کہیں گے کہ:

''لا علم لنا''

پھر آپ نے خلت کو دہرایا۔ حالانکہ اس کا ترجمہ ''جنگ مقدس'' کے حوالے سے میں نے پہلے ہی دے دیا ہے۔ ابن ماجہ شریف میں آیا ہے کہ معراج کی رات خود عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرتﷺ سے کہا کہ میں خود جاکر دجال کو قتل کروں گا اور آپ کہتے ہیں عیسیٰ بھی مردہ بن کر معراج کی رات حضور کو ملے ہیں۔ کیا مردے بھی زمین پر آکر دجال کو قتل کرتے ہیں۔ افسوس! آپ نے ابن ماجہ شریف نہیں دیکھا۔ ابھی دیکھ لیں اور اپنی صداقت کا حال خود اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لیں۔

آپ نے ”لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین “والی کمزور دلیل دی ہے۔ اگر ہمت ہے تو صرف اس حدیث کی سند بیان کر دو۔ مگر قیامت تک اس کی سند تم نہیں دے سکتے۔ اس لئے کہ دنیا میں کوئی حدیث ایسی ہے ہی نہیں۔ حدیث نہیں اور سند نہیں۔ مرزا قادیانی کی حدیث کے راوی کریم بخش کی روایت کے لئے تو سند کی ضرورت ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے لئے کسی سند کی ضرورت ہی نہیں۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ نے اپنے پرچہ کے ص۶ پر تسلیم کر لیا کہ مرزا قادیانی کے الہام نے اسی طرح حضور ﷺ کے حکم کو بدل دیا۔ جس طرح حضور ﷺ کی وحی نے بیت المقدس کے قبلہ کو بدل دیا۔ میرے بھائی یہی بات میں پہلے سے کہہ رہا ہوں۔ مرزا قادیانی کے الہام نے عیسیٰ علیہ السلام کو مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نہیں مارا۔ قرآن نے نہیں مارا۔ خدا کا شکر ہے کہ مولوی سلیم نے اس کو تسلیم کر لیا۔

اسی لئے آپ نے اپنے پہلے پرچہ کی پہلی سطر میں ہم کو مسلمان بھائی کا خطاب دیا۔ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ ہمارے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کے باوجود مولوی سلیم نے ہم کو مسلمان کہا۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ شاید ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ ورنہ زندہ کہنے والا بھی مسلمان اور مردہ کہنے والا بھی مسلمان تو پھر آپ مناظرہ میں آئے کیوں اور فیصلہ کیا ہوا؟

آپ نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے سے عیسائیت ختم ہوگئی۔ (اخبار المائدہ بابت ماہ مارچ ۱۹۳۸ء ص۴) میں کرسچن یہ کہتے ہیں۔ مرزائی حضرات کے سبب ہماری ترقی ہوئی ہے۔ کیونکہ اب تک تو مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھاتے ہی نہ تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے ان کو سولی پر بھی چڑھا دیا۔ مردہ سا بھی بنا دیا اور یہی وجہ ہے کہ جب سے قادیانی مذہب آیا تب ہی سے عیسائیوں کی کثرت ہوئی۔ ۱۸۸۰ء کی مردم شماری میں صرف ہندوستان میں ایک کروڑ عیسائی ہیں۔ پاکستان اس سے الگ ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کا فیض، حالانکہ مرزا قادیانی نے فرمایا تھا کہ اب کوئی انسان عیسائی نہ ہوگا۔ صرف جن عیسائی ہوں گے؟ دیکھا آپ نے مرزا قادیانی کا کرشمہ اور صلب کے معنی آپ نے بتائے ہی نہیں۔ لہٰذا قرآن وحدیث واجماع سے مسلمانوں کا عقیدہ صحیح ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آپ کا عقیدہ معتزلہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ اہل سنت والجماعت کا نہیں۔ لہٰذا میں نہایت درد دل سے درخواست کروں

گا کہ آپ نے خواہ مخواہ عیسیٰ علیہ السلام کو مار کر موسیٰ کو زندہ کر کے کچھ پھل نہیں پایا۔ لہٰذا اس عقیدے سے جلد توبہ کریں۔

(شرح دستخط) احقر: محمد اسماعیل عفی عنہ
مورخہ ۲۳؍ نومبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق جماعت احمدیہ کا چوتھا پرچہ

حضرات! وفات مسیح علیہ السلام کے مسئلے پر ہمارا یہ آخری پرچہ ہے۔ آپ نے اس پر فریقین کے دلائل سن لئے ہیں اور یہ جان لیا ہے کہ کس طرح ہمارے مدمقابل قرآن کریم، احادیث اور اقوال بزرگان سلف اور قانون قدرت کو پس پشت ڈال کر ایک انسان کو خدا کا درجہ دے رہے ہیں اور بالواسطہ طور پر عیسائیت کی تائید کر رہے ہیں۔ لیکن اے معزز سامعین! وقت آچکا ہے کہ اب مسیح علیہ السلام کی خدائی کا طلسم پاش پاش ہوگا۔ عیسائیت کی صلیب ٹوٹے گی۔ کاسر صلیب مرزا غلام احمد قادیانی کے خدام محمدی پرچم ہاتھوں میں لے کر اور خالص قرآنی ہتھیاروں سے لیس ہو کر اسلام کو سربلند کرنے کے لئے دیوانہ وار کام کر رہے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دے کر حضور ﷺ کی جو توہین کی گئی ہے۔ کسر صلیب کے ذریعے اس کا بدلہ لیا جائے گا اور دنیا پر یہ ثابت کر دیا جائے گا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے افضل ترین اور اکمل ترین نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تھے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ کی امت کی اصلاح کے لئے حضور ﷺ ہی کا ایک غلام اللہ تعالیٰ سے تائید پا کر کھڑا ہونے والا تھا نہ کہ بنی اسرائیل کا ایک فوت شدہ نبی۔

میرے معزز سامعین! سنئے خدا کے لئے عقل سلیم سے کام لیجئے۔ خدا کے لئے حضرت محمد عربی ﷺ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نادانستہ فضیلت دینا چھوڑ دیجئے۔ یاد رکھئے اسرائیلی نبوت کے سوتے مدت ہوئی خشک ہو چکے۔ اب صرف محمدی نبوت کا فیضان جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ خدا کے لئے دل کی آنکھیں کھولئے اور ہوش کے کانوں سے سنئے کہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کیا فرماتے ہیں: ”اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر

سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا صرف وہی خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت بیٹھنے والا حضرت محمد ﷺ ہے۔ جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔” (تریاق القلوب ص۱۲، ۱۳)

ہم نے اپنے سابقہ پرچوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے ثبوت میں چھبیس دلائل پیش کئے ہیں۔ جن میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور بزرگان سلف کے حوالے پیش کئے جا چکے ہیں۔ مگر ہمارے مدمقابل ہیں کہ ان کو کوئی حوالہ نظر ہی نہیں آتا۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں باوجودیکہ حضور اکرم ﷺ کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے بارش کی طرح نشانات ظاہر ہو رہے تھے۔ مگر جو آپ کے مخالف تھے وہ ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ اس پر تو کوئی ایک نشان بھی نازل نہیں ہوا۔ آپ کو شکوہ ہے کہ ہم نے خلاف شرائط (کنز العمال) کے حوالے دیئے ہیں اور (الیواقیت والجواہر) کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ ہم نے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت امام مالکؒ جیسے ممتاز بزرگوں کے حوالے پیش کرنے کے لئے ان کتابوں کا نام لیا ہے۔ اگر دل صاف ہوتا تو ان بزرگوں کے نام سن کر ہی احترام کے ساتھ آپ گردن جھکا لیتے۔ آپ نے بار بار حضرت مرزا صاحب پر الزام لگایا ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ بار بار آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تمام نبیوں کی وفات کا اعلان کیا ہے اور الزاماً فرمایا ہے کہ اگر ظنوں کے سہاروں سے کام لے کر حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہو سکتی تو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت کرنے کے لئے ان سے بڑے دلائل موجود ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندہ سمجھتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔

آپ نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب، حضرت خضر کو زندہ مانتے ہیں۔ اگرچہ ہم پہلے اس کا جواب دے چکے ہیں۔ لیکن ایک اور مزید حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کا پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ”بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ بھی تو عقیدہ اہل اسلام کا ہے کہ الیاس اور خضر زمین پر زندہ موجود ہیں اور ادریس آسمان پر، مگر ان کو معلوم نہیں کہ علمائے محققین ان کو زندہ نہیں سمجھتے۔ کیونکہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ

آج سے ایک سو برس کے گزرنے پر زمین پر کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ پس جو شخص خضر اور الیاس کو زندہ جانتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی قسم کا مکذب ہے اور ادریس کو اگر آسمان پر زندہ مانیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ آسمان پر ہی مریں گے۔ کیونکہ ان کا دوبارہ زمین پر آنا نصوص سے ثابت نہیں اور آسمان پر مرنا آیت ”فیها تموتون“ کے منافی ہے۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۲ حاشیہ)

آپ بار بار ذکر کرتے ہیں کہ فرشتے زندہ ہیں، شیطان زندہ ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوں تو کیا حرج ہے۔ سیدھی طرح یہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ خدا جو زندہ ہے تو پھر مسیح علیہ السلام کے زندہ ہونے میں کیوں شک کیا جائے۔ جب کہ وہ خدا ہی کی طرح خالق بھی تھے۔ مردے بھی زندہ کرتے تھے۔ بیماروں کو بھی اچھا کرتے تھے۔ عالم الغیب بھی تھے اور اس طرح تمام خدائی صفات سے متصف تھے۔ جب اسلام کے نام لیوا مولویوں کی یہ حالت ہو تو اسلام کے مخالف عیسائیوں سے کیا گلہ ہو سکتا ہے۔ سچ ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

ہمارے مدمقابل نے ہماری اس دلیل کا تو جواب نہیں دیا کہ رسول کریم ﷺ نے جانے والے مسیح اور آنے والے مسیح کا الگ الگ حلیہ بیان کیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روایت بیان کر دی ہے۔ جس میں عروہ بن مسعودؓ کا ذکر ہے۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی پیش کردہ روایات پایۂ اعتبار سے ساقط اور ضعیف ہیں۔

ہمارے مدمقابل نے اپنی اس بات کو پھر دہرایا ہے کہ حضرت مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ آپ نے ایک بار مسیح ناصری کے ساتھ ایک ہی پیالے میں گوشت کھایا تھا۔ یہ حوالہ (تذکرہ ص ۴۴۱) پر درج ہے۔ (نیا ایڈیشن) مگر اسی (تذکرہ ص ۱۰۵) میں جو حوالہ درج ہے اور ہم اسے پیش کر چکے ہیں۔ اس کو آپ بالکل ہضم کر گئے ہیں۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے اور مسیح علیہ السلام نے ایک ہی برتن میں کھانا کھایا۔“

اور (تذکرہ ص ۴۴۱) کے حوالہ میں ہے کہ یہ گوشت میں نے صرف ایک بار کھایا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ قرآن میں اول بدل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ آپ نے اپنے سابقہ پرچوں میں ”انی اخلق لکم من الطین طیراً“ اور ”ما نعمره ننكسه فی الخلق“ دو آیتیں غلط طور پر درج کی ہیں۔ حالانکہ اگر ہمارے ہی پرچہ کو غور سے پڑھا ہوتا تو ”ما نعمره“

کی جگہ ''من نعمرہ '' لکھ سکتے تھے۔ آپ نے اپنے پرچے میں لکھا ہے کہ: ''لا یخلقون شیئا وھم یخلقون '' میں پتھر کے بتوں کا تذکرہ ہے۔ حالانکہ ادنیٰ عربی جاننے والا بھی ''لا یخلقون '' اور'' ھم '' اور'' اموات '' کو پڑھنے کے بعد یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ پتھروں کے بتوں کے متعلق ہے۔ نیز'' وما یشعرون ایان یبعثون '' جو اس آیت کا آخری حصہ ہے اور جس کو ہم پہلے درج کر چکے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان معبودان باطلہ کو تو یہ بھی علم نہیں کہ قیامت کا دن کب آئے گا اور وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

سامعین! خدا لگتی کہیں کہ کیا یہ بات پتھروں کے لئے کہی جا سکتی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!!

آپ نے'' وان من اھل الکتاب '' سے خواہ مخواہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ حالانکہ اس میں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے نہ ان کی زندگی کا ذکر ہے۔ نہ جسد خاکی کا ذکر ہے نہ آسمان کا ذکر ہے۔ دعویٰ اتنا بڑا کہ مسیح بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دلیل ایسی بودی اور کمزور کہ دعوے کی کوئی ایک شق بھی اس میں مذکور نہیں۔

آپ نے ہماری پیش کردہ آیت قرآنی'' میثاق النبیین '' کے بارے میں کہا ہے کہ اس سے تو ختم نبوت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کہاں سے نکلتی ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ جب ختم نبوت کی بحث ہوگی تو انشاء اللہ اس وقت قدر عافیت معلوم ہو جائے گی۔ فی الحال ہمارے اس استدلال پر غور فرمایئے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ پختہ وعدہ کر چکے ہیں کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے پر ان پر ایمان بھی لائیں گے اور ان کی مدد بھی کریں گے۔ ورنہ بقول قرآن مجید عہد شکنی کے مرتکب اور فاسق ٹھہریں گے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ تشریف لائے۔ جنگیں ہوئیں۔ آپ کو ہجرت کرنا پڑی۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور نہ آپ ﷺ کی مدد کی۔ کیا اس لئے کہ وہ مر چکے ہیں یا اس لئے کہ انہوں نے اپنا عہد توڑ دیا۔ جماعت احمدیہ کا دعویٰ یہ ہے کہ بوجوہ وفات پا جانے کے وہ اپنے اس عہد کو اصالۃً پورا نہیں کر سکے۔ لیکن ہمارے مدمقابل کہتے ہیں کہ ہیں تو وہ زندہ مگر عہد شکنی کا ارتکاب کر کے (نعوذ باللہ! نعوذ باللہ!!) فاسق قرار پاتے ہیں۔

ہمارے مدمقابل نے اپنے پرچے میں ایک یہ بات پیش کی ہے کہ حضرت مرزا قادیانی کی آمد کے بعد عیسائیوں کی تعداد بڑھ گئی ہے تو پھر مرزا قادیانی کا فیض کیا ہوا؟ ہمیں افسوس ہے

کہ ہمارے مدمقابل نے اب تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ مرزا قادیانی بحیثیت مسیح موعود حفاظت اسلام کے لئے آئے تھے۔ نہ کہ پست اقوام کی حفاظت کے لئے حضرت مرزا قادیانی کے آنے سے پہلے مسلمان عیسائی ہوا کرتے تھے۔ لیکن آپ کی آمد کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بالکل محفوظ کر دیا اور عیسائیت کے حملوں کا رخ اسلام سے پھر کر غیر مسلم اقوام کی طرف ہوگیا۔ پس عیسائیت کی تعداد میں جو اضافہ نظر آتا ہے تو یہ ان منتشر اقوام کے حلقہ بگوش عیسائیت ہونے کی وجہ سے ہے۔ جن کا کوئی گڈریا اور نگہبان نہیں۔ حضرت مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”وہ (علماء) مجھ سے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کرلیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں اور ہر ایک کو محبت واخلاق سے ملیں اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہو اور جیسا کہ مسیح علیہ السلام کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے۔ یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعے سے ظہور میں نہ آئے۔ یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائیں اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں کاذب نہیں ہوں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔“ (انجام آتھم)

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہ اعلان ۱۸۹۷ء میں کیا تھا۔ لیکن چونکہ مولوی اپنی روش سے باز نہ آئے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کی طاقت بٹ گئی۔

آپ نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں تحریر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم کی وفات کی حقیقت ظاہر نہیں ہوئی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ آپ (مرزا قادیانی) نے تو صرف یہ لکھا ہے کہ: ”اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبہ مو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج، ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت بھی ظاہر فرمائی گئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“ (ازالہ اوہام حصہ دوم)

کیونکہ یہ پیش گوئیاں تھیں اور پیش گوئیوں کی اصل حقیقت اسی وقت کھلا کرتی ہے۔ جب کہ وہ پوری ہوں۔ حضرات! ہم اپنے اس آخری پرچے کے آخر پر ایک دفعہ پھر اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ دلائل قرآنیہ اور حدیثیہ اور اقوال بزرگان سلف پر ضرور غور فرمایا جائے۔ نیز یہ بھی کہ ہمارا مؤقف خدمت اسلام کا مؤقف ہے۔ جو وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں یا ہمارے مخالفین کا جو حیات مسیح کا ڈھنڈورہ پیٹتے نہیں تھکتے۔

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ: ''اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں۔ اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے پیش آتے ہیں۔ پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتح یاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح علیہ السلام ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح علیہ السلام کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو۔ ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم علیہ السلام آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیاء میں توحید کی ہوا چلائے۔ اس لئے اس نے مجھے بھیجا۔'' (ازالہ اوہام ص۲۳۲)

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ احقاق حق فرمائے اور سچائی کو قبول کر کے اسلام کی سربلندی اور عیسائیت کے خاتمے کا باعث ہوں۔ آمین!

(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
(مولانا محمد سلیم، مناظر جماعت احمدیہ)
مورخہ ۲۳ر نومبر ۱۹۶۳ء

اجرائے نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کا پہلا پرچہ

سامعین کرام! آج اجرائے نبوت کے مسئلے پر فریقین میں بحث شروع ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت محمد عربی ﷺ کی امت میں جہاں یہ مقدر تھا کہ اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا اور عام کمزوریاں اور خرابیاں راہ پا جائیں گی۔ وہاں یہ بھی مقدر تھا کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کا ہی ایک غلام حضور ﷺ کے انوار اور فیضان سے مشرف ہو کر اصلاح امت کا بیڑہ اٹھائے اور اسلام کو تمام دنیا کے مذاہب پر علمی اور روحانی اعتبار سے فوقیت بخشے۔ چنانچہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد عربی ﷺ کا وہ موعود غلام قادیان کی بستی میں پیدا ہوا اور اس نے اپنا فرض بطور احسن ادا کیا۔

اس کے مقابل پر ہمارے دوسرے مسلمان بھائی اپنی کم فہمی کی وجہ سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امت تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ضرور بگڑے گی۔ لیکن امت محمدیہ کے تمام مسلمان چونکہ ایسے نااہل ہوں گے کہ ان میں سے کوئی بھی اصلاح کا کام نہیں کر سکے گا۔ اس لئے ایک سابقہ اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی اصلاح کریں گے۔

مقام غیرت ہے کہ امت تو بگڑے حضرت محمد عربی ﷺ کی اور اصلاح کرنے کے لئے آئیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ غور کا مقام ہے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں نے کس قدر غلط عقیدے اپنا لئے ہیں۔ ان کے دلوں اور دماغوں میں صرف عیسیٰ ہی عیسیٰ بسے رچے ہوئے ہیں۔ کبھی انہیں چوتھے آسمان پر بٹھایا جاتا ہے۔ کبھی خدائی صفات سے متصف قرار دیا جاتا ہے۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے۔

لیکن حقیقت کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ہی آپؐ کے ایک غلام کا اصلاح امت کے لئے مبعوث ہونا مقدر تھا۔ جو ظاہر ہو چکا۔ ہمارے غیر احمدی بھائی اگر مطلق موت کے انکاری ہوتے تو ایک بات بھی تھی۔ لیکن غضب تو یہ ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد اسرائیلی نبی تو آ سکتا ہے مگر محمدیؐ نبی نہیں آ سکتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مریم کے جگر گوشہ کے آنے پہ نبوت
ہم آپ کی مانیں گے گر اس وقت رہی بند

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں: ”لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں...... جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی امت میں سے یہود پیدا ہوں گے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اس امت میں سے اور مسیح علیہ السلام باہر سے آئے۔ کیا ایک خدا ترس کے لئے یہ مشکل بات ہے کہ جیسا کہ اس کی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود رکھا جائے گا۔ ایسا ہی اسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح موعود رکھا جائے گا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتارا جائے۔“

(حقیقت الوحی ص۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲)

اب ہم ذیل میں قرآن مجید اور احادیث کے وہ دلائل بیان کرتے ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد آپ کی پیروی اور غلامی میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔

۱...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”الله یصطفی من الملائکة رسلاً ومن الناس (الحج:۷۵)“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یصطفیٰ ایک ایسا لفظ استعمال فرمایا ہے جو حال اور مستقبل دونوں زمانوں پر حاوی ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی رسول چنتا ہے اور چنتا رہے گا۔ اس میں ایسا کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ آئندہ کسی زمانے میں یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ فرشتوں کا آنا تو سب کو مسلم ہے۔ کم از کم عزرائیل علیہ السلام کا آنا تو ماننا ہی پڑتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فرشتوں اور انسانوں میں ارسال رسل کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

۲...... ”ماکان الله لیذر المومنین علی ما انتم علیه حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب (آل عمران:۱۷۹)“

اس آیت کا سادہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو فرماتا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد بھی خبیث اور طیب آپس میں مل جل جائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ الگ کرتا رہے گا۔ مگر یہ نہ ہوگا کہ اس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ تم کو غیب کی خبریں دیا کرے۔ ہاں ایسا ہوگا کہ اپنے رسول بھیجے گا۔ اس لئے ”فامنوا بالله ورسوله“ ایمان

لے آئیو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ گویا رسولوں پر ایمان لانے اور انکار کرنے سے خبیث اور طیب کے الگ الگ ہونے کا دستور ایک دائمی دستور ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا تھا تو بعثت نبوی ﷺ کے بعد آپ پر ایمان لانے والوں کو یہ کیوں کہا گیا کہ آئندہ بھی جب جب اچھے برے آپس میں مل جائیں گے تو ان میں تمیز کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول بھیجے گا۔

۳...... ''واذا اخذ الله میثاق النبیین (آل عمران:۸۱)''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے یہ پختہ وعدہ لیا تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے نبی پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں۔ گویا نبوت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہنے کا پتہ دیا گیا ہے۔

ایک دوسری جگہ قرآن مجید کی (سورۃ احزاب:۱) میں پھر میثاق النبیین کا ذکر ہے اور فرمایا کہ جو عہد ہم نے تمام نبیوں سے لیا تھا اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سے لیا تھا وہی عہد اے محمد ﷺ تجھ سے بھی لیا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بالکل بند تھا تو آپؐ سے وہی وعدہ کیوں لیا گیا جو دوسرے نبیوں سے لیا گیا تھا۔

۴...... ''ومن یطع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا (نساء:۶۹)''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کی اطاعت کو ایسی اکسیر بتایا ہے کہ آپ ﷺ کے فرمانبردار انعام یافتہ گروہ میں شامل ہو جایا کریں گے۔ یعنی نبیوں میں، صدیقوں میں، شہیدوں میں اور صالحین میں۔ یہ حقیقت اور بھی شاندار ہو جاتی ہے جب کہ (سورۂ حدید:۲) کی اس آیت کو مدنظر رکھا جائے۔ جس میں فرمایا: ''والذین اٰمنوا بالله ورسله اولئك هم الصدیقون والشهداء (الحدید:۱۹)'' کہ گذشتہ زمانوں میں گزشتہ نبیوں پر ایمان لانے والے صالح، شہید اور صدیق بنتے تھے۔ مگر آئندہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمانبرداران تین درجوں کے علاوہ مقام نبوت کو بھی حاصل کرسکیں گے اور حضور ﷺ کی یہ فیض رسانی آپ کو تمام نبیوں پر فضیلت ملنے کی ایک واضح دلیل ہے۔

البتہ یہ مدنظر رہے کہ آئندہ نبوت تو درکنار صدیق، شہید اور صالح بننے کے لئے بھی

آپؐ کی غلامی ضروری ہے۔ لہٰذا یہ چاروں درجے آج بھی مل سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی شخص آنحضرت ﷺ کا ایسا غلام ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ انتخاب اس کو کسی درجے کے لئے چن لے۔

۵...... ”یبنی اٰدم امایاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیهم ولاهم یحزنون (اعراف:۳۵)“

یعنی اے آدم کی اولاد البتہ ضرور آئیں گے تمہارے پاس رسول تم میں سے جو بیان کریں گے تمہارے سامنے میری آیتیں۔ پس جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کرلی تو ان لوگوں پر کوئی ڈر اور غم نہیں ہوگا۔ اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب تک اولاد آدم دنیا میں موجود ہے۔ ان کی بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول آتے رہیں گے۔

۶...... ”اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم (فاتحه:۷،۸)“

یہ آیت سورہ فاتحہ میں وارد ہوئی ہے اور یہ دعا اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں سکھائی ہے کہ ہمیشہ انعام یافتہ لوگوں کی راہ پانے اس پر چلنے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے دعا کرتے رہو تا کہ تم بھی ان تمام انعاموں کے وارث ٹھہرو۔ ظاہر ہے کہ دنیوی اعتبار سے سب سے بڑا انعام بادشاہت اور دینی اعتبار سے سب سے بڑا انعام نبوت ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آپ ﷺ کی امت کے لئے بادشاہت اور نبوت کے دروازے کھلے ہیں۔

۷...... ”ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینت (مؤمن:۳٤)“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک تاریخی واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات پر لوگوں نے یہی کہا تھا کہ اب کوئی نبی نہ ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو گمراہ، مسرف اور مرتاب کہا ہے۔ مزید برآں مسلم الثبوت جو مسلمانوں کے عقائد کی کتاب ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ: ”اجماع الیهود علیٰ ان لا نبی بعد موسیٰ“

(شرح مسلم الثبوت ص۴۹۵)

یعنی یہودی اس بات پر متفق تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عیسائیوں کا حال تو ہم جانتے ہیں۔ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی کی آمد کے قائل نہیں اور اب نوبت بانیجا رسید کہ بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی اس غلطی کا شکار ہوگئے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حالانکہ جو مقدمہ پہلے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی عدالت

سے خارج ہو چکا ہے۔ اب چوتھی مرتبہ اس کی کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ہم ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت اور برکت جس کا نام نبوت ہے بند نہیں ہوگی۔ بلکہ رسول کریم ﷺ کی غلامی میں ہمیشہ جاری رہے گی۔

۸...... ''اذابتلی ابراھیم ربه بکلمت فاتمهن (بقره:۱۲٤)''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر آزمائش میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر فرمایا: ''انی جاعلك للناس اماما'' کہ میں آپ کو دنیا کا پیشوا بناؤں گا۔ آپ نے فوراً پوچھا: ''ومن ذریتی '' کیا یہ انعام میری اولاد کو بھی ملے گا؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا یہ عہد ظالموں کو حاصل نہ ہوگا۔ گویا اب اس نعمت کا انقطاع اسی صورت میں ممکن ہوگا جب کہ تیری اولاد نالائق اور نااہل ہو جائے اور یہ بات ہے بھی درست۔ کیونکہ قرآن مجید میں لکھا ہے: ''ان الله لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیر واما بانفسهم (الرعد:۱۱) '' کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قوم پر کوئی حالت وارد ہوتی ہے تو پھر وہ اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک کہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدل ڈالے۔

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ اب امت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ امت خیر کی بجائے اب شرامت ہو چکی ہے اور ایسی نالائق اور نااہل ہوگئی ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے بھی نعمت نبوت اور رسالت کے دروازے اس پر بند کر دیئے ہیں۔

۹...... ''یایها الرسل کلوا من الطیبت واعملوا صالحاً (مؤمنون:۵۱)''

یعنی اے رسولو! پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت صرف رسول کریم ﷺ ایک رسول تھے۔ لہٰذا آپ کو ''یایها الرسول '' تو کہا جا سکتا تھا۔ ''یایها الرسل ''نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام رسول اس خطاب کے مخاطب ہیں۔

۱۰...... ''یایها النبی انا ارسلنك شاهداً ومبشراً ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجاً منیرا (احزاب:٤٥،٤٦) ''یعنی اے نبی ہم نے تجھے شاہد اور مبشر اور نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ سراج منیر کے معنی یہ ہیں کہ دوسروں کو روشنی بخشنے والا چراغ۔ چنانچہ (زرقانی ج۳ ص۱۷۱) پر لکھا ہے: ''قال القاضی ابوبکر بن العربی قال علماء قاسمی سراجاً لان السراج الواحد یؤخذمنه السراج الکثیرة ولا

ینقص من ضوءہ شیٔ" کہ آنحضرت ﷺ کا نام اس لئے سراج رکھا گیا کہ اس سے بہت سے چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں۔ بایں ہمہ اس کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ ایسے روشنی بخش چراغ ہیں کہ آپ کے نور سے منور ہوکر آپ کی غلامی میں نبی اور رسول ہوسکتے ہیں۔

۱۱...... "وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً (بنی اسرائیل:۱۰)"

نیز فرمایا: "وان من قریۃ الا نحن مهلکوها قبل یوم القیمۃ اومعذبوها عذاباً شدید (بنی اسرائیل:۸۵)"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم قیامت سے پہلے پہلے ہر بستی کو عذاب شدید میں مبتلا کریں گے۔ مگر ایسا عذاب بھیجنے سے پہلے لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے ہم کوئی نہ کوئی رسول ضرور بھیجیں گے۔ پس آج جو عالمگیر عذاب آرہے ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے اس زمانے میں کسی نہ کسی نبی کا ظہور لابدی ہے۔

۱۲...... آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے: "لوعاش لکان صدیقاً نبینا" (ابن ماجہ جلد۱)

یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔ حالانکہ اس بچے کی وفات سے چار سال پہلے آیت نازل ہوچکی تھی۔ پس اگر آنحضرت ﷺ کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہوتے تو آپ اپنے صاحبزادے کی وفات پر ایسا ہرگز نہ فرماتے۔

۱۳...... حدیث شریف میں جو درود شریف مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ اس میں صریح طور پر وہ سب برکتیں مانگنے کی تلقین کی گئی ہیں۔ جو آل ابراہیم کو ملی تھیں۔ ظاہر ہے کہ آل ابراہیم کو بادشاہت کے علاوہ نبوت بھی ملی تھی۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کی غلامی میں آپ کی امت کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ ہمیں یہ درود نہ سکھایا جاتا۔

۱۴...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللّٰہ ثم تکون خلافۃ علیٰ منهاج النبوۃ ماشاء اللّٰہ ثم تکون ملکا عاضا فتکون ماشاء اللّٰہ ثم تکون خلافۃ علی منهاج النبوۃ" (مشکوٰۃ، کتاب الفتن ص۴۶۱)

یعنی امت محمدیہ میں پہلے نبوت ہوگی۔ پھر نبوت کے طریق پر خلافت ہوگی۔ پھر ملوکیت اور بادشاہی ہوگی۔ اس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اس آخری خلافت کے قیام سے پہلے کوئی نبی ضرور آئے گا۔ تاکہ اس کے بعد قائم ہونے والی

خلافت منہاج نبوت والی خلافت کہلا سکے۔

۱۵...... بخاری شریف میں یہ ذکر موجود ہے کہ جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی تو اس کے یہ الفاظ سن کر کہ: ”**واخرين منهم لما يلحقوا بهم**“ کہ کچھ اور لوگ بھی صحابہ ہی میں داخل ہیں۔ مگر وہ اس زمانے میں موجود نہیں ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں تو آپ نے سلمان فارسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ: ”**لوكان الايمان معلقاً بالثريا لنا له رجل اورجال من هؤلا**“ (بخاری ص۸۵۴)

کہ آخری زمانے میں جب ایمان آسمان پر اٹھ جائے گا تو کوئی فارسی الاصل مرد مجاہد اسے پھر دنیا میں قائم کرے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کے ماننے والے اسی وقت صحابہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں نبوت کا دعویٰ کریں۔

۱۶...... رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”**يرغب نبی الله عيسىٰ واصحابه**“

(مسلم ج۲ ص۴۰۲)

یعنی آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ بہر حال اس سے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔

۱۷...... رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”**واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده واذا هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده**“

یعنی جب روم کا بادشاہ قیصر مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب ایران کا بادشاہ کسریٰ مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ حالانکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس قیصر کے بعد کئی قیصر اور اسی کسریٰ کے بعد کئی کسریٰ ہوئے۔ مطلب یہ ہوا کہ اس قیصر کے مرنے کے بعد اس شان کا کوئی قیصر نہ ہوگا اور اس کسریٰ کے مرنے کے بعد اس شان کا کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ (بخاری ج۴ ص۹۱، مصری)

۱۸...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”**ليس بينی وبينه نبی**“ (ابوداؤد کتاب الملاحم ج۲ ص۱۳۵)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے مسیح کے بعد اور نبی ہو سکتے ہیں۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ یہ نہ فرماتے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ یہ تو اسی صورت میں کہا جا سکتا ہے۔ جب کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہو اور صرف یہ بتانا مقصود ہو کہ میرے اور مسیح کے

درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۹...... حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ یہ رسول کریم ﷺ کی حدیث ہے۔:" انی عند اللہ فی ام الکتب خاتم النبیین وان اٰدم بمنجدل فی طینة"

(کنزالعمال ج۶ ص۱۱۲)

یعنی رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی آدم پیدا بھی نہیں ہوا تھا کہ میں خاتم النبیین بن چکا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو آپ کے خاتم النبیین بننے کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کیسے آگئے۔ حضرات! خدارا ہماری ان پیش کردہ دلائل پر غور فرمایئے اور بتلایئے کہ کیا قرآن مجید اور احادیث اس پر شاہد ناطق نہیں ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی غلامی میں نبی آسکتے ہیں۔ یقیناً یہی سچ ہے کہ امت محمدیہ خیر امت ہے اور نعمت نبوت و رسالت کا دروازہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اس امت کے لئے ہمیشہ کھلا ہے۔

مناظر جماعت احمدیہ
(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
(شرح دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم نبوت پرچہ نمبر:۱ منجانب واہل سنت والجماعت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم!

اما بعد! مولوی سلیم صاحب چونکہ ایک کتاب گھر سے لکھ لائے تھے۔ اس کو یہاں صفحہ ۱۲ تک نقل کرادیا ہے۔ اس لئے جواب سب کے ایک ساتھ نہیں دیئے جائیں گے۔ ان کا علم سفینہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر علم سینہ ہوتا تو ہمارے سامنے کاغذ لے کر بیٹھ کر لکھ دیتے۔ خیر اب جواب سنئے۔

اصل جھگڑا ہمارا اور مرزائیوں کا ختم نبوت کا نہیں ہے۔ نہ اجرائے نبوت کا ہے۔ ہم آنحضرت ﷺ کو آخری نبی خاتم النبیین مانتے ہیں اور قادیانی مرزا قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں۔ حالانکہ تمہارے موضوع کے مطابق اگر نبوت جاری ہوتی تو مرزا قادیانی کے بعد بھی کوئی نبی

آتے۔ مگر نہیں آسکتے۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی نے اپنے بعد نبوت کا ڈور کلوز کر دیا ہے۔ صرف مرزا قادیانی کو نبی بنانا تھا تو آپ سیدھے کہہ دیتے کہ مرزا قادیانی آخری نبی ہیں تاکہ مسلمان خود فیصلہ کر لیتے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں کہ مرزا قادیانی۔ اتنا پیچ پیچ قرآن وحدیث کا توڑ مروڑ کر حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔

"میں آخری خلیفہ ہوں۔" (خطبہ الہامیہ ص۴۱، خزائن ج۱۶ ص۷۷)

"میں آخری مجدد ہوں۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۸، خزائن ج۱۶ ص۵۱)

"میں خاتم الاولاد ہوں۔" (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹)

"میں خاتم الولد ہوں۔" (تریاق القلوب ص۱۶۰، خزائن ج۱۵ ص۴۸۵)

"میرے پر کاملیت انسانیت کا خاتمہ ہوا ہے۔"

(تریاق القلوب ص۱۵۹، خزائن ج۱۵ ص۴۸۳)

"میں خاتم الخلفاء ہوں۔" (تریاق القلوب ص۱۵۹، خزائن ج۱۵ ص۴۸۳)

"جیسے حضور خاتم الانبیاء تھے میں خاتم الاولیاء ہوں۔"

(خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ ص۷۰)

"مجھ پر کل بلندیاں ختم ہوگئیں۔" (خطبہ الہامیہ ص۳۶، خزائن ج۱۶ ص۷۰)

"میرے بعد اور کسی کے آنے کا امکان نہیں۔"

(تریاق القلوب ص۱۵۸، خزائن ج۱۵ ص۴۸۲)

"میرے آنے سے اسلام ہلال سے بدر ہوگیا۔"

(خطبہ الہامیہ ص۱۸۴، خزائن ج۱۶ ص۲۷۵)

"حضور ﷺ کا زمانہ فتح مبین کا تھا۔ میرا زمانہ فتح اکبر کا زمانہ ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص۱۹۳، خزائن ج۱۶ ص۲۸۸)

مولوی سلیم! ابھی اسی پر قناعت کرتا ہوں۔ اوپر کے تمام حوالوں نے ثابت کر دیا کہ آپ لوگ مرزا قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں اور قرآن کریم حضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہے تو فیصلہ مرزا قادیانی کی کتابوں پر ہوگا۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی حضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ کم از کم اگر آپ صرف حوالہ کے لئے الگ سے وقت دے دیں تو پچاس حوالے دے دوں گا۔ مگر کیا کروں آپ تو گھر سے لکھ لائے اور مجھے یہاں ہی لکھنا ہے۔

مرزا قادیانی نے دہلی کی مسجد جامع میں کیا حلف لاکھوں مسلمانوں کے سامنے اٹھایا تھا۔ کیا آپ کو مرزا قادیانی کے حلف پر بھروسہ نہیں۔ (تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵) ''میں مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو میں بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات کو مانتا ہوں...... جو کچھ بدفہمی سے بعض کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ لیا ہے ان اوہام کے ازالہ کے عنقریب ایک مستقل رسالہ تالیف کر کے شائع کروں گا۔'' یہ ہے مرزا قادیانی کا حلف۔ اس کو سوچ کر آگے چلئے۔ اب آپ کا جواب سنتے جائیے۔

''من یطع الرسول'' سے جب سب نبی بن جائیں گے تو امتی کون ہوگا؟ اور صدیق کون اور شہید کون اور صالح کون۔ جب کہ سب ایک کورس، عمل صالح کو پاس کر لیں گے تو سب کو ایک ہی ڈگری ملے گی یا الگ الگ۔ یہ عجیب یونیورسٹی ہے سب پڑھیں گے ایک کورس پاس کریں گے ایک ہی کورس اور ڈگری پائین گے الگ الگ۔ افسوس تمہاری دلیل پر اور اس لکھنے پر اجی جناب ذرا یہ تو کہو کہ ''مع النبیین'' کہاں رہیں گے۔ دنیا میں یا جنت میں۔ اگر دنیا میں نبی رہیں گے تو اس آیت سے وہی دیکھا دو فیصلہ ہو جائے گا۔ مگر آپ ہرگز نہیں دکھا سکتے۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔ یہ تو بعد قیامت جنت میں رہنے کا ذکر ہے اور تم ای دنیا میں مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہو۔ مولوی سلیم صاحب! دیکھا آپ نے جو دھوکا دیا تھا اس کی حقیقت کیا تھی؟ ''اما یاتینکم'' سے اگر نبوت جاری ہو رہی ہے تو ''لیؤمنن بہ'' سے کیوں عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت نہ ہوگی۔ کل آپ نے جس مضارع کو زمانہ مستقبل کے لئے نہیں لیا یا مان کر خاموش ہو گئے۔ پھر آج اسی کو ہمارے لئے پیش کرتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

''سراجاً منیرا'' سے اجرائے نبوت کیا دن کے بارہ بجے یادگیر کے چوراہے پر آپ ٹارچ لے کر چلتے ہیں۔ یہ تو کھلی دلیل ہے کہ حضور سراج منیر بن کر آگئے۔ دن ہو گیا۔ جس طرح دن کو تمام روشنیاں بے کار ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح آخری نبی سراج منیر بن کر آ کر پہلے تمام نبیوں کی روشنی کو بے کار کر دیئے۔ اب نور محمدی کے اتباع ہی سے نجات ہے۔ یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ اب کسی پرانے نبی کی نبوت نہیں چلے گی۔ نہ یہ کہ ایک نیا نبی بھی خاتم النبیین بن جائے

گا۔ ابھی اتنی آیات کے جواب پر غور کریں اس کا جواب دیں۔ اس کے بعد میں آپ کے دوسرے دلائل کو دیکھوں گا۔

قرآن مجید میں ایک سو آیات حضورﷺ کے آخری نبی ہونے کی موجود ہیں۔ مناظرہ کے علاوہ اگر واقعی آپ کو سمجھنا ہے تو قیام گاہ پر تشریف لائیں۔ یہاں فرصت کم ہے۔

قرآن نے آپ کو ''كافة للناس بشيراً ونذيرا (سبا:۲۸)'' کہا۔ اس سے معلوم ہوا ہے جو انسان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ حضور اکرمﷺ کو آخری نبی مانے گا۔ ہاں اگر کوئی انسانیت کے ''كافة'' کے علاوہ ہے تو وہ حضورﷺ کے بعد کسی دوسرے کو آخری نبی مان سکتا ہے۔

قرآن نے آپ کو ''رحمة للعلمين (انبياء:۱۰۸)'' کہا۔ خدا رب العالمین اس کے بعد کوئی خدا کی تابعداری سے خدا نہیں بن سکتا۔ ٹھیک اسی طرح حضور رحمتہ العالمین ہیں تو حضورﷺ کی تابعداری سے بھی کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ قرآن نے حضورﷺ کو للعالمین نذیراً کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو عالمین سے الگ ہوگا۔ وہی حضورﷺ کے بعد کسی دوسرے کو آخری نبی مانے گا۔

حضورﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ تو میرے لئے مثل ہارون کے ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی بھی تھے اور نبی بھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسلم ج۲ ص۲۷۸)

(ترمذی شریف ج۲ ص۴۵) میں ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا میں آخری نبی، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر کذاب۔ احادیث بے شمار ہیں۔ مرزا قادیانی نے بھی حضورﷺ ہی کو آخری نبی مانا۔ آپ زبردستی ''لوعاش ابراهيم (ابن ماجه ص۱۰۸)'' پیش کرتے ہیں۔

اچھا سنو! ''لوعاش ابراهيم'' کے کیا معنی یہی نہ کہ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ اس سے اجرائے نبوت ثابت ہوا تو ''لوكان فيهما آلهة'' دو خدائی کا ثبوت اور امکان نکل آیا۔ مولوی صاحب آپ کو کیا واقعی یہ معمولی بات بھی معلوم نہیں کہ جس پر ''اگر'' لگ جاتا ہے وہ خبر نہیں بن سکتی۔ مرزا قادیانی نے ''لا نبی بعدی'' نفی عام کے لئے لکھا ہے۔

(ایام الصلح ص۱۴۶، خزائن ج۱۴ ص۳۹۳)

مرزا قادیانی نے خدا کو جس طرح ''لاشريك له'' مانا ہے۔ ٹھیک اسی طرح حضورﷺ کو بھی ''لانبی بعدی'' (کتاب البریہ ص۱۹۹، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷، ۲۱۸)

’’**لاشـــریك لـــه**‘‘ کے بعد اگر تابعداریٔ خدا سے کوئی خدا بن سکتا۔ تب تابعداریٔ حضور سے ’’**لانبـی بـعـده**‘‘ کے بعد مرزا قادیانی نبی بنتے۔ بڑا مشکل سوال ہے۔ ذرا سوچ کر جواب دینا۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے

آپ نے ’’**یصطفی**‘‘ سے اجرائے نبوت ثابت کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ آپ کا پرچہ میں پڑھ نہیں سکتا۔ اس لئے جواب دینے میں دقت ہوتی ہے۔ مگر آپ نے غور نہیں کیا کہ اس میں ’’رســلا‘‘ آیا ہے۔ رسول نہیں۔ جمع ہے واحد نہیں اور آپ تو صرف ایک مرزا قادیانی کو آخری نور، آخری اینٹ، آخری بیٹا، آخری اولاد، آخری اولیاء تسلیم کرتے ہیں۔ اب سنئے رسول کسے کہا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۵۷۸، خزائن ج ۳ ص ۴۱۲) میں فرماتے ہیں۔ ’’قرآن کی رو سے رسول اسے کہا جاتا ہے جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل علیہ السلام سے حاصل کیا ہو۔‘‘ حالانکہ تم بھی مانتے ہو۔ مرزا قادیانی پر جبرائیل نہیں آتے تھے۔ معلوم نہیں آپ نے خاتم المحدثین، خاتم الشعراء وغیرہ کو لکھ دیا ہے یا لکھنا باقی ہے۔ افسوس کہ میں آپ کا لکھا پورا پورا پڑھ نہیں سکا۔ اس کا جواب سنو۔ خاتم المحدثین کے بعد محدث آسکتے ہیں۔ خاتم الفقہا کے بعد فقیہ پیدا ہوسکتے ہیں۔ خاتم الشعراء کے بعد شاعر بن سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان میں سے کسی کے دروازے کو قرآن نے بند نہیں کیا ہے۔ مگر خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس دروازے کو اللہ نے بند کر دیا ہے۔

پہلے آپ ’’مہر‘‘ کا ترجمہ کرتے تھے۔ اس مرتبہ کیوں نہیں کئے۔ کیا مہر کا کام جاری کرنا ہے یا بند کرنا؟ مرزا قادیانی نے بند کرنا لکھا ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۳۲۴، خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۰)

اچھا مولوی سلیم صاحب! آپ مہربانی کر کے ایک بات بتا دیں کہ دنیا میں نبوت کبھی ختم بھی ہوگی کہ نہیں۔ دنیا کا جو آخری نبی آئے گا۔ اس کا نام خاتم النبیین ہوگا یا نہیں تو جب آخری نبی کوئی نہ کوئی آپ کے عقیدے کے مطابق آئے گا۔ یہ عقل کا مسئلہ ہے کہ جس کا اوّل ہے۔ اس کا آخر ہے۔ تو اس وقت آپ کا موضوع ختم نبوت ہوگا یا اجرائے نبوت؟ تو خواہ مخواہ آپ نے ایسے کو اپنا موضوع بنایا جو ایک دن آپ کی دلیل کے مطابق آٹو میٹک طور سے بدل جائے گا۔ مگر ہمارا موضوع ختم نبوت قیامت تک کے لئے ہے۔ کیونکہ حضور قیامت تک کے لئے خاتم النبیین ہیں اور ایک لطیفہ سنو۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔

کلمہ ختم ہوا یا نہیں؟
دین ختم ہوا یا نہیں؟
قرآن ختم ہوا یا نہیں؟

آپ یہ سب کا جواب مجبوراً ہاں ہی پر دیں گے۔ نہیں کہہ ہی نہیں سکتے۔ ورنہ آپ کی جماعت ہی خود آپ سے بگڑ جائے گی۔ تو میرے پیارے دوست اللہ کے لئے غور کرو۔ جب کلمہ ختم تو کلمہ لانے والا بھی ختم۔ جب دین ختم تو دین لانے والا بھی ختم۔ جب قرآن ختم تو قرآن لانے والا بھی ختم۔ اب صرف یہی درخواست ہے کہ ذرا غور سے سب کو پڑھ کر جواب دیں۔ پہلے لکھ کر لے آنا آسان تھا۔ اب مشکل معاملہ ہے۔

بہت کتابیں باقی ہیں۔ کسی سے بھی اجرائے نبوت ثابت کرو۔

(شرح دستخط) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ
مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجرائے نبوت کے مسئلہ پر جماعت احمدیہ کا دوسرا پرچہ

معزز سامعین! آپ نے ہمارے مدمقابل کے دلائل سن لئے ہیں۔ ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہے۔ لیکن اے بھائیو! خدا اور رسول کے لئے ان سے ذرا پوچھئے تو سہی کہ آخری زمانے میں جب امت محمدیہ میں بگاڑ پیدا ہوگا تو اس کی اصلاح کے لئے کوئی آئے گا یا نہیں اور اگر آئے گا تو کون آئے گا اور اس کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا۔ اس کا جواب ان کے پاس بجز اس کے کچھ نہیں کہ نبی اللہ مسیح اسرائیلی آئیں گے اور امت محمدیہ کی بگڑی کو بنائیں گے۔

گویا آنحضرت ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نبی آ جائیں تو ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ لیکن اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک ادنیٰ غلام آپ کے عشق میں فنا ہو کر اور آپ کی امت کا ایک فرد ہو کر امتی نبی کہلائے تو واویلا مچا دیا جاتا ہے۔

سچ یہی ہے کہ آنے والا موعود آنحضرت ﷺ ہی کا ایک غلام اور آپ ہی کا ایک امتی ہونا مقدر تھا۔ جو برپا ہو چکا۔ آیئے محمدی پرچم ہاتھوں میں لے کر انگلینڈ، امریکہ، جرمنی، ہالینڈ،

افریقہ، انڈونیشیا اور دوسرے ممالک میں چلئے۔ جہاں آج احمدی جانباز جگہ جگہ حضرت محمد عربی ﷺ کا جھنڈا اگاڑ رہے ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم شائع کر رہے ہیں اور اپنی مسلسل جدوجہد سے اسلام کو عیسائیت کے سینے پر بٹھا رہے ہیں۔

بھائیو! خدا کے لئے عیسائیوں کے خدا کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے اور زندہ نبی وہ نبی ہے جس نے دنیا کو زندگی بخش پیغام دیا اور آج مدینہ شریف کے گنبد خضراء میں محو خواب ہے۔ حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں: ”میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبیؐ جس کا نام محمد ہے (ہزاروں ہزار درود وسلام اس پر) یہ کس عالی مرتبے کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ (یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے۔ مگر اس کامل نبیؐ کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں۔ اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا۔ جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے۔ کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے۔ اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہوجاتا ہے اور اس ذریعے سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محبّ سے محبت کرتا ہے اور یاد رہے کہ در حقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اسی کا مقام برتر ہے۔ لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے۔ یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے۔ اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے) افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے۔ اس کے مرتبے کو شناخت نہیں کیا گیا۔ خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا۔ اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین وآخرین پر فضیلت بخشی۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اثر اور افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں۔ جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔“ (حقیقت الوحی ص۱۱۹)

حضرات! ہم نے اپنے سابقہ پرچے میں قرآن مجید اور حضرت رسول کریم ﷺ کی احادیث سے انیس دلائل پیش کئے ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ کے بعد آپ کی غلامی میں غیر تشریعی نبوت کی نعمتیں جاری ہیں۔ اس کے بعد اب ہم

امت محمدیہ کے ممتاز بزرگوں اور واجب الاحترام ہستیوں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ جن سے ہمارے دعوے کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔

۲۰...... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ’’قولوا انه خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبى بعده‘‘ (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

یعنی اے مسلمانو! تم یہ تو کہو کہ حضرت رسول کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۱...... شیخ اکبر رئیس الصوفیاء حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں: ’’فان الرسالة والنبوة الشريع قد انقطعت فلا رسول بعده ولا نبى اى مشرع ولا شريعة‘‘ (فتوحات کبیر بقیہ ج۲ ص۳۷۶)

یعنی صرف تشریعی رسالت اور نبوت منقطع ہوئی ہے۔ پس آپ کے بعد کوئی شرعی نبی یا نئی شریعت نہیں آئے گی۔

۲۲...... حضرت ملا علی قاری جیسے جلیل القدر امام فرماتے ہیں: ’’فلا يناقض قوله تعالىٰ خاتم النبيين اذا لمعنى انه لاياتى نبى بعده ينسخ ملته ولم يكن من امته‘‘ (موضوعات کبیر ص۵۹)

یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آ جانا خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو رسول کریم ﷺ کی ملت کو منسوخ کرے اور آپؐ کی امت میں سے نہ ہو۔

۲۳...... حضرت مولانا قاسم نانوتوی، بانیٔ مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں: ’’اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔‘‘ (تحذیر الناس ص۲۸)

گویا خاتم النبیین کے معنی یہ نہیں ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ: ’’عوام کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی ہیں۔ آخری نبی لیکن اہل فہم پر روشن ہے کہ یہ معنی غلط ہیں۔‘‘ (تحذیر الناس ص۳)

اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: ’’رسول اکرم ﷺ اسی طرح خاتم الکاملین اور خاتم النبیین ہیں۔ جس طرح کہ بادشاہ خاتم الحکام ہوتا ہے۔ یعنی سب سے بڑا نبی اور سب سے بڑا حاکم۔‘‘ (حجۃ الاسلام ص۳۴، ۳۵)

۲۴...... حضرت امام محمد طاہر فرماتے ہیں: ”**ھذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه**“ (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

یعنی آنحضرت ﷺ کی حدیث ”لا نبی بعدی “ کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

۲۵...... حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود

پھر فرمایا۔

چونکہ در صنعت برد استاد دست
تو نہ گوئی ختم صنعت بر تواست

(مثنوی مولانا روم دفتر ششم)

یعنی آنحضرت ﷺ بایں معنیٰ خاتم ہیں کہ گویا۔

محمد کے ثانی دو جگ میں نہیں
نہ پیچھے ہوا ہے نہ آگے کہیں

یعنی آپ بے مثال ہیں۔ کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کوئی فنکار جب اپنے فن میں سب سے بڑھ جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس پر وہ فن ختم ہو گیا۔

۲۶...... حضرت امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں: ”**ان مطلق النبوة لم ترفع وانما ارتفع نبوة التشریع فقط وقوله ﷺ فلا نبی بعدی ولا رسول المراد به لا مشرع بعدی**“ (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۲۲)

یعنی صرف تشریعی نبوت منقطع ہوئی ہے اور حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں۔

۲۷...... عارف ربانی حضرت مولانا عبدالکریم جیلی فرماتے ہیں: ”**فانقطع نبوة التشریع بعده**“ (الانسان الکامل ج۱ ص۷۶)

یعنی حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد تشریعی نبوت ختم ہو گئی۔

۲۸...... حضرت نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں: "لا نبی بعدی" آیا ہے۔ اس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاوے گا۔

(اقتراب الساعۃ ص ۱۶۲)

۲۹...... حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی فرماتے ہیں کہ: "بعد آنحضرت ﷺ کے یا زمانے میں آنحضرت ﷺ کے، مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔" (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ص ۱۶)

یہ دلائل پیش کرنے کے بعد اب ہم اپنے مدمقابل کی باتوں کا جواب دیتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے۔ اس کے جواب میں خود حضرت مرزا صاحب کا ایک فیصلہ کن حوالہ پیش کرتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں: "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت کا انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کسی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کرتا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷)

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ آپ نے صرف تشریعی نبوت سے انکار کیا ہے۔ ورنہ آپؑ کا دعویٰ ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کی غلامی کے نتیجے میں خدا کے نبی اور رسول ہیں۔

آپ نے خطبۂ الہامیہ کا حوالہ دیا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خاتم الاولیاء کہا ہے۔ حالانکہ وہاں آپ نے لکھا ہے: "انا خاتم الاولیاء لا ولی بعدی الا الذی هو منی وعلی عهدی" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳۵)

یعنی میں خاتم الاولیاء تو ضرور ہوں۔ مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔ بلکہ مجھ پر ایمان لائے گا اور میر عہد میں شامل ہوگا۔ میرے بعد ولی ہو سکتا ہے۔

آپ نے "من یطع اللّٰہ والرسول" پر اعتراض کیا ہے کہ کیا سارے رسول بن جائیں گے تو امتی کون ہوگا؟ حالانکہ قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''لیستخلفنهم ''یعنی میں مسلمانوں کو خلیفے بناؤں گا۔ تو کیا سب مسلمان خلیفہ بن جائیں گے تو ان کے تابع کون ہوگا؟ ''فما هو جوابکم فهو جوابنا''

آپ نے اعتراض کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ سراج منیر ہیں تو ان کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسیح اور مہدی کی بھی کیا ضرورت ہے؟ آپ کیوں نزول مسیح ناصری کے منتظر ہیں؟ اور پھر آپ جیسے علماء کی کیا ضرورت تھی جو موم بتی کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

آپ نے ''لا نبی بعدی ''پیش کیا ہے۔ اس کے متعلق ہم اپنے سابقہ پرچوں اور اس پرچے میں کافی اور شافی بحث کر چکے ہیں۔ اقوال بزرگان پر غور کریں اور بخاری شریف کی حدیث ''فلا قیصر ولاکسریٰ'' سے ہدایت حاصل کریں۔

الحمدللہ! کہ آپ نے ''لـو عـاش ''والی حدیث کو تسلیم کر لیا ہے۔ البتہ یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ ایک مفروضہ ہے۔ مگر واضح رہے کہ اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ سوال تو یہ ہے کہ اگر ''خـاتم النبیین ''اور ''لا نبی بعدی ''کے معنی یہ تھے کہ رسول کریم ﷺ آخری نبی ہیں تو آپؐ نے اپنے صاحبزادے کی وفات پر یہ کیوں فرمایا کہ اگر یہ زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔ نیز بزرگانِ سلف کیوں ہمارے ہمنواء ہیں۔ اسی طرح ہمارے پیش کردہ آیت ''یـصـطفی ''پر آپ نے اعتراض کیا ہے کہ اس طرح تو رسول آتے ہی رہیں گے۔ بند کب ہوں گے۔ گویا نبوت کا آنا آپ کے لئے سوہانِ روح بن رہا ہے اور آپ بار بار پوچھتے ہیں کہ یہ کب بند ہوگی۔ ہم اپنے پہلے پرچے میں بتا چکے ہیں کہ جب ساری امت محمدیہ نالائق اور نااہل ہو جائے گی (خدا نہ کرے) تو یہ نعمت بند ہو جائے گی۔ آپ سیدھی طرح سے امت محمدیہ کو نااہل کہہ دیں ہم تسلیم کر لیں گے کہ واقعی ایسے لوگوں کو نبوت نہیں مل سکتی۔

آپ کو خوب معلوم ہے کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ آنحضرت ﷺ کو آخری نبی سمجھتے ہیں۔ یعنی دین، کلمہ، شریعت، کتاب اور امت کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں اور وہی شخص نبی ہوسکتا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ کا غلام ہو۔

آپ نے حضرت مرزا صاحب کو آخری نور کہہ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس سے صرف چار سطریں اوپر پڑھئے تو آپ وہاں لکھا ہوا پائیں گے کہ

حضرت مرزا صاحب نے اپنی بلند شان کا ذکر کر کے فرمایا ہے: ”جب کہ میں ایسا ہوں تو سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اس پاک رسول کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء“ (کشتی نوح ص۵٦)

اس حوالے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت رسول کریم ﷺ کی عظمت اور بڑائی کا تذکرہ فرمایا ہے اور آپؑ کے مقابلے میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی اصل پوزیشن کو واضح کیا ہے۔

آپ نے ”كافة للناس “ اور ”رحمة للعالمين “ وغیرہ آیات کو پیش کر کے یہ استدلال کیا ہے کہ اب رسول کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ سوال یہ ہے کہ پھر مسیح ابن مریم کی کیا ضرورت ہے۔ اگر کسی نبی کی ضرورت نہیں تو نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ بھی چھوڑ دیجئے۔ ورنہ جب تک آپ اس عقیدے پر قائم ہیں آپ کو رسول کریم ﷺ کے بعد نبوت کے بند ہونے کا دعویٰ کرنا زیبا نہیں۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم گھر سے پرچہ لکھ کر لے آئے ہیں۔ بھلا آپ ہی بتائیے کہ اس صورت میں ہم نے اپنے پرچے میں آپ کی تمام باتوں کا جواب کس طرح دے دیا۔ اس صورت میں تو آپ کو ہماری کرامت کا بھی قائل ہونا پڑے گا کہ ہم قبل از وقت جانتے ہیں کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔

یقیناً یاد رکھئے! ہم کوئی ایسا انداز اختیار نہیں کر رہے جو شرائط مقبولہ فریقین کے خلاف ہو۔ آپ بزعم خود ختم نبوت کے لئے ایک سو آیات پیش کرنے کے لئے مجھے گھر پر بلا رہے ہیں۔ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے۔ آئے ہیں مناظرہ کرنے کے لئے اور بلا رہے ہیں گھر پر۔ ان سو آیتوں میں سے آٹھ دس تو یہاں پیش کریں۔ ہمیں آپ سے ہمدردی ہے کہ آپ ہمارا پرچہ نہیں پڑھ سکتے اور نہ ہی آپ کے دائیں بائیں بیٹھنے والے متعدد علماء و معاونین آپ کو مدد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حالت پر رحم کرے۔

مناظر جماعت احمدیہ
(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
(دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم نبوت ...... دوسرا پرچہ منجانب اہل سنت والجماعت یادگیر

برادران اسلام! آپ نے دیکھ لیا۔ جو شخص بڑی طاقت سے قرآنی آیات اپنے پہلے پرچہ پر لکھ کر پیش کر دیا تھا۔ ہمارے جواب سے عاجز ہو کر خلاف شرائط مناظرہ کنز العمال، مشکوۃ، تجرید ومجمع البحار وغیرہ کا حوالہ فرضی دے کر جان چھڑانے کی فکر میں لگ گئے۔ مگر دوست آنحضرت ﷺ کی ناموس نے آپ کو سخت شکنجہ میں دبوچ لیا ہے۔ اگر ہمت ہوتی میرے دلائل کو توڑا ہوتا۔ مگر آپ خاموش رہے۔ مرزا قادیانی کے بے شمار حوالہ سے میں نے ثابت کر دیا کہ قادیانی مرزا قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں۔ مگر لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اجرائے نبوت کا ڈھونگ رچالیا ہے۔ مرزا قادیانی کی کتابیں آپ کے دعویٰ کے رد کو کافی ہیں۔ آپ کے پہلے پرچہ کا کچھ قرضہ باقی رہ گیا ہے۔ پہلے اس کو چکالوں اس کے بعد دوسرے پرچے کی پوری قلعی کھولوں گا۔ جاؤ گے کہاں، مرزا قادیانی کی کتابیں تم کو مجبور کر رہی ہیں کہ تم مرزا قادیانی کو خاتم النبیین آخری نبی مانو۔ خیر اب سنو!

آپ نے ''منک'' کی آیت میثاق کو پیش کیا تھا۔ (ابن کثیر ج۳ ص۱۷۶) میں امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے اور انبیاء اولوالعزم سے یہ عہد اللہ کے دین پر قائم رہنے اور تبلیغ کرنے کے لئے لیا گیا ہے۔ بولو اس کا کیا جواب ہے؟

آپ نے ''نبعث رسولا'' سے بھی دلیل دی ہے۔ حالانکہ آپ کو معلوم نہیں مرزا قادیانی نے یہاں رسول کا ترجمہ محدث کیا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم)

آپ نے ''اھدنا الصراط المستقیم'' سے اجرائے نبوت ثابت کی۔ خدا کا شکر ہے کہ ''قل ھو اللہ'' سے ثابت نہ کر سکے۔ اجی جناب اس آیت کے اگر یہی معنی ہیں کہ ای اللہ ہم کو نبی بنا دے تو پھر خود حضور ﷺ نبی بن کر یہ دعا کیوں مانگتے تھے؟ کیا ان کو اور نبی بننا تھا۔ عورت، خنثیٰ مشکل، مجنون، پاگل، مراقی، سلسل بول والا، بچہ بھی اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ کیا ان کو نبی بننا ہے؟ سوچ کر جواب دینا۔ مگر یہ تو لاجواب ہے۔ قرآن پاک کی اس تحریف پر شرم آنی چاہئے۔

''لقد جاء کم '' سے اسی طرح جن والی آیت سے اجرائے نبوت کا ثبوت میرے پیارے دوست۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے تیرا قلم کرشمہ ساز کرے

کیا یوسف علیہ السلام کو خاتم النبیین کا خطاب ملا تھا؟ کیا موسیٰ علیہ السلام کو یہ خطاب ملا تھا؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کے بعد یا یوسف علیہ السلام کے بعد نبوت جاری تھی۔ اس وقت ختم نبوت کا خیال خام تھا۔ مگر ہمارے سرکار کے سر پر اللہ تعالیٰ نے دو تاج رکھے۔ ایک رسول اللہ، دوسرا خاتم النبیین۔ اس لئے ان کے بعد نبوت جاری کرنا حماقت ہے۔ سراسر حماقت!

آپ نے بار بار عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بحث کل چلی گئی۔ اگر سوال کرتے تو اس کا بہت معقول جواب دیتا۔ آج اس کا موقع نہیں پھر بھی اتنا سن لو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حکم، عدل بن کر آئیں گے۔ اگر آپ کہیں کہ خاتم النبیین کے بعد عیسیٰ کیسے زندہ رہے تو بتلا دے کہ پھر خاتم الولد کے بعد مرزا قادیانی کے بھائی کیسے زندہ رہے۔ اجی جناب آخر کا ذکر ہے۔ اوّل کا نہیں۔ ہم ختم نبوت کے قائل ہیں۔ اس کے لئے خاتم النبیین ہی ایک کافی دلیل، دوست آج مہر اور خاتم الشعراء وغیرہ کا کیا بھول گئے ہو ذرا لکھ دیتا۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنی ذریت کے لئے تھی جو حضور پر ختم ہوگئی۔ مگر دوست مرزا قادیانی تو ذریت چین ہیں۔ ''کلوا من الطیبٰت '' سے اجرائے نبوت۔ یہاں کھانے کا ذکر ہے نہ کہ نبی بننے کا، درود آل ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور مرزا قادیانی آل ابراہیم علیہ السلام سے نہیں ہیں۔ وہ یا تو چینی ہیں یا مغل یا فارسی الاصل یا اور کوئی خاندان سے۔ پہلے یہ کہو کہ مرزا قادیانی کس کے آل سے ہیں۔ اس کے بعد درود ابراہیمی کا جواب سنو۔ ''ھلك قیصر '' کی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ قیصر کا خاندان ختم ہوا۔ کسریٰ کا خاندان ختم ہوا۔ روم و ایران کو صحابہ کرامؓ نے فتح کرلیا۔ حضور کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔ کل انشاء اللہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے وقت ہم آپ کو جواب دیں گے۔ آپ نے خلاف شرائط مناظرہ پھر ابن عربی کا نام لیا۔ الانسان الکامل کا نام لیا۔ مجمع البحار کے تکملہ کا نام لیا۔ الیواقیت کا نام لیا اور نہ معلوم کن کن کتابوں کا نام لیا ہے۔ ہم ہرگز اس کا جواب نہیں دیں گے۔ میرے دوست ان کتابوں کا حوالہ اس لئے دے رہے ہیں کہ قرآن آپ کے ساتھ نہیں۔ احادیث آپ کے ساتھ نہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ متفق

طور سے خاتم النبیین ہیں اور تو اور آپ نے مولانا روم کی مثنوی شروع کر دی۔ دوست یہ وعظ کی مجلس نہیں۔ یہ مناظرہ ہے مناظرہ۔

یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

آپ نے فتوحات کا بھی نام لیا۔ یہ کس فن کی کتاب ہے۔ **موضوعات کبیر** بھی کیا صحاح ستہ ہے۔ افسوس دنیا والے آپ کے اس **موضوعات کبیر** کے حوالے کو دیکھ کر کیا کہیں گے؟

تحذیر الناس (دافع الوسواس ص۱۰،۱۴،۲۰،۲۱) کو پہلے دیکھ لو وہاں حضرت مولانا قاسمؒ نبوت کو ختم کرتے ہیں یا جاری؟ ہاں ”لو عاش ابراهیم“ کے اگر کی طرح تحذیر الناس میں بھی اگر ہے۔ اگر سے خبر نہیں ہوتی۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

اگر رابا مگر تزویج کردند
زوفرزند شد پیدا کاش کہ نام

اگر سے اگر خبر یا حکم نکلتا تو پھر دو خدا بھی قرآن سے ثابت ہو جائیں گے اور ہندوؤں کو کیا دلیل دو گے بلکہ خدا کا بیٹا بھی ثابت ہو جائے گا۔ قرآن کہتا ہے: ”ان کان للرحمن ولد فانا اوّل العبدین (زخرف:۸۱)“

اگر ہوتا خدا کا کوئی بیٹا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا تو جس طرح اگر دو نے خدا کا دروازہ بند، خدا کے بیٹے کا دروازہ بند کیا۔ اسی طرح ”لو عاش ابراهیم“ سے نبوت کا دروازہ بند۔ اسی طرح تحذیر الناس سے نبوت کا دروازہ بند۔ اگر اتنی کھلی دلیل کو بھی تم نہ تسلیم کرو تو تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ہدایت وضلالت اس کے قبضے میں ہے۔ ”لو کان الایمان معلقا“ سے کیا آپ کو یہ ثابت کرنا ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی فارسی الاصل ہیں۔ اس لئے ”نبی“ ہمت کر کے ہاں کرو۔ آئندہ پرچے میں اس کا دندان شکن جواب سنو۔

”لیس بینی وبینه نبی (مسند احمد ج۲ ص۴۳۷)“ سے یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ دھوکہ بازی کی حد ہوگئی۔ ہمت کر کے پوری حدیث اور اس کا باب پڑھو یا لکھو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو۔ تم نے مرزا قادیانی کی تبلیغ رسالت والے دہلی کی جامع مسجد کے حلف کو پس پشت ڈال دیا۔ کیا مرزا قادیانی نے جھوٹا حلف اٹھالیا۔ جواب دو، ورنہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا اقرار کرو۔ اچھا اسی تبلیغ رسالت سے ایک دوسرا

حوالہ سن لو۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۳۰) ''سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب وکافر جانتا ہوں...... اور میرا یقین ہے۔ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ جس میں شک وشبہ کی مطلق گنجائش نہیں۔'' آپ مرزا قادیانی کے اس عظیم الشان اعلان اور فتوے کے رو سے کاذب اور کافر ہوجائیں گے۔ اجی کم از کم مرزا قادیانی کو مفتی مان لو۔ جب آپ ان کو مفتی بھی نہیں مانتے تو پھر خواہ مخواہ ان کی نبوت کے ثبوت کے لئے یہاں کیوں تشریف لائے ہو۔

دوسرا حوالہ: ''جیسے حضور خاتم الانبیاء تھے میں خاتم الاولیاء ہوں۔''

(خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ص۷۰)

اور سنو! ''لا ولی بعدی'' وہی صفحہ۔ جب مرزا قادیانی آخری نور تو اس کے بعد نبوت کا دروازہ بند۔ اس لئے کہ انبیاء نور لاتے ہیں۔ جب نور ختم تو اب جو آئیں گے۔ وہ ظلمت لائیں گے۔ جب مرزا قادیانی نے اسلام کو بدر بنادیا۔ تو مرزا قادیانی کے بعد اگر کوئی نبی ہوگا تو پھر اسلام کے چاند کو گھٹائے گا یا بڑھائے گا۔ چودھویں کے بعد چاند گھٹتا ہے یا بڑھتا ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۹۴، خزائن ج۱۶ص۲۸۸) میں مرزا قادیانی نے خود کو ''فتح اکبر'' کہا۔ جب اللہ اکبر کے بعد کوئی اللہ نہیں تو فتح اکبر کے بعد اب نبوت نہیں۔ دیکھا آپ نے اس کو کہا جاتا ہے جواب۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ لوگ مرزا قادیانی کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ مگر دھوکہ دینے کے لئے اجرائے نبوت کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملی۔ ملی تو ایک مغل خاندان کو ملی۔ پھر اس کے بعد ''ڈراپ سین'' ڈور کلوز، اے اللہ کے بندو! اللہ کے لئے آنکھیں کھولو۔ سراج منیر کے بعد عیسیٰ کیوں آئیں گے۔ آپ کو معلوم نہیں۔ وہ تو ان سے پہلے کے نبی ہیں۔ اب سمجھئے اس حکمت کو۔

پھر مطالبہ دہراتا ہوں کہ رب العالمین کے بعد رب نہیں۔ رحمتہ اللعالمین کے بعد نبی نہیں۔ میرے سوال کو پڑھ کر جواب دو۔ کل بھی آپ نے آخری پرچے کو وعظ سے بھر دیا۔ خلاف شرائط مناظرہ نئے حوالے پیش کئے اور کمال یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی کے حوالے بھی آپ غلطی سے دے گئے۔ آپ کو کیا معلوم نہ تھا کہ وہ تو خود مدعی ہیں۔ مدعی کا بیان مدعی اپنی گواہی میں نہیں لاسکتا۔ ہاں مجیب کو یہ حق ہے کہ مدعی کی تلوار سے مدعی کا گلا کاٹ دے، مدعی کے بیان سے مدعی

کے دعوے کو رد کر دے۔

علاوہ ازیں آپ نے اس میں یہ بھی لکھ دیا کہ آپ نے قرآن شریف کی آیت کو غلط لکھ دیا۔ میرے دوست تم خود دیکھ رہے ہو کہ میں خود سب کام کرتا ہوں۔ اگر کہیں قلم سے لغزش ہوگئی ہوگی تو اس میں ہرج کیا ہے۔ کیا میں نے معصوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جب میں نبوت کا دعویٰ نعوذ باللہ کروں تو اس وقت تم میری تحریر کو لوگوں کو دکھا دینا کہ اس کو تو قرآن بھی معلوم نہیں تھا۔ یہ کیسے نبی ہوگیا۔ مگر تم کو معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی نے نبی بن کر معصوم ہوکر، سلطان القلم ہوکر، قلم کی غلطی سے پاک ہوکر بے شمار قرآن کی آیتوں کو غلط لکھا ہے۔

''ماھو جوابکم فھو جوابنا''

میرے دلائل جو میں نے دونوں پرچوں میں دے دیئے ہیں۔ وہ اس سامنے نظر آنے والے یادگیر کے پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط اور وزنی ہیں۔ اس سے بچنے کے لئے مولانا روم، اور کنز العمال اور تکلمہ مجمع البحار وغیرہ کا حوالہ خلاف شرائط مناظرہ دیتے چلے جاتے ہو۔ حالانکہ کل ہی میں نے ٹوک دیا تھا۔ مگر آپ مجبور ہیں۔ کاغذ کسی نہ کسی طرح بھرنا ہے۔ ورنہ دنیا کیا کہے گی۔ اس پرچے میں بھی آپ نے مرزا قادیانی کے حوالے دیئے ہیں۔ دوست! مرزا قادیانی مدعی نبوت ہیں، گواہ نہیں۔ لہٰذا میرے بھائیو! روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ ''الحمد للہ علی احسانہ'' لہٰذا میری خود میرے دوست سے درخواست ہے۔

باز آباز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

اگر مرزا قادیانی کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے تو آپ کی تبلیغ بیکار ہے۔ کیونکہ لوگ آپ سے پوچھیں گے کہ کیا مرزا قادیانی کے بعد بھی نبی آئیں گے؟ آپ کہیں گے ہاں تو وہ جواب دے گا کہ خیر آپ تشریف لے جائیے۔ نبوت کا دروازہ تو بند نہیں۔ میں مرزا قادیانی کا کلمہ نہیں پڑھوں گا۔ کیونکہ ان کی لائف پر مجھے شک ہے۔ کسی دوسرے نبی کا کلمہ پڑھ لوں گا۔ اس وقت سوائے خاموشی کے آپ کو چارہ نہ ہوگا۔ تبلیغ کا حق اسی کو ہے جو آخری ہے۔

(شرح دستخط) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ

مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجرائے نبوت کے مسئلے پر جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

سامعین کرام! اجرائے نبوت کے مسئلے پر ہمارے مدمقابل نے نبوت کی نعمت کے ختم ہوجانے کے متعلق جو دلائل دیئے ہیں وہ آپ نے سماعت فرمالئے ہیں۔ ایک موٹی سی بات ہے کہ نیک اور مخیر لوگ اپنی زندگی میں بعض ایسے کام کر جاتے ہیں جو مفید عام ہوتے ہیں۔ کوئی مسجد بنواتا ہے۔ کوئی سرائے بنواتا ہے، کوئی تالاب بنواتا ہے اور کوئی سڑک بنواتا ہے۔ دنیا ایک لمبے عرصے تک ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ ان کے بانیوں کو دعائے خیر سے یاد کرتی ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ کے زمانے میں مخالفین آپ کو نعوذ باللہ ابتر کہتے تھے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ اے ہمارے رسول ﷺ کے مخالفو! تم جو بات آپ کی طرف منسوب کررہے ہو۔ وہ غلط ہے۔ بلکہ ایسا کہنے والے خود ابتر ہیں۔ کیونکہ آئندہ زمانے میں ان کا نام ونشان مٹادیا جائے گا اور رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ وہ عظمت دے گا کہ آپؐ پر درود بھیجنے والے خدام دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائیں گے اور آپ کی امت میں لاتعداد فقہاء، صلحاء، اولیاء، اقطاب اور علماء پیدا ہوں گے۔ تا آنکہ چودھویں صدی میں چودھویں کا چاند ظاہر ہوگا جو آپ کا عاشق صادق اور بروز کامل بن کر مقام نبوت پر فائز ہوگا۔

چنانچہ اس کے مطابق حضور ﷺ کا ایک خادم اور آپ کا ایک غلام اصلاح امت کے لئے مامور ہوا اور اس نے اعلان کیا کہ میں آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اور حضور کے انوار وفیضان سے حصہ پاکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زمانے میں ظلی نبوت کے مقام پر فائز کیا گیا ہوں۔

ایک طرف تو ہمارے مدمقابل یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو جو بلند روحانی مقام دیا گیا وہ کسی اور نبی کو آج تک نہیں مل سکا۔ دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ آپ کے بعد بنوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور یہ نعمت امت محمدیہ سے چھین لی گئی۔

اب ایک طرف قرآن کریم اور احادیث اور اقوال بزرگان سلف ہیں اور دوسری طرف ہمارے مدمقابل ہیں۔ لیکن ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا ہوچکا اور وہ نعمت جسے ملنی تھی مل چکی۔ آج روئے زمین پر اسلام کی تبلیغ کرنے والی ایک منظم جماعت جو منہاج نبوت پر قائم ہے صرف ”احمدیہ جماعت“ ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کی غلام اور اسلام کی خادم ہے۔

حضرت بانئ سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں: ”مسلمانوں میں سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو...... آنحضرت ﷺ کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں۔ بلکہ مردہ چراغ ہیں۔ جن کے ذریعے سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہوسکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نبی زندہ چراغ تھا۔ جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہوگئے...... مگر ہمارے سید و مولا حضرت محمد ﷺ کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی...... آیت خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ نبیوں کے لئے مہر ٹھہرائے گئے ہیں۔ یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ یہ معنی تھے جن کو الٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا...... نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے...... اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خداشناسی کا دودھ پلائے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے۔“ (چشمہ مسیحی ص۷۲، ۷۵)

حضرات! ہم اپنے سابقہ پرچوں میں ۲۹ دلائل دے چکے ہیں۔ جو قرآن مجید، احادیث اور اقوال بزرگان سلف پر مشتمل ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مدمقابل نے ہمارے ان دلائل کو توڑنے کی ذرہ بھر جرأت نہیں کی۔ نہ صرف یہی بلکہ وہ سو آیتیں بھی پیش نہیں کیں۔ بلکہ ان کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کیا۔ جن سے بزعم خود باب نبوت کو وہ بند سمجھتے ہیں۔ وہ حوالوں کے لئے اور ان آیتوں کو پیش کرنے کے لئے ہم سے علیحدہ وقت مانگتے اور ہمیں اپنے گھر پر بلاتے ہیں۔ جیسا کہ وہ اپنے سابقہ پرچے میں بڑی بیچارگی سے کہہ چکے ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر مناظرہ سے علیحدہ وقت کی ضرورت تھی اور گھر پر بلا کر ہی بات چیت کرنا مقصود تھا تو میدان مناظرہ میں اترنے کی جرأت کیوں کی تھی۔ مبارزت میں آنے کے بعد حریف سے یہ التجائیں کرنا کہ علیحدگی میں میری بات سنو۔ میرے گھر پر آؤ میں تمہیں نئے سے نیا داؤ بتلاؤں گا۔ اس سے خوب کھل جاتا ہے کہ میدان میں اترنے والا صرف درشنی پہلوان ہے۔ ورنہ مقابلے سے تو اس کی روح فنا ہوتی ہے۔

ہم ایک دفعہ پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ دلائل کا رد کیا جائے اور اگر

ہمت ہے تو وہ آیتیں بھی پیش کی جائیں جو آپ کے خیال میں آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند کرتی ہیں۔

ہمارے مدمقابل نے اپنے سابقہ پرچے میں تحریر کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں مہر کو بند کرنے کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ ہم وہ حوالہ درج کر دیتے ہیں۔ تا کہ سامعین ہمارے مدمقابل کی امت ودیانت اور خوش فہمی کی داد دے سکیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں: ”وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وحی الٰہی پر آئندہ کے لئے مہر لگ گئی ہے۔ وہ سخت غلطی پر ہیں...... مکالمات الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے اور وہ بھی خود بخود نہیں بلکہ محض پیروی قرآن شریف اور اتباع آنحضرت ﷺ سے حاصل ہوتے ہیں۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۷)

ہمارے مقابل نے اپنے گزشتہ پرچے میں اس بات پر بار بار زور دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے تئیں آخری نور آخری مجدد اور آخری خلیفہ وغیرہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کے بارے میں ہم ایک حوالہ کشتی نوح سے پیش کر چکے ہیں۔ ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں: ”ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجے کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج، جس کا نام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔“ (سراج منیر ص ۸۰)

پھر فرمایا: ”ہمارا ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت ہو یا بلا واسطۂ متابعت آنحضرت ﷺ وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہ ہوگی۔ مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔ ولا سبیل الیھا الی یوم القیمۃ“ (ریویو پر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی ص ۶)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: ”اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔“ (تجلیات الٰہیہ ص ۲۵)

اسی طرح حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا ایک الہام ہے: "**کل برکة من محمد** ﷺ **فتبارك من علم وتعلم**" اس کے معنی آپ نے یہ لکھے ہیں کہ: "تمام برکت محمد ﷺ سے ہے۔ پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندے کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی۔" (تذکرہ ص ۶۴۷)

اس کے نیچے حاشیہ میں یہ الفاظ تشریحاً درج ہیں کہ: "آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقت الوحی ص ۹۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

ان تمام عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنی تمام خوبیاں اور اپنے تمام کمالات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے تحصیل کردہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(درثمین ص ۱۰)

ہمارے مدمقابل نے ہماری پیش کردہ آیت "**ومن یطع اللّٰہ والرسول**" پر کوئی جرح نہیں کی۔ البتہ ہم سے دریافت کیا ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی اطاعت گزار اس دنیا میں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے یا قیامت کو؟ سو واضح رہے کہ ہم اسی آیت سے یہ استدلال کر رہے ہیں کہ ایسے لوگ علیٰ قدر مراتب نبی، صدیق، شہید اور صالح بن کر ان چاروں گروہوں میں شامل ہوں گے۔ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔ جیسا کہ قرآن مجید کی ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "**الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا بالله واخلصوا دینهم لله فاؤلئك مع المؤمنین** (نساء: ۲۰)"

کہ جو لوگ توبہ کر لیں اپنی اصلاح کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیں اور اپنا دین اس کے لئے خالص کر لیں۔ "**فاؤلئك مع المؤمنين**" سو ایسے لوگ مؤمنوں میں شامل ہوں گے۔ پس یہ لوگ اس دنیا میں بھی مؤمنوں میں شامل ہوں گے اور اگلے جہان میں بھی۔ پس اسی طرح آنحضرت ﷺ کی اتباع سے روحانی مراتب پانے والے ان مراتب سے اس دنیا میں بھی متمتع ہوں گے اور اگلے جہان میں بھی۔

آپ ہمارا پرچہ تو پڑھتے نہیں۔ چنانچہ یہ بات آپ نے خود ہی لکھی ہے اور جواب دنیا

شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ خاتم المحدثین، خاتم الشعراء اور خاتم الفقہاء وغیرہ کے بعد محدث، شاعر اور فقیہہ اس لئے ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بند نہیں کیا۔ مگر نبوت کو بند کر دیا ہے۔

یہی تو سوال ہے کہ ہر جگہ آپ خاتم کے معنی سب سے اعلیٰ کرتے ہیں۔ لیکن جب خاتم النبیین کے معنوں کا وقت آتا ہے تو آپ پٹڑی سے اکھڑ جاتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب کلمہ ختم، دین ختم اور قرآن ختم، تو نبی کیسا؟ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ کلمہ لانے والا، دین لانے والا اور کتاب لانے والا نبی اب کوئی نہیں آئے گا۔ اس قسم کی نبوت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ اب نہ کوئی نیا کلمہ ہو گا نہ نیا دین اور نہ نئی کتاب۔ البتہ آپ کی غلامی میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور یہی چیز ہمارے مدمقابل کو ناگوار گزرتی ہے۔ ورنہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے سر سے تاج رسالت اتار کر ابن مریم کے سر پر رکھنے کو تو ہمہ تن تیار ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سراج منیر ہیں۔ گویا سورج ہیں تو اس سورج کے باوجود کوئی پہلا نبی کیسے آ سکتا ہے؟ جو جواب آپ کا ہو گا وہی ہمارا ہو گا۔

آپ نے مشکوٰۃ کو خلاف شرائط قرار دیا ہے۔ کاش! آپ نے شرائط کا مطالعہ کیا ہوتا۔ وہاں تو خاص طور پر مشکوٰۃ کو پیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ آپ نے تجرید بخاری کو بھی خلاف شرائط کہا ہے۔ حالانکہ یہ تو بخاری کا حوالہ ہے۔ ضرورت ہو تو (بخاری ج۳ ص۱۲۵) پڑھ لیجئے۔ تجرید بخاری کا حوالہ تو آپ کی سہولت کے لئے دیا گیا تھا۔ مجمع البحار، فتوحات مکیہ اور موضوعات کبیر کا پیش کرنا عین شرائط کے مطابق ہے۔ کیونکہ شرائط میں لکھا ہے کہ اقوال بزرگان پیش کر سکتے ہیں تو اب اگر ان بزرگوں کے اقوال پیش کر سکتے ہیں تو اب اگر ان بزرگوں کے اقوال پیش کرنے کے لئے ان کی کتابیں پیش نہیں کی جائیں گی تو کیا ہوائی حوالے آپ کو مطلوب ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ: ''اهدنا الصراط المستقيم'' کی دعا تو عورتیں وغیرہ بھی پڑھتی ہیں تو اگر یہ دعا قبول ہو گی تو کیا عورتیں بھی نبی بن جائیں گی؟ ہمیں اس عقل و دانش پر حیرت آتی ہے۔ کیا آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ شادی شدہ جوڑا اولاد کے لئے دعا کرتا ہے اور آپ نے بھی بارہا اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگی ہو گی کہ اے خدا مجھے بچہ دے تو کیا آپ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کی بیوی کے بجائے خود آپ کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو جائے؟

بات یہ ہے کہ دعا کی قبولیت وہیں ظاہر ہوتی ہے جو اس کا مورد اور محل ہو۔ آپ نے

ہماری پیش کردہ آیت "میثاق النبیین" کا کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف یہ کہہ دیا کہ یہ رسول کریم ﷺ کے لئے ہے۔ اس کے ساتھ ہم نے جو سورہ احزاب رکوع اوّل کی آیت پیش کی تھی کہ یہی نبیوں والا وعدہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ سے بھی لیا تھا۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں تھا تو آپؐ سے یہ وعدہ کیوں لیا گیا تھا؟ اپ نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

اسی طرح ہمارے پیش کردہ دوسرے (۲۹) دلائل کا قرضہ آپ کے ذمہ جوں کا توں باقی ہے۔ ہماری پیش کردہ آیت "یا ایھا الرسول کلوا من الطیبات (مؤمنون)" میں آپ کو کھانا تو نظر آ گیا۔ مگر "رسل" کا لفظ نظر نہیں آیا جو جمع کا صیغہ ہے۔ قرآن کریم محمد رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد فرماتا ہے۔ اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ۔ یہ کن رسولوں سے کہا گیا ہے؟ ظاہر ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام رسولوں کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ ورنہ یہ حکم بے محل ٹھہرتا ہے۔

قیصر اور کسریٰ کا خاندان ختم ہو جانے کے بعد نہ کوئی قیصر ہوا نہ کسریٰ۔ یہ آپ نے دافع الوقتی سے کام لیا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جس قیصر اور کسریٰ کے بارے میں کہا تھا کہ ان کے مرنے کے بعد کوئی قیصر اور کسریٰ نہیں ہوگا۔ ان کے بعد کئی قیصر اور کسریٰ ہوئے۔ لہٰذا حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ ان کی شان کے قیصر اور کسریٰ نہیں ہوں گے۔ "لا نبی بعدی" کے معنی بھی یہ ہوں گے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی شان کا کوئی نبی نہ ہوگا۔

ہم نے پیش کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی ان کے ماننے والوں نے یہ غلط عقیدہ گھڑ لیا تھا کہ ان رسولوں کے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہی بات آپ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہیں ہوگا۔ آپ میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے۔

آپ نے حضرت مرزا صاحب کی ایک اردو کتاب سے خاتم الولد کا جملہ پیش کیا ہے۔ جو آپ کو مفید نہیں ہو سکا۔ کیونکہ ایک ہی لفظ جب دو مختلف زبانوں میں استعمال ہو تو اس کے معنی بدل جاتے ہیں۔ جیسا کہ "مکر" کا لفظ ہے۔ قرآن مجید میں یہ حسن تدبیر کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن اردو میں دھوکہ اور فریب کے معنی دیتا ہے۔

آپ بار بار حدیث نبوی "لو عاش" کے مفروضہ کا ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ "لو" کی شرط محال مگر اس کی جزا ممکن ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ اگر زمین و آسمان میں

زیادہ خدا نہیں ہو سکتے ورنہ زمین و آسمان کی تباہی ناممکن نہیں۔ اسی طرح خدا کا بیٹا ہونا ناممکن ہے۔ مگر اس کی عبادت ناممکن نہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت رسول کریم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا زندہ رہنا ناممکن ہو گیا۔ ورنہ ان کا نبی بن جانا عین ممکن تھا۔

''لیس بینی وبینه نبی'' یہ حدیث ہماری مؤید ہے۔ ہمارا استدلال یہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں تھا تو یہ کہنے کی ضرورت کیا تھی کہ میرے اور آنے والے مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

حضرات! ہم نے اپنے مدمقابل کی پیش کردہ تمام باتوں کا جواب دے دیا ہے۔ لیکن ہمیں شکایت ہے کہ وہ ہمارے پیش کردہ انتیس دلائل کے جواب سے بالکل لاجواب ہیں۔ اگر ان میں ہمت ہے تو ہمارے دلائل کو توڑیں اور ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ جو سو آیتیں انہوں نے تھیلے میں چھپا کر رکھی ہوئی ہیں۔ جن سے ان کے خیال میں نبوت کا دروازہ بند ثابت ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ ہی گھر نہ لے جائیں۔ آج کل کے حکیموں اور ویدوں کی طرح جو صدری نسخے کسی کو نہیں بتاتے۔ لہٰذا ان کا فرض ہے کہ وہ ان دلائل کو میدان میں پیش کریں۔

(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ

۲۴ر نومبر ۱۹۶۳ء

(مولانا محمد سلیم مناظر جماعت احمدیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم نبوت پر آخری پرچہ از اہل سنت والجماعت یادگیر

والصلوٰة والسلام علیٰ خاتم النبیین وعلیٰ آله واصحابه اجمعین!

اے اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مولوی سلیم صاحب نے ہمارے اکثر دلائل کا جواب نہیں دیا۔ چونکہ یہ ہمارا آخری پرچہ ہے۔ اس کے بعد اگر وہ ہمارے پہلے پرچہ کا جواب دیں گے تو شرائط مناظرہ کے مطابق کسی عقلمند کے نزدیک قابل قبول نہ ہوگا۔ مگر میری پیش گوئی ہے کہ وہ ضرور ایسا کریں گے۔ کیونکہ ان کو تو کاغذ بھرنا ہے۔ خواہ مرزا قادیانی کے کلام سے ہی ہو۔ چنانچہ ابھی سے شروع کر دیا کہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ جو کچھ مجھے فیض ملا ہے وہ حضور ﷺ ہی کے دربار سے ملا ہے۔ جی ہاں! میں تسلیم کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے بیشمار جگہ اس قسم کی باتیں کی ہیں۔ جن

کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی یہ عادت قدیمہ ہے کہ ابھی تعریف، ابھی توہین، بھی کچھ اور ابھی کچھ جو کچھ حوالے مرزا قادیانی کے آخری نبی ہونے کے میں نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے دیا اس پر آپ خاموش ہوگئے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مرزا قادیانی نے ''خاتم النبیین '' ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ تو ان کی عادت ہے کہ ہر جگہ اختلاف اور تضاد سے کام لیتے ہیں۔ اسی لئے آپ بار بار ہم سے حوالہ لیتے ہیں۔ مگر خاموش۔ آپ نے اپنے دوسرے پرچے میں یہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی غلامی سے غیر تشریعی نبوت مل سکتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵) پر اپنی نبوت کو تشریعی قرار دیا ہے۔ بطور اتمام حجت کے میں صرف اسی ایک حوالہ پر آپ کو ''اسکرو'' کرتا ہوں۔ ہمت ہے تو اس اربعین کے تضاد کو ہٹاؤ۔ مرزا قادیانی نے یہاں سے شروع کیا کہ: ''ماسوا اس کے'' یہیں سے صرف دس سطر اربعین کا آپ اپنے قلم سے لکھ دیں۔ اردو عبارت ہے۔ یادگیر کے بھولے بھالے بھائی اور طباعت کے بعد دنیا کے مسلمان خود سمجھ جائیں گے۔ آپ نے دوسرے پرچے میں مسلم کی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ مگر (توضیح المرام ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰) میں مرزا قادیانی اس کو محدث تک پہنچاتے ہیں۔ آگے نہیں اور ایک حوالہ سنئے۔ ''قرآن کو ماننے والا خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔'' (انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ ص۲۷) آپ نے چشمہ معرفت کے ''مہر لگ گئی'' پر اعتراض کیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے صدر محترم ریڈی صاحب اردوداں ہیں۔ چشمہ معرفت کی ''مہر لگ گئی'' کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہاں مرزا قادیانی نے ''مہر لگ گئی'' کس معنی میں بولا ہے۔ بند ہوگئی یا کھل گئی؟ خاتم کے معنی مہر بالکل ٹھیک قرآن نے مہر کو بند کرنے کے معنی میں لیا ہے۔ ''نختم علی افواههم (یسین:٦٥) '' منہ پر ہم نے مہر لگادی۔ یعنی اندر کی بات باہر نہیں آسکتی۔ ''ختم الله علی قلوبهم (بقره:٦) '' اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی۔ یعنی باہر کی ہدایت اندر نہیں جاسکتی۔ یہ تو ایک معمولی آدمی بھی سمجھتا ہے کہ ڈاک کا تھیلا بند کر کے جب مہر لگادی جاتی ہے تو جس طرح اس کو توڑ کر کوئی چیز نکالے تو مجرم۔ اسی طرح اس کو توڑ کر اپنی طرف سے اس تھیلے میں ہزار روپیہ ڈال دو تب بھی مجرم۔ نہ نکالو نہ ڈالو۔ صرف توڑ دو تب بھی مجرم۔ اب معلوم ہوا آپ کو، جو مہر ہر جگہ کام کرتی ہے۔ اسی مہر نے نبوت کو سرکار دو عالم ﷺ پر ختم کر دیا۔ آپ نے پھر تذکرہ کا حوالہ دے دیا۔ حالانکہ وہ خود مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ بار بار کہنے کے باوجود کہ مدعی کی کتاب مدعی کے لئے دلیل نہیں بن سکتی۔ مگر آپ ہیں کہ ڈٹے ہوئے ہیں۔ آپ

نے ''**الا الذین تابوا (آل عمران:۸۹)** '' والی آیت ایک نئی دلیل دی ہے۔ مگر آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ اس میں ''**مع المؤمنین** '' ہے۔ دعویٰ یہ کہ نیک عمل سے نبوت ملتی ہے۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن مؤمنوں کے ساتھ ہوں گے۔ میں قربان جاؤں میرے سرکارﷺ کے، کہ مولوی سلیم نے ''**مع النبیین** '' کی دلیل سے عاجز آ کر ''**مع المؤمنین** '' کا حوالہ دیا۔ گویا اقرار کر لیا کہ توبہ کرنے والے اور نیک لوگ مخلص لوگ مؤمن ہوں گے۔ مؤمنین کے ساتھ ہوں گے۔ جو معنیٰ بھی آپ کر لیں ہمارا مطلب حاصل، کہ یہ لوگ جنگ میں مؤمن کے ساتھ رہیں گے۔ یہ سب ذکر قیامت کے بعد کا ہے۔ جنت کا ہے۔ دنیا کا نہیں۔ میں نے اس سے قبل بڑی وضاحت سے لکھ دیا تھا کہ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ دنیا میں نبوت جاری اور دلیل یہ دیتے ہو کہ قیامت میں وہ نبیوں کے ساتھ ہوں گے۔ دنیا کا کوئی عقلمند اس دعویٰ کو اس دلیل سے تسلیم کر لے گا؟ شکر ہے کہ آپ نے اقرار کر لیا کہ قرآن اور کلمہ اور دین لانے والا اور کوئی نہ ہوگا۔ لہٰذا آپ نے اپنے پہلے پرچہ میں جتنی آیات قرآنی اور احادیث کو اپنے مطلب کے مطابق سمجھ کر لکھ ڈالا تھا۔ اس پرچہ میں خود ہی اس پر قلم تنسیخ پھیر دیا۔ مگر ذرا سنو تو سہی کہ خود مرزا قادیانی اربعین میں تو شریعت والا نبی اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ بڑی مشکل ہے آپ کے لئے کہ ادھر نکلے تو ادھر پھنسے۔ آپ نے اسلامی تاریخ کا شاید مطالعہ کم کیا ہے۔ ورنہ قیصر وکسریٰ کی سلطنت کی تباہی و بربادی کب ہوئی۔ وہ قیصر کب ہلاک ہوا اس کی حکومت کب گئی معلوم ہو جاتا۔ سنو ایک فارسی کا شعر۔

پردہ داری می کند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نبوت می زند برگنبد افراسیاب

مرزا قادیانی کی اردو کتاب میں ''**خاتم الولد** '' کا میں نے حوالہ اس لئے دیا تھا کہ دنیا کے اردو داں سمجھ جائیں کہ جب ''**خاتم الولد** '' کے بعد ''**ولد** '' نہیں تو ''**خاتم النبیین** '' کے بعد نبی کیسا؟ دوسرا حوالہ ''**خاتم الاولاد** '' کا بھی تو دیا اس کو تو آپ نے منگا کر دیکھ بھی لیا ہے۔ وہ اردو ہے کہ عربی ''**الولد** '' اردو لفظ ہے۔ یہ آج ہی معلوم ہوا اور اولاد بھی اردو ہی ہے؟ افسوس میرے پیارے دوست آج تم کو کیا ہو گیا ہے؟ اس قسم کی باتیں کیوں کہتے ہو؟ کتاب طبع ہونے کے بعد دنیا والے کیا کہیں گے؟

۱..... اگر ابراہیم زندہ ہوتے نبی ہوتے۔
۲..... اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں اس کی پہلے عبادت کرتا۔

ایک مقولہ ہے۔ قرآن کی آیت کا ترجمہ ہے۔ اگر ''اگر'' ابراہیم سے امکان نبوت نکلتا ہے۔ اگر خدا کے بیٹے سے تثلیث وابنیت نکلتا ہے تو کیا آپ یہاں عیسائیوں کی تائید میں دلیل دینے آئے ہیں یا مرزا قادیانی کو نبی بنانے؟ دوست ذرا سوچ سمجھ کر لکھایا کرو۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی تحریر ہے۔ یہ تقریر نہیں کہ جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ بھدرک کلکتہ میں پانچ گھنٹے ختم نبوت کا مناظرہ ہوا۔ مولانا سلیم نے جو دلائل دیئے۔ اس کا جواب مولوی اسماعیل نہیں دے سکے۔ مگر یہ تحریر خود بتادے گی کہ مولانا سلیم نے کیا لکھایا اور مولانا اسماعیل نے کیا لکھا؟ مشکوٰۃ شریف کا حوالہ قبول ہے۔ اس میں آتا ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کذاب آئیں گے۔ دجال آئیں گے۔ اس لئے کہ میں آخری نبی ہوں۔ ''لا نبی بعدی'' آپ نے رب العالمین اور رحمۃ اللعالمین اور ''لا شریك له'' اور ''لا نبی بعدی'' وغیرہ جو میں نے بے شمار دلائل قرآنی دیئے تھے۔ اس کا کوئی معقول جواب تو اب تک دیا نہیں اور آئندہ دیں تو اس کا جواب میرے ذمہ نہیں۔ کیونکہ یہ میرا آخری پرچہ ہے۔

سراج منیر جب نکلتا ہے تو دن ہوتا ہے یا رات؟ چراغ کی ضرورت رات کو ہوتی ہے یا دن کو؟ خدا نے ہمارے حضورﷺ کو سورج کہا۔ سراج، سورج، س۔ر۔ج دونوں کا مادہ ہے۔ چ۔ر۔غ نہیں ہے۔ ذرا سوچ کر جواب دیا ہوتا۔ سراج کا لفظ قرآن میں جہاں جہاں سراج آیا۔ وہاں سورج ہی کے معنی ہے۔ چراغ کا نہیں۔

''جعل الشمس سراجا (نوح:۱۶)''

''وجعلنا سراجاً وهاجا (عم:۱۳)'' دیکھا آپ نے سراج سورج کو کہتے ہیں۔ چراغ کو نہیں۔ چراغ رات کو جلتا ہے اور دن کو تمام روشنیاں بے کار ہیں۔ کیوں لوگوں کو ادھر ادھر کی اردو فارسی لغت دکھا کر دھوکہ دیتے ہو۔ ابن کثیر اور شہادت القرآن کے دو حوالے پر آپ کی جماعت نے اعتراض کیا ہے۔ اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے فریق مخالف نے میرے ان گنت حوالوں کو صحیح تسلیم کر لیا۔ صرف دو پر اعتراض کیا۔ ایک میں صفحہ غلط لکھ گیا تھا اور ایک پر مرزا قادیانی کی کتاب سے دوسری کتاب کا نام لکھ دیا تھا۔ مگر انہوں نے یہ تو سوچ کر یہ دونوں ہی کتابیں مرزا قادیانی کی ہیں۔ کیا اپنے نبی کی کتاب میں سے شہادت القرآن کو شمار نہیں کیا۔ ابن کثیر مستند تفسیر ہے۔ مگر جن حوالوں کو آپ نے خود دیکھا حوالہ منگا کر ہم سے دیکھا تو کیا یہ حوالے پہلے آپ کی نظر میں نہیں آئے تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی کی کتابوں کو دیکھ کر

ان کا مذہب قبول کیا تھا یا نہ دیکھ کر۔ خیر اگر نہیں دیکھ کر کیا تھا تو ان دو تین حوالوں کو سر دست ملتوی رکھ کر باقی جو حوالے مرزا قادیانی کے میں نے دیئے ہیں۔ ان تمام کو تو آپ نے آتو میٹک ہی صحیح تسلیم کر لیا۔ اب آپ ہی کہیں کہ مرزا قادیانی اپنی کتابوں کے حوالے سے آخری نبی آپ کے لئے ہوئے یا نہیں۔

مرزا قادیانی کی ایک آخری تحریر پیش کرتا ہوں۔ ’’تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالے فتح اسلام، توضیح المرام، ازالہ اولام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں میں محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا (قسم سخت۔ اسماعیل) مجھے نبوت حقیقی کا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب (ازالہ اوہام ص۱۶۷، خزائن ج۳ ص۵۱۱) میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ ’’خاتم الانبیاء‘‘ ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۱۳)

اے اللہ کے بندو! اللہ کے لئے سوچو کہ مرزا قادیانی نے کتنا کھلا فیصلہ فرما دیا کہ میں جہاں بھی نبی کہا ہوں وہاں محدث سمجھو۔ پھر تضاد بیانی بھی ملاحظہ ہو۔ یعنی میں نے آخری نور خاتم الولد وغیرہ سے ثابت کر دیا ہے کہ مرزا ادھر محدث بنتے ہیں۔ ادھر آخری نبی، ان دونوں میں سے کسی ایک کو مانو۔ اجرائے نبوت کو نہیں۔

(شرح دستخط) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ

۲۴؍ نومبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ اجرائے نبوت پر جماعت احمدیہ کا چوتھا پرچہ

یہ ایک سنت الٰہی اور قانون قدرت ہے کہ جب زمین کے سوتے خشک ہونے لگتے ہیں تو دنیا ایک بے چینی اور اضطراب کے ساتھ آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتی ہے۔ آخر جب باران

رحمت نازل ہوتی ہے تو زمین میں روئیدگی کی بے پناہ قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کے مطابق نظام روحانی بھی اپنے دائرے کے اندر کام کر رہا ہے۔ چنانچہ جب زمینی لوگوں کے اندر ہر قسم کے بگاڑ پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ آسمانی تعلیمات سے سخت منحرف ہونے لگتے ہیں تو خدا تعالیٰ کمال رحمت سے اپنے کسی فرستادہ کو بھیجتا ہے جو گم گشتوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتا ہے۔

یہ دونوں قسم کی سنت الٰہی ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ روحانی اور جسمانی خشک سالی کے ازالہ کا انتظام کیا گیا ہے اور یہ انتظام ہر قوم میں ہوتا رہا ہے اور دنیا کی ہر قوم میں نبی برپا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”**وان من امة الا خلافيها نذير (فاطر)**“

اس طرح قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنی روحانی رحمت کی بارشیں جن سے اپنے وقت تشنہ لب دنیا سیراب ہوتی رہی۔ پس نبوت خدا تعالیٰ کی ایک بڑی رحمت ہے۔ بدقسمت ہے وہ انسان جو اس نعمت عظمیٰ سے منہ پھیرتا اور اپنے گھر کے دروازے بند کر کے اپنے لئے تاریکی پیدا کر لیتا ہے۔

انہی روحانی بارشوں میں سے آخری بارش حضرت محمد عربی ﷺ کا سلسلہ ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جب کبھی دنیا میں بگاڑ حد سے بڑھ جائے گا اسی محمدی بارش کے پانی سے سیراب کرنے والے برپا ہوتے رہیں گے۔ آج کل مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ اس کے لئے مولانا حالی کا مرثیہ اور ڈاکٹر اقبال کا شکوہ اور جواب شکوہ دیکھ لینا کافی ہے کہ وہ ان کی حالت زار کا آئینہ دار ہے۔

اے زمین اور اے آسمان! گواہ رہنا کہ جماعت احمدیہ یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی سب سے افضل نبی ہیں اور حضور ﷺ کی امت میں سے ہی اس آخری زمانے میں ایک شخص امتی نبی بن کر ظاہر ہونے والا تھا۔ اس کے برعکس ہمارے مدمقابل گو یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد بھی نبی کی ضرورت ہے۔ جو امت محمدیہ کی اصلاح کر سکے۔ مگر وہ محمدی نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک گزشتہ پرانا اسرائیلی نبی آسمان سے نازل ہوگا۔

بسوخت عقل ز حیرت ایں چہ بوالعجبی است

ہمارے مدمقابل نے بار بار حضرت مرزا صاحب کو آخری نبی قرار دے کر ہمارا دل

دکھایا ہے۔ حالانکہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ تمام احمدیوں کو یوں خطاب فرماتے ہیں: ”تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفیٰ ﷺ، سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔“ (کشتی نوح ص۱۳)

حضرات! ہم ایک بار پھر توجہ دلاتے ہیں کہ خدارا غور فرمایئے کہ ہمارے مدمقابل نے ہمارے پیش کردہ (۲۹) دلائل کا کیا جواب دیا۔ جو قرآن مجید، احادیث اور اقوال بزرگان سلف پر مشتمل ہیں۔ ہمارے مدمقابل نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کے حوالے پر بڑے طمطراق سے فرمایا تھا کہ ان کی کتاب ”تحذیر الناس“ کا ص۱۰ اور ۱۴ پڑھ لیجئے۔ ان کا فرض تھا کہ یہ دونوں حوالے درج کرتے۔ مگر وہ اس کی جرأت نہیں کر سکے۔ کیونکہ وہ دونوں حوالے ہماری تائید اور ان کی تردید کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں: ”ابوت معروفہ تو رسول اللہ ﷺ کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں۔ پر ابوت معنوی آیتوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے۔“

(تحذیر الناس ص۱۰)

یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو خاتم النبیین ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نبیوں کے باپ ہیں۔ پھر فرمایا: ”اگر فرض کیجئے کہ آپ کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اسی وصف نبوت میں آپ کا محتاج ہوگا۔“ (تحذیر الناس ص۱۴)

اس حوالہ میں بھی صاف مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اسی زمین یا کسی اور زمین یا آسمان پر نبی کا پایا جانا ممکن ہے۔ البتہ یہ ماننا پڑے گا کہ اس کی نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فیض کی محتاج ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس پر ہم اس سارے مناظرے میں زور دیتے چلے آئے ہیں۔

ہم تہہ دل سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کی اس خدالگتی گواہی پر ان کے شکرگزار ہیں اور اپنے مدمقابل سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اس روحانی جدامجد کی گواہی کے بعد یہ کہنا چھوڑ دیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ہمارے مدمقابل نے سراسر بے محل اور بے موقعہ یہ راگ الاپا ہے کہ آل ابراہیم سے مراد اولاد ابراہیم ہے۔ حالانکہ مفردات راغب جو قرآن مجید کی بہترین لغت ہے۔ اس میں لفظ آل کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ’’**اذا قاموا بشرائط شریعتہ آلہ**‘‘ کہ جو لوگ کسی نبی پر ایمان لائے ہیں وہ اس کی آل کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ خود قرآن مجید میں آیا ہے کہ: ’’**واغرقنا آل فرعون**‘‘ جس کے صاف یہ معنی ہیں کہ فرعون کے پیروؤں کو غرق کیا گیا تھا۔ گویا آل کے لفظ کے معنی متبع اور فرمانبردار کے بھی ہیں۔ لہٰذا حضرت مرزا صاحب ان معنوں کی رو سے آل ابراہیم اور آل محمد میں شامل ہیں۔

ہمارے مدمقابل نے یہ کہہ کر ہمارے درود شریف والے استدلال کو رد کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب اولاد ابراہیم میں شامل نہیں۔ اس کو کہتے ہیں: ’’سوال گندم جواب چنا‘‘

ہمارا استدلال تو یہ ہے کہ درود شریف میں آل محمدؐ یعنی امت محمدیہ کے لئے وہ برکتیں مانگی جاتی ہیں۔ جو آل ابراہیم کو ملی تھیں اور ان میں دنیوی لحاظ سے سب سے بڑی برکت بادشاہت اور دینی لحاظ سے سب سے بڑی برکت نبوت تھی۔ سو اگر نعمت نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے تو درود شریف میں اس نعمت کا استثناء ہونا چاہئے تھا کہ اے خدا امت محمدیہ کو آل ابراہیم والی برکات عطاء کر۔ مگر اتنا خیال رہے کہ کہیں نبوت نہ دے دینا۔ ’’**لا حول ولا قوۃ**‘‘

ہم نے میثاق النبیین والی آیت پیش کر کے پوچھا تھا کہ اگر حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند تھا تو نبی پر ایمان لانا اس میثاق سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی آنے کا امکان ہے۔

ہمارے مدمقابل نے بڑی مشکل سے ابن کثیر کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ وعدہ یہ تھا کہ دین کو قائم کیا جائے اور خدا کا پیغام پہنچایا جائے۔ کوئی ان حضرت مناظر سے اتنا تو پوچھے کہ جب وعدہ کی تفصیل خود قرآن مجید میں موجود ہے تو ابن کثیر کے دامن میں پناہ لینے کی کیا ضرورت ہے؟ قرآن کریم میں اس وعدہ کی تفصیل موجود ہے جو چاہے ملاحظہ فرما سکتا ہے اور ہم بھی اپنے پرچوں میں اور اس پرچے میں بھی اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

ہمارے مدمقابل نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ ہم نے بعض کتابیں خلاف شرائط پیش کر دی ہیں۔ اس کا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں۔ مکرر عرض ہے کہ مولانا عبدالکریم جیلی، حضرت ابن عربی، امام ملا علی قاری، امام شعرانی اور حضرت مولانا روم اور حضرت عرباض بن ساریہ کے

اقوال پیش کرنے کے لئے الانسان الکامل، فتوحات مکیہ، موضوعات کبیر، مجمع البحار، الیواقیت والجواہر، کنز العمال اور مثنوی مولانا روم پیش نہ کرتے تو کیا بقول آپ کے صرف خلائی حوالوں پر اکتفا کرتے؟

حضرت مرزا صاحب نے خاتم النبیین ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا اور ہم تفصیل سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے تئیں کبھی شرعی نبی نہیں کہا۔ چنانچہ آپ واضح طور پر فرماتے ہیں: ”خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے، شریعت کا حامل قیامت تک قرآن ہے۔“ (تجلیات الٰہیہ ص ۲۶)

اور اربعین میں حضرت مرزا صاحب نے الزامی طور پر جواب دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی کتاب (حجۃ الاسلام ص ۱۷) پر تحریر فرمایا ہے کہ: ”اے حضرات مسیحی! ہمارا کام فقط عرض معروض ہے۔ سمجھانے کی بات سمجھ لینا تمہارا کام ہے۔ خدا سے التجا کرو کہ حق کو حق کر دکھلائے اور باطل کو باطل کر دکھلائے۔ برا نہ مانو تو سچ ہے کہ سچے عیسائی ہم ہیں۔“

تو کیا اس حوالے کی رو سے آپ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کو جو آپ کے روحانی جد امجد ہیں آئندہ عیسائی کہا کریں گے؟

آپ نے ”نختم علی افواھھم“ اور ”ختم اللہ علیٰ قلوبھم“ وغیرہ آیات پیش کی ہیں اور بزعم خود سمجھا یہ ہے کہ اس مہر کے بعد نہ کوئی چیز ان کے دلوں کے اندر داخل ہوگی نہ اندر سے باہر نکلے گی۔ اسی لئے آپ نے اس مہر کی مثال ڈاک کے تھیلے سے دی ہے کہ جب تھیلا بند کر دیا جاتا ہے تو نہ کچھ باہر آ سکتا ہے نہ کچھ اندر جا سکتا ہے۔ مگر جس مہر کا مندرجہ بالا آیات میں ذکر ہے ان کے بارے میں تو قران شریف میں لکھا ہے: ”یوم تشھد علیھم السنتھم (نور)“

نیز وہ کافر کہیں گے: ”وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا“

یعنی وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ علاوہ ازیں جن لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی تھی۔ کیا ان کے دلوں کی گندگی اور ناپاکی ہر وقت باہر نہیں آتی رہتی تھی؟ آپ شکایت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے کیوں دیئے جاتے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ خود تراش تراش کر حضرت مرزا صاحب پر الزام لگاتے ہیں اور جب آپ کی اس سازش کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑنے کے

لئے خود مرزا صاحب کے اقوال ہم پیش کرتے ہیں تو آپ کو تکلیف ہو جاتی ہے۔ گویا۔

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

آپ نے حضرت مرزا صاحب کی ایک لمبی تحریر پیش کی ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ''میری کتابوں میں نبی اور رسول کے الفاظ کو ترمیم شدہ سمجھو۔'' یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آپ حضرات کی تکلیف کا خیال کر کے ایسا فرمایا تھا ورنہ آپ اپنے دعوے پر از ابتدا تا انتہاء بدستور قائم رہے۔ اس کی مثال تو بالکل ایسی ہی ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے موقعہ پر انہوں نے کہا کہ ہم حضرت محمد ﷺ کو رسول نہیں مانتے۔ اس لئے محمد بن عبداللہ لکھا جائے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے کفار مکہ کی ضد، ہٹ دھرمی اور ان کی تکلیف کے خیال سے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ یہ الفاظ مٹا دو۔ مگر حضرت علیؓ اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔ تب: ''محاہ رسول اللہ ﷺ بیدہ'' (بخاری ج۲ ص۷۰ مصری)

یعنی آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے نام سے رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیئے۔ اب اگر کوئی کج فہم اس سے یہ نتیجہ نکالے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے دعوے رسالت سے رجوع کر لیا تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

آپ نے لکھا ہے سراج کے معنی سورج ہیں چراغ نہیں۔ حالانکہ ہم نے اپنے گزشتہ پرچے میں ''زرقانی'' کا حوالہ دیا ہے کہ سراج سے مراد چراغ بھی ہے۔ مگر آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے علاوہ مفردات راغب جو قرآن کریم کی بہترین لغت ہے۔ اس میں بھی سراج کے معنی چراغ لکھے ہیں۔

ہم نے ''مع المؤمنین'' والی آیت تو اس لئے پیش کی تھی کہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والے اس دنیا میں بھی مؤمن ہوتے ہیں۔ قیامت کو بھی مؤمن ہوں گے۔ اسی طرح حضرت رسول کریم ﷺ کے فرمانبردار علیٰ قدر مراتب اس دنیا میں بھی نبی، صدیق، شہید اور صالح ہوں گے اور قیامت کو بھی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے زمرے میں اٹھائے جائیں گے۔

اب آپ نے حدیث مشکوٰۃ کا حوالہ قبول کر لیا ہے۔ شکریہ! مگر پچھلے پرچے میں تو بڑے جزبز ہوئے تھے کہ اس کتاب کا نام کیوں لے دیا ہے۔ اسی طرح اگر سمجھ سوچ کر پرچہ لکھا کریں تو سبکی کا بہت کم موقع آئے گا۔ آپ کہتے ہیں کہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ امت محمد میں دجال آئیں گے۔ بجا ارشاد ہوا۔ مگر اس میں یہ بھی تو لکھا ہوا ہے کہ مسیح اور مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آئیں گے۔ اب یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کسی کے حصے میں مسیح و مہدی آ جائیں اور کسی کے حصے میں دجال آ جائیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ یہ تحریر باقی رہنے والی ہے۔ پرچے چھپ جائیں گے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور ہم بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ کلکتہ میں آپ کے ساتھ تقریباً پانچ گھنٹے میرا مناظرہ ہوا تھا۔ جس کا ذکر آپ نے خود ہی کیا ہے اور جسے آپ کے آدمیوں نے ٹیپ ریکارڈ کیا تھا اور ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس ٹیپ ریکارڈ کی نقل ہمیں دے دیں گے۔ لیکن ہمارے اصرار کے باوجود انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور کہہ دیا کہ ان کے اجلاس خاص میں یہ طے پا گیا ہے کہ اس ریکارڈ کو تلف کر دیا جائے۔

حضرات! سوچئے۔ پانچ گھنٹے مناظرہ ہو۔ اسے ٹیپ ریکارڈ کیا جائے۔ ٹیپ ریکارڈ کرنے والے ہمارے مدمقابل کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہوں۔ اس کی نقل دینے کا ہم سے وعدہ کیا جائے۔ مگر مناظرہ سننے کے بعد جب ان کو ہمارے مدمقابل کی طرح دیدہ دلیری سے آئے دن اس مناظرہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان میں دیانت اور امانت ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس مناظرہ میں انہیں کامیابی نصیب ہوئی تھی تو ذرا اپنے حواریوں سے اس ٹیپ ریکارڈ کی نقل تو دلوا دیں۔

حضرات! آپ نے دیکھا کہ ہمارے مدمقابل نے کوئی ایک آیت قرآن سے یا کوئی ایک حدیث یا کوئی ایک قول کسی بزرگ کا بھی ایسا پیش نہیں کیا جس سے یہ ثابت ہو سکتا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے بعد ہر قسم کا دروازہ نبوت کے لئے بند ہے۔ مزید برآں وہ ہمارے دلائل کو توڑنے اور ان کا رد لکھنے پر بھی قادر نہیں ہو سکے اور یہ ان کی بے بضاعتی اور علمی کم مائیگی کا روشن ثبوت ہے۔

انہوں نے بار بار الزام لگایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ آخری نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ افتراء اور بہتان ہے۔ ان الزامات کی تردید میں ہم حضرت مرزا صاحب کی ہی تحریر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت

مرزا صاحب فرماتے ہیں: ''ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورۂ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض یا اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ جھوٹا ہے۔'' (ایام الصلح ص ۹۶،۹۵)

(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ

مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۶۳ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہو الناصر!

صداقت حضرت مسیح موعود (مرزا) کے مسئلہ پر جماعت احمدیہ کا پہلا پرچہ

سامعین کرام! حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کے متعلق جماعت احمدیہ کا پہلا پرچہ ہے۔ آج سے تقریباً اسی سال قبل مسلمانان عالم پر ایک جمود طاری تھا۔ ان کے عقائد میں ایک فتور برپا تھا۔ بے عملی اور بے حسی نے ان کے اعضاء وقویٰ کو مضمحل اور یکسر مفلوج کر دیا تھا۔ ان کے دل خلوص سے خالی تھے اور ان میں تعلیم کا وجود برائے نام رہ گیا تھا۔ اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف رسم رہ گئی تھی۔ مسجدیں ویران اور مرثیہ خواں تھیں۔

مسلمانوں کی اس بے عملی اور جمود کو دیکھ کر اغیار کے حوصلے بڑھ گئے اور یہ سمجھ کر کہ

اسلام ان کا صید زبوں ہے۔ اس پر حملہ آور ہو گئے۔ یوں تو سارے مذاہب نے اس پر یکبارگی حملہ کیا۔ مگر سب سے زیادہ منظم اور بڑا حملہ عیسائیت کا تھا۔ عیسائی مصنفین اور مستشرقین نے اسلام کے خلاف وہ گند اچھالا کہ الامان والحفیظ!

وہ دین جو بڑی شان وشوکت کے ساتھ جزیرہ عرب سے نکل کر کرہ ارض کی ایک چوتھائی آبادی کا مذہب بن چکا تھا۔ بے یارومددگار ہو کر رہ گیا۔ اسلام کی اس کسمپرسی اور مظلومیت کو دیکھ کر ایک دل تڑپا اور بے چین ہوا۔ اس نے صرف ایک شعر میں اس میدان جہاد کا یوں نقشہ کھینچا۔

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

(درثمین فارسی)

بایں ہمہ آپ نے ببانگ بلند اعلان فرمایا:

ہر طرف ذکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

(درثمین اردو)

اور فرمایا: ”مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی وبیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔“ (اربعین نمبر ۱ ص ۴)

نیز فرمایا: ”میں اسی خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں۔ جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔ جو بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفے باللہ شہیدا“ (ملفوظات ج ۱ ص ۳۲۷)

پھر فرمایا: ”جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو

خداتعالیٰ نے الہام کے ذریعے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔“

(کتاب البریہ ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

نیز فرمایا: ”میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاءﷺ نے نبی اللہ رکھا ہے۔“

(نزول المسیح ص ۴۸، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۷)

اور پھر آپ نے اپنی تمام تر توجہ مدافعت اسلام کی طرف پھیر دی اور مخالفین اسلام کا ایسا تعاقب کیا کہ ان کو چھوڑتے ہی بنی، آپﷺ کو خدمت اسلام کا کتنا درد تھا اور آئے دن اسلام اور حضرت بانیٔ اسلامﷺ پر ہونے والے حملوں سے آپ کس قدر دکھی تھے۔ اس کے لئے آپ کی مندرجہ ذیل تحریر قابل غور ہے۔ آپ نے عیسائی پادریوں کی دل آزار کاروائیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ان لوگوں نے ہمارے رسول اللہﷺ کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا۔ جو وہ ہمارے رسول پاکﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشرﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں۔ میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ بھاری ہے کہ رسول اکرمﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۵)

حضرات! آپ نے سن لیا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مسیح موعود کا دعویٰ کیا تھا اور یہ بھی کہ آپ کون سا مقدس مشن لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ احمدیت کی تقریباً اسی سالہ تاریخ پر نظر ڈال کر عدل و انصاف سے کام لیں اور اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کو کتنی شاندار کامیابی عطا فرمائی ہے۔

اب ہم ذیل میں قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں مرزا قادیانی کی صداقت کے دلائل پیش کرتے ہیں:

۱...... ’’فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون (یونس)‘‘

’’اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں یہ موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلے کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے، یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین ص۶۲، خزائن ج۲۰ ص۶۴)

آپ کی اس تحدی کے مقابلے میں ہم احمدیت کے ایک شدید مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالویؒ کی حسب ذیل تحریرات پیش کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں: ’’مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے ہمارے ہم مکتب۔‘‘

(اشاعۃ السنہ ج ۷ نمبر ۹ ص ۱۷۶)

پھر لکھا ہے: ’’مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے اور اللہ حسیبہ، شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں۔‘‘

(اشاعۃ السنہ ج ۷ نمبر ۹ ص ۲۸۴)

اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالویؒ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی سب سے پہلی اور عظیم الشان تصنیف براہین احمدیہ پر نہایت ہی شاندار ریویو لکھا تھا۔ یہ تحریریں اس بات کا ثبوت ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی قبل از دعوے زندگی یگانوں اور بیگانوں کی نظر میں ہر قسم کے جھوٹ اور افتراء سے پاک تھی۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے جس وقت کفار مکہ کے سامنے یہ دلیل پیش کی تھی اور ان سے پوچھا ’’اکنتم مصدقی ‘‘ کہ کیا تم مجھے سچا سمجھتے ہو؟ تو لوگوں نے جوب دیا۔ ’’ما جربنا علیك الا صدقا ‘‘ یعنی ہم نے تجھے ہمیشہ صادق پایا ہے۔ (بخاری ج۳ ص۱۰۶ تفسیر سورۃ الشعراء) لیکن جب حضور نے اس اقرار کے بعد اپنا دعویٰ نبوت پیش کیا تو ان لوگوں نے آپ کو ساحر اور کذاب کہا۔ (سورۃ ص)

اسی طرح حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب علیہم

السلام جیسے عظیم الشان نبیوں نے بھی قوم کے سامنے اپنے تئیں رسول امین کہہ کر پیش کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں صاف لکھا ہوا موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو سورۃ الشعراء)

پس یہ نہایت ہی شاندار کسوٹی ہے کسی مدعی کی سچائی کو پرکھنے کی۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعد دعویٰ مدعی میں کوئی عیب پیدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ بعد دعوے کچھ دوست ہو جاتے ہیں اور کچھ دشمن۔ اس لئے دونوں کی گواہی اپنا اثر کھو دیتی ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے صرف قبل از دعویٰ زندگی کو ہی معیار صداقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ ورنہ ہمارا تو ایمان ہے کہ اگر پہلی زندگی نور ہوتی ہے تو دوسری نور اعلیٰ نور ہوتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است

قرآن مجید نے اسی دلیل کو ایک اور رنگ میں بھی پیش کیا ہے۔ فرمایا: ”یعرفونه كما يعرفون ابناء هم (البقره)“ یعنی اگر لوگ چاہیں تو ہمارے رسول اللہ ﷺ کی سچائی کو اسی طرح پہچان سکتے ہیں۔ جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اولاد کی جائز ولادت پر بجز اس کے کوئی گواہی نہیں ہوتی کہ اس کی ماں کی پہلی زندگی کو باعصمت زندگی سمجھا جائے۔ تو اگر ایک عورت بچہ جننے سے قبل اپنی پاک زندگی کی وجہ سے عصمت مآب اور عفیفہ مانی جا سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایک مدعی نبوت کی قبل از دعویٰ چالیس سالہ پاک زندگی اس کے دعوے کی صداقت پر دلیل نہ مانی جائے۔

۲...... قرآن مجید نے فرمایا ہے: ”ولو تقول علینا بعض الا قاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین (الحاقة)“

کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپ کی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ الہام کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تئیس سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے: ”اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر تئیس برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت ﷺ ہے۔ زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے جو مجھے میرے نبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دے دے پانچ سو روپیہ نقد دوں گا۔ پندرہ روز تک ان کو مہلت

ہے کہ دنیا میں تلاش کر کے ایسی نظیر پیش کریں۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۱۸)

شرح عقائد نسفی میں جو اہل سنت والجماعت کے عقائد کی کتاب ہے لکھا ہے: "**فان العقل یجزم بامتناع اجماع هذه الا مور فی غیر الانبیاء فی حق من یعلم انه یفتری علیه ثم یمهله ثلاثا وعشرین سنة**" (شرح عقائد نسفی ص ۱۰۰)

کہ عقل اس بات کو ناممکن قرار دیتی ہے کہ یہ باتیں ایک غیر نبی میں جمع ہو جائیں اور وہ خدا تعالیٰ پر افتراء کرتا ہو۔ پھر اس کو تیئس سال کی مہلت مل جائے۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں: "نظام عالم میں جہاں اور قوانین خداوندی ہیں۔ یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔" (مقدمہ تفسیر ثنائی ص ۱۷)

نیز لکھا ہے: "واقعات گزشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے۔ مسیلمہ کذاب اور عبید اللہ عنسی نے دعویٰ نبوت کے کئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے۔ لیکن آخر کار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آ کر کچلے گئے...... تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے مگر تا بکئے۔" (مقدمہ تفسیر ثنائی ص ۱۷)

۳...... "**ام یقولون افترئه قل فاتوا بعشر سور مثله مفتریت (هود)**"

یعنی سچا مدعی اگر معجزانہ کلام پیش کرے اور لوگ اس کی مثل بنانے سے عاجز رہ جائیں تو ان کا یہ عجز مدعی کی سچائی کی دلیل ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید نے اپنی سچائی کے لئے بڑے زور کے ساتھ اس دلیل کو پیش کیا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بھی اپنی مختلف کتابوں میں تمام علماء کو مقابلہ کا چیلنج دیا۔ مگر کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا: "خدا تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔" (اعجاز احمدی ص ۳۷)

آپ نے اعجاز احمدی کا مقابلہ کرنے والوں کے لئے دس ہزار روپیہ اور اعجاز المسیح کا مقابلہ کرنے والوں کے لئے پانچ سو روپیہ انعام بھی قرار کیا تھا۔

۴...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**یایها الذین هادوا ان زعمتم (جمعه)**"

اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ جھوٹا آدمی اپنے لئے کبھی بد دعا نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے:

اے قدیر وخالق ارض وسما   اے رحیم ومہربان ورہنما

اے کہ می داری تو بر دلہا نظر   اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو می بینی مرا پر فسق وشر   گرتو دیداستی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن من بد کار را   شاد کن ایں زمرہ اغیار را
آتش افشاں بردر ودیوار من   دشمنم باش وتبہ کن کار من
ور مرا از بندگانت یافتی   قبلۂ من آستانت یافتی
دردل من آں محبت دیدۂ   کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن ازروئے محبت کارکن   اند کے افشائے آں اسرار کن

(حقیقت المہدی ودرثمین فارسی)

۵...... قرآن مجید میں لکھا ہے: ”**فانجينه واصحب السفينة وجعلنها آية للعلمين (عنكبوت)**“

یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی میں بیٹھ کر طوفان نوح سے نجات پا جانا اور باقی لوگوں کا غرق ہو جانا، حضرت نوح علیہ السلام کی سچائی کی دلیل ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا الہام ہے: ”**انی احافظ کل من فی الدار واحافظك خاصة**“

(تذکرہ ص۵۱۸)

جس کا مطلب یہ ہے کہ تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے طاعون سے بچائے جائیں گے اور تو بھی طاعون سے محفوظ رہے گا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر کو نوح علیہ السلام کی کشتی بنا دیا۔ نوح علیہ السلام کشتی میں بیٹھ کر طوفان نوح سے بچ گئے تھے اور حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانے والے آپ کے مکان میں رہ کر طاعون سے محفوظ ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب (دافع البلاء ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۲۳۸ ملخص) پر لکھا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر کوئی مرد میدان ہے۔ تو میری طرح قبل از وقت اپنے مقام کے طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشین گوئی کرے۔ پھر اگر وہ مقام سب سے پہلے طاعون میں مبتلا نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔

۶...... قرآن مجید میں بڑی کثرت کے ساتھ یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جھوٹے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ بلکہ مفتری تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ اس معیار کے رو سے بھی حضرت مسیح موعود صادق ٹھہرتے ہیں۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کا بول بالا ہو اور غیروں کی طرف سے جو حملے اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کو دفع کیا جا سکے اور آپ ایک ایسی جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو آپ کے اس مشن کو ہمیشہ جاری رکھ سکے۔ سو دوست اور دشمن گواہ ہیں کہ

حضرت مرزا صاحب اپنے اس مقصد میں ہر طرح کامیاب اور کامران ہوئے ہیں اور یہ آپ کی سچائی کی علامت ہے۔

۷...... قرآن مجید میں لکھا ہے: ”ظهر الفساد فى البر والبحر (روم)“
پھر فرمایا: ”وان كانوا من قبل لفى ضلل مبين (جمعه)“

ان آیات سے معلوم ہوا ہے کہ یہی زمانہ مامور الٰہی کے ظہور کا ہوتا ہے۔ (اقتراب الساعۃ ص۱۳) پر لکھتا ہے: ”اب اسلام کا صرف نام، قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں۔ لیکن بالکل ویران، علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں۔“

غرض یہ زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ اس وقت کسی کو ظاہر ہونا چاہئے تھا۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(درثمین اردو)

۸...... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”فمن اظلم ممن افترىٰ على الله كذباً اوكذب بايٰته انه لا يفلح المجرمون (يونس)“

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سچے اور جھوٹے کا مقابلہ ہوگا تو ہمیشہ سچے ہی غالب آئیں گے۔

اب ظاہر ہے کہ موجودہ زمانے کے مولوی اور دوسرے مخالفین قدم قدم پر روڑے اٹکاتے رہے اور انہوں نے کوشش کی کہ کوئی مرزا قادیانی کو مان نہ سکے۔ مگر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ان کی کچھ پیش نہ گئی اور احمدیت چار دانگ عالم میں پھیل گئی اور دنیا کے بہت سے ممالک میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا ہے۔

۹...... اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ”يصلح قد كنت فينا مرجوا قبل هذا (هود)“

یعنی صالح علیہ السلام کی قوم ان سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھی۔ مگر جب صالح علیہ السلام نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو ان کی تمام آرزوؤں پر پانی پڑ گیا۔ گویا دعویٰ سے پہلے تو صالح علیہ السلام سے ان کو بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ دعویٰ سننے کے بعد ان کو نکما اور حقیر

کاذب قرار دیا۔ اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ واقعہ پیش آیا جو اپنی سچائی کی دلیل ہے۔

(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
مورخہ ۲۵؍ نومبر ۱۹۶۳ء

کذب مرزا پر پہلا پرچہ

منجانب اہل سنت والجماعت یادگیر مورخہ ۲۵؍ نومبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم!

برادران اسلام! السلام علیکم!

آج آخری موضوع شروع ہوا۔ حالانکہ یہ پہلے دن شروع ہونے کا تھا۔ کیونکہ اگر ایک شخص کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے تو وہ جو بھی کہے سچ ہی ہوگا۔ مگر یہاں الٹی منطق ہے۔ خیر مولوی سلیم صاحب نے جو دلائل مرزا قادیانی کی صداقت پر دیا ہے وہ دلائل معیار نبوت کے ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات اسلام ص۳۳۹، خزائن ج۵ ص ایضاً) پر خود ہی فیصلہ فرما دیا ہے کہ انبیاء کی طرح (میری) آزمائش کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے تو مولانا سلیم آپ نے خواہ مخواہ ناسمجھی مول لی۔ مدعی کہتا ہے مجھے اس طرح آزمائش نہ کرو اور آپ زبردستی آیات قرآنی اور احادیث کو توڑ مروڑ کر اپنے حسب منشاء مرزا قادیانی پر چسپاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ کل میں نے تبلیغ رسالت کے تین حوالے تین پرچے پر دیا تاکہ آپ یقین کریں کہ مرزا قادیانی خود اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ان کا فرمان ہے کہ نبی کو کاٹو، محدث مانو، آپ کو دہلی کی جامع مسجد کے حلف پر بھی یقین نہیں آیا یا ان کا اعلان ''کاذب وکافر'' پر بھی یقین نہیں آیا۔ جب آپ کو ہی خود مرزا قادیانی کی صداقت پر یقین نہیں تو پھر خواہ مخواہ دوسروں کو ان کے مذہب پر چلنے کی کیوں تبلیغ کرتے ہو؟ لہٰذا پہلے ہم آپ کی چند دلیل کی خبر لیتے ہیں۔ آپ نے تو لوتقول والی آیت کو پیش کر کے تیئس سال کی مدت کو معیار قرار دیا ہے۔ حالانکہ آپ کو معلوم نہیں یہ خوش قسمتی سے یہ علاقہ (یادگیر) بھی پنجاب سے نبی سازی میں کم نہیں۔ یہاں بھی ایک نبی عبداللہ تیماپوری پیدا ہوئے۔ آج اسی مجلس میں ان کے دیکھنے والے بے شمار موجود ہیں۔ وہ کم از کم نوے سال جئے اور

نبوت کو وراثت پر چھوڑ گئے۔ اگر تیئس سالہ میعاد نبوت ہو تو دنیا میں کسی نبی کو اپنی امت دیکھنی نصیب نہ ہو۔ کیونکہ سب انتظار کریں گے۔ دیکھو مدت گزرتی ہے یا نہیں۔ قتل ہوتا ہے یا مرتا ہے۔ جب نبی مدت گزار کر اپنی موت مرے گا اس وقت امت کہے گی افسوس افسوس وہ تو نبی تھا۔ بھلا قرآن ایسا معیار مقرر کر سکتا ہے؟ اسی لئے عبداللہ تیماپوری کافی دن زندہ رہے اور مرزا قادیانی دعوت نبوت کے بعد کل زیادہ سے زیادہ چھ سال۔ مولوی سلیم ناراض نہ ہونا۔ ایک بڑے پتہ کی بات کہتا ہوں۔ کیونکہ یہ جنت دوزخ کا معاملہ ہے۔ آج تک دنیا میں ہم نے کہیں نہیں دیکھا کہ مال لانے والا اپنے مال کی پہچان کا طریقہ مقرر کرے بلکہ گاہک کو یہ حق ہر جگہ حاصل ہے۔ ہم کو حضور کی نبوت چھوڑ کر مرزا قادیانی کا کلمہ، دین، قرآن، نماز، حج، وغیرہ اختیار کرنے کی آپ دعوت دیتے ہیں۔ آپ یا تو بیوپاری ہیں یا میزبان اور ہم یا تو گاہک ہیں یا مہمان۔ لہٰذا ہم کو حق ہے کہ آپ جس چیز کو ہم کو دیتے ہیں اس کو پرکھیں کہ سونا ہے یا پیتل۔ اپنا اطمینان اپنے قاعدے سے ہر گاہک کرتا ہے۔ مگر آپ کہتے ہیں کہ اس سونے کو کسوٹی پر مت کسو۔ ایسڈ ٹسٹ مت کرو۔ آگ پر مت تپاؤ۔ مت کوٹو۔ تو اگر دنیا کا کوئی گاہک بیوپاری کے شرائط صداقت پر مال خریدتا ہوتا تو ہم بھی خریدتے۔ مگر دنیا میں ہر چیز نقلی بھی ہے اور اصلی بھی۔ اسی طرح اصلی ونقلی کی پہچان بھی ہے۔ یہاں تک کہ جب دنیا میں نقلی خدا ہوئے ہیں تو کیا تو نقلی نبی نہیں ہو سکتے۔ تو کیا آپ عبداللہ تیماپوری کو یا قادیان کے نور احمد کابلی کو اصلی نبی مانتے ہیں؟ لہٰذا شرافت اور پیش گوئی اسی دو کو معیار قرار دو۔ خود مرزا قادیانی (استفتاء ص۳، خزائن ج۱۲ ص۱۱۱) پر فرماتے ہیں کہ: ”توریت اور قرآن نے نبوت کا بڑا ثبوت پیش گوئی کو قرار دیا۔“ لہٰذا پہلے مرزا قادیانی کو پیش گوئی کے معیار پر ان کے کہنے کے مطابق جانچتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کی شادی کی پیش گوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیا ہے۔ بہت ہی عظیم الشان نشان مانا ہے۔ (شہادت القرآن ص۷۹، خزائن ج۶ ص۳۷۵) اس پر مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کی دوسری جگہ شادی ہو جانے کے باوجود بھی اپنے نکاح میں دوبارہ آنے کی پیش گوئی کی ہے۔ بلکہ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱) وغیرہ میں تو عربی وحی کی بھی مار کر دی ہے۔ الحق من ربك! فلا تكونن من الممترين سيدردها اليك“

اس کو چھ جزو قرار دیا ہے۔ (تذکرہ ص۸۲) پر جزو نمبر(۱) میرا زندہ رہنا۔ جزو نمبر(۲) نکاح کے وقت تک اس کے باپ کا زندہ رہنا کہا ہے۔ (شہادت القرآن ص۸۰، خزائن ج۶ ص۳۷۶)

پرنمبر (۳) جزو یہ ہے احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ غرضیکہ بے شمار جگہ بڑی طاقت سے صرف اسی ایک پیش گوئی کو مسلمانوں کے لئے بہت ہی عظیم الشان نشان، اور معیار صدق وکذب قرار دیا ہے۔ مگر آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ پیش گوئی برائے نام بھی پوری نہ ہوئی۔ بلکہ چھ کے چھ جزو میں سے ایک بھی پورا نہ ہوا۔ آپ شاید نوٹ بک دیکھ کر فوراً یہ جواب دے دیں کہ احمد بیگ معیاد کے اندر مر گیا۔ گھر والے ڈر گئے توبی توبی ترط تھی۔ اس لئے یونس علیہ السلام کی پیش گوئی کی طرح یہ معاملہ ٹل گیا۔ مگر دوست آپ کے احمدیہ زٹ بک نے یہاں صریح دھوکا دیا ہے۔ احمد بیگ کی موت کو مرزا قادیانی اس وقت تک موقوف کرتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی مرزا قادیانی سے نہیں کر دیتا۔ غور سے (شہادت القرآن ص ۸۰، خزائن ج ۶ ص ۳۷۶) کو دیکھو۔ لہٰذا اگر احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا تو یہ تو مرزا قادیانی کا ایک ساتواں کمال ہوا۔ یعنی پہلے کی چھ جزو ابھی پورے تو کیا ہوتے کہ ایک ساتواں جھوٹ ثابت ہو گیا۔ مرزا قادیانی جس کو اپنی شادی تک بچانا چاہتے تھے وہ چل بسا۔

۲...... ’’میں مکہ میں مروں گا یا مدینہ میں۔‘‘ (تذکرہ ص ۵۹۱)

تم بتاؤ مرزا قادیانی کہاں مرے؟ لہٰذا یہ پیش گوئی بھی غلط۔

۳...... ’’مولوی محمد حسین بٹالوی ایمان لائیں گے۔‘‘ (حجتہ الاسلام ص ۱۹، خزائن ج ۶ ص ۵۹)

افسوس کہ مرزا قادیانی کی یہ آرزو بھی پوری نہ ہو سکی۔ وہ اللہ کے شیر اسلام پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چل دیئے۔

۴...... چوتھی پیش گوئی میاں منظور محمد کے یہاں لڑکے کی ہے۔ بڑی زور دار ہے۔ سنئے۔

’’الہام الٰہی سے معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد کے یہاں محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔‘‘ (تذکرہ ص ۶۲۲، طبع سوم)

’’لڑکا ضرور ہوگا۔ بعد میں ہوگا مگر ضرور ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے۔ دی ورڈ اینڈ ٹو گرلز۔ دو لڑکیاں پہلے سے موجود ہیں اب ورڈ آئے گا۔‘‘ (تذکرہ ص ۶۲۲، طبع سوم)

لڑکے کے نام سن لیجئے۔ شاید آپ کو کچھ جواب سمجھ میں آجائے۔ کہہ دیجئے کہ اس لڑکے سے مراد خلیفہ محمود صاحب اور اس کی ماں سے مراد خلیفہ صاحب کی والدہ۔ دوست اگر اس قسم کی تاویل سے مرزا قادیانی کی پیش گوئی اور نبوت ثابت ہوتی تو پھر ہمارے تیار پوری تو علاقائی نبی تھے۔ ان کو چھوڑ کر یادگیر والوں کو پنجاب تک جانے کی ضرورت نہیں۔ وطن پرستی ایمان کی نشانی ہے۔ ہاں تو لڑکے کا نام سن لو کلمتہ العزیز، کلمتہ اللہ خان، ورڈ، بشیر الدولہ، شادی خاں، عالم کباب،

ناصر الدین، فاتح الدین، ہذا یوم مبارک۔ (تذکرہ ص ۶۲۴ تا ۶۲۷، طبع سوم)

مگر اتنے زور شور کے دعوے کے بعد منظور محمد کا لڑکا ہوا؟ یا لڑکی ہوئی۔ محمدی بیگم لڑکے کی ماں کا کیا ہوا؟ زندہ رہی یا مردہ؟ پھر اس لڑکی کا کیا ہوا۔ افسوس کہ مرزا قادیانی کی اتنی زوردار پیش گوئی اس طرح ختم ہوگئی اور ایک پیش گوئی سن لو۔

۵...... قادیان میں طاعون نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ نبی کا مقام ہے۔ دارالامن ہے۔ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۶) ''ستر برس بھی طاعون رہے۔ قادیان محفوظ رہے گا۔'' (دافع البلاء ص ۱۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰) کیا ہوا کیا قادیان میں طاعون نہیں آیا اور زوروں سے آیا۔ خود مرزا قادیانی نے اپنے گھر کو کشتی نوح بتایا تھا۔ چندہ کی اپیل کی تھی۔ اس کشتی نوح کے اندر بھی طاعون آیا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی جس کھاٹ پر تشریف فرما ہیں اس پر بھی طاعون، ہمت ہے تو حوالہ مانگو۔ قدرت خدا کا تماشا دیکھو۔

طاعون سے عام لوگ مرے یا کچھ خاص بھی مرے؟ مرزا قادیانی کے ماننے سے طاعون آیا تھا یا نہ ماننے سے۔ جب نہ ماننے سے آیا تھا تو پھر مرزا قادیانی نے ڈھائی ہزار روپے خرچ کر کے دوا تریاق الٰہی کیوں بنائی۔ (ایام الصلح ص ۶، خزائن ج ۱۴ ص ۲۴۴) اس دوا کو کون کھائیں گے ماننے والے یا نہ ماننے والے۔ سوچ کر جواب دو بڑا کٹھن مرحلہ ہے۔

مرزا قادیانی کے ایک مرید ڈاکٹر عبدالحکیم تھے۔ یہ اصحاب بدر میں سے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵) مرزا قادیانی نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۴۳۰، خزائن ج ۳ ص ۵۳۷) یہ مرزا قادیانی کے آئے دن کے نئے نئے دعوؤں سے تنگ آ کر مرزا قادیانی کے خلاف ایک کتاب لکھی۔ ''کانا دجال'' اس میں مرزا قادیانی کی موت کی پیش گوئی کرتا ہے۔ آسانی کے لئے نقشہ دیتا ہوں۔ تاکہ آسانی سے سمجھ لو۔

عبدالحکیم کے جواب میں مرزا قادیانی کی وحی رب فرّق بین صادق وکاذب۔	عبدالحکیم کا الہام ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء مرزا مسرف کذاب ہے تین سال زندہ رہے گا۔
اس کے جواب میں مرزا قادیانی مورخہ ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ (تذکرہ ص ۷۴۸)	یکم جولائی ۱۹۰۷ء مرزا کی میعاد موت سے دس ماہ گیارہ دن اور کم کیا۔
مرزا قادیانی نے جواب دیا۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا اس کو (عبدالحکیم) کو ہلاک کرے گا۔	۱۶؍فروری ۱۹۰۸ء مرزا ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا۔

نتیجہ

مرزا قادیانی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو رخصت۔ عبدالحکیم زندہ۔ تو مرزا قادیانی کو جو خدا نے وعدہ کیا تھا اس کو دائیں طرف دیکھ لیں۔ وہ سب کہاں گیا۔ ’’تک‘‘ اور ’’کو‘‘ کا جواب نہ دیا۔ خود مرزا قادیانی نے چشمہ معرفت میں تک لکھا ہے۔ خیر اب اسی پر اکتفاء ہے۔ آپ نے کچھ آیات نقل کئے جواب آہستہ آہستہ دوں گا۔ ’’لقد لبثت فیکم (یونس:۳۱)‘‘ کا جواب کا عدالت کی کارروائی یا مختاری کا امتحان کا فیل ہونا یا محمدی بیگم کی پیش گوئی یا عبدالحکیم کی پیش گوئی کسی ایک کو مقرر کرو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو۔

’’ظھر الفساد فی البر (الروم:۴۱)‘‘ کا جواب یہ کہ جب ست جگہ آ گیا۔ مرزا قادیانی رودر گوپال۔ اور جے سنگھ اور آریوں کے بادشاہ وغیرہ بن کر چلے گئے۔ مگر فساد بڑھتا ہی گیا۔ گرانی بڑھتی گئی۔ گاڑی آئی بھی اور چلی بھی گئی۔ مگر سگنل ابھی تک ڈاؤن ہے۔ اب اس کے بعد مرزا قادیانی کو ہم دوسرے معیار سے جانچیں گے۔ مولوی سلیم ہم گاہک ہیں معیار اصلی ونقلی مقرر کرنا ہمارا کام ہے، تمہارا نہیں۔ تم پنجاب سے ایک نہ ہب لائے ہو۔ ہمارے پاس مکہ اور مدینہ منورہ کا چودہ سو سال کا مذہب موجود ہے۔ ہم دونوں نہ ہب کا، دونوں نبی کا، مقابلہ اپنے عقل سے اور نقل سے کر کے اطمینان کریں گے۔ مگر یار تم عجب بیوپاری ہو کہ مال بھی تم ہی لائے اور معیار اصلی ونقلی بھی تم مقرر کرو گے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

(شرح دستخط) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ

مورخہ ۲۵؍نومبر ۱۹۶۳ء

مناظر اہل سنت والجماعت۔ فاضل دیوبند۔ صدر جمعیت العلماء اڑیسہ، رکن مرکزی عاملہ جمعیت علماء ہند دہلی، رکن اڑیسہ مسلم وقف بورڈ۔ مہتمم مدرسہ عربیہ اسلام سونگھڑہ۔ ڈاکخانہ کوڈ ضلع کٹک اڑیسہ۔

نوشتہ بماندہ سیاہ برسپید
نویسندہ رانیست فردا امید

سوچ کر جواب دو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جماعت احمدیہ کا دوسرا پرچہ

معزز سامعین! آپ حضرات نے ہمارے مدمقابل کا جواب سن لیا ہے۔ ہم کو اس جواب پر کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے لئے نیا نہیں ہے۔ بھلا دنیا میں وہ کون سا نبی ہوا ہے جس کی مخالفت نہیں کی گئی اور اس کا مذاق نہیں اڑایا گیا اور اس پر بہتان نہیں باندھے گئے۔ پس ہمیں اس جواب پر ذرہ بھی حیرت نہیں ہوئی۔ ''الا ناء یترشح بما فیه'' برتن میں سے وہی ٹپکتا ہے۔ جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ تقریباً اسی سال سے احمدیت کے مخالفین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں تا کہ کسی طرح اس کی ترقی کو روک سکیں۔ مگر وہ بری طرح ناکام و نامراد اور خائب وخاسر رہے ہیں۔

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں: ''اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے۔ جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پروا نہیں کرتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند نہیں توڑ سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلاء نہیں کروڑ ابتلا ہوں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاں درمیان خاک وخوں بینی سرے

(انوار الاسلام ص ۲۱،۲۲)

حضرات! ہم اپنے گزشتہ پرچے میں قرآن مجید میں سے نو دلائل پیش کر چکے ہیں۔ جن سے حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود کی سچائی روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

ہمارے مدمقابل نے ان کو چھونا تک گوارا نہیں کیا اور عذر یہ کیا ہے کہ صاحب! مال بھی آپ کا اور پرکھنے کا طریقہ بھی آپ مقرر کریں؟ ہمیں ان کی عقل پر تعجب آتا ہے۔ اگر کفار مکہ یہی بات حضرت رسول پاک ﷺ سے کہتے تو آپ کیا جواب دیتے۔ بلکہ حد تو یہ ہے کہ انہوں نے یہی بات کہی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے کوئی پروا نہ کی۔ کیا آپ نے سورۂ بنی اسرائیل میں یہ نہیں پڑھا کہ مکہ کے کافر آنحضرت ﷺ کے پیش کردہ دلائل پر توجہ کرنے کی بجائے اپنی طرف سے من گھڑت طریقے پیش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا تھا: ”او ترقیٰ فی السماء ولن نؤمن لرقیك حتیٰ تنزل علینا کتباً نقروہ“

یعنی اگر آپ سچے ہیں تو آسمان پر چڑھ کر دکھایئے۔ مگر ہم کو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا یقین اس وقت آئے گا جب کہ آپ وہاں سے کوئی تحریر بھیجیں گے جو آپ کے وہاں پہنچنے کی رسید ہوگی۔

ہم اپنے گزشتہ پرچوں میں مندرجہ بالا حقیقت پر کافی سے زیادہ روشنی ڈال چکے ہیں اور آج پھر اپنے مدمقابل کے ذکر چھیڑنے پر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر ان میں ہمت ہے۔ کوئی دم خم ہے تو اس کا جواب دیں اور لگے ہاتھوں یہ بھی بتا دیں کہ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کی سچائی کے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں وہ کافروں کے تجویز کردہ ہیں یا اللہ تعالیٰ کے۔ جن کو اللہ کے رسول نے مخالفین کے سامنے اپنی صداقت پرکھنے کے لئے پیش فرمایا تھا؟ اسی طرح ہم نے کئی سابقہ نبیوں کے نام لے لے کر آپ کو توجہ دلائی تھی۔ مگر آپ نے اس کو بھی نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ تمام نبی جو اپنے تئیں رسول امین کہہ کر اپنی سچائی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ یہ کسوٹی ان کی طرف سے پیش کی گئی ہے یا ان کے گاہکوں کی طرف سے؟

سامعین کرام! صداقت حضرت مرزا صاحب کے سلسلے میں ہماری طرف سے پیش کردہ نو دلائل کے علاوہ اب آپ مزید چند دلائل سماعت فرمائیں۔

۱۰...... قرآن مجید میں علیحدہ طور پر اس معیار پر زور دیا ہے کہ اے مخالفو! جب تم اپنی بیویوں کی پاک دامنی پر یقین کر کے ان سے پیدا ہونے والے بچوں کو اپنی اولاد یقین کر لیتے ہو تو ہمارے نبی کی قبل از دعویٰ چالیس سالہ لمبی مگر پاک اور مطہر زندگی کو دیکھو کہ اس کی سچائی پر کیوں یقین نہیں لاتے؟

یہ مضمون: ”یعرفونه کما یعرفون ابناء ھم (آل عمران)“ کی آیت قرآنیہ میں مذکور ہے۔

۱۱...... اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ”**لا یمسه الا المطهرون (واقعه)**“ کہ قرآن مجید کے حقائق و معارف پاک لوگوں کے سوا دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔ سو اگر اس باب میں حضرت مرزا صاحب تمام مولویوں پر غالب آگئے ہوں تو یہ آپ کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانوں میں سے ایک یہ نشان بھی مجھے دیا گیا ہے کہ میں فصیح بلیغ عربی میں قرآن شریف کی کسی سورۃ کی تفسیر لکھ سکتا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے مقابل اور بالمواجہ بیٹھ کر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا کوئی فقیر گدی نشین ایسی تفسیر ہرگز نہیں لکھ سکے گا۔“ (نزول المسیح ص۵۳ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۴۳۱ حاشیہ)

پھر فرمایا: ”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکے گا اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ مگر ان کے لئے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۰، خزائن ج۱۱ ص۳۰۴ ملخص)

۱۲...... قرآن مجید نے فرمایا: ”**واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم (جمعه)**“

بخاری کتاب التفسیر ج۳ میں اس آیت قرآنی کی تشریح میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ آخری زمانے میں جب کہ ایمان دنیا سے اٹھ جائے گا اور آسمان پر چلا جائے گا تو ایک فارسی الاصل اس ایمان کو پھر دنیا میں قائم کرے گا۔

اس کے مطابق ہمارا دعویٰ ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود اس زمانے میں آسمان پر گئے ہوئے ایمان کو پھر دنیا میں قائم کرنے کے لئے آئے ہیں اور یہ خدا کا فضل ہے کہ آپ نے حصار اسلام کی ایسی حفاظت کا سامان کر دیا ہے کہ اب دنیا کا کوئی حملہ آور اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۱۳...... حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسیح و مہدی کے ظہور کی نشانیاں بارھویں صدی کے گزرنے پر ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ”**الآیات بعد المأتین**“

(مشکوٰۃ مجتبائی ص۴۷۱)

حضرت امام ملا علی قاری فرماتے ہیں: ”**ویحتمل ان یکون الامام فی المأتین بعد الالف وهو وقت ظهور المهدی**“ کہ بارہ سو سال کے بعد مہدی کا ظہور ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص۴۷۱ حاشیہ)

اسی طرح نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی کتاب (حجج الکرامہ ص ۴۱، ۳۹۴، ۳۹۵) پر یہی لکھا ہے کہ مہدی کو تیرھویں صدی میں ظاہر ہو جانا چاہئے۔ پھر لکھتے ہیں: "اس حساب سے ظہور مہدی علیہ السلام کا تیرھویں صدی پر ہونا چاہئے تھا۔ مگر یہ صدی پوری گزر گئی تو مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آتی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جاویں۔" (اقتراب الساعۃ ص ۲۲۱)

حضرات! یہ حوالہ قابل غور ہے۔ گویا آج سے ۷۷ برس پہلے مہدی کو ظاہر ہو جانا چاہئے تھا۔ مگر ہمارے مدمقابل اب تک بھی ظہور مہدی کو تسلیم کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔

۱۴...... خسوف و کسوف: حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ماہ رمضان میں چاند گہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو چاند گہن اور سورج گہن کے دنوں میں سے درمیانی دن کو سورج گہن ہوگا اور یہ مہدی کا نشان ہوگا۔ یعنی اس وقت مہدی موجود ہوگا۔ یہ گہن ۱۸۹۴ء میں وقوع میں آ چکا ہے۔ اس وقت سوائے بانی سلسلہ احمدیہ کے کوئی دوسرا مدعی میدان میں موجود نہ تھا۔ (حجج الکرامہ ص ۳۴۴)

۱۵...... حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رسم رہ جائے گا اور علمائے زمانہ بدترین خلائق ہو جائیں گے۔ مسجدیں ہدایت سے خالی ہو جائیں۔ وہ تو دین اسلام کو تازہ کرنے کے لئے ایک مجدد برپا ہوگا۔ الفاظ یہ ہیں: "ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی رأس کل مائة سنة من یجددلها دینها"

(مشکوٰۃ ص ۳۶، کتاب العلم، مشکوٰۃ ص ۳۸، کتاب العلم)

کہ اللہ تعالیٰ امت محمدی کی بھلائی کے لئے ہر سو سال کے شروع میں مجدد بھیجا کرے گا تاکہ وہ دین کو تازہ کر دیا کریں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور چودھویں صدی کے سر پر سوائے بانی سلسلہ احمدیہ کے اور کوئی میدان میں نہیں آیا۔

۱۶...... قرآن مجید نے ہمیں یہ اصل بتایا ہے کہ ہر صادق مبعوث ہونے کے بعد اللہ کے گزشتہ رسولوں کی تصدیق کیا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ کام بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے باحسن وجوہ سرانجام دیا ہے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے ہیں: "وان من امة الا خلا فیها نذیر (فاطر)"

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اسی آیت کی روشنی میں حضرت کرشن اور حضرت رامچندر

جی کو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول قرار دیا ہے۔

۱۷...... اللہ کے سچے ماموروں کی ایک بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ ان کی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی بانی سلسلہ احمدیہ کا شاندار نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ لیکن ہم مثال کے طور پر صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جو خاص یادگیر سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی مرحوم عبدالکریم سخنہ یادگیری اپنے بچپن میں بسلسلۂ تعلیم قادیان میں مقیم تھے کہ ان کو سگ دیوانہ نے کاٹ لیا۔ ان کے کتبے کے لئے جو عبارت ہمارے مرکز نے تجویز کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"حضرت مولوی عبدالکریم شحنہ صاحب ولد عبدالرحمٰن صاحب سکنہ یادگیر محلہ آثار شریف حیدرآباد۔ بزمانہ طالب علمی بمقام قادیان آپ کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ علاج سے بظاہر اچھے ہو گئے۔ مگر دوبارہ سگ دیوانگی کے آثار بشدت ظاہر ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا۔ حضرت مسیح الزمان نے ان کی غربت اور بے وطنی پر رحم کھا کر دعا فرمائی۔ جس کے نتیجے میں ان کو اللہ تعالیٰ نے شفائے کامل بخشی اور اس کے بعد ۲۸ سال تک زندہ رہے۔ بہت نیک سیرت، منکسر المزاج، سادہ طبع اور تنہائی پسند تھے۔ کثیر اولاد یادگار چھوڑی۔"

حضرات! اب ہم اپنے مدمقابل کے پیش کردہ سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ آپ نے پھر اسے دہرایا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میری تحریرات میں لفظ نبی کو کاٹا ہوا سمجھو۔ ہم کل اس کا جواب دے چکے ہیں کہ اس طرح تو صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے بھی کافروں کے اصرار پر اپنے نام سے رسول اللہ کے الفاظ کاٹ دیئے تھے تو کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ نے اپنے دعوئے نبوت سے توبہ کر لی تھی؟ نعوذ باللہ من ذالک! (بخاری ج ۲ ص ۷۰ مصری)

ہمارے مدمقابل نے عبداللہ تیاپوری وغیرہ کو مدعی نبوت کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ بہت اچھا کیا۔ اسی سے حق پسند لوگ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سچے اور جھوٹے میں کیا فرق ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے قیام پر تقریباً اسی سال گزر رہے ہیں اور آپ حضرات ابتداء ہی سے پنجے جھاڑ کر ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ عبداللہ تیاپوری کی مخالفت کیوں نہیں کرتے؟ اصل بات یہ ہے کہ جہاں گل وگلزار پیدا ہوتے ہیں وہاں کئی قسم کی مکروہ جڑی بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

آپ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد صرف چھ سال زندہ رہے۔ حالانکہ ہم نے جو آیت پیش کی ہے۔ اس میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ الہام کا ذکر ہے۔ جس کی

طرف لفظ تقوّل اشارہ کر رہا ہے۔ دعویٰ الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحب قریباً چالیس برس تک زندہ رہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ محمد حسین بٹالوی ان پر ایمان لے آئے گا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ پیش گوئی یہ تھی کہ ”یؤمن بایمانی“ یعنی وہ میرے مؤمن ہونے کو تسلیم کر لے گا۔ یاد رہے گا کہ مولوی محمد حسین نے سارے ہندوستان میں پھر کر حضرت مرزا صاحب کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کروایا تھا۔ لیکن آخر ۱۹۱۲ء میں لالہ دیو کی نندن مجسٹریٹ درجہ اوّل وزیر آباد کی عدالت میں مقدمہ نمبر ۱۳۰۰ میں بٹالوی نے حلفاً بیان کیا کہ میں احمدی جماعت کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ سو پیش گوئی پوری ہوگئی۔

ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ حضرت مرزا صاحب نے خود اس کی تشریح بیان فرمائی ہے کہ یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینے میں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ (تذکرہ ص ۵۲۶)

محمدی بیگم کی پیش گوئی کے بارے میں ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ پیش گوئی لفظ بہ لفظ پوری ہوئی ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ رشتہ کسی دوسری جگہ کیا جائے گا تو:

۱...... احمد بیگ (محمدی بیگم کا والد) روز نکاح سے تین سال کے اندر اندر مر جائے گا اور دنیا جانتی ہے کہ وہ چھ ماہ کے اندر مر گیا۔

۲...... محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ بشرطیکہ توبہ نہ کرے اور دنیا جانتی ہے کہ اس نے توبہ کی۔ چنانچہ اس کے خط کا چربہ ہمارے پاس موجود، جو چاہے دیکھ سکتا ہے۔ ان دونوں موتوں کے بعد محمدی بیگم کا نکاح ہونا مقدر تھا ورنہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہونے کے متعلق جو پیش گوئی تھی اس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔ ”معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے۔“ لہٰذا کسی کو کوئی حق نہیں کہ اپنے نام بردہ منظور محمد کے ہاں بیٹا پیدا ہونے پر اصرار کرے۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گی۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اصل پیش گوئی یہ تھی کہ قادیان میں ”طاعون جارف“ نہیں آئے گی۔ یعنی جھاڑو دینے والی۔ جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں۔ لکھا ہے کچھ ہرج نہیں کہ انسانی

برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ ونادر کے طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو۔ (دافع البلاء ص۵ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۲۵ حاشیہ)

آپ کو اعتراض ہے کہ طاعون سے بچنے کے لئے ''تریاق الٰہی'' دوائی کیوں تیار کی گئی۔ اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ آپ دشمنوں پر غالب آئیں گے تو اس غلبہ کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے دن رات کوششیں کیوں کیں؟

حضرت مرزا صاحب چونکہ تمام قوموں کے موعود ہیں۔ اس لئے وہ رودر گوپال، جے سنگھ بہادر اور آریوں کا بادشاہ کہلانے کے حقدار ہیں۔ آپ کو رودر گوپال اور جے سنگھ بہادر پر کیا اعتراض ہے اور کیا حضرت رسول کریم ﷺ تمام دنیا کے بادشاہ نہیں ہیں۔ جس میں مسلم اور غیر مسلم سب شامل ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم جو بعد میں مرتد ہوگیا۔ مرزا قادیانی نے اس کی بہت تعریف کی تھی۔ وہ مرتد کیوں ہوگیا۔ شاید آپ کو یاد نہیں رہا کہ

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

آپ خوب جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا کاتب وحی مرتد ہوگیا تھا تو کیا عبدالحکیم کاتب وحی سے بھی زیادہ مقرب تھا؟

ہم نے اپنے مدمقابل کے تمام سوالات کا جواب دے دیا ہے۔ اگر کوئی بات رہ گئی تو آئندہ ذکر کر دیں۔

(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ

مورخہ ۲۵؍نومبر ۱۹۶۳ء

کذب مرزا پر دوسرا پرچہ ...... از اہل سنت والجماعت یادگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! آپ نے دیکھا کہ کل تک قادیانی مرزا قادیانی کو نبی مانتے تھے۔ آج کے پہلے پرچے میں نبی کی رٹ تھی مگر میری گرفت سے مجبور ہوکر مجدد بنانے پر راضی ہوگئے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی ''علی رأس کل مائۃ سنۃ'' حدیث کو نقل کیا۔ مولوی سلیم جب جھوٹے ہونے کے باعث تم نے گھبرا کر مرزا قادیانی کو مجدد پر اتار دیا تو کیا اس سے تمہاری جان بچ جائے

گی۔ بھلا جھوٹے کو مجدد بھی کون مانے گا؟ جو جھوٹا ثابت ہو گیا تو وہ صرف جھوٹا ہی ہوگا۔ نہ مجدد، نہ محدث، نہ نبی، نہ ولی۔ دوست ابھی ابھی ایک نئے نبی خواجہ اسماعیل کے ۱۴۱ رسائل بذریعہ رجسٹری موصول ہوئے ہیں۔ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ ہماری میں کہہ نہیں سکتا۔ مگر مناظرہ کی خوش قسمتی ضرورت ہے۔ خواجہ صاحب آپ بھی جانتے ہیں۔ یہ لندن میں رہتے ہیں۔ اصل میں رہنے والے اسی پنجاب کے ہیں۔ رسالوں کو ضرور ایک نظر دیکھ لو کس شان کا دعویٰ ہے۔ یہ یورپین نبی ہے۔ کہو ہم کس کس نبی کو مانیں اور صفت یہ ہے کہ تم نے مرزا قادیانی کی صداقت کے جس قسم کے دلائل دیئے ہیں۔ یہ بھی اسی قسم کے دلائل ہیں۔ اب مشکل تم کو ہوگی۔ کیونکہ مہر نبوت کو توڑ کر یہ دبال تم لائے ہو۔ ہم کو کیا ہمارا تو وہی کہنا ہے جو ہمارے نبی ﷺ نے کہہ دیا کہ یہ سب کذاب ہیں۔ دجال ہیں۔ ہرگز ان کے جال میں نہ آنا۔ تم نے لکھ دیا کہ محمدی بیگم کی پیش گوئی پوری ہو گئی تو بتاؤ احمد بیگ مرزا قادیانی کو شادی نہ کرا کے مر گیا تو مرزا قادیانی سچے ہوئے یا جھوٹے۔ کیوں تم نے وہ اپنا پرانا جواب نہیں دیا کہ جس طرح مریم سے اور امرأۃ فرعون سے حضور کا نکاح ہوا۔ اسی طرح محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کا ہو گیا۔ مگر چونکہ مدمقابل اڑیسہ کا شیر بیٹھا ہے۔ اس لئے جواب بھول جاتے ہو۔ مگر یہ جواب تم دے نہیں سکو گے۔ کیونکہ حضور نے اس کو معیار صدق اور کذب نہیں کہا تھا اور انجام کار آخر کار سب روک دور ہو جانے کے بعد اس عاجز کے نکاح میں آنے کو نہیں کہا تھا۔ ہاں ہاں ایک نیا حوالہ سنو۔ مرزا قادیانی کو اپنے انتہائی نازک وقت میں بھی محمدی بیگم کی شادی کا یقین تھا۔ اس وقت احمد بیگ مر چکا۔ مگر داماد اس کا زندہ ہے۔ حوالہ دکھا دوں۔ ہاں ہمت کر کے دیکھ لو۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کے مذہب سے بھی تائب ہو جاؤ۔ جب مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہو گئے۔ محمدی بیگم کا شوہر کب مرا؟ محمدی بیگم کب مری؟ اور مرزا قادیانی کب مرے؟ اور ہاں ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کا زائچہ بنا کر میں نے دے دیا تھا۔ تاکہ جواب دینے میں آسانی ہو۔ اللہ نے کس کی زندگی کو بڑھایا۔ مرزا قادیانی کب مرے اور ڈاکٹر عبدالحکیم کب۔

منظور محمد کے بیٹے پیر منظور محمد کون۔ معلوم نہیں مرزا قادیانی نے اس کو دوسری محمدی بیگم کا شوہر کہا ہے۔ اسی سابق حوالے کو غور سے دیکھو۔ طاعون جارف، سنو حقیقت الوحی۔ جب کہ قادیان میں طاعون زوروں پر تھا۔ جارف کے کیا معنی۔ کشتی نوح والے بچ گئے؟ مرزا قادیانی کے سب ماننے والے بچ گئے۔ اجی میں بھول گیا۔ ہاں وہ جو مرزا قادیانی نے قادیان کو دارالامن اور رسول کی تخت گاہ کہہ کر ستر سال تک طاعون کو روکا تھا وہ کیا ہوا؟ دوست یہ کتاب چھپے گی۔ جارف

کہہ کر دھوکہ مت دو۔ آپ نے اپنے دونوں پرچوں میں مرزا قادیانی کے کم از کم دس کتابوں سے حوالہ نقل کر دیا ہے۔ اس کا ہم جواب ہی نہیں دیں گے۔ کیونکہ مرزا قادیانی مدعی ہیں۔

تمہیں قاتل، تمہیں شاہد تمہیں منصف ٹھہرے
اقربا لائیں گے مرے قتل کا دعویٰ کس پر

آخر تم کو یہ فاش غلطی کرتے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یاد گیر میں تم کو کیا ہو گیا ہے۔

''یعـرفون'' کا جواب بہت آسان ہے۔ مرزا قادیانی کی بڑی بیوی جن کو وہ اپنا کر جنت ساتھ لے جانے والے تھے اور ان کا لڑکا، ڈاکٹر عبدالحکیم، میر عباس علی، بابو الٰہی بخش، خواجہ کمال الدین ایم۔ اے، فخر الدین ملتانی۔ جس بے چارے نے نوٹ بک لکھ کر دی۔ جس کو دیکھ کر آج تمہارے مبلغ لوگوں کو دھوکا دے کر مذہب بدلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کم از کم ایک درجن نام ''یعـرفون'' کے جواب میں پیش کر سکتا ہوں۔ حجج الکرامہ، اقتراب الساعۃ وغیرہ کا حوالہ خلاف شرائط مناظرہ ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی کتابوں کا حوالہ خلاف شرائط مناظرہ ہے۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو کیا ترقی دی۔ المائدہ، کرسچین پرچہ نے پرسوں کیا کہا۔ مرزا قادیانی کے بعد عیسیٰ پرستی بڑھی یا گھٹی۔ کم از کم مردم شماری کی رپورٹ ہی دیکھ لیتے۔ میں نے پرسوں بتا دیا تھا۔

''لا یـفلح الظالمون'' کا جواب محمدی بیگم کا نکاح فلاح نہیں پایا۔ نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ظالم فلاح نہیں پاتا۔

''یـا ایها الذین هادوا'' کا جواب ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت کی پیش گوئی اور اسی پیش گوئی کے اندر مرزا قادیانی کا مر جانا، عبدالحکیم نے کہا۔ مرزا قادیانی اگست تک مر جائے گا۔ مرزا قادیانی مئی میں مر گئے۔ اب اگست پہلے آتا ہے کہ مئی اس کو کسی لغت سے دیکھو؟ کیونکہ ''متوفیك'' اور ''خـاتم'' کی طرح بڑا مشکل لفظ آ گیا ہے۔ جھوٹ کہہ دو گے عبدالحکیم نے خط لکھا تھا کہ اگست کو میں نے تمہاری وحی مقدس سے ''تک'' دکھایا اب اگر کسی اخبار میں چھپ گیا تو پیش گوئی غلط ہو گی۔ مگر اللہ نے جو مرزا قادیانی کو تسلی دی کہ: ''تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔'' وہ کہاں گیا۔

شرح عقائد وغیرہ کا حوالہ خلاف شرائط مناظرہ ہے۔

بخاری شریف سے ''مـاجـربـنـا الا صدقاً'' لکھ دیا اور ہم نے مرزا قادیانی کو ''مـاجربنا الا کذبا'' ثابت کر دیا۔ اسی لئے تم گھبرا کر نیگوسیشن کے لئے تیار ہو گئے کہ نبی نہیں

تو نہیں مجدد ہی بن کر یہ مذہب زندہ رہ جائے۔

مرزا قادیانی کی ذات گرامی جھوٹ کی پوٹ ہے۔ ان کو تم نے مسیح موعود لقب دیا۔ موعود مفعول کا صیغہ ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی گرائمر نہیں کہ فعل نہیں، فاعل نہیں، مفعول موجود۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کس نے وعدہ کیا تھا۔ کہاں وعدہ کیا تھا۔ کہاں وعدہ کیا تھا کہ مسیح آئے گا۔ اسی پرچہ میں وعدہ اور وعدہ کرنے والا دکھادو گے تاکہ ہم آئندہ پرچے میں پوری قصر مسیحیت کو ڈائنمائٹ کر دیں گے۔ آپ نے صرف سورۃ الشعریٰ کا نام لکھ دیا ہے۔ آیت نقل کرو تاکہ ہم تمہارا دھوکہ ثابت کر دیں۔

اور ایک نیا حوالہ سن لو کہ ''لو تقول'' کی تاویل میں تمہاری مدد شاید کر دے۔

مفتری سے مراد دعویٰ نبوت ہے۔ کہیں دعویٰ الہام سمجھ کر جواب لکھنا شروع کرو۔ مرزا قادیانی نے کب دعویٰ کیا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں۔ کب مرے ۱۹۰۸ء میں کتنے دن ہوئے۔ تیئیس سالہ مدت کہاں؟ تیاپوری کا جواب کہاں۔ اجی وہ تو خود نبی رہے ان کے بعد ان کے صاحبزادے بھی نبی رہے۔ تمہارے مرزا قادیانی تو اپنے صاحبزادے کو نبی نہیں بنا سکے۔ ہاں میں مانتا ہوں کہ وہ اپنے لڑکے کو ''کأنّ اللہ نزل من السماء'' کہہ کر خدا بنا گئے۔ یادگیر والو مرزا قادیانی کو تو ان مولویوں نے نبی تک پہنچانے کی بڑی کوشش کی۔ مگر میرے سرکار کی مہر خاتمیت نے ''لا نبی بعدی'' کی سد سکندری نے کذاب ودجال بنا دیا۔ مگر اتنا ضرور ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے صاحبزدے کو اللہ بنا گئے۔ گویا خود خدا آسمان سے اتر آیا۔ دیکھا آپ نے۔

اے یادگیر کے بھولے بھالے بھائیو! خدا کے لئے آنکھیں کھولو۔ اس مذہب کی حقیقت کو سمجھو۔ رات کو رو رو کر دعائیں مانگو کہ اے اللہ تیرا نام حق ہے تو حق کو ہم پر ظاہر کر دے۔ انشاء اللہ تم کو ہدایت مل جائے گی۔

میں تو ہمارے صدر محترم جناب بشوناتھ ریڈی صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت بڑا کام کیا کہ آج دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہوگیا۔ اب ایک نیا زائچہ ملاحظہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نشانی قرآن وحدیث سے	مرزا قادیانی آنجہانی کی نشانی ان کی کتابوں سے
بے باپ	باپ کا نام غلام مرتضٰی
ان کی والدہ مریم صدیقہ	چراغ بی بی

بنی اسرائیل	چینی
آسمان سے اتریں گے	ماں کے پیٹ سے بی بی جنت بہن کے بعد خاتم الولد بن کر پیدا ہوئے
دمشق کی مسجد میں اتریں گے	کبھی دمشق دیکھا بھی نہیں
منارۂ شرقی پر اتریں گے	منارۃ المسیح مرزا قادیانی کی موت کے بہت دن بعد تیار ہوا
زرد رنگ کا حلہ لباس ہوگا	دو بیماری دوران سر اور کثرت پیشاب
دجال کو قتل کریں گے	دجال قوم کی حمایت میں مکہ مدینہ اور تمام دوسری حکومتوں میں اپنا مبلغ بھیجا اور پچاس الماری کتاب لکھی اور ملکہ وکٹوریہ کے لئے سجدہ کیا اور انگریز کو اپنا سرپرست بنائے رکھا
دنیا میں ایک ہی مذہب اسلام ہوگا	اسلام کے علاوہ قادیانی اور ایک مذہب زیادہ کیا۔ دوسرے مذاہب تو موجود ہی ہیں
امام مہدی ان کے وزیر ہوں گے	یہ خود عیسیٰ، خود مہدی، خود رودر گوپال، خود کرشن، خود جے سنگھ، خود آریوں کے بادشاہ اور نہ معلوم کیا کیا بنے
مدینہ شریف میں وصال ہوگا	لاہور میں مرے قادیان کو لاش دجال کے گدھے پر واپس لائی گئی۔ کیونکہ لاہور پھر بھی مدینہ کے طرف تھا
آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہوں گے	قادیان میں بہشتی مقبرہ خود ہی بنالیا جو دس حصے کا ایک حصہ دے، جہاں مرے اس کی تختی لگادی جائے گی۔ وہ قطعی جنتی بن جائے گا

بھائیو! میں نے تمہاری سمجھ کی آسانی کے لئے مسیح موعود علیہ السلام اور مرزا قادیانی کا حلیہ نقل کردیا۔ اب خدا کے لئے تمہیں بتاؤ کہ کیا واقعی حدیث شریف کی نشانی کی رو سے وہ مسیح موعود بن سکتے ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اے پروردگار جو اصل اسلام سے بھٹک گئے ہیں۔ اس

مناظرے کے بعد ان کو اسلام پر واپس لاوے۔ آمین!" **بجاه سید المرسلین ﷺ واله واصحابه واهل بیته اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین"**

احقر: (شرح دستخط) محمد اسماعیل عفی عنہ

مورخہ ۲۵/نومبر ۱۹۶۳ء

مولوی سلیم اب جواب دینا مشکل ہوگیا۔ آئے تھے مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے مگر یہ الٹا معاملہ ہوگیا۔ یہ حضور ﷺ کی ختم نبوت اور ناموس کا صدقہ ہے نا۔

(شرح دستخط) محمد اسماعیل عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صداقت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

معزز حضرات! آپ نے ہمارے مدمقابل کے دونوں پرچے سن لئے ہیں اور آپ نے یہ بھی محسوس کرلیا ہے کہ اس جواب میں کون سی زبان استعمال کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مقامی پبلک یہ بھی جانتی ہے کہ روزانہ رات کو تقریروں میں کیا گوہر افشانی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ ہم بفضلہ تعالیٰ تہذیب واخلاق کی تمام قدروں کو جانتے ہیں اور ہمیں تعلیم بھی یہ ملی ہے۔

گالیاں سن کر دعا دو پاکے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تو دکھاؤ انکسار

(درثمین)

اس لئے فریقین کی تہذیب وشائستگی کا جائزہ لینا ہم اپنے معزز حاضرین کے سپرد کرتے ہیں۔

ہم اپنے پہلے پرچے میں لکھ چکے ہیں کہ آج تک دنیا میں کوئی مامور ایسا نہیں آیا جسے لوگوں نے خوش آمدید کہا ہو۔ بلکہ ہمیشہ ہی ہر میدان میں مظفر ومنصور اور کامیاب وکامگار ہوئے اور ان کے دشمن عمر بھر چاند پر تھوکنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر اس سے چاند کا کیا بگڑ سکتا تھا۔

ہم اپنے گزشتہ پرچے میں حضرت مسیح موعود کی صداقت پر قرآن کریم اور حدیث سے سترہ دلائل پیش کر چکے ہیں۔ مگر آپ حضرات شاہد ہیں کہ ہمارے مدمقابل نے ہماری کسی دلیل کا جواب دینے کی کوشش تک نہیں کی۔ بایں ہمہ ہم ذیل میں کچھ مزید دلائل پیش کرتے ہیں۔

۱۸...... یہ ایک نفسیاتی دلیل ہے کہ دنیا میں کوئی شخص اپنی اولاد کا برا نہیں چاہتا۔ اگر خود بدچلن

اور بدروش ہے تو وہ پھر بھی یہی تمنا رکھتا ہے کہ اس کی اولاد نیک چلن ہو اور بزبان حال وقال پکار پکار کر کہتا ہے کہ

من نہ کردم شما حذر بکنید

اب آیئے اس نفسیاتی نگاہ سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سچائی کو پرکھئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

مرے مولا مری اک دعا ہے   تیری درگاہ میں عجز وبکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے   زباں چلتی نہیں شرم وحیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے   ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے   وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

(درثمین اردو)

مقام غور ہے کہ اگر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ واقعی ایسے ہی تھے جیسے کہ ہمارے مدمقابل ظاہر کرتے ہیں تو علم النفس کی روشنی میں سوچیے وہ اپنی اولاد کے لئے یہ دعا کیونکر کر سکتے۔

وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

۱۹...... قرآن مجید کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آنے والے راست باز نے پہلے راست بازوں کی تصدیق فرمائی اور دشمنوں کے الزامات اور اتہامات کا تاروپود بکھیرا۔ ان کا یہ کارنامہ بذات خود ان کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے اگر حضرت مرزا صاحب کی سچائی کو پرکھا جائے تو بھی آپ راست باز ٹھہرتے ہیں۔

آپ کے آنے سے پہلے علمائے زمانہ نے خدا، اس کے فرشتوں اور نبیوں پر ایسے ایسے گندے الزامات لگا رکھے تھے کہ جنہیں سننا بھی گوارا نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی قسم پورا کرنے کے لئے ایک چال سکھائی۔ خدا کے فرشتے ایک فاحشہ پر عاشق ہوگئے اور سزا کے طور پر چاہ بابل میں الٹے لٹکائے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام شیطان کے جھانسے میں آگئے۔ (معالم التنزیل ص۲۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام جھوٹ بولے۔ (بخاری نمبر۲ ص۱۴۶) حضرت یوسف علیہ السلام نے زنا کا ارادہ کیا۔ (معالم التنزیل ص۴۶۱) حتیٰ کہ حضرت رسول کریم ﷺ پر الزام لگایا کہ وہ اپنے ایک جان نثار خادم زید کی منکوحہ پر عاشق ہوگئے۔ (معالم التنزیل ص۱۷۷) اور حضرت رامچند رکو تو یہ ملاں اتنا برا جانتے تھے کہ ان کا نام تک لینے کے لئے تیار نہ تھے۔ حضرت مسیح موعود نے دنیا میں آتے ہی فرمایا:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(درثمین فارسی ص۱۶۰)

نیز فرمایا۔

گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک
کاردیں ماندے سراسر ابترے

(درثمین فارسی)

پھر فرمایا۔

سب پاک ہیں پیمبر، اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الورے یہی ہے

(درثمین اردو)

آپ لکھتے ہیں: ”اس اندھی دنیا میں جس قدر خدا کے ماموروں اور نبیوں اور رسولوں کی نسبت نکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور جس قدر ان کی شان اور اعمال کی نسبت اعتراض اور بدگمانیاں ہوتی ہیں...... وہ دنیا میں کسی کی نسبت نہیں ہوتیں اور خدا نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے تا کہ ان کو بدبخت لوگوں کی نظر سے مخفی رکھے اور ان کی نظر میں جائے اعتراض ٹھہر جائیں۔ کیونکہ وہ ایک دولت عظمیٰ ہے اور دولت عظمیٰ کو نااہلوں سے پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ ان کو جو شقی ازلی ہیں۔ اس برگزیدہ گروہ کی نسبت طرح طرح کے شبہات میں ڈال دیتا ہے۔ تا وہ دولت قبول سے محروم رہ جائیں۔ یہ سنت اللہ ان لوگوں کی نسبت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے امام اور رسول اور نبی ہو کر آتے ہیں۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷۰، خزائن ج۲۱ ص۸۹)

۲۰...... اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ”**لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول** (الجن)“ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو شاندار پیش گوئیاں عطا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعود کی سچائی واضح ہے۔ چنانچہ جو پیش گوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور دشمن کو بھی مجال دم زدن نہیں بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

اوّل...... انقلاب افغانستان۔ (آہ نادر شاہ کہاں گیا)
دوم...... انقلاب ایران۔ (تزلزل در ایوان کسریٰ افتاد)
سوم...... جنگ عظیم کے متعلق پیش گوئی۔

چہارم...... ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت۔ اس وقت اکثر لوگ کوریا کے نام سے بھی ناواقف تھے۔

پنجم...... آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک وجیہہ اور پاک لڑکا دیا جائے گا جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

ششم...... جلسہ اعظم مذاہب بمقام لاہور کے انعقاد سے پہلے آپ نے اپنے مضمون کے متعلق خدائی وحی سے پیش گوئی کی کہ مضمون بالا رہا۔

ہفتم...... ڈاکٹر الگزنڈر ڈوی امریکن جو آپ کے مقابلہ میں عیسائیت کا پہلوان بن کر آیا تھا۔ اس کی ہلاکت کی پیش گوئی۔

ہشتم...... تقسیم بنگالہ کی تنسیخ کی پیش گوئی۔

نہم...... یاتیك من كل فج عميق ويأتون من كل فج عميق کہ تمہارے مخالف ملاں جتنا چاہیں زور لگالیں دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ تحفے تحائف بھجیں گے اور تجھ پر ایمان لاکر تیری صداقت کا باعث بنیں گے۔

دہم...... **I Shall give you a large party of Islam.** (تذکرہ)

یازدہم...... دلیپ سنگھ کے متعلق پیش گوئی کہ وہ کبھی ہندوستان نہ آسکے گا۔ حالانکہ وہ لندن سے عدن تک آپہنچا تھا۔ مگر پھر ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ اسے واپس جانا پڑا اور مرتے دم تک ہندوستان نہ آسکا۔

دوازدہم...... فرمایا آنے والی جنگ میں شاہ روس کا یہ حال ہوگا کہ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار۔

سیزدہم...... کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔ اس وقت جب یہ الہام آپ نے شائع کیا تو کسی کو آبدوزوں کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔

چہاردہم...... ۱۸۹۸ء میں فرمایا کہ ملک میں ایک خوفناک طاعون پھیلے گا۔ وغیر ذالك!

۲۱...... آپ کا الہام ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچادوں گا۔ (تذکرہ) آج کیا دوست اور کیا دشمن ہر شخص اس بات کا معترف ہے کہ دنیا کے کونے میں حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے ایک فعال جماعت کی حیثیت سے خدمت اسلام کررہے ہیں۔ متذکرہ بالا جملہ الہامات وپیش گوئیاں حضرت مرزا صاحب کی کتب اور مجموعہ الہامات تذکرہ میں درج ہیں۔ ملاحظہ فرمالیں۔

ان دلائل کو پیش کرنے کے بعد ہم اپنے مدمقابل کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔ آپ نے اپنے پہلے پرچے میں ڈاکٹر عبدالحکیم کا ایک زائچہ بنا کر بھیجا تھا۔ جس میں اس کی آخری پیش گوئی ۱۶ر فروری ۱۹۰۸ء کی بایں الفاظ درج کی ہے۔

''مرزا قادیانی ۴ر اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا۔''

ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مدمقابل نے امانت اور دیانت کا بری طرح خون کیا ہے۔ کیونکہ اس نے ۸ر مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا تھا: ''مرزا قادیانی کے متعلق میرے جدیدہ الہامات شائع کر کے ممنون فرماویں اور وہ جدید الہام یہ ہے کہ مرزا قادیانی ۲۱ر ساون یعنی ۴ر اگست ۱۹۰۸ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔''

ناظرین کو یاد رہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت مرزا صاحب کے بارے میں کئی پیش گوئیاں کی تھیں اور تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد اپنی ہر پیش گوئی کو منسوخ کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی پیش گوئی ۴ر اگست ۱۹۰۸ء تک کو منسوخ کر دیا اور جیسا کہ اوپر ذکر ہوا لکھا کہ: ''مرزا قادیانی ۴ر اگست ۱۹۰۸ء تک نہیں بلکہ ۴ر اگست ۱۹۰۸ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو جائے گا۔''

دنیا جانتی ہے کہ عبدالحکیم کی یہ پیش گوئی بالکل جھوٹی نکلی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو اس کی شرارت سے محفوظ رکھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے (چشمہ معرفت ص۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۷) پر اس کی تک والی پیش گوئی کے مقابلے میں لکھا تھا کہ میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔

حضرات! مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بھی عبدالحکیم کی اس پیش گوئی کے جھوٹا ہونے کی تصدیق کی ہے۔ حالانکہ وہ جماعت احمدیہ کے شدید دشمن تھے۔ وہ لکھتے ہیں: ''ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی ۱۴ بایں ہمہ پیش گوئی کر کے مرزا قادیانی کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے کیا۔ چنانچہ ۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء کے اہل حدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ ساون یعنی ۴ر اگست کو مرزا مرے گا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چبھتا ہوا کیا ہے کہ ۲۱ر ساون تک ہوتا تو خوب ہوتا۔''

آپ بار بار کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے آنے سے عیسائیت کی اشاعت بڑھ گئی ہے۔ آپ نے پہلے بھی یہ اعتراض کیا تھا اور ہم اسی وقت مفصل جواب دے چکے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ

پہلے مسلمان عیسائی ہوا کرتے تھے اور مرزا قادیانی کے آنے کے بعد پسماندہ قومیں عیسائی ہونے لگی ہیں۔ اس سے ہمارا کیا نقصان ہے۔ ہمیں عیسائیت کی یہ یلغار رک جائے اور یہ مقصد حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے پورا ہو گیا ہے۔ الحمدللہ!

آپ نے ایک نیا زائچہ بنا کر بھیجا ہے کہ آنے والے مسیح کے متعلق حدیثوں میں یہ یہ نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ مگر یہ نشانیاں مرزا قادیانی میں پائی نہیں جاتیں۔ ان میں سے ایک نشانی آپ نے یہ بھی تحریر کی ہے کہ آنے والا مسیح رسول کریم ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوگا۔

ہمارا چیلنج ہے کہ آپ حدیث میں مقبرہ کا لفظ دکھائیں۔ ہم سامعین کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ بڑا دھوکہ اور فریب ہے۔ حدیث میں مقبرہ کا لفظ ہرگز نہیں ہے۔ مزید برآں جہاں آنحضرت ﷺ دفن ہوئے ہیں۔ وہ آپ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کا حجرہ ہے اور حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ جو ”ثلاثة اقمار“ کے نام سے مشہور ہے کہ میرے حجرہ میں تین چاند گرے ہیں۔ جب حضرت رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ اسی حجرے میں دفن کئے گئے تو رسول کریم ﷺ کے پہلے خلیفہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ سے فرمایا: ”ھذا احد اقمارك وھو خیرھا“ (مؤطا امام مالک) یہ تیرے تین چاندوں میں سے پہلا چاند ہے اور یہ بہترین ہے۔

آپ نے حضرت مرزا صاحب کا الہام ”کأن اللہ نزل من السماء“ پیش کر کے کہا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کو خدا بنا دیا۔ حالانکہ حضور نے جہاں یہ الہام درج کیا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے: ”یظھر بظھور لاجلال رب العالمین“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۸) یعنی اس کے آنے سے خدا کا جلال ظاہر ہوگا۔

آپ نے ”رسول امین“ کے سورۃ الشعراء کے حوالے پوچھے ہیں کہ قرآن کے حوالے دیجئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے لئے سورۂ شعراء رکوع ۶ حضرت ہود علیہ السلام کے رکوع ۷، صالح علیہ السلام کے لئے رکوع ۸، لوط علیہ السلام کے لئے رکوع ۹، اور شعیب علیہ السلام کے رکوع ۱۰ دیکھئے۔

ہم نے جس قدر کتابیں پیش کی ہیں۔ وہ سب شرائط کے مطابق ہیں اور بزرگان سلف کی کتابیں ہیں اور از روئے شرائط ہمیں اقوال بزرگان پیش کرنے کا حق ہے۔

کیا آپ نواب صدیق حسن خاں صاحب کو یا شرح عقائد نسفی کے مصنف کو بزرگ نہیں مانتے؟ آپ نے اپنے تئیں شیر اڑیسہ کہا تھا۔ اپنے منہ میاں مٹھو کا محاورہ سنا تو تھا۔ مگر تجربہ

نہیں ہوا تھا۔ سو آج یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایسے لوگ واقعی دنیا میں ہوتے ہیں۔ جن کو میاں مٹھو کہا جاسکتا ہے۔

آپ لکھتے ہیں ہم کس کس نبی کو مانیں، کیا خوب! ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کو مانتے ہیں۔ مگر اب جو اللہ تعالیٰ کا نبی ظاہر ہوا اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں انکار کرنے کے لئے آپ بہانے بنا رہے ہیں۔

آپ نے پہلے پرچے میں عبداللہ تیماپوری اور اس پرچے میں اسماعیل لنڈنی کے نام سے پیش کئے ہیں۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے۔ جو صادق تھا اس کو ہم نے مان لیا ہے۔ آپ چونکہ ان کے دامن سے وابستہ نہیں ہوئے۔ اس لئے آپ کو آئے دن ایسے ہی نبیوں سے سابقہ پڑتا رہے گا۔

آپ کے اس پرچے میں پھر محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ ہم اپنے پہلے پرچہ میں بہ وضاحت اس کا جواب دے چکے ہیں۔

چونکہ آپ نے اشارہ کیا ہے۔ اس لئے آپ کی تسکین کے لئے ہم یہ حوالہ بھی پیش کر دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی آسیہ، موسیٰ علیہ السلام کی بہن کلثوم اور عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم سے میرا نکاح کر دیا ہے۔ سو اگر شرائط ضروریہ کا لحاظ کئے بغیر ایک ہی بات کی رٹ لگائے جانا کوئی کمال ہے تو آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا کہ آیا یہ نکاح ہو گئے تھے۔

آپ نے یہ کیا کچا جواب دیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ان نکاحوں کو اپنے صدق اور کذب کا معیار تو نہیں بتایا تھا۔ تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کی یہ بات غلط بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ”لاحول ولا قوة الا باللہ“

آپ نے اس پرچے میں پھر کئی ایسے لوگوں کے نام لئے ہیں۔ جو احمدیت سے مرتد ہو چکے ہیں۔ آپ اس سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ دنیا میں وہ کون سا نبی آیا ہے۔ جس کے ماننے والوں میں سے کچھ نہ کچھ لوگ مرتد نہ ہوئے ہوں۔ ہم اپنے سابقہ پرچے میں رسول کریم ﷺ کے کاتب وحی کے ارتداد کا ذکر کر چکے ہیں اور اس حقیقت پر تو قرآن مجید، احادیث اور تاریخ عالم گواہ ہے۔ ان کے ارتداد سے یہ کیونکر لازم آ گیا کہ احمدیت برحق نہیں۔

ہم اپنے سابقہ پرچے میں بھی دریافت کر چکے ہیں کہ اگر آپ کی کوئی بات جواب کے بغیر رہ گئی ہو تو اس کی نشان دہی کیجئے۔ ورنہ حاضرین گواہ رہیں کہ ہم نے اپنے مدمقابل کی ہر بات

کا پورا پورا جواب دے دیا ہے۔ مگر وہ ہمارے دلائل کے پاس تک نہیں پھٹکے اور نہ پھٹک سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن، حدیث، بزرگان وغیرہ سب ہمارے ساتھ ہیں۔ خدارا ان سب باتوں کو سوچئے۔

محمد سلیم عفی عنہ
مورخہ ۲۵ر نومبر ۱۹۶۳ء

آخری پرچہ بر کذابیت مرزا صاحب ...... از اہل سنت والجماعت یادگیر

مسلمان بھائیو! یہ میرا آخری پرچہ ہے۔ اس تین دن کے مناظرے نے ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی نبی تو کیا ہوتے سچے بھی ثابت نہیں ہو سکے۔ اس پرچے میں آپ نے درثمین سے مرزا قادیانی کے اشعار شروع کر دیئے۔ مرزا قادیانی کی صداقت مرزا ہی کی کتاب سے اور ان کے اشعار انہیں کی کتابوں سے اگر ثابت ہو جاتی ہے تو ان یادگیر کے بھائیوں کے پاس یہاں مرزا قادیانی کی بہت سی کتابیں تھیں۔ پھر آپ کو کلکتہ سے، مدراس سے، دہلی سے، ملابار سے اور نہ معلوم کہاں کہاں سے کیوں بلایا تھا۔ آپ اپنے دوسرے پرچے کے دھوکوں کو سن لیجئے۔ ”لن نؤمن لرقیك (الاسراء:۹۳)“ پرسوں تو آپ نے اسی آیت کو پڑھ کر لکھا تھا کہ کوئی انسان آسمان پر نہیں جا سکتا۔ آج آسمان پر جانا تسلیم کر لیا۔ شکر ہے آپ کی تسلیم پر بے شک قرآن میں آنحضرت ﷺ کی صداقت کی دلیلیں ہیں۔ مرزا قادیانی کی نہیں کیونکہ قرآن حضورؐ پر اترا ہے۔ ہاں تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ بقول مرزا قادیانی، قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ ص۵۸۴)

آپ کی اور مرزا قادیانی کی دونوں کی قرآن دانی معلوم ہو چکی ہے۔ سورۂ جمعہ میں ”اٰخرین“ کا لفظ آیا ہے۔ آخری کا نہیں کل تو آپ مرزا قادیانی کو آخری نبی ماننے کو تیار نہ تھے۔ آج فوراً مان لیا۔ شکر ہے پروردگار، جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

آپ نے فارسی الاصل بھی مرزا قادیانی کو کہا ہے۔ حالانکہ میں کل سے کہہ رہا ہوں کہ مرزا قادیانی چینی ہیں۔ چینی جو آج ہمارے ہندوستان کے لئے عظیم الشان خطرہ ہیں۔ جس طرح چینی ہندوستان کے لئے خطرہ ہیں مرزا قادیانی اسلام کے لئے ٹھیک اسی طرح خطرہ ہیں کہ اسلام کو جڑ سے اکھیڑ کر ایک نقلی عمارت کا نام اسلام دے کر دنیا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ بہشتی مقبرہ، منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ وغیرہ بہت سی باتیں ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص۴۱، خزائن ج۱۷ ص۱۲۷)

چینی ہونے کا اقرار۔

آپ نے مشکوٰۃ کے حاشیہ سے مہدی کا ثبوت دیا ہے کیا حاشیہ بھی آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے؟ ابھی آپ آخری نبی کہہ رہے تھے۔ ابھی مہدی ابھی مجدد، آخر کیا بات ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ یادگیر کے مناظرہ نے آپ کو سخت گڑبڑی میں ڈال دیا ہے۔ مرزا قادیانی کو کسی ایک گدی پر بٹھانا نہیں چاہتے۔ آکاش بیل کی طرح الجھ رہے ہو۔ مگر مجھ کو الجھا نہیں سکو گے۔ آنحضرت ﷺ نے کفار قریش کے عہد نامے سے لفظ رسول کاٹا تھا۔ صرف اس لئے کہ وہ کافر تھے۔ وہ حضور کو رسول نہیں مانتے تھے۔ مگر مرزا قادیانی کا حکم ہے کہ جہاں لفظ نبی ہے۔ ہر جگہ سے نبی کا لفظ کاٹ کر محدث بنایا جائے۔ کتنا کھلا دھوکا دے کر بھاگنا چاہتے ہو مگر نکل نہیں سکتے۔

آپ نے یادگیر کے کسی بزرگ کا واقعہ بتا کر مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ میری صداقت کی بہت ہی عظیم الشان نشانی محمدی بیگم سے میری شادی ہے۔ دوسری کوئی نشانی کو مرزا قادیانی نے اتنے طاقت سے نہیں کہا ہے۔ (حجۃ الاسلام ص۱۹، خزائن ج۶ ص۵۹) پر مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایمان لانے کی پیش گوئی موجود ہے۔ تیسرے پرچے کو آپ نے مرزا قادیانی کے اشعار سے پر کیا ہے یا وعظ سے۔ اس میں آپ معالم التنزیل اور بخاری شریف کی توہین کر رہے ہو۔ حالانکہ (شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں مرزا قادیانی نے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے۔ افسوس تم پر اگر تم مرزا قادیانی کو آج سچا نہیں ثابت کر سکے تو تمام تفاسیر اور بخاری کو جھوٹا بنا رہے ہو۔ یہ کتابیں تو مرزا قادیانی کی پیدائش سے کئی سو سال پہلے کی ہیں۔ یہ تو کیا غلط ہوئیں۔ مرزا قادیانی کی صداقت ہی غلط ہو جاتی ہے۔ اس کو دنیا طبع ہونے کے بعد جان لے گی کہ کس نے کیا دلیل دی؟ تم نے نفسیات کا عجیب اصول نکالا کہ رسولوں کی نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ مگر یہ تمہاری نرالی منطق ہے کہ جس کی نکتہ چینی عیب جوئی کی جائے وہی رسول ہو جائے گا۔ خواجہ اسماعیل لندن کے نبی نے جو کتابیں آج روانہ کی ہیں۔ میں نے آپ کے مطالعہ کے لئے روانہ کیا تھا۔ اگر یہی اصول مان لیا جائے جس کی نکتہ چینی کی جائے وہ نبی اور سچائی اور رسول بنا جاتا ہے تو پھر مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ گنا چوری، تیاپوری، لندنی اور چمن بسونشوری یہ اور مرزا قادیانی سب ہی ایک ہی ساتھ نبی اور سچے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ نبی کی مخالفت تو ہوتی ہے۔ مگر جس کی مخالفت ہوگی وہ نبی ہے تو آج میں تمہاری مخالفت کرتا ہوں۔ لہٰذا تم نبی؟ اور تم میری مخالفت کرتے ہو لہٰذا میں نبی؟ نعوذ باللہ! آپ نے بہت ساری پیش گوئیاں نقل کر دیں۔ آپ سمجھے کہ

میں اس کے جواب میں لگ جاؤں گا اور آپ کے آخری پرچے میں آپ مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کریں گے۔ میں نے کچی گولی نہیں کھیلی ہے۔ پہلے محمدی بیگم کی شادی، ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت، منظور محمد کے بیٹا وغیرہ کو ثابت کیا ہوتا تو ہم ضرور اس جھوٹی پیش گوئیوں کی بھی قلعی کھول دیتے۔ پہلے میرا قرض ادا کرو اس کے بعد تمہارا مطالبہ سنوں گا۔ یہ کھیل نہیں، مناظرہ ہے۔ لائے نہ عبدالحکیم کے ''تک'' اور ''کو'' کو۔ مگر مرزا قادیانی نے جو کہا تھا کہ اللہ نے مجھے کہا کہ عبدالحکیم ہلاک ہوگا۔ تو بچ جائے گا۔ وہ پیش گوئی کہاں غائب ہوگئی؟ قسم کھا کر کہتا ہوں۔ آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ مگر ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔

آپ نے حدیث میں مقبرہ کا لفظ مانگا ہے۔ حدیث سے تکلف کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی نے خود (ازالہ اوہام ص۴۷۰، خزائن ج۳ ص۳۵۲) میں اس حدیث کو تسلیم کرلیا ہے۔ ''الا حلا فیہا نذیر'' سے مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔ اس سے بقول آپ کے کل کے ترجمہ کے خلاء بمعنی موت مرزا قادیانی کی موت ثابت ہوتی ہے۔ چونکہ میرا یہ آخری پرچہ ہے۔ لہٰذا میں نے پیش گوئی کے ذریعہ پرکھ لیا کہ مرزا قادیانی کاذب ہیں۔ اب عالم اخلاق ان کے کیا تھے۔ کیونکہ قرآن میں آتا ہے کہ انبیاء کے اخلاق بہت بلند ہوتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنی گالی سے نہ ہندو کو چھوڑا، نہ مسلمان کو۔ ہندو کی گالی کے لئے (ازالہ اوہام) دیکھ لو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو تو یہاں تک کہہ دیا کہ: ''خدا عیسیٰ کو دوبارہ لا نہیں سکتا۔ جس کا پہلا فتنہ ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۵، خزائن ج۱۸ ص۲۳۵)

نعوذ باللہ! مسلمانو مولوی سلیم تو کیا سوچیں گے تم ہی سوچو۔ خدا کو بھی اختیار نہیں کہ دوبارہ عیسیٰ علیہ السلام کو لاسکے؟ ایسا خدا مرزا صاحب کو اور ان کے کلمہ گو کو مبارک۔ کیا کوئی مسلمان خدا کو مجبور مان کر مسلمان رہ سکتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا آنا فتنہ تھا۔ توبہ توبہ استغفر اللہ! نبی تو رحمت بن کر آتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ نبی کا آنا بھی فتنہ ہوتا ہے۔ افسوس یادگیر کے مرزائی دوستو، صرف اسی حوالے پر تم لوگ مرزائی مذہب سے توبہ کرلو۔ ہاں مرزا قادیانی کا آنا تو واقعی فتنہ ہی فتنہ ہے۔ کیونکہ یہ خدا کی طرف سے نہیں آئے ہیں۔ مگر عیسیٰ کو تو قرآن کہتا ہے کہ خدا نے بھیجا تھا۔ افسوس خدا نے ایک ایسے شخص کو نعوذ باللہ نبی بنادیا اور جان نہیں سکا کہ یہ نبی زمین پر صلح کرے گا یا فتنہ۔ رحمت بنے گا یا فتنہ۔ دوسرا حوالہ سنو۔ (انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص۴۱) ''مریم کے بیٹے کو کشلیا کے بیٹے پر کوئی زیادت نہیں۔'' توبہ توبہ، استغفر اللہ!

اے خدا تو اس گندے عقیدے سے ہر مسلمان کو پناہ دے۔ حضرت ابوہریرہؓ کو جو صحابی

ہیں جن کے مرتبہ کو دنیا کا کوئی ولی اور قطب، غوث نہیں پا سکتے۔ مرزا قادیانی نے غبی کہا ہے۔ (اعجاز احمدی ص۱۸، خزائن ج۱۹ص ۱۲۷) اسی طرح دوسرے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو معمولی انسان کہا۔ (اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ص ۱۹۳) حضورﷺ کے جگر گوشہ شہید کربلا کو کیا کہا ہے۔ وہ بھی کلیجہ پر پتھر لاد کر سن لو۔ تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو ناامیدی سے مر گیا۔ پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر اک مراد سے نوامید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔ (اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴) دوسری جگہ کہتا ہے اور ’’مجھ میں تمہارے حسین میں بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ مجھ کو تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ص ۱۸۱)

مسلمانو! مرزا قادیانی یہ گالیاں کس کو دیتے ہیں۔ تم کو معلوم ہے حضرت حسین علیہ السلام کو، تمہارا حسین کہتے ہیں۔ اگر ان کے نانا جان کی تابعداری سے مرزا قادیانی کو نبوت ملتی تو حضرت حسینؓ کو وہ اپنا حسین کہتا۔ تمہارا حسین ہرگز ہرگز نہیں کہتا۔ مجنون کو تو لیلیٰ کی گلی کا کتا بھی پسند تھا اور مرزا قادیانی حضرت حسینؓ سے نفرت اور آنحضرتﷺ کی تابعداری، یہ ہاتھی کے دانت تھے جو یہ مولوی دھوکہ دینے کے لئے اکاش بیل کی طرح چلا رہے تھے۔ جس کی خود جڑ نہیں ہوتی۔ مگر دیکھنے کو عجیب وغریب طاقتور معلوم ہوتی ہے۔ اب حضرت فاطمہؓ کی توہین اور بے عزتی کو برداشت کر لو۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۹، خزائن ج۱۸ص ۲۱۳) پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’میں عین بیداری میں حضرت فاطمہ کی ران پر سر رکھ کر سو رہا۔‘‘ اے اللہ! تو اس فتنہ عظمیٰ سے نجات دے اس کو سننا بہت مشکل ہے۔ اچھا اور آگے چلو اب سرکار والا تبارﷺ کی توہین سن لو۔ ’’اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا اور ان کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا اور اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ص ۱۸۳)

مسلمانو! خدا کے لئے غور کرو کہ جب حضورﷺ کے لئے ایک چاند گہن تو تابعدار نبی کے لئے چاند اور سورج دونوں کا کیسے ہوگا۔ یہ تو کل کہتے تھے کہ مرزا قادیانی کو جو کچھ ملا حضور کی تابعداری سے ملا ہے۔ اس مقابلے پر غور کرو۔ اس کے لئے میرے لئے ابھی تم سن لوگے کہ مولوی سلیم بہت جگہ سے نظم ونثر نقل کر کے یہ ثابت کریں گے کہ مرزا قادیانی نے حضورﷺ کی بہت

تعریف کی ہے۔ ہاں دوسری جگہوں پر تعریف بھی کی ہے۔ اسے میں تسلیم کرتا ہوں۔ تو چونکہ مرزا قادیانی نے بہت سی جگہوں میں آنحضرت ﷺ کی تعریف بھی کی ہے۔ اس لئے اس کا بطور کاپی رائٹ یہ حق بھی پہنچ گیا کہ بہت جگہ گالی بھی دے دے۔ دوستو! بس اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ یہ مرزا قادیانی کی تابوت پر یادگیر کے لئے یادگیری کیل سمجھو۔ ابھی فدایان خاتم النبیین اور کل ہندو مسلمان قادیانی بھائیوں کا شکریہ اب تمہارا کام غور کرنا ہے کہ کون دین حق ہے۔ مرزا قادیانی کا یا آنحضرت ﷺ کا۔ فقط والسلام!

(دستخط شرح) محمد اسماعیل عفی عنہ

مورخہ ۲۵ر نومبر ۱۹۶۳ء

اے اللہ! تو ان بھائیوں کے دل کو مولوی لوگوں کے دل کو کھول دے تا کہ وہ نور محمدی سے فیض حاصل کریں۔ پنجابی نور سے نہیں۔ (اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴) میں انہوں نے خود گوبر کہا ہے تو کیا سرگیں کی یعنی گوبری کی تابعداری کرو گے۔ گوبر کو چھوڑو۔ رحمت اللعالمین کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ لوٹ آؤ، لوٹ آؤ۔

(شرح دستخط) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صداقت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر جماعت احمدیہ کا آخری پرچہ

سامعین کرام! صداقت حضرت مسیح موعود کے موضوع پر ہمارا یہ آخری پرچہ ہے۔ آپ نے ہمارے مدمقابل کا تیسرا پرچہ سن لیا اور ان کا انداز تحریر دیکھ لیا ہے اور ان کی زبان کی تہذیب وشائستگی کا بھی خوب اندازہ کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا ہے: ”یحسرة علی العباد ما یاتیهم من رسول الا کانوا به یستهزؤن (یٰسین)“

یعنی دنیا میں کوئی ایک نبی بھی ایسا نہیں آیا۔ جس کا مذاق نہ اڑایا گیا ہو اور تمسخر اور استہزاء سے کام نہ لیا گیا ہو۔ ہم اپنے گزشتہ پرچے میں کئی نبیوں کے نام لے کر بتا چکے ہیں کہ ان مولویوں نے ان پر ایمان لانے کے باوجود ان پر نہایت ہی گندے الزامات لگائے ہیں۔ چنانچہ ہمارے مدمقابل نے ان تمام حوالوں کو دیکھ اور پڑھ کر ایسی چپ سادھی ہے کہ گویا ہوش وحواس گم ہوگئے ہیں۔ تو جب ان عظیم الشان نبیوں کے ساتھ ان کا یہ ظالمانہ سلوک ہے۔ جن پر ایمان لانے کا انہیں دعویٰ ہے تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے تو یہ دشمن ہیں۔ ان کے متعلق یہ جو بھی کہہ اور کر

گزریں ان کے لئے ممکن ہے۔

مجھ کو کیا تم سے گلہ ہو کہ مرے دشمن ہو
جب یونہی کرتے چلے آئے ہو تم بڑوں سے

ہم قبل ازیں معیار صداقت کی دلیل کے طور پر یہ امر پیش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی جھوٹوں کو ترقیات نہیں دیا کرتا اور نہ ہی انہیں لاکھوں کی جانثار جماعت عطا کیا کرتا ہے۔ نہ ان کی جماعتیں لمبے عرصے تک قائم رہا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اسی قرآنی معیار پر دوسرے مذاہب کے انبیاء کو پرکھا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ”پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کی مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں۔ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا عیسائیوں کے مذہب کے۔ مگر افسوس کہ ہمارے مخالف ہم سے یہ برتاؤ نہیں کرتے اور خدا کا یہ پاک اور غیر متبدل قانون ان کو یاد نہیں کہ وہ جھوٹے نبی کو وہ برکت اور عزت نہیں دیتا جو سچے کو دیتا ہے اور جھوٹے نبی کا مذہب جڑ نہیں پکڑتا اور نہ عمر پاتا ہے۔“ (تحفہ قیصریہ ص۶)

حضرات! ہمارے مدمقابل نے ہمارے پیش کردہ دلائل جو قرآن مجید اور احادیث سے پیش کئے گئے ہیں کو توڑنے کی کوشش نہیں کی۔ صرف ادھر ادھر کی باتوں میں کاغذ سیاہ کئے ہیں۔

آپ نے کہا ہے کہ تم نے مرزا قادیانی کو اصل مقام سے نیچے اتار کر مجدد بنا دیا۔ حالانکہ ہم نے آج اپنے سب سے پہلے پرچے میں حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ پیش کیا تھا کہ آپ اس زمانے کے مجدد ہیں۔ نیز پہلے بزرگوں نے بھی آنے والے مہدی اور مسیح کو مجدد اور مجتہد کہا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے: ”اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔“ (حجج الکرامہ ص۱۳۹)

اب کیا اس حوالے کا یہ مطلب ہے کہ اس کتاب کے بزرگ مصنف نے حضرت امام مہدی اور مسیح علیہ السلام کو مہدویت اور عیسویت سے نیچے اتار کر مجدد بنا دیا ہے۔ مجدد کے معنی تو

دین کو تازہ کرنے والے کے ہیں۔ اسی لئے خدا کا ہر نبی اور رسول بدرجۂ اولیٰ مجدد ہوتا ہے اور حضرت رسول مقبول ﷺ مجدد اعظم ہیں۔

ہمارے مدمقابل نے ہم سے پوچھا ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے والے تو سب بچ گئے تھے۔ کیا قادیان میں رہنے والے بھی سب کے سب طاعون سے بچ گئے؟ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مقابلے میں آنے والے صاحب ادھار کھائے بیٹھے تھے کہ آج کوئی بات بھی وہ حق پرستی کی نہیں کریں گے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے مکان کو، نہ کہ سارے قادیان کو کشتی نوح بتایا تھا اور ہمارا دعویٰ ہے اور دنیا جانتی ہے کہ اللہ کے فضل سے آپ کے مکان میں آپ کی چاردیواری کے اندر کبھی کسی کو طاعون نہیں ہوئی۔

ہمارے مدمقابل نے حضرت مرزا صاحب کی کتاب (اربعین نمبر ۳ ص ۵) کے حوالے کی بنیاد پر مرزا صاحب کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ آپ کے نزدیک تیئس سالہ میعاد مدعی نبوت کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ یہ اتنی بڑی غلط بیانی ہے کہ ہم کو بے اختیار یہ ضرب المثل یاد آگئی کہ۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

حضرت مرزا صاحب کی یہ کتاب شائع شدہ ہے اور ہر شخص اس کا مطالعہ کرسکتا ہے۔ مگر ہمارے مدمقابل کے پیش کردہ حوالے میں حضرت مرزا صاحب کا خیال نہیں بلکہ کسی حافظ محمد یوسف صاحب کا خیال بیان کیا گیا ہے۔ جو اس قرآنی معیار کی رو سے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی سچا ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔

ہمیں تعجب ہے کہ ہمارے مدمقابل کس دیدہ دلیری اور جرأت کے ساتھ غلط باتیں ہماری طرف منسوب کردیتے ہیں۔ ہم نے ہرگز نہیں لکھا کہ کفار مکہ آنحضرت ﷺ کا آسمان پر جانا ممکن تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ انہیں آپ کا آسمان پر جانا مسلم نہ تھا۔ اسی لئے وہ بے دلیل آپ کے اس دعوے کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ آپ کہہ دیں کہ میں آسمان پر گیا تھا اور ان کے اس مطالبے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی یہی جواب دیا ہے کہ بشر اور رسول آسمان پر نہیں جاسکتا۔ جس سے ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا استدلال کیا تھا اور ہمارے مدمقابل اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

آپ نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کا الہام ہے: ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

گویا آپ کے خیال میں حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کو اپنے منہ کی باتیں کہا ہے۔ یہ بھی سراسر ناجائز اتہام ہے۔ کیونکہ خود حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔ یہ میرا لہام ہے۔ گو یہاں اختلاف ضمائر ہے۔ جس کی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں اور میرے منہ کی باتیں دراصل اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ قرآن مجید واقعی خدا کے منہ کی باتیں ہیں۔

کیا ہمارے مدمقابل کو یاد نہیں کہ سورۂ فاتحہ میں ”ایاك نعبد “ آیا ہے تو اب اگر کوئی دشمن اسلام یہ اعتراض کرے کہ دیکھو جی یہ خدا کا کلام ہے اور خدا گویا محمد رسول اللہ کو یہ کہتا ہے کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو جس طرح اس دشمن کا یہ اعتراض بیہودہ ہے۔ اسی طرح پہلا اعتراض بھی بالکل غلط ہے۔

آپ نے بڑی خوشی منائی ہے کہ سورۂ جمعہ کے لفظ آخرین سے ہم نے حضرت مرزا صاحب کو آخری نبی مان لیا ہے۔ ہمارے مدمقابل کو آخرین فتح الخاء اور آخرین بکسر الخاء کا فرق بھی معلوم نہیں اور آ گئے ہیں گھر سے مناظرہ کرنے۔

ہمارے مدمقابل نے تعریض کی ہے کہ مشکوٰۃ شریف کا حاشیہ کیوں پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ حاشیہ پر مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ کی عبارت ہے۔ جو حضرت امام ملا علی قاری کی تحریر ہے جو اہل سنت والجماعت کے بہت بڑے امام ہیں۔ فارسی الاصل ہونے کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ حوالہ قابل غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ”اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۷۸، خزائن ج ۱۸ا ص ۸۱ حاشیہ)

آپ لکھتے ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ اس لئے کاٹ دیا تھا کہ مکہ والے آپ کو مانتے نہیں تھے۔ ہمارا سوال تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے بھی تو اپنی تحریرات میں لفظ نبی کو کاٹنے کی اجازت اسی لئے دی ہے تا کہ یہ لوگوں کو ناگوار گزرتا تھا۔ ان لوگوں کو جو آپ کو نہیں مانتے تھے۔ تو اگر اتنی سی بات سے حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ کا اصرار ہے جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتے تو کفار مکہ کو بھی یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ سمجھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی رسالت سے رجوع کر لیا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ لوگوں سے بہت زیادہ انصاف پسند اور منصف مزاج تھے...... کیونکہ انہوں نے ایسا خیال نہیں کیا بحالیکہ آپ اپنے اصرار سے باز نہیں آ رہے۔

آپ نے پھر لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے ساتھ ہی عبداللہ تیماپوری اور اسماعیل لندنی بھی نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی بھی نبوت کے مدعی تھے۔ لیکن اہل نظر سچے کو جھوٹے سے الگ کرنے میں کوئی مشکل محسوس نہیں کرتے۔

آپ نے حضرت مسیح موعود کی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص ۲۵ حاشیہ) سے یہ تحریر کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو چینی الاصل کہا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ وہ عبارت نہ مرزا قادیانی کی ہے اور نہ اس میں آپ کو چینی الاصل کہا گیا ہے۔

ہم پہلے جواب دے چکے ہیں کہ محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوگئی۔ آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

آپ نے اپنے پرچے میں لکھا تھا کہ آنے والا مسیح رسول کریم ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوگا۔ ہم نے آپ کو چیلنج دیا تھا کہ آپ حدیث میں مقبرہ کا لفظ دکھایئے۔ مگر آپ نے اس کا نام تک نہیں لیا اور حضرت مرزا قادیانی کا ایک حوالہ پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ بھی آپ کے مفید مطلب نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے کہاں لکھا ہے کہ کسی حدیث میں ایسا آیا ہے کہ آنے والا مسیح رسول کریم ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوگا۔

آپ کو بڑا دکھ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھ دیا ہے کہ مریم کے بیٹے کو کوشلیا کے بیٹے پر کوئی زیادت حاصل نہیں۔ حالانکہ مریم کا بیٹا بھی خدا کا نبی تھا اور کشلیا کا بیٹا بھی خدا کا نبی تھا۔ اعتبار نہ ہو تو اپنے روحانی جد امجد مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تحریریں پڑھ لیجئے۔ حضرت مرزا صاحب نے تو عیسائیوں کو ملزم کیا ہے کہ اگر مریم کا بیٹا خدا ہو سکتا ہے تو کوشلیا کا بیٹا کیوں خدا نہیں ہو سکتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نہ یہ خدا ہے نہ وہ خدا ہے۔ البتہ دونوں بشر تھے اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔

آپ نے پھر ڈاکٹر عبدالحکیم کا نام لیا ہے۔ حالانکہ ہم اس کا مفصل جواب دے چکے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو حضرت مرزا صاحب نے نہیں بلکہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی نے درایت کے لحاظ سے کمزور کہا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہونے کے باوجود درایت میں رجل صحابہؓ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ وضو کرتے وقت بازو کندھوں تک اور پاؤں بن ران تک دھویا کرتے تھے۔

آپ نے آنے والے مسیح کے متعلق جس قدر روایات بیان کی ہیں ان کے ساتھ آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے جن لوگوں کو نزول مسیح کی خبر دی تھی۔ یعنی اپنے صحابہ

کرام کو ان میں مسیح نازل نہیں ہوئے۔ لہٰذا ماننا پڑا کہ جن میں مسیح کا آنا مقدر تھا۔ وہ بھی صحابہ نہیں بلکہ صحابہ کے مثیل ہوں گے اور آنے والا مسیح بھی مسیح ابن مریم نہیں مسیح ابن مریم کا کوئی مثیل ہوگا۔

آپ نے الزام لگایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت حسینؓ کی ہتک کی ہے۔ حالانکہ آپ فرماتے ہیں: "حسینؓ طاہر و مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے۔" (ملاحظہ ہو اشتہار تبلیغ الحق)

ہمارے مدمقابل نے یہ کہہ کر ظلم کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اسلام کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ ہمارے سارے پرچے شاہد ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا صرف اتنا ہی مشن تھا کہ۔

جان و دلم فدا بر دین مصطفےٰ
این است کام دل اگر آید میسرم

(درثمین فارسی)

ہمارے مخالفین کی ساری کوششیں اس غرض کے لئے وقف ہیں کہ کسی طرح احمدیہ جماعت کی ترقی کو روک دیں اور بانی سلسلہ احمدیہ پر گند اچھالیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ان کی کوئی تمنا اور کوئی آرزو بر نہیں آئے گی۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں سامعین ذرا غور سے سنیں: "مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے منہ پر مار دے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو اور وہ تمام مکروفریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں۔ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر۴)

آپ نے حضرت مرزا صاحب پر حضرت فاطمہؓ کی توہین کا ناپاک الزام لگایا ہے۔ یہ تو حضرت مرزا صاحب کا کشف ہے اور اس میں بھی حضور نے حضرت فاطمہؓ کو مادر مہربان تحریر کیا ہے (براہین احمدیہ ص۵۰۳) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے کشف میں لکھا ہے

کہ حضرت عائشہؓ کا دودھ پیا، پہلے ایک پستان سے پھر دوسرے پستان سے۔ کیا ماں کی گود میں سر رکھنا یا ماں کا دودھ پینا ماں کی توہین ہے؟

حضرت مرزا صاحب نے اپنے معجزانہ کلام کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ "**کلما قلت من کمال بلاغتی فی البیان فھو بعد کتاب اللّٰہ القرآن**" (لجۃ النور) . کہ میرا معجزانہ کلام قرآن مجید کی غلامی میں معجزہ ہے اور اسی مضمون کو اپنی کتاب (ضرورت الامام ص۲۳) میں بیان فرمایا ہے۔

مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ میرے لئے سورج اور چاند کے دو گہن ہوئے ہیں یہ تو رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی ہے سو اس کے اظہار سے اور پورا ہونے سے حضرت رسول کریم ﷺ کی توہین کیسے ہوئی؟

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے: "خدا تعالیٰ مجھے بہت عظمت دے گا اور میرے سلسلے کو تمام زمین میں پھیلائے گا...... ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ سوائے سننے والا ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ ص۲۱)

پھر فرمایا: "اے تمام لوگو سن رکھو۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا...... سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ (کہ جگہ جگہ غیر مسلم قرار دیا جا چکا۔ فقیر مرتب احتساب) خدا اس مذہب اور اس سلسلے میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کو معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۴، ۶۵)

نیز آپ نے فرمایا ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ ارونزار

(درثمین اردو)

(شرح دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
مورخہ ۲۵ر نومبر ۱۹۶۳ء

مناظرہ کے اخیر دن کے اخیر پرچے میں قادیانی مولوی نے بڑی شد و مد سے یہ جھوٹ کہا کہ مرزا قادیانی چینی نہیں ہیں۔ چونکہ ہمارا پرچہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے احقر نے اسی مجلس میں صدر جلسہ جناب ریڈی صاحب کو یہ خط لکھا جسے بلاک کے نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں جو یہ ہے۔

''صدر محترم! میں نے مرزا صاحب کی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص ۲۵) سے ان کے چینی ہونے کا حوالہ دیا ہے جسے آپ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ مولانا سلیم کہتے ہیں کہ وہ حاشیہ ہے اور وہ عبارت مرزا قادیانی کی نہیں ہے تو براہ مہربانی ان سے تحریر کرا دیں کہ پھر یہ عبارت کس کی ہے؟ کیونکہ اس سے ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔'' احقر: محمد اسماعیل مورخہ ۲۵/نومبر ۱۹۶۳ء

اس پر صدر مناظرہ جناب ریڈی صاحب نے قادیانی مولوی سے جواب دینے کا مطالبہ کیا تو ان کی جانب سے ان کے صدر صاحب نے یہ جواب دیا جسے بلاک کے نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔ تحفہ گولڑویہ پر جو حوالہ درج ہے اس پر حضرت مرزا صاحب نے حضرت ابن عربی کا کشف درج کیا ہے۔

اس پر ہمارا مطالبہ ہوا کہ یہ سراسر جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ اصل کتاب میں اس کا کہیں نام ونشان بھی نہیں ہے۔ اس پر جناب ریڈی صاحب نے ان سے بڑی مشکل سے یہ تحریر لکھوائی جو بلاک نمبر ۳ پر درج ہے وہ یہ ہے: ''اس کشف کا مصداق حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ مبارک علی'' نمائندہ جماعت احمدیہ

چونکہ یہ آخری تحریر تھی۔ اس لئے اس کو اجلاس عام میں خود جناب ریڈی صاحب نے پڑھ کر سنائی۔ جب یہ تحریر پڑھی گئی تو قادیانیوں کا عجب حال ہوا جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ ہر شخص نے اس تحریر کو خلاصہ مناظرہ سمجھا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ مولوی سلیم نے اپنے آخری پرچے میں جھوٹ کہا تھا جو پکڑا گیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے کئی خاندانوں نے اسی دن جلسہ گاہ سے لوٹتے لوٹتے اپنے مسلمان ہونے کا اور قادیانیت سے توبہ کرنے کا اعلان کر دیا۔

چونکہ یہ آخری تحریر قادیانیوں کے لئے اپنی موت پر دستخط تھا۔ اس لئے اسے انہوں نے شائع نہیں کیا اور ہم نے اس کا فوٹو بلاک اس لئے بنوا لیا کہ آئندہ کسی قادیانی کو کسی قسم کے حیلے بہانے کا موقع نہ ملے۔ احقر: محمد اسماعیل عفی عنہ

معذرت

اس کتاب کی طباعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ بہت سے احباب نے خطوط لکھے اور

زبانی توجہ بھی دلائی۔ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اس سے پہلے آپ لاکھ کوشش کریں نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس کتاب کی کتابت وطباعت کے لئے میں نے بہت ہی عجلت اور سعی امکانی سے کام لیا۔ مگر تاخیر پر تاخیر ہوتی رہی۔ کلکتہ، راوڑکیلا، جمشید پور، رانچی۔ رائے گڈھ وغیرہ میں فسادات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس میں احقر راوڑکیلا اور اس کے اطراف میں ریلیف کے کاموں کی دیکھ بھال میں لگ گیا۔ اس کے بعد میری علالت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اسی زمانہ میں میں نے یہ چاہا کہ یہ کتاب کلکتہ میں طبع ہو جائے تاکہ اس کی تصحیح کا کام میں خود کروں۔ مگر وہاں یہ کام نہ ہوسکا۔ خداوند کریم نے اس کی سعادت جناب عبدالمجید خاں صاحب عشقی منیجر الجمعیۃ پریس کو بخشی۔ انہوں نے پوری تندہی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ میں ان کا شکرادا کرتے ہوئے ان تمام حضرات سے معذرت خواہ ہوں جنہوں نے اس کے لئے انتظار کی گھڑیاں کاٹیں۔

والعذر عند کرام الناس مقبول فقط والسلام! احقر: محمد اسماعیل عفی عنہ

نئی کرامت

’’مناظرہ یادگیر‘‘ نامی کتاب جسے باتصویر قادیانیوں نے شائع کیا تھا۔ اس سے ایک عظیم فائدہ یہ پہنچا کہ امسال قادیانی مناظر مولوی سلیم مع دیگر رفقاء کے حج کے بہانے پاسپورٹ لے کر حجاز جانا چاہتے تھے۔ جس کے سلسلے میں علماء کرام کلکتہ نے ایک یادداشت عربی میں شاہ فیصل کو روانہ فرمائی تھی اور قادیانی عقائد کے مطابق بطور گواہی کے اسی کتاب کو بمبئی اور دہلی کے سعودی سفارت خانہ میں پیش کیا تھا۔ چونکہ اس میں خود سلیم صاحب قادیانی کی تصویریں تھیں۔ اس لئے سفارت خانے کو قادیانی عقائد کے سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی اور اس نے قادیانیوں کو حج کے لئے جانے نہیں دیا۔ اس سلسلہ میں الفرقان لکھنؤ کا مندرجہ ذیل بیان پیش خدمت ہے۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ ج ۳۳ بابت ماہ صفر ۱۳۸۵ھ، مطابق جون ۱۹۶۵ء ص ۱۱، ۱۲)

حرمین پاک کی حاضری …… ازمحمد منظور نعمانی

قادیانی، سعودی حکومت کی نظر میں

اب کے ایک قابل ذکر واقعہ یہ پیش آیا کہ کلکتہ کے قادیانیوں کی ایک جماعت نے حج کو جانے کا پروگرام بنایا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اس حج کے ذریعہ کلکتہ اور اس کے نواح میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے زمین ہموار کرسکیں گے۔ وہاں سے واپس آ کر وہ مسلمان عوام کو بتائیں

گے کہ عقائد کی بنیاد پر ہماری مخالفت بس یہ ہندوستان ہی کے مولوی کرتے ہیں۔ مکہ مدینہ میں کسی نے ہماری کوئی مخالفت نہیں کی اور ہمارے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو ایمان والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ الغرض وہ اس حج کو اپنے لئے ایک سند اور سرٹیفکیٹ بنانا چاہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے اس کا اچھا خاصا پروپیگنڈا بھی کیا تھا۔ کلکتہ کے چند حساس اور بیدار مسلمانوں نے اس خطرہ کو محسوس کیا اور ایک خط ملک حجاز شاہ فیصل کو لکھا کہ قادیانیوں کی ایک جماعت اس طرح حج کے موقع پر حجاز مقدس پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ اپنے کو مسلمان بتا کر سفر کریں گے۔ حالانکہ یہ قادیانی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ ان کے یہ یہ نام ہیں۔ اس خط کی ایک کاپی مملکۃ سعودیہ کے مفتی اکبر کو، ایک رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری کو اور ایک ایک ہندوستان کے سعودی سفارت خانہ کو بھیجی گئی۔ اس کوشش کے نتیجہ میں ان لوگوں کو ویزا نہ دیئے جانے کا حکم آ گیا۔ چنانچہ بمبئی کے ویزا آفس نے سولہ آدمیوں کی اس پوری جماعت کو ویزا دینے سے انکار کر دیا۔ اگر چہ ان کی سیٹیں ہوائی جہازوں میں ریزرو تھیں۔ لیکن ہبلی (جنوبی ہند) کے بعد قادیانی خفیہ طور پر حجاز مقدس پہنچ گئے۔ دارالعلوم دیوبند کے ایک نوجوان فاضل مولانا ریاض احمد صاحب فیض آبادی (جو جنوبی ہند میں قادیانی فتنہ کا مقابلہ کر رہے ہیں) وہ بھی اس سال حج میں تھے۔ انہوں نے حجاز مقدس میں ہبلی کے ان قادیانیوں کا تعاقب کیا اور حکومت حجاز کو اطلاع دی کہ اس طرح چند قادیانی خفیہ طور پر آ گئے ہیں۔ حکومت کی جانب سے ان کی تلاش ہوئی۔ ان میں سے صرف دو کا پتہ چلا اور وہ گرفتار کر لئے گئے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ابتدائی بیان میں قادیانی ہونے سے قطعی انکار کیا۔ لیکن جب ان کی ڈائری وغیرہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ واقعہ یہ قادیانی ہیں تو بعد میں انہوں نے اقرار کر لیا۔ اس کے بعد اتمام حجت کے لئے ان کو تبلیغ کی گئی اور توبہ کے لئے کہا گیا۔ انہوں نے توبہ کی اور تحریری توبہ نامہ داخل کیا۔ اس سال کے ان واقعات کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو گئی کہ حکومت حجاز قادیانیوں کو مسلمان نہیں مانتی اور اس بناء پر ان کو حج کے لئے حجاز مقدس پہنچنے کی اجازت نہیں دیتی۔ ان میں سے جو لوگ جاتے ہیں وہ چوری چھپے جاتے ہیں۔ لہٰذا آئندہ جہاں سے بھی قادیانی حضرات حج کے موقع پر جانا چاہیں وہاں کے ذمہ دار فوراً اس کی صحیح اطلاع سعودی سفارت خانہ دہلی اور سعودی ویزا آفس بمبئی کو دے دی جائے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ذرا غور کریں

حضرت مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی پنر جنم کا ’’ہندوانہ‘‘ عقیدہ رکھتا ہے

مرزا قادیانی ہندو مذہب کے عقیدہ تناسخ یعنی پنر جنم کا قائل ہے اور اس کا اصل دعویٰ جسے وہ اشارۃً، کہیں صراحتاً ذکر کرتا ہے۔ نعوذ باللہ! یہ ہے کہ محمد ﷺ دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی کے روپ میں پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا درباری شاعر قاضی اکمل مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر ان کو سناتا ہے بلکہ لکھ کر پیش کرتا ہے تو اسے سن کر مرزا قادیانی بہت خوش ہوتے ہیں اور آج بھی ہر قادیانی اپنی مخصوص مجلس میں اس کی تلاوت کرتا ہے۔ ملاحظہ سے قبل آپ ضرور نعوذ باللہ! پڑھ لیں۔ وہ اشعار یہ ہیں:

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس میں وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

اسی طرح رباعی کے چند اشعار بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی
سرمہ چشم تیری خاک قدم بنواتے
غوث اعظم شہ جیلانی رسول قدنی

(الفضل قادیان مورخہ ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اشعار خود مرزا قادیانی نے نہیں لکھے بلکہ ان کے عقیدت

مندوں نے کہے ہیں تو سن لیجئے کہ پنر جنم کی تھیوری خود مرزا قادیانی نے بتائی ہے اور یہ شعراء بیچارے تو مرزا قادیانی کی باتوں کو اشعار میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنے متعلق خود لکھتا ہے: ”من فرّق بینی وبین المصطفی فما عرفنی ومارای“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹)

یعنی جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں برائے نام بھی کچھ فرق کرے گا یعنی مجھے عین محمد نہیں مانے گا تو اس شخص نے مجھے جانا اور نہ پہچانا۔ یہاں تک کہ آگے لکھتا ہے: ”صار وجودی وجوده“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸) میرا وجود مصطفیٰ کا وجود ہے۔

مرزا بشیر احمد قادیانی سے سوال کیا گیا کہ جس طرح مسلمانوں کا کلمہ ”لا الـٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه“ ہے اسی طرح ہمارا بھی الگ کلمہ ہونا چاہئے۔ اس کا جواب دیا کہ ہمیں کلمہ بدلنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے کلمہ میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے مرزا قادیانی کی (صار وجودی وجوده اور من فرّق بینی وبین المصطفیٰ) کی عبارتیں مرزا قادیانی کی کتاب خطبہ الہامیہ سے پیش کی۔

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

اس کے علاوہ اور بھی حوالے ہیں جس میں مرزا قادیانی نے خود عین محمد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ہمارا قادیانی صاحبان سے یہ سوال ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی میں اور محمد مصطفیٰ ﷺ میں کوئی اونچ نیچ یا فرق مانتے ہیں کہ نہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمارا دعویٰ صحیح ہے کہ قادیانی لوگ مرزا قادیانی کو محمد ﷺ کا پنر جنم مانتے ہیں۔ اگر کوئی قادیانی اس کا یہ جواب دے کہ مرزا قادیانی کو ہم عین محمد نہیں مانتے ہیں بلکہ دونوں میں فرق کرتے ہیں تو پھر مرزا قادیانی کے (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۰، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸) والے فتوے کے مطابق وہ قادیانی نہیں رہا۔ اس لئے اس کو جلد از جلد اس دجالی مذہب سے توبہ کر کے مسلمان ہو جانا چاہئے۔ تاکہ دھوبی کا گدھا نہ بنے جو گھر کا ہے نہ گھاٹ کا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کو آخری نبی کہتا ہے

تمام مسلمانوں کا یہ اجتماعی اور متفق علیہ فیصلہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ جس

طرح خدا کے بعد کوئی خدا نہیں، ٹھیک اسی طرح حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہاں تک کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کھلے لفظوں میں اس کا بار بار اقرار کیا ہے۔ اس نے ”لا الـٰہ “ کی ”لا“ اور ”لا نبی بعدی“ کی ”لا“ کو ایک برابر کہا ہے۔

(تذکرہ ص ۲۶۹، ایام صلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۳)

فارسی میں کہتا ہے: ”ہر نبوت را بروشد اختتام“ ہر قسم کی نبوت حضور ﷺ پر ختم ہوگئی۔

(سراج منیر ص ۹۳، خزائن ج ۱۲ ص ۹۵)

مرنے سے تقریباً ساڑھے پانچ سال قبل مرزا قادیانی نے ایک چھوٹا رسالہ لکھا تھا۔ جس کا نام ہے ”ایک غلطی کا ازالہ“ یعنی تمام مسلمان جو اب تک حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ حضور ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ (نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم)

قادیانی امت حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آخری نبی نہیں مانتی ہے۔ بلکہ نبی بنانے والی مہر مانتی ہے۔ یعنی حضور ﷺ جس پر مہر لگا دیں گے وہ نبی بن جائے گا۔ (حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰) یہاں تک کہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا کہ: ”جس دین میں نبوت جاری نہیں رہی (اور ختم ہو جاتی ہے) وہ شیطانی دین ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۹، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۶)

قادیانی عام طور پر یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن مجید میں جو ”اسمہ احمد“ آیا ہے اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت جیسے اہم عقیدے کے خلاف اتنی تاویلات اور تحریفات کا جال کیوں پھیلایا ہے؟ اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ مرزا بذات خود محمد ﷺ کی بعثت ثانیہ کا دعویدار ہے۔ جس کا خلاصہ گذشتہ مضمون میں ذکر کیا گیا ہے۔

قادیانیوں کا ہم سے اختلاف ختم نبوت یا اجرائے نبوت کا نہیں ہے۔ یہ تو صرف قادیانیوں کی دھوکہ بازی ہے۔ ہمارا ان سے اختلاف اس مسئلہ میں ہے کہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی کون ہے؟ دونوں جہاں کے سردار محمد ﷺ یا مردود مرزا غلام احمد قادیانی ہے؟ اور یہ حقیقت ہے کہ ہر قادیانی مرزا کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی مانتا ہے۔ اس لئے کہ خود مرزا قادیانی نے اپنے آخری نبی ہونے کا دعویٰ مختلف کتابوں میں مختلف عنوان سے کیا ہے۔ جس کے کچھ نمونے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... ''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت (وآخرين منهم لما يلحقوا بهم) بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

۲...... ''روضہ آدم میرے آنے سے مکمل ہوا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۴)

۳...... ''میں خاتم الخلفاء ہوں۔'' (تذکرہ ص ۵۳۹، طبع ۳)

۴...... ''میرے پر کامل انسانیت کے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۶۲، خزائن ج ۲۱ ص ۸۰)

۵...... ''آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا (مرزا قادیانی کا) تخت بچھایا گیا۔'' (تذکرہ ص ۳۳۹)

۶...... ''میں خدا کی راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح ص ۵۶، خزائن ج ۱۹ ص ۶۱)

سردست ان ہی چھ حوالوں پر قناعت کریں۔ یہ حوالے مرزا قادیانی کا اصل روپ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اس لئے اگر آپ کسی قادیانی سے سوال کریں کہ کیا مرزا قادیانی کے بعد بھی کوئی نبی آئے گا تو فوراً نہیں کا جواب دے گا۔ تب پتہ چلے گا کہ یہ مسئلہ ختم نبوت یا اجرائے نبوت کا نہیں ہے۔ بلکہ آخری نبی کون ہے؟ اس کا جھگڑا ہے۔ جس پر قادیانیوں نے خوامخواہ اجرائے نبوت کا پردہ ڈال رکھا ہے تاکہ جب تک کوئی پکا قادیانی نہ ہو جائے۔ مرزا قادیانی کے عین محمد ہونے کا دعویٰ اور اس کے آخری نبی ہونے کا دعویٰ اس سے پوشیدہ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ ایسا عقیدہ ہے جسے جاہل سے جاہل مسلمان بھی برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ لہٰذا قادیانیوں کو چاہئے کہ اس مضمون کے مطالعہ کے فوراً بعد قادیانیت سے توبہ کریں اور اسلام میں داخل ہو جائیں۔

مرزا قادیانی کا کلام قرآن کی طرح قطعی ہے

مرزا قادیانی نے اپنی تمام باتوں کو قرآن قرار دیا ہے اور ''وما ينطق عن الهوى'' کہا ہے (تذکرہ ص ۳۷۸) اور اپنی کتاب خطبہ الہامیہ کے متعلق تمام دنیا کے انسانوں کو قرآن جیسا چیلنج دیا ہے۔ ''ان كنتم في ريب مما نزلنا'' (تذکرہ ص ۸۰۲) اور مندرجہ ذیل حوالہ میں بھی یہی دعویٰ کیا ہے کہ میری وحی قرآن کے برابر ہے ''ريب فيه'' (حقیقت الوحی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۶) اور یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ میرے قلم سے تمام عمر کوئی غلط بات نہیں لکھی۔

اس قسم کے دعوے مرزا قادیانی نے اردو، فارسی اور عربی میں جا بجا کئے ہیں۔ اس لئے قادیانی امت مرزا قادیانی کی کتابوں کو قرآن کا درجہ دینے پر مجبور ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو مرزا قادیانی کی امت سے خارج ہو جائیں گے۔ کیونکہ ایسا نہ کرنا خود بخود مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کرنا ہے اور اسی سبب سے قادیانی مرزا قادیانی کی کتابوں سے بھاگتے ہیں اور قرآن مجید کی الٹی سیدھی تاویلات کر کے اس کی خانہ پری کرتے ہیں۔

ہم یہاں مرزا قادیانی کی کتابوں سے مرزائی قرآن کے چند نمونے پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ آنکھ والوں کے لئے ہدایت ثابت ہو۔ ''چراغ مردہ کجا صبح آفتاب کجا۔'' مرزا غلام کجا اور قرآن کجا، کہاں قرآن پاک اور کہاں مرزا قادیانی کی الٹی سیدھی بکواس۔ کہاں عرق گلاب کہاں ناپاک پیشاب۔ لہٰذا آپ غور سے قادیانی قرآن کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... غثم، غثم، غثم۔ اس کے معنی مرزا قادیانی کو معلوم نہیں ہو سکے۔

۲...... ایلی روس، کس زبان کے الفاظ ہیں خود مرزا قادیانی کو معلوم نہیں۔

۳...... پریشن عمر براطوس یا براطوس پڑطوس، اس کے معنی ہندو لڑکے سے دریافت کیا گیا۔ مگر اطمینان نہیں ہوا۔ (تذکرہ ص۱۱۵)

ناظرین گرامی! وحی مقدس کے تیسرے ایڈیشن میں ہندو لڑکے سے معنی دریافت کریں گے۔ ذکر کو بالکل ہی غائب کر دیا ہے۔

۴...... خاکسار پیپر منٹ۔ (تذکرہ یعنی وحی مقدس ص ۵۲۷)

علاوہ ازیں مرزا قادیانی کے جتنے عربی الفاظ بقول مرزا قرآن ہیں۔ اگر آپ غور فرمائیں گے تو پتہ چل جائے گا کہ قرآن مجید کی آیات کریمہ میں سے ایک آدھ لفظ بڑھا یا گھٹا کر مرزا قادیانی نے اس کو اپنا قرآن قرار دیا ہے۔ نیز اس میں جا بجا عربی کی غلطی بھی پائیں گے۔ مثلاً مرزا قادیانی کی یہ وحی ''رب زدنی فی عمری'' وغیرہ اس پنجابی دھوکے باز کے قرآن کے نمونوں سے ہر صاحب فہم انسان سمجھ سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک کذاب اور دجال تھا۔ اس کو مان کر جسے ابدالاباد کے لئے جہنم میں جانا ہے چلا جائے۔

میرے عزیزو! قادیان سے جاری کردہ رقم جس پر تم ایمان بیچ رہے ہو یہ کب تک تمہارے کام آئے گی۔ مرتے ہی تمہیں جہنم کے گڑھے میں گرا دے گی۔ لہٰذا وقت ہے کہ اب بھی توبہ کرو اور مسلمان بن جاؤ۔

وما علینا الا البلاغ!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

حجۃ قطعیہ علیٰ رد مرزائیہ

(مرزا کی کہانی، مرزا کی زبانی)

مولانا غلام سبحانی مانسہرویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

عقیدۂ ختم نبوت کا تعلق اسلام کے بنیادی عقائد سے ہے۔ کوئی بھی شخص اس وقت تک نہ تو مسلمان ہو سکتا ہے اور نہ ہی دعویٰ اسلام کر سکتا ہے۔ جب تک کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے مطابق نبی ﷺ کو خاتم النبیین نہ مانتا ہو اور آپ ﷺ کے بعد ہر طرح کے (ظلی و بروزی) مدعی نبوت کو کافر، کاذب، دجال اور مفتری نہ سمجھتا ہو۔

انگریز نے اپنی مسلمان دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے ایک ایسے شخص کا انتخاب کر کے اس سے دعویٰ نبوت کرایا۔ جو ان کی ان توقعات پر پورا اترنے والا تھا۔ جو انہوں نے اس سے وابستہ کر رکھی تھیں۔ اسی انگریزی نبوت کے ہنا سپتی نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی ناجائز اولاد داب بھی اپنے مردود (گرو) کی تعلیمات باطلہ کا علی الاعلان پرچار کر رہی ہے۔ جس کی سرپرستی اس وقت لندن میں اپنے آقاؤں کے پاس بیٹھا مرزا ناصر کر رہا ہے۔

اس وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مرزا قادیانی کی ناجائز اولاد (مرزائی) منظم طور پر مرزا دجال کی جھوٹی نبوت کا ڈھول پیٹ رہے ہیں۔ سادہ لوح اور کم علم لوگوں کو عقیدۂ ختم نبوت سے ہٹانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ ان حالات میں ہر مسلمان کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ قرآن پاک اور احادیث نبوی کی اصل تعلیمات کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت کو سمجھ لے۔ تاکہ مرزا ملعون کی جھوٹی نبوت کا پول کھل کر اس کے سامنے آجائے۔ اسی بات کے پیش نظر میں نے رسالہ ہذا کی تالیف بارگاہ ایزدی میں سربستہ اور دست بدعا ہو کر رب کریم کی تائید و استعانت سے شروع کی۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس سعی کو قبول فرمائے اور جملہ مسلمانان عالم کو عقیدہ ختم نبوت پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین!

قارئین کرام! کی آسانی اور اختتام رسالہ تک دلچسپی برقرار رکھنے کے لئے میں نے اسے دو حصوں (بابوں) میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلا حصہ قرآن مجید اور صحیح احادیث نبویہ کے دلائل، اجماع صحابہؓ، اجماع علمائے امت اور ”مسیح موعود کی حقیقت“ کے علاوہ دیگر مضامین پر مشتمل ہے۔ جب کہ حصہ دوم میں مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ، مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت، مرزا قادیانی کے فتوے، مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور مرزا قادیانی کے جھوٹ، مرزا قادیانی ہی کی زبانی پیش کئے

گئے ہیں۔ رسالہ ہذا کے لئے تفسیر حقانی، تفسیر خازن، تفہیم القرآن، رسالہ ترک مرزائیت اور دیگر کتب وتفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

العاصی الراجی الی رحمت رب المتعال!
مولوی غلام سبحانی
خطیب جامع مسجد موڑھہ کلاں ضلع وتحصیل مانسہرہ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

”الـم۔ ذالك الكتٰب لا ريب فيه هدى للمتقين۔ الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنٰهم ينفقون۔ والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون۔ اولٰئك علىٰ هدى من ربهم واولٰئك هم المفلحون (بقرہ:۱تا۵)“ ﴿یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے، راہ دکھاتی ہے۔ واسطے پرہیزگاروں کے وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے، اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے انکو خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے جو اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اوپر ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے۔﴾

تشریح: مفسرین حضرات نے حروف مقطعات کے معنی ”دلالة واشارة“ بیان کرنے کے بعد پھر ان کا علم اللہ کے سپرد کیا ہے۔ فرمایا ہے: ”اللہ اعلم بمراده“ اللہ ان کی مراد بہتر جانتا ہے۔ اب اس پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن حروف کا مفہوم، مقصود یا علم ہم نہیں سمجھتے۔ ان حرفوں کے خطاب سے مخاطب کرنا تکلیف ”مالایطاق“ ہے جو جائز نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورتوں کے ابتداء میں حروف تہجی اس لئے لائے ہیں۔ کیونکہ لغت عرب دو قسم کی تھی۔ مختصر اور دوسری مفصل۔ اگر قرآن پاک صرف ایک ہی لغت میں اترتا مثلاً ایجازی تو دوسرے تفصیلی لغت والے اعتراض کرتے کہ یہ ہماری لغت نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس پر ایمان نہیں لاتے اور اسی طرح اگر تفصیلی لغت میں اترتا، تو ایجازی والے اعتراض کرتے کہ یہ ہمارے لغت نہیں ہے۔ اس لئے ہم ایمان نہیں لاتے۔

قرآن مجید نے ان دونوں کے ساتھ مقابلہ کر کے انہیں مغلوب کر کے اپنا تابع بنانا تھا۔ اس لئے اوائل سورۃ میں حروف تہجی لا کر ایجازی لغت والوں کو مغلوب کیا اور باقی احکام اور قصص انبیاء وغیرہ، تفصیلی...... لغت میں لا کر تفصیلی...... لغت والوں کو مغلوب کر کے اپنا مقصد پورا

کیا اور پھر اعلان کر کے فرمایا: ”فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم من دون الله ان كنتم صدقين (البقرة:٢٣)“ ﴿پس لے آؤ ایک سورۃ مانند اس کی اور پکارو شاہدوں اپنوں کو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے۔﴾

عرب میں اس زمانے میں قرآن پاک نازل ہو رہا تھا۔ جب ہر طرف فصاحت و بلاغت کا بڑا چرچا تھا۔ ہر شخص اپنے عمدہ عمدہ اشعار پر ادھار کھائے پھرتا تھا اور معجزہ کی خوبی یہ ہے کہ جس امر میں لوگوں کو ملکہ ہو اور جس کے اسرار کما ینبغی وہ جانتے ہوں۔ اسی میں ان کو ایسی بات دکھائی جائے جو ان سب کی قوت سے باہر ہو اور وہ عاجز ہو کر یہ جان لیں کہ یہ شخص کا کام ہے جو ہماری جنس اور نوع سے الگ ہے اور اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیماروں کا تندرست کرنا، مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ معجزات دکھائے کہ جنہوں نے طب جالینوس کو پست کر دیا اور اسی لئے فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو اژدھا دیکھ کر فوراً ایمان لے آئے۔ کیونکہ وہ اس فن کے واقف تھے۔ فوراً سمجھ گئے کہ یہ جادوگر کا کام نہیں۔ اس کے برعکس فرعون اس فن سے قطعی ناواقف تھا۔ وہ نہ سمجھا اس لئے عرب کے سامنے فصاحت و بلاغت میں معجزہ ظاہر ہونا پر ضرور تھا۔ تو خداوند تعالیٰ نے اس جملہ ”الـم“ میں اعجاز کی طرف اشارہ فرمایا کہ ہمارا کلام بھی انہی حروف سے مرکب ہے۔ جن حروف سے تمہارا کلام مرکب ہوتا ہے اور جس طرح تمہاری کتابوں پر اطلاق کتاب ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری کتاب پر بھی۔ پھر جب تم اسباب فصاحت و بلاغت میں کم نہیں بلکہ مشاق ہو اور ایک کیا سب سے مل کر بھی ایسی کتاب نہیں بن سکتی تو جان لو کہ یہ تمہارے ہم جنس کا کلام نہیں۔

”قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا (بنى اسرائيل:٨٨)“ ﴿کہہ دیجئے البتہ اگر اکٹھے ہو جائیں جن اور انسان اوپر اس بات کے کہ لائیں مثل اس قرآن کے نہیں لا سکیں گے۔ مثل اس کی اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔﴾

”ذالك الكتاب“ یہ کتاب ہے۔ یہ دوسرا جملہ ہے جو اعجاز کو خوب ثابت کرتا ہے۔ یعنی کامل کتاب یہی ہے۔ ”ذالك“ اسم اشارہ ہے جو بعید یعنی دور کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کتاب ہمارے نزدیک ہے۔ لہٰذا ”هذا الكتاب“ مناسب ہوتا۔ لیکن اس کے علو مراتب اور پہلی کتابوں میں مذکورہ ہونے کی وجہ سے اس کا اشارہ دور کی طرف ہے کہ یہ اتنی بڑی شان والی کتاب ہے۔

''لا ریب فیہ ''نہیں شک بیچ اس کے، یہ تیسرا جملہ ہے۔ جو اس کے کمال کی دلیل ہے۔ یعنی جس کو ذرا بھی فہم سلیم اور سلیقۂ زبان عرب ہے وہ اس کی خوبیوں کو دیکھ کر یقین کرے گا اور اسے بالکل شبہ پیش نہیں آئے گا اور درحقیقت جو کتاب ایسے مضامین کو متضمن ہو کہ اس میں دانشمند اور صاحب فطرت سلیمہ کو کچھ شک وشبہ نہ ہو وہ کامل ہے۔ اس کے برعکس جن کتابوں میں عناصر پرستی یا غلط نسب نامہ اور خلاف عقل مضامین ہوں۔ یعنی جنہیں قبول کرنے سے عقل انکار کرتی ہو۔ وہ کامل نہیں ہیں اور نہ ہی الہامی ہیں۔

اس جملہ ''لا ریب ''میں لام نفی جنس کا ہے اور ''ریب ''نکرہ ہے اور قاعدے کے مطابق لام نفی جنس کا جب نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔ تو اس کا معنی اطلاق والا ہوتا ہے۔ یعنی مطلقاً اس میں کوئی شک نہیں۔ یعنی یہ کتاب شک وشبہ سے بالاتر ہے اور اس میں شک کیوں نہیں۔ اس لئے کہ یہ ''ھدی للمتقین ''راہ دکھاتی ہے۔ واسطے پرہیزگاروں کے۔ یہ چوتھا جملہ ہے۔ یعنی جن کتابوں سے لوگوں کو ہدایت ہوتی ہے۔ ان میں شک نہیں ہوتا۔ کس لئے اگر شک ہو تو پھر وہ کتاب ہدایت کیونکر بخشتی؟ بلکہ مشکوک کتابوں کو تو متقی اور پرہیزگار لوگ چھوتے بھی نہیں۔ چہ جائیکہ وہ مشکوک کتاب ان کا دستور العمل اور ہدایت نامہ ہو۔ اگرچہ یہ کتاب قرآن مجید سب کے لئے ہدایت ہے۔ مگر چونکہ اس سے فائدہ صرف متقی اور پرہیزگار لوگ ہی اٹھاتے ہیں۔ اس لئے یہ متقین کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی میں چند صفات پائی جاتی ہوں۔ ان میں اولین صفت یہ ہے کہ آدمی پرہیزگار ہو۔ بھلائی اور برائی میں تمیز کرتا ہو۔ برائی سے بچنا چاہتا ہو اور بھلائی کا طالب ہو اور وہ لوگ جو دنیا میں جانوروں کی طرح جیتے ہوں اور جنہیں یہ فکر لاحق نہ ہوتی کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، صحیح بھی ہے یا نہیں؟ بس جدھر دنیا چل رہی ہو یا جدھر خواہش نفس دھکیل دے یا جدھر قدم اٹھ جائیں۔ اسی طرف چل پڑتے ہوں تو ایسے لوگوں کے لئے قرآن پاک میں کوئی رہنمائی نہیں ہے۔ تقویٰ اسلام کا ایک روشن اصول ہے۔ جس کے ذریعہ سے اسے تمام مذاہب پر شرف ہے۔ چونکہ ہر مذہب میں تقویٰ کا دعویٰ ہے اور ہر شخص اپنے خیالات فاسدہ کی پیروی کو تقویٰ سمجھتا ہے اور باعث نجات سمجھتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو کھول دیا اور متقین کے اصلی اوصاف بتادیئے۔

''الذین یؤمنون بالغیب ''وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے، یہ قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے کی دوسری شرط ہے اور ایمان بالغیب متقین کی صفت ہے۔

''یؤمنون ''مضارع کا صیغہ ہے۔ جس میں دو زمانے حال اور استقبال پائے

جاتے ہیں۔ یعنی کہ یقین رکھتے ہیں اور پھر بھی رکھیں گے اور غیب سے مراد وہ حقیقتیں ہیں جو انسان کے حواس سے پوشیدہ ہیں اور براہ راست کبھی بھی عام انسانوں کے تجربہ ومشاہدہ میں نہیں آتیں۔ مثلاً خدا کی ذات وصفات، ملائکہ، وحی، جنت، دوزخ، عرش وکرسی وغیرہ۔ ان حقیقتوں کو بغیر دیکھے ماننا کہ نبی ان کی خبر دے رہا ہے، ایمان بالغیب ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان غیر محسوس حقیقتوں کو ماننے کے لئے تیار ہو۔ صرف وہی قرآن مجید کی رہنمائی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ رہا وہ شخص جو ماننے کے لئے دیکھنے، چکھنے اور سونگھنے کی شرط لگائے اور کہے کہ میں کسی ایسی چیز کو نہیں مان سکتا۔ جو ناپی اور تولی نہ جا سکتی ہو۔ وہ اس کتاب سے ہدایت نہیں پا سکتا۔

''ویقیمون الصلوٰۃ ''اور قائم رکھتے ہیں نماز کو''یقیمون'' مضارع کا صیغہ ہے۔ اس میں دو زمانے حال اور مستقبل پائے جاتے ہیں۔ یعنی قائم کرتے ہیں اور پھر بھی کریں گے۔ یہ تیسری شرط ہے۔ قرآن پاک سے فائدہ اٹھانے کی جو لوگ صرف مان کر بیٹھ جانے والے ہوں۔ وہ قرآن مجید سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی ایمان لانے کے بعد فوراً ہی عملی اطاعت کے لئے آمادہ ہو جائے اور عملی اطاعت کی اوّلین اور دائمی علامت نماز ہے۔ ایمان لانے پر چند گھنٹے بھی نہیں گزرتے کہ مؤذن نماز کے لئے پکارتا ہے اور اسی وقت فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والا اطاعت کے لئے تیار بھی ہے یا نہیں؟ پھر مؤذن روز پانچ وقت پکارتا ہے اور جب بھی انسان اس کی پکار پر لبیک نہ کہے اسی وقت ظاہر ہو جاتا ہے کہ مدعی ایمان اطاعت سے خارج ہو گیا ہے۔ پس ترکِ نماز دراصل ترکِ اطاعت ہے اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص کسی کی ہدایت پر کاربند ہونے کے لئے تیار ہی نہ ہو اس کے لئے ہدایت دینا نہ دینا یکساں ہے۔

''ومما رزقنھم ینفقون ''اور اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کی رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کی چوتھی شرط ہے کہ آدمی تنگ دل نہ ہو۔ زر پرست نہ ہو۔ اس کے مال میں خدا اور بندوں کے جو حقوق مقرر کئے جائیں۔ انہیں ادا کرنے کے لئے تیار ہو۔ جس چیز پر ایمان لایا ہے۔ اس کی خاطر مالی قربانی کرنے میں بھی دریغ نہ کرے۔

مما میں من تبعیضیہ ہے۔ جسے ذکر کر کے یہ جتلا دیا کہ کل یا اکثر نہیں بلکہ تھوڑا سا صرف کر دو۔ یعنی بعض اس چیز سے اور اس بعض سے مراد زکوٰۃ ہے۔ یعنی مفروضہ حصہ خرچ کرتے ہیں اور من تبعیضیہ کو پہلے لا کر ہمیں یہ بتا دیا کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم اپنے مال کو

دے کر خود فقیر ہو جاؤ اور دوسروں سے مانگتے پھرو۔ کیونکہ یہ بات قانون شریعت کے خلاف ہے اور نہ ہی عام طبائع اس کو قبول کر سکتی ہیں۔ بلکہ یہ کہ کسی قدر خدا کی راہ میں دو اور باقی اپنے نفس اور اہل وعیال کے لئے رکھو۔ گویا کنایۃً اسراف اور فضول خرچی سے بھی منع فرما دیا کہ تفاخر اور نامداری کے کاموں میں اندھا بن کر صرف کیا جائے اور کل جن لوگوں کے سامنے مال خرچ کرتے ہوئے اتراتے تھے۔ آج انہی کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہیں اور رسوائی حاصل کرتے ہیں۔ ''ینفقون'' بھی مضارع کا صیغہ ہے اور اس میں بھی دو زمانے ہیں۔ حال اور استقبال۔ یعنی خرچ کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

''**والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك**'' اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ اس چیز کے جو اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے۔

قرآن مجید کی رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ پانچویں شرط ہے کہ آدمی ان تمام کتابوں کو برحق تسلیم کرے جو وحی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے محمد ﷺ اور ان سے پہلے انبیاء پر مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں نازل کیں۔ اس شرط کی بناء پر قرآن پاک کی ہدایت کا دروازہ ان سب لوگوں پر بند ہے۔ جو سرے سے اس ضرورت ہی کے قائل نہ ہوں کہ انسان کو خدا کی طرف سے ہدایت ملنی چاہئے۔ یا اس ضرورت کے تو قائل ہوں مگر اس کے لئے وحی ورسالت کی طرف رجوع کرنا غیر ضروری سمجھتے ہوں اور خود کچھ نظریات قائم کر کے انہی کو خدائی ہدایت قرار دے بیٹھیں یا آسمانی کتابوں کے بھی قائل ہوں۔ مگر صرف اس کتاب یا ان کتابوں پر ایمان لائیں۔ جنہیں ان کے باپ دادا مانتے چلے آئے ہیں۔ رہیں اسی سرچشمے سے نکلی ہوئی دوسری ہدایات تو وہ ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ ایسے سب لوگوں کو الگ کر کے قرآن پاک اپنا چشمہ فیض صرف ان لوگوں کے لئے کھولتا ہے۔ جو اپنے آپ کو خدائی ہدایت کا محتاج بھی مانتے ہوں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہوں کہ خدا کی یہ ہدایت ہر انسان کے پاس الگ الگ نہیں آتی۔ بلکہ انبیاء اور کتب آسمانی کے ذریعے سے ہی خلق تک پہنچتی ہے اور پھر وہ کسی نسلی وقومی تعصب میں بھی مبتلا نہ ہوں۔ بلکہ خالص حق کے پرستار ہوں۔ اس لئے حق پرستی یہ متقین کی صفت ہے کہ جو کچھ تیری طرف اتارا گیا ہے۔ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور تجھ سے پہلے جو کچھ اتارا گیا ہے۔ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

''**ما انزل الیك**'' سے مراد عام ہے۔ خواہ وحی متلو ہو کہ جس کو جبرائیل علیہ السلام خدا

کی طرف سے الفاظ مقررہ میں ادا کرتے تھے۔ جس کو قرآن کہتے ہیں اور خواہ وحی غیر متلو ہو جو کہ آنحضرت ﷺ پر بلا توسط جبرائیل یا بغیر الفاظ مقررہ نازل ہوئی یا جو کچھ انکشاف روحانی کے طور پر آنحضرت ﷺ کو معلوم کرایا گیا اور پھر آپ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا سب پر ایمان لانا ضروری ہے جو ایک بات پر بھی ایمان نہ لائے گا تو کافر ہوگا۔

’’وما انزل من قبلك‘‘ سے مراد پہلے انبیاء علیہم السلام کے صحیفے ہیں۔ یعنی حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام وغیرہم انبیاء کی کتابیں جو کہ ان کو خدا کی طرف سے ملی تھیں۔ خواہ وہ مضامین الہام ہوئے تھے اپنی عبارتوں میں اور انہوں نے جمع کر کے لکھ دیا تھا یا عبارتیں بھی ویسی ہی عطاء ہوئی تھیں۔ ’’والعلم عند الله تعالیٰ‘‘ مگر سب کو برحق ماننا لازم ہے۔

اب اسی آیت ’’وما انزل من قبلك‘‘ میں مکمل اکمل اور جامع ختم نبوت ہے اور رسالہ ہذا میں میرا مقصود بھی یہی آیت تھی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ’’وما انزل من قبلك‘‘ ساتھ ایمان لاتے ہیں اور تجھ سے پہلی کتابوں کے ساتھ ’’من قبلك‘‘ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر خدا کو کوئی دوسرا نبی بھیجنا یا سلسلہ نبوت چلا کر کسی کو منصب نبوت ورسالت پر سرفراز کرنا ہوتا تو اسی آیت میں ’’وما انزل من قبلك‘‘ کے بجائے ’’من بعدك‘‘ فرما دیتا۔ یعنی جو تیرے بعد اتریں گی ان پر بھی ایمان لائیں گے۔ کیونکہ بلحاظ تعداد دونوں جملوں کے حروف برابر ہیں۔ جس سے نہ تو قرآن مجید میں کچھ کمی واقع ہوتی اور نہ ہی زیادتی۔ اس طرح جھگڑا بھی ختم ہو جاتا اور ہر طرح کے ہزاروں ظلی اور بروزی بھی اس میں سما سکتے تھے اور تا قیامت در نبوت بھی کشادہ رہتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ’’من قبلك‘‘ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ نہ کہ ’’من بعدك‘‘ کی طرف کہ اے نبی تو بھی برحق اور تجھ سے پہلے انبیاء بھی برحق۔ اب تمہارے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب یہ ’’من قبلك‘‘ کا جملہ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے لئے ایک تازیانہ ہے۔ جو قیامت تک ان کی پشت پر برستا رہے گا۔ اس آیت کریمہ کی تائید قرآن مجید کی یہ آیت کرتی ہے۔ ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شئ علیما (الاحزاب:۴۰)‘‘ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔﴾

اس آیت کریمہ میں ''ابا احد من رجالکم '' اور ''خاتم النبیین '' دونوں میں ختم نبوت ہے۔ لفظ ''ابا احد من رجالکم '' یہ چاہتا ہے کہ محمد ﷺ بالغ مرد کے باپ نہیں۔ رجال ''رجل'' کی جمع ہے اور رجل کا اطلاق صرف بالغ مرد پر ہوتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کریم لوگوں کے اعتراض اور طعن کا جواب دیتا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی یعنی (بہو) سے نکاح کر لیا ہے کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ ہی نہیں۔ یعنی جس کی مطلقہ سے نکاح کیا تھا وہ بیٹا تھا ہی کب؟ کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام ہوتا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی صلب سے کوئی جوان بیٹا تھا ہی نہیں کہ اس کی زوجہ آپ ﷺ پر حرام ہوتی۔ اس وقت آپ ﷺ کی حقیقی اولاد میں حضرت فاطمۃ الزہرہؓ اور دیگر صاحبزادیاں تھیں جو مرد نہیں تھیں اور صاحبزادے قاسم، طیب، طاہر، ابراہیم تھے۔ مگر یہ چاروں پیغمبر زادے جوانی کی حدود تک نہیں پہنچے اور لڑکپن میں ہی انتقال کر چکے تھے اور باقی رہے حسنین تو وہ صلبی اولاد نہ تھے۔ آپ ﷺ کی اولاد کا زندہ نہ رہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ ﷺ کے بعد بھی نبی ہوتے تو پھر نبوت وراثت کے طور پر آپ ﷺ ہی کی نسل میں چلتی۔ آپ ﷺ کی اولاد کے بچپن میں اٹھائے جانے میں بھی یہی حکمت تھی کہ میرے حبیب ﷺ کی شان میں فرق نہ پڑے۔ کیونکہ لوگ اولاد رسول ﷺ کی تابعداری، عزت و تکریم ان کے اعلیٰ وارفع مقام کے شایان شان نہ کر سکتے۔

''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔ وکان اللہ بکل شیٔ علیما ''

لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ یعنی انبیاء کی نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں۔ ابن عامر و عاصم نے خاتم کو بفتح تا پڑھا ہے۔ جس کے معنی ہی مہر۔ کہ آپ ﷺ سب نبیوں کی مہر ہیں۔ جب کسی چیز پر بند کر کے مہر لگا دیتے ہیں تو اس میں اور نہیں داخل ہوتی۔ اسی طرح آپ ﷺ سے سلسلہ نبوت تمام کر کے اس پر مہر لگا دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور بعض نے اسے بکسرہ تا اسم فاعل کا صیغہ قرار دیا ہے۔ یعنی کہ نبیوں کا ختم کرنے والا، مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

''وکان اللہ بکل شیٔ علیما '' میں اشارہ ہے کہ عواقب امور اللہ کی نظر میں ہیں۔ اس کی مصلحت وہ خوب جانتا ہے اور اس کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ کے بعد قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی آئیں گے۔ جیسا کہ اہل اسلام بلکہ عیسائیوں کا بھی عقیدہ ہے۔ پھر آپ ﷺ خاتم النبیین کیونکر ہو گئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ

نئے نبی نہیں ہیں بلکہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں اور زمین پر حضرت ﷺ کے دین کی اشاعت آپ ﷺ کا نائب ہو کر کریں گے۔ (حقانی جلد ششم)

لغت بھی اسی معنی کی مقتضی ہے۔ عربی لغت اور محاورے کی رو سے ''ختم'' کے معنی مہر لگانے، ''بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے'' اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ مثال کے طور پر ''ختم العمل '' کے معنی ہیں: ''کام سے فارغ ہو گیا۔'' ''ختم الاناء '' کے معنی ہیں: ''برتن کا منہ بند کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ تا کہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔'' ''ختم الکتاب '' کے معنی ہیں: ''خط بند کر کے اس پر مہر لگا دی تا کہ خط محفوظ ہو جائے۔''

''ختم علی القلب '' دل پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے اور نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔

''ختام کل مشروب '' وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔

''خاتمة کل شیٔ عاقبة واٰخرته '' ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔

''ختم الشیٔ بلغ اٰخره '' کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا۔ اسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

''خاتم القوم اخرهم '' خاتم القوم سے مراد قبیلے کا آخری آدمی ہے۔

اسی بناء پر تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لئے ہیں۔ عربی لغت و محاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاکخانے کی مہر کے نہیں ہیں کہ جسے لگا لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے اور نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

اسی آیت کے تحت علامہ خازن (تفسیر خازن ج۵ ص۲۱۸) میں لکھتے ہیں: ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم وذالك ان رسول اللهﷺ لما تزوج زینب قال الناس ان محمداً تزوج امرأة ابنه فانزل الله ملکان محمد ابا احد من رجالکم یعنی زید ابن هارثه والمعنی انه لم یکن ابا رجل منکم علی الحقیقة حتی یثبت بینه، وبینما ما یثبت بین الاب وولده من حرمة الصهر والنکاح فان قلت قد کان له ابناء القاسم والطیب والطاهر وابراهیم وقال للحسن ان ابنی

هـذا سيـد قلت قد أخرجوا من حكم النفى بقوله من رجالكم وهؤلا لم يبلغوا مبلغ الرجال وقيل أراد بالرجال الذين لم يلدهم"

"ولـكـن رسـول الله ، اى ان كل رسول هو ابوامته فيما يرجع الىٰ وجوب التوقير والتعظيم له ووجوب الشفقته والنصيحته لهم عليه"

"وخـاتـم الـنبيين ، ختم الله به النبوة فلا نبوة بعده اى ولا معه قال ابن عباس يريد لولم اختم به النبيين لجعلت له ابنا يكون بعده نبيا وعنه قال ان الله لما حكم ان لا نبى بعده لم يعطه ولدا ذكرا يصير رجلا"

"وكـان الله بكل شئ عليما اى دخل فى علمه انه لا نبى بعده فان قلت قد صح ان عيسىٰ عليه السلام ينزل فى أخر الزمان بعده وهو نبى قلت ان عيسىٰ عـليـه السـلام مـمـن نبـى قبله وحين ينزل فى آخر الزمان ينزل عاملا بشريعته محمدﷺ ومصليا الىٰ قبلته كانه بعض امته ماكان محمد ابا احد من رجالكم"

ترجمہ:(وذالك ان رسـول اللهﷺ لـما تزوج زينب)تحقیق جب نبیﷺ نے زینب سے نکاح کیا۔

"قـال الناس ان محمدا تزوج امراة ابنه "تو کہا لوگوں نے کہ بیشک محمدﷺ نے نکاح کیا ہے اپنے بیٹے کی بیوی یعنی (بہو) سے"فـانزل الله ماكان محمد ابا احد من رجـالكم "پس اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے، کہ نہیں ہیں محمدﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ(یعنی زید ابن حارثہ)یعنی زید ابن حارثہ"والـمعنى انه لم يكن ابا رجل منكم على الحقيقة "اور معنی یہ ہے کہ تحقیق حضورﷺ نہ تھے۔باپ ایک آدمی کے تم میں سے حقیقتاً" حتىٰ يثبـت بيـنه وبينه ما يثبت بينٰ الاب وولده من حرمةِ الصهر والنكاح "یہاں تک ثابت ہو جائے درمیان زید اور حضورﷺ کے جو کچھ ثابت ہوتا ہے درمیان باپ اور بیٹے کے سسرال اور نکاح کی حرمت سے۔

سوال..... "فـان قلت قد كان له ابناَ القاسم والطيب والطاهر وابراهيم وقال لـلـحسن ان اجنى هذا سيد "اگر کہے تو تحقیق تھے حضورﷺ کے لڑکے قاسم، طیب، طاہر اور ابراہیم اور کہا ہے حسن کے لئے کہ یہ میرا بیٹا بھی سردار ہے۔"قـلـت قـد اخـرجـوا من حكم النفى بقوله من رجالكم"

جواب…… تحقیق نکل گئے ہیں نفی کے حکم سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ’’**من رجالکم** ‘‘یعنی اس لفظ ’’**من رجالکم** ‘‘ کی وجہ سے نکل گئے ہیں۔ ’’**وھؤ لاء لم یبلغوا مبلغ الرجال** ‘‘یہ لوگ نہیں پہنچے مردوں کی حد تک یعنی نابالغ تھے ’’**وقیل اراد بالرجال الذین لم یلدھم** ‘‘اور بعض نے کہا ہے ’’**برجال** ‘‘ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور ﷺ سے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ ’’**ولکن رسول اللہ (ای ان کل رسول ھو ابوامته فیما یرجع الیٰ وجوب التوقیر والتعظیم له)** ‘‘

ہر رسول باپ ہوتا ہے امت کا ان باتوں میں جو لوٹتی ہیں طرف واجب ہونے عزت اور تعظیم نبی کے لئے ’’**ووجوب الشفقته والنصیحته لھم علیه** ‘‘واجب ہے شفقت اور نصیحت ان کے لئے اس پر یعنی (نبی پر) ’’**وخاتم النبیین (ختم اللہ به النبوة فلا نبوة بعده ای ولا معه)** ‘‘ختم کی ہے اللہ نے ساتھ ان کے نبوت پس نہیں ہے۔ نبوت بعد ان کے اور نہیں ہے نبوت ساتھ ان کے۔ یعنی نہ اس وقت میں اور نہ بعد میں۔

’’**قال ابن عباس یرید لولم اختم به النبیین لجعلت له ابنا یکون بعده نبیاً** ‘‘فرمایا ابن عباسؓ نے چاہتا ہے اللہ اگر نہ ختم کروں میں بسبب اس کے نبیوں کو البتہ ضرور کرتا میں اس کے لئے لڑکا ہو جاتا۔ بعد اس کے نبی ’’**وعنه قال ان اللہ لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولدا نکرا یصیر رجلا** ‘‘ابن عباس سے ہی روایت ہے کہ اللہ نے جس وقت حکم کیا ہے۔ تحقیق نہیں ہے نبی بعد اس کے نہیں دی ان کو اولاد نرینہ جو مرد بن کر بعد میں ہوتا۔

’’**وکان اللہ بکل شئ علیما (ای دخل فی علمه انه لا نبی بعده)** ‘‘
یعنی اللہ کے علم میں تھا کہ اس کے بعد نبی نہیں یا داخل ہوا ہے۔ اس کے علم میں کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اس کے بعد نبی نہیں۔

سوال…… ’’**فان قلت قدصح ان عیسیٰ علیه السلام ینزل فی اٰخر الزمان بعده وھو نبی** ‘‘صحیح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے آخر زمانہ میں اور ہیں وہ نبی۔

جواب…… ’’**قلت ان عیسیٰ علیه السلام ممن نبی قبلہ وحین ینزل فی اٰخر الزمان ینزل عاملاً بشریعة محمد ﷺ ومصلیا الیٰ قبلته کانه بعض امته** ‘‘
عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں سے ہیں جو حضور ﷺ سے پہلے نبی ہیں اور جس وقت اتریں گے آخر زمانہ میں تو اس وقت وہ شریعت محمدیہؐ کے مطابق کام کریں گے۔ یعنی اسی شریعت کے تابعدار ہوں گے اور اسی کعبہ کی طرف نماز بھی پڑھیں گے۔ گویا انہیں امت کا ایک آدمی ہی سمجھیں

گے۔ اسی امت کی طرح زندگی گزاریں گے۔ جیسا کہ وہ بھی اسی امت کے ایک فرد ہیں۔ اس کی ایک مثال اس طرح لے لیں۔ جس طرح کسی ملک کا صدر جب اپنا عرصۂ صدارت پورا کر لیتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا آدمی صدر بن جاتا ہے۔ اب سابقہ صدر کو قانون اور ضابطے کے مطابق اسی صدر کی اطاعت کرنا ہوگی اور اسی صدر کے نافذ کردہ قانون کے مطابق زندگی گزارنی ہوگی۔ جو کرسی صدارت پر متمکن ہوگا اور وہ بھی عام لوگوں کی طرح رعایا میں شمار کیا جائے گا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام اپنا عرصۂ نبوت گزار چکے ہیں۔ اب جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ بھی شریعت محمد ﷺ کے مطابق ایک امتی کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے۔ قرآن مجید کے سیاق وسباق اور لغت کے لحاظ سے لفظ ''خاتم النبیین '' کو جو مفہوم پیچھے بیان ہوا ہے اب اسی کی تائید میں نبی ﷺ کی چند صحیح ترین احادیث یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

۱...... ''وعن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ان مثلی ومثل الانبياء من قبلی كمثل رجل بنیٰ بنيانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية من زاوياه فجعل الناس يطوفون ويتعجبون له ويقولون هلّا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وانا خاتم النبيين وعن جابر نحوه وفيه جئت فختمت الانبياء ولا نبی بعدی '' ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا نبی ﷺ نے میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی وخوبصورتی پر اظہار حیرت کرتے تھے۔ مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں اور حضرت جابرؓ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔ جس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔﴾ (بخاری ج۱ ص۵۰۱، کتاب المناقب باب خاتم النبیین)

(یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ جسے پر کرنے کے لئے کوئی آئے)

کسی بھی کلام کو سمجھنے کے لئے گرائمر کی ضرورت ہوتی ہے اور خصوصاً عربی زبان کو سمجھنے کے لئے یہ ضرورت اور بھی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ دائمی کلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا لفظ ''الحمد لله '' تھا۔ نبی ﷺ فخر سے فرمایا کرتے تھے کہ میں عربی ہوں، میری زبان عربی ہے۔ اللہ کی کتاب قرآن مجید عربی ہے اور جنت کی زبان عربی ہے۔

مرزائی لوگ جو ختم نبوت کے منکر ہیں اور ”مرزا لعنت اللہ علیہ“ کو اپنا نبی مانتے ہیں۔ وہ ذرا عربی گرائمر کی طرف نظر کریں۔

”لا نبی بعدی“ میں لام نفی جنس کا ہے اور قاعدے کے مطابق نفی جنس کا لام جب نکرہ پر داخل ہوتا ہے تو اس کا معنی اطلاق والا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ”لا ریب“ میں جو کتاب ہذا کے ابتداء میں لکھا جا چکا ہے۔ یعنی مطلقاً کوئی نبی نہیں آپ کے بعد۔ ”نہ حقیقی نہ مجازی، نہ سیاہ نہ سفید، نہ ظلی نہ بروزی“ اور یہی لام نفی جنس کا ”لا الہ الا اللہ، لاریب اور لا حول ولا قوۃ“ میں ہے۔ جس کی بہت سی مثالیں اور بھی ہیں۔ یعنی مطلقاً کوئی خدا نہیں سوائے اللہ کے۔ مطلقاً کوئی شک نہیں اور مطلقاً کوئی طاقت نہیں گناہوں سے بچنے کی۔ اب ”لا نبی“ پر نفی جنس کا لام آنے کے بعد اگر کسی اور نبی کے آنے کی یا کسی کے دعوائے نبوت کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے تو پھر ”لا الہ“ میں بھی کسی دوسرے خدا کی گنجائش ہو سکتی ہے اور اگر ”لا الہ“ میں کوئی دوسرا خدا نہیں آ سکتا تو پھر ”لا نبی بعدی“ میں نبی آپ ﷺ کے بعد کوئی ظلی اور بروزی نبی نہیں آ سکتا۔

۲...... ”قال النبی ﷺ کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء“ ﴿نبی ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ خلفاء ہوں گے۔﴾

(بخاری ج۱ ص۴۹۱، کتاب المناقب باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

۳...... ”ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون“ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) مجھے جامع اور مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔ (۲) مجھے رعب کے ذریعے نصرت بخشی گئی۔ (۳) میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے۔ (۴) میرے لئے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جا سکتی ہے اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمم کر کے وضو کی حاجت بھی پوری کی جا سکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی) (۵) مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنایا گیا۔ (۶) اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔﴾ (مسلم ج۱ ص۱۹۹، ترمذی، ابن ماجہ)

۴...... ”قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی “ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔ ﴾

(ترمذی ج ۲ ص ۵۳، کتاب الرؤیا، باب ذہاب النبوۃ، مسند احمد مرویات انس بن مالکؓ)

۵...... ”قال النبی ﷺ انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحیٰ بی الکفر، وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی “ ﴿نبی ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے۔ (یعنی میرے بعد، اب بس قیامت ہی آنی ہے) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ﴾ (بخاری، مسلم، کتاب الفضائل، باب اسماء النبی، ترمذی ج ۲ ص ۱۱، کتاب الآداب، باب اسماء النبی، مؤطا، کتاب اسماء النبی، المستدرک للحاکم، کتاب التاریخ، باب اسماء النبی)

۶...... ”قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لم یبعث نبیاً الا حذر امۃ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج فیکم لا محالۃ “ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ (مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔ ﴾ (ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۹۷، کتاب الفتن، باب الدجال)

۷...... ”عن عبدالرحمان بن جبیر قال سمعت عبداللہ بن عمرو بن العاص یقول خرج علینا رسول اللہ ﷺ یوماً کالمودع فقال انا محمد النبی الامی ثلاثاً ولا نبی بعدی “ ﴿عبدالرحمٰن بن جبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے۔ اس انداز سے کہ گویا آپ ﷺ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا میں محمد نبی امی ہوں۔ پھر فرمایا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ﴾

(مسند احمد، مرویات عبداللہ بن عمرو بن العاص)

۸...... ”قال رسول اللہ ﷺ لا نبوۃ بعدی الا المبشرات قیل وما المبشرات یا رسول اللہ؟ قال الرؤیا الحسنۃ او قال الرؤیا الصالحۃ “ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے بعد کوئی نبوۃ نہیں ہے۔ صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کیا گیا وہ

بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب (یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعہ سے مل جائے گا)﴾ (مسند احمد مرویات ابوالطفیل نسائی، ابوداؤد ج۱ ص۸۹)

۹...... "قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخصاب" ﴿نبی ﷺ نے فرمایا میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔﴾

(ترمذی ج۲ ص۲۵۹، کتاب المناقب)

۱۰...... "قال رسول اللہ ﷺ لعلیؓ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی" ﴿رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾

(بخاری ج۲ ص۶۳۳، مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

بخاری و مسلم نے یہ حدیث غزوۂ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔ مسند احمد میں اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت کی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے۔ "الّا انه لا نبوة بعدی" مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔

غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے جاتے وقت نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنا شروع کر دیں۔ انہوں نے جا کر حضور ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ اس موقع پر حضور ﷺ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام رکھتے تھے۔ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لئے پیچھے چھوڑا تھا۔ اسی طرح میں تم کو مدینے کی حفاظت کے لئے چھوڑے جا رہا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضور ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے۔ اس لئے فوراً آپؐ نے یہ تصریح فرما دی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔

۱۱...... "عن ثوبان قال رسول اللہ ﷺ وانه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی" ﴿ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں

سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾ (ابوداؤد ج۲ص۱۲۷، کتاب الفتن)

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے بھی حضرت ثوبانؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے یہ دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ ”حتیٰ یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله“ ﴿یہاں تک کہ اٹھیں گے تیس کے قریب جھوٹے فریبی۔ جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔﴾ اور انہی تیس کذابوں اور فریبیوں میں سے ایک مرزا قادیانی بھی ہے۔

۱۲...... ”قال النبی ﷺ لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء فان یکن من امتی احد فعمرؓ“ ﴿نبی ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ میری امت میں اگر کوئی ہوا تو وہ عمرؓ ہوگا۔﴾

(بخاری ج۱ص۵۲۱، کتاب المناقب)

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے۔ اس میں ”یکلمون“ کے بجائے ”محدثون“ کا لفظ ہے۔ لیکن مکلم اور محدث دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہو یا جس کے ساتھ پردۂ غیب سے بات کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبہ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر ہوتے تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے۔

۱۳...... ”قال رسول الله ﷺ لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی“ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت (یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت) نہیں۔﴾ (کنز العمال ج۵ص۲۹۴، حدیث نمبر۱۲۹۲۲)

۱۴...... ”قال رسول الله ﷺ فانی اٰخر الانبیاء وان مسجدی اٰخر المساجد“ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے۔﴾ (مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوٰۃ مسجد مکۃ والمدینۃ)

منکرین ختم نبوت اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح حضور ﷺ نے اپنی مسجد کو آخر المساجد فرمایا۔ حالانکہ وہ آخری مسجد نہیں ہے۔ بلکہ اس کے بعد بھی بے شمار مسجدیں دنیا میں بنی ہیں۔ اسی طرح جب آپؐ نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں تو اس کے معنی بھی یہی

ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد نبی آتے رہیں گے۔ البتہ فضیلت کے اعتبار سے آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی مسجد آخری مسجد ہے۔ لیکن درحقیقت اس طرح کی تاویلیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ خدا اور رسول کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ صحیح مسلم کے جس مقام پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے۔ اس سلسلے کی تمام احادیث کو ایک نظر ہی آدمی دیکھ لے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ حضور ﷺ نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کس معنی میں فرمایا ہے؟ اس مقام پر حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ام المومنین حضرت میمونہؓ کے حوالہ سے جو روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے۔ جن میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے اور اسی بناء پر صرف انہی تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ باقی کسی مسجد کا یہ حق نہیں ہے کہ آدمی دوسری مسجدوں کو چھوڑ کر خاص طور پر اس میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کرے۔ ان میں سب سے پہلی مسجد الحرام ہے۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ دوسری مسجد، مسجد اقصیٰ ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا اور تیسری مسجد، مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی ہے جس کی بناء حضور نبی کریم ﷺ نے رکھی۔ حضور ﷺ کے ارشاد کا منشاء یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے۔ جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو اور جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کر کے جانا درست ہو۔

یہ احادیث بکثرت صحابہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں اور بکثرت محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد نبی آنے والا نہیں ہے۔ نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو چکا ہے اور آپؐ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں۔ وہ دجال وکذاب ہیں۔ قرآن کے الفاظ "خاتم النبیین" کی اس سے زیادہ معتمد ومعتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔ رسول پاک ﷺ کا ارشاد تو بجائے خود سند وحجت ہے۔ مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو۔ تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اُس کی تفسیر کا حقدار کون ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اسے قبول کرنا تو کیا معنی، قابل التفات بھی سمجھیں؟

صحابہ کرامؓ کا اجماع

قرآن وسنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرامؓ کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی۔ ان سب کے خلاف صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص نبی ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا۔ بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ اسے حضور ﷺ کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اس نے حضور ﷺ کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپ ﷺ کو لکھا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: "من مسيلمة رسول الله الى محمد رسول الله سلام عليك فانى اشركت فى الامر معك" ﴿مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔﴾

(طبری، ج ۲ ص ۳۰۲، طبع بیروت)

علاوہ ازیں مؤرخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی۔ اس میں "اشهد ان محمدا رسول الله" کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔ اس صریح اقرار رسالت محمدی کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔

تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنیفہ نیک نیتی کے ساتھ **(In Good Faith)** اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن پاک کی آیات کو ان کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا۔

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۵ ص ۵۱)

مگر اس کے باوجود صحابہ کرامؓ نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہؓ نے ان کے خلاف ارتداد کی بناء پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو ان کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جا سکتے۔ بلکہ مسلمان تو درکنار، ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مسیلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا اور جب وہ لوگ

اسیر ہوئے توفی الواقع ان کو غلام بنایا گیا۔ چنانچہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علیؓ کے حصے میں آئی۔ جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنیفہ نے جنم لیا۔

(البدایہ والنہایہ ج۶ ص۳۱۶، ۳۲۵)

اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہؓ نے جس جرم کی بناء پر ان سے جنگ کی تھی۔ وہ بغاوت کا جرم نہ تھا۔ بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کاروائی حضور ﷺ کی وفات کے فوراً بعد ہوئی ہے۔ ابوبکرؓ کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہؓ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماع صحابہؓ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

اجماع علمائے امت

اجماع صحابہؓ کے بعد چوتھے نمبر پر مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ دور صحابہؓ کے بعد علمائے امت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے، اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ جو بھی آپؐ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے یا اس کو مانے۔ وہ کافر خارج از ملت اسلام ہے۔ اس سلسلہ کے چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

۱...... امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: ”مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کر دوں۔“

اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا کہ: ”جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ لا نبی بعدی“

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی ج۱ ص۱۶۱، مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۲۱ھ)

۲...... علامہ ابن جریر طبری (۲۲۴ھ، ۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ ”الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الیٰ قیام الساعۃ“ جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔ (تفسیر ابن جریر ج۲۲ ص۱۶)

۳...... امام طحاوی (۲۳۹ھ، ۳۲۱ھ) اپنی کتاب ”عقیدہ سلفیہ“ میں سلف صالحین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں

یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں: ''اور یہ کہ محمد ﷺ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء امام الاتقیا، سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔''

(شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السّلفیہ، دار المعارف مصر، ص۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲)

۴...... علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴ھ، ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: ''یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی۔ مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد ﷺ نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔'' (المحلی ج۱ ص۲۶)

۵...... محی السنہ بغوی (متوفی ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا۔ پس آپؐ انبیاء کے خاتم ہیں اور ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔''

(معالم التنزیل ج۳ ص۱۷۸)

۶...... علامہ زمخشری (۴۶۷ھ ۵۳۸ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں: ''اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ گویا کہ وہ آپ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔''

(تفسیر کشاف ج۳ ص۴۴۴، ۴۴۵)

۷...... علامہ بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں: ''یعنی آپ ﷺ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں۔ جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا۔ یا جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر لگا دی گئی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ ﷺ کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوت میں قادح نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ ہی کے دین پر ہوں گے۔''

(تفسیر انوار التنزیل ج۲ ص۱۹۶)

۸...... علامہ شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں: ''اور اسی طرح جو کہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بجز عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر

ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے۔" (الملل والنحل ج ۲ ص ۲۶۹)

۹...... امام رازی (۵۴۳ھ، ۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "اس سلسلہ بیان میں خاتم النبیین اس لئے فرمایا کہ جس نبی کے بعد دوسرا نبی ہو۔ وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے پورا کر سکتا ہے۔ مگر جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو۔ وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی مثال اس باپ کی ہوتی ہے۔ جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی و سرپرست اس کے بعد نہیں ہے۔" (تفسیر کبیر ج ۱۳ ص ۲۱۴)

۱۰...... علامہ حافظ الدین النفسی (متوفی ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں: "اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ یعنی نبیوں میں سب سے آخری۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ گویا کہ وہ آپ ﷺ کی امت کے افراد میں سے ہیں۔"

(مدارک التنزیل ج ۳ ص ۳۸۹)

۱۱...... علامہ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) اپنی مشہور معروف تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "پس یہ آیت اس باب میں نص صریح ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جب آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجۂ اولیٰ نہیں۔ کیونکہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام ہر رسول نبی ہوتا ہے۔ مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ خواہ وہ کیسے ہی خرق عادت اور شعبدے اور جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر لے آئے۔ یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا مدعی ہو۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۳۸۱)

۱۲...... علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں: "وکان اللہ بکل شئ علیما یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت ہی کے مطابق عمل کریں گے۔"

(تفسیر جلالین ص ۳۵۵)

۱۳...... علامہ ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) اصول فقہ کی مشہور کتاب الاشباہ والنظائر، کتاب السیر باب الردہ میں لکھتے ہیں: "اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

کیونکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین سے ہے۔"

(الاشباہ والنظائر ص ۱۰۲)

۱۴...... ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: "ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔" (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

۱۵...... فتاویٰ عالمگیری جسے بارھویں صدی ہجری میں اورنگزیب عالمگیر کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء نے مرتب کیا تھا۔ اس میں لکھا ہے: "اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے اور اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔" (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳)

۱۶...... علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) اپنی تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں: "جمہور نے لفظ خاتم کو ت کی زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے زبر کے ساتھ پہلی قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے انبیاء کو ختم کیا۔ یعنی سب کے آخر میں آئے اور دوسری قرأت کے معنی یہ ہیں ہ آپ ﷺ ان کے لئے مہر کی طرح ہوگئے۔ جس کے ذریعہ ان کا سلسلہ سربمہر ہوگیا اور جس کے شمول سے ان کا گروہ مزین ہوا۔" (تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۵)

۱۷...... علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں: "نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے خودبخود لازم آتا ہے کہ آپ خاتم المرسلین بھی ہوں اور آپ ﷺ کے خاتم انبیاء ورسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصف نبوت سے آپ ﷺ کے متصف ہونے کے بعد جن وانس میں سے ہر ایک کے لئے نبوت کا وصف منقطع ہوگیا۔" (روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲)

"رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہو۔ اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔" (روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۸)

"رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی بات ہے جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا ہے۔ سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی اور امت نے اس پر اجماع کیا۔ لہٰذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے اسے کافر قرار دیا جائے گا۔" (روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۹)

پہلی صدی سے لے کر آج تک دنیائے اسلام متفقہ طور پر "خاتم النبیین" کے معنی "آخری نبی" ہی سمجھتی رہی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے

درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد ﷺ کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعویٰ کو مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب یہ دیکھنا ہر صاحب عقل آدمی کا اپنا کام ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہوتا ہے۔ جو قرآن مجید کی عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔ جس کی تصریح نبی ﷺ نے خود فرمادی ہے۔ جس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے اور جسے صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں۔ اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لینے اور کسی نئے مدعی کے لئے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے اور ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ جنہوں نے باب نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس دروازے سے ایک ملعون آدمی (مرزا قادیانی) حریم نبوت میں داخل بھی ہوگیا ہے اور یہ لوگ اس کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔ اب اس سلسلے میں تین باتیں قابل غور ہیں:

۱...... کیا اللہ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔ قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے۔ جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر وایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر، اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر، ایسے نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بدرجہ اولیٰ توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا، رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے اس کا کھلم کھلا اعلان کراتا اور حضور ﷺ دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے۔ جب تک امت کو اچھی طرح خبردار نہ کردیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔ آخر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ہمارے دین وایمان سے کیا دشمنی تھی؟ کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنے والا بھی ہوتا۔ جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہوسکتے۔ مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا۔ بلکہ اس کے برعکس اللہ اور اس کا رسول، دونوں ایسی باتیں فرمادیتے ہیں۔ جن سے چودہ سو برس تک ساری امت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اب اگر بفرض محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف وخطر اس کا انکار کردیں گے۔ خطرہ ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی باز پرس ہی کا تو ہوسکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا تو ہم یہ سارا ریکارڈ برسر عدالت لاکر رکھ

دیں گے۔ جس سے ثابت ہوجائے گا کہ معاذ اس کفر کے خطرے میں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہی نے ہمیں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اس ریکارڈ کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا۔ لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی مدعی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے سوچ لینا چاہئے کہ اس کفر کی پاداش سے بچنے کے لئے وہ کون سا ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش کرسکتا ہے۔ جس سے وہ رہائی کی توقع رکھتا ہو۔ عدالت میں پیشی ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا یہیں جائزہ لے لینا چاہئے اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لینا چاہئے کہ جس صفائی کے بھروسے پر وہ یہ کام کررہا ہے۔ کیا ایک عقلمند آدمی اس پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟

۲......اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اس شخص میں پیدا ہوجایا کرے جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اس کا اہل بنالیا ہو۔ نہ یہ کوئی ایسا انعام ہے جو کچھ خدمات کے صلے میں عطاء کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ ایک منصب ہے۔ جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے۔ وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اس کے لئے مامور کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے۔

قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔

۱...... اوّل یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے ہو کہ اس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

۲...... دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلادی گئی ہو۔ یا اس میں تحریف ہوگئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

۳...... سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم وہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لئے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

۴...... چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔ قرآن مجید اس بات پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث وسیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ وتحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ جو کتاب آپ ﷺ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی کمی وبیشی آج تک نہیں ہوئی۔ نہ قیامت تک ہوسکتی ہے۔ جو ہدایت آپ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ ﷺ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لئے دوسری ضرورت بھی ختم ہوگئی۔ پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کردی گئی ہے۔ لہٰذا تکمیل دین کے لئے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں۔

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت، تو اگر اس کے لئے نبی درکار ہوتا تو وہ حضور ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہوگئی۔ اب ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے؟ جس کے لئے آپ ﷺ کے بعد ایک ہی نبی کی ضرورت ہو؟ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے اس لئے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لئے وہ آئے؟ نبی تو اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے۔ یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لئے یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے قرآن اور سنت محمد ﷺ کے محفوظ ہوجانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہوچکی ہیں تو اب اصلاح کے لئے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء کی۔

۳...... نئی نبوت اب امت کے لئے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا۔ فوراً اس میں کفر وایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ

مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے۔ ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا۔ بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا۔ جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر ان کے لئے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے۔ کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔ اس بناء پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لئے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو۔ اب جو شخص بھی محمد ﷺ کو اپنا ہادی ورہبر ماننے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور مأخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو۔ وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی۔ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا۔ کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لئے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہئے۔ تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلاضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ظلی ہو یا بروزی امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب۔ بہر حال جو شخص نبی ہوگا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا۔ اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے۔ جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن پاک سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ عقل بھی اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کاذب مفتری اور دجال نے اپنے آپ کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے ہزاروں رنگ بدلے اور مداریوں کی طرح پینترے بدلتا رہا اور مختلف تاویلات کے ذریعہ سے اپنا ناپاک مقصد حل کرنے کی کوشش کی۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ احادیث کی روشنی میں اصل مسیح موعود کی حقیقت کیا ہے۔

مسیح موعود کی حقیقت

نئی نبوت کی طرف بلانے والے حضرات عام طور پر ناواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں ''مسیح موعود'' کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور مسیح نبی تھے۔ اس لئے ان کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ ختم نبوت بھی برحق اور اس کے باوجود مسیح موعود کا آنا بھی برحق۔

اس سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح موعود سے مراد عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں۔ ان کا تو انتقال ہو چکا۔ اب جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے۔ وہ مثیل مسیح، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ایک مسیح ہے اور وہ فلاں شخص ہے۔ (غلام احمد قادیانی) جو آ چکا ہے۔ اس کا ماننا عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے پورے حوالوں کے ساتھ وہ مستند روایات نقل کی جاتی ہیں۔ جو اس مسئلے کے متعلق حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے کیا فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بنایا جا رہا ہے؟

احادیث در باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

۱..... ''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتیٰ لا یقبلہ احد حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیھا'' ﴿حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ضرور اتریں گے۔ تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر۔ پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے (دوسری روایت میں حرب کے بجائے جزیہ کا لفظ ہے۔ یعنی جزیہ ختم کر دیں گے) اور مال کی وہ کثرت ہوگی کہ اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور (حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور) ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے

بہتر ہوگا۔ ﴾ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مسلم باب بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام، ترمذی، ابواب الفتن باب فی نزول عیسیٰ، مسند احمد مرویات ابوہریرہؓ)

صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰ) کو صلیب پر ''لعنت'' کی موت دی۔ جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا اور انبیاء کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی۔ حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا۔ جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ نہ میں نے صلیب پر جان دی نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لئے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے نہ تو اپنے پیرووں کے لئے سؤر حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور اس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہو کر سب لوگ ایک ملت اسلام میں شامل ہو جائیں گے اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیہ عائد کیا جائے گا۔

۲...... ایک اور روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ان الفاظ میں ہے کہ: ''لا تقوم الساعة حتیٰ ینزل عیسیٰ ابن مریم'' ﴿قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک نازل نہ ہولیں۔ عیسیٰ ابن مریم...... اور اس کے بعد وہی مضمون ہے۔ جو اوپر کی حدیث نمبر ۱ میں بیان ہوا ہے۔﴾

(بخاری کتاب المظالم، باب کسر الصلیب، ابن ماجہ کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال)

۳...... ''عن ابی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم'' ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ کیسے ہوگے تم جب کہ تمہارے درمیان ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہوگا۔ یعنی نماز میں حضرت عیسیٰ امامت نہیں کرائیں گے۔ بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہوگا۔ اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔﴾

(بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مسلم، بیان نزول عیسیٰ، مسند احمد، مرویات، ابی ہریرہؓ)

۴...... ''عن ابی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال ینزل عیسیٰ ابن مریم فیقتل الخنزیر ویمحوا الصلیب وتجمع له الصلوٰة ویعطی المال حتیٰ لا

یقبل ویضع الخراج وینزل الروحاء فیحج منها اویعتمر او یجمعهما " ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر وہ خنزیر کو قتل کردیں گے اور صلیب کو مٹادیں گے اور ان کے لئے نماز جمع کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور وہ خراج ساقط کردیں گے اور روحاء کے مقام پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں کو جمع کریں گے۔ (راوی کو اس میں شک ہے کہ حضور ﷺ نے ان میں سے کون سی بات فرمائی تھی)﴾ (مسند احمد ج۲ ص۲۹۰)

(اس زمانے میں جس صاحب "غلام احمد قادیانی" کو مثیل مسیح قرار دیا گیا ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں نہ حج کیا اور نہ عمرہ)

۵...... "عن ابی ہریرۃؓ (بعد ذکر خروج الدجال) فبینماهم یعدون للقتال یسوّون الصفوف اذا اقیمت الصلوٰة فینزل عیسیٰ ابن مریم فامهم فاذا رأه عدو الله یذوب کما یذوب الملح فی الماء فلوترکه لا نذاب حتیٰ یهلك ولکن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حربته " ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے (دجال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا) اس اثناء میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ صفیں باندھ رہے ہوں گے اور نماز کے لئے تکبیر اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں گے اور نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے اور اللہ کا دشمن (یعنی دجال) ان کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس کے حال ہی پہ چھوڑ دیں۔ تو وہ آپ ہی گھل کر مر جائے۔ مگر اللہ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور وہ اپنے نیزے میں اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔﴾

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الملاحم، مسلم ج۲ ص۳۹۲)

۶...... "عن ابی ہریرۃؓ ان النبی ﷺ قال لیس بینی وبینه نبی (یعنی عیسیٰ) وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض، بین ممصرتین کأن رأسه یقطروان لم یصبه بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویهلك الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویهلك المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصلی علیه المسلمون " ﴿ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور ان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ

اترنے والے ہیں۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا اور ایک میانہ قد آدمی ہیں۔ رنگ مائل بہ سرخی وسپیدی ہے۔ دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے۔ گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے۔ حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو پاش پاش کر دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹا دے گا اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے اور زمین میں وہ چالیس سال ٹھہریں گے۔ پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔﴾ (مسند احمد ج۲ ص۴۳۷)

۷...... ”عن جابر بن عبدالله قال سمعت رسول الله ﷺ فينزل عيسىٰ بن مريم عليه السلام فيقول اميرهم تعال فصل فيقول لا ان بعضكم علىٰ بعض امراء تكرمة الله هذه الامة “ ﴿حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ آئیے۔ آپ نماز پڑھائیے۔ مگر وہ کہیں گے کہ نہیں تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو۔ (یعنی تمہارا امیر خود تم ہی میں سے ہونا چاہئے) یہ وہ اس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے۔ جو اللہ نے اس امت کو دی ہے۔﴾ (مسلم، بیان نزول عیسیٰ ابن مریم، مسند احمد ج۳ ص۳۴۵)

۸...... ”عن جابر بن عبدالله (فی قصة ابن صياد) فقال عمر بن الخطاب اذن لی فاقتله يا رسول الله فقال رسول الله ﷺ ان يكن هو فلست صاحبه انما صاحبه عيسى ابن مريم عليه الصلوٰة والسلام وان لا يكن فليس لك ان تقتل رجلا من اهل العهد “ ﴿جابر بن عبداللہ (قصہ ابن صیاد کے سلسلے میں) روایت کرتے ہیں کہ پھر عمر بن خطاب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی شخص (یعنی دجال) ہے تو اس کے قتل کرنے والے تم نہیں ہو۔ بلکہ اسے تو عیسیٰ ابن مریم ہی قتل کریں گے اور اگر یہ وہ شخص نہیں ہے تو تمہیں اہل عہد (یعنی ذمیوں) میں سے ایک آدمی کو قتل کر دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔﴾

(مسند احمد ج۳ ص۳۶۸)

۹...... ”عن جابر بن عبدالله (فی قصة الدجال) فاذاهم بعيسىٰ ابن مريم عليه السلام فتقام الصلوٰة فيقال له تقدم يا روح الله فيقول ليتقدم امامكم فليصل بكم فاذا صلى صلوٰة الصبح خرجوا اليه قال فحين يرى

الکذاب ینماث کما نیماث الملح فی الماء فیمشی الیه فیقتله حتیٰ ان الشجر والحجر ینادی یا روح اللّٰه هذا الیهودی فلا یترك ممن کان یتبعه احدا الا قتله ”﴿ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ (دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا) اس وقت یکا یک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مسلمانوں کے درمیان آ جائیں گے۔ پھر نماز کھڑی ہوگی اور ان سے کہا جائے گا۔ اے روح اللہ آگے بڑھیئے۔ مگر وہ کہیں گے کہ نہیں تمہارے امام ہی کو آگے بڑھنا چاہیے۔ وہی نماز پڑھائے۔ پھر صبح کی نماز سے فارغ ہوکر مسلمان دجال کے مقابلے پر نکلیں گے۔ فرمایا جب وہ کذاب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو گھلنے لگے گا۔ جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے کہ اے روح اللہ یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ دجال کے پیروؤں میں سے کوئی نہ بچے گا۔ جسے وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) قتل نہ کر دیں۔ ﴾

(مسند احمد ج۳ ص۳۶۸)

۱۰...... ”عن النواس بن سمعان (فی قصة الدجال) فبینما هو کذالك اذا بعث اللّٰه المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهروذبین واضعاً کفیه علیٰ اجنحة ملکین اذا طأ طأراسه قطرو اذا رفعه تحدرمنه جمان کاللؤلؤ فلایحل لکافر یجدریح نفسه الامات ونفسه ینتهی الیٰ حیث ینتهی طرفه فیطلبه حتیٰ یدرکه بباب لد فیقتله ”﴿ حضرت نواس بن سمعان کلابی (قصہ دجال بیان کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں۔ اس اثناء میں کہ دجال یہ کچھ کر رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گا وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور لد کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔ ﴾ (مسلم ج۲ ص۴۰۱، ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، ترمذی، ابواب الفتن، باب فی فتنة الدجال ابن ماجہ، کتاب الفتن باب فتنة الدجال)

(لد فلسطین میں ریاست اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈہ بنا رکھا ہے)

۱۱...... ''عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین (لاادری اربعین یوماً او اربعین شهراً او اربعین عاماً) فیبعث اللہ عیسیٰ بن مریم کانه عروة بن مسعود فیطلبه فیهلکه ثم یمکث الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوة'' ﴿عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس (میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس سال رہے گا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا اپنا قول ہے) پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا۔ ان کا حلیہ عروہ بن مسعود (ایک صحابی) سے مشابہ ہوگا۔ وہ اس کا پیچھا کریں گے اور اسے ہلاک کردیں گے۔ پھر سات سال تک لوگ اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی۔﴾ (مسلم ج۲ص ۴۰۳)

۱۲...... ''عن حذیفة بن اسید الغفاری قال اطلع النبی ﷺ علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قالوا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتیٰ ترون قبلها عشر اٰیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ ابن مریم ویاجوج وماجوج وثلثة خسوف، خسف بالمشرق وخسف بالمغرب، وخسف بجزیرة العرب واٰخر ذالك نارتخرج من الیمن تطرد الناس الیٰ محشرهم'' ﴿حذیفہ بن اسید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے اور ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کیا بات ہورہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کررہے تھے۔ فرمایا وہ ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ دس نشانیاں یہ بتائیں: (۱) دھواں۔ (۲) دجال۔ (۳) دابۃ الارض۔ (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ (۵) عیسیٰ ابن مریم کا نزول۔ (۶) یاجوج وماجوج۔ (۷) تین بڑے خسف، ایک مشرق میں۔ (۸) دوسرا مغرب میں۔ (۹) تیسرا جزیرۃ العرب میں۔ (۱۰) سب سے آخر میں ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔﴾

(مسلم ج۲ص ۳۹۳، ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب امارات الساعة)

۱۳...... ''عن ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ عن النبی ﷺ عصابتان من امتی احرزهما اللہ تعالیٰ من النار عصابة تغزوالهند وعصابة تکون مع عیسیٰ ابن مریم علیه السلام'' ﴿نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ

حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔﴾

(مسند احمد ج۵ ص۲۷۸)

۱۴...... "عن مجمع بن جارية قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يقتل ابن مريم الدجال بباب لد" ﴿مجمع بن جاریہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ابن مریم دجال کو لد کے دروازے پر قتل کریں گے۔﴾ (مسند احمد، ترمذی ج۲ ص۴۸)

۱۵...... "عن ابی امامة الباهلي (في حديث طويل في ذكر الدجال) فبينما امامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح اذ نزل عليهم عيسىٰ بن مريم فرجع ذالك الامام ينكص يمشي قهقرىٰ ليتقدم عيسىٰ فيضع عيسىٰ يده بين كتفيه ثم يقول له تقدم فصل فانها لك اقيمت فيصلي بهم امامهم فاذا انصرف قال عيسىٰ عليه السلام افتحو الباب فيفتح ووراء ه الدجال ومعه سبعون الف يهودي كلهم ذوسيف محلي وساج فاذا نظر اليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء وينطلق هارباً ويقول عيسىٰ ان لي فيك ضربة لن تسبقني بها فيدركه عند باب اللد الشرقي فيهزم الله اليهود وتملأ الارض من المسلم كما يملأ الاناء من الماء وتكون الكلمه واحدة فلا يعبد الا الله تعالىٰ" ﴿ابوامامہ باہلی (ایک طویل حدیث میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ عین اس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ چکا ہوگا۔ عیسیٰ ابن مریم ان پر اتر آئیں گے۔ امام پیچھے پلٹے گا۔ تاکہ عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھیں۔ مگر عیسیٰ اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ یہ تمہارے لئے ہی کھڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہی نماز پڑھائے گا۔ سلام پھیرنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے دروازہ کھولو۔ چنانچہ وہ کھولا جائے گا۔ باہر دجال ستر ہزار مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ جونہی کہ عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی نظر پڑے گی وہ اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرے پاس تیرے لئے ایک ایسی ضرب ہے جس سے تو بچ کر نہ جا سکے گا۔ پھر وہ اسے لد کے مشرقی دروازے پر جالیں گے اور اللہ یہودیوں کو ہرا دے گا اور زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی۔ جیسے برتن پانی سے بھر جائے۔ سب دنیا کا کلمہ ایک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔﴾ (ابن ماجہ ص۲۹۸)

۱۶…… ’’عن عثمان بن ابی العاص قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول…… وینزل عیسیٰ ابن مریم علیه السلام عند صلوٰۃ الفجر فیقول له امیرهم یاروح اللہ تقدم صل فیقول هذہ الامة بعضهم امراء علیٰ بعض فیتقدم امیرهم فیصلی فاذا قضیٰ صلوٰته اخذ عیسیٰ حربته فیذهب نحو الدجال فاذا یراہ الدجال ذاب کما یذوب الرصاص فیضع حربته بین شندوته فیقتله وینهزم اصحابه لیس یومئذ شئ یوادی منهم احداً حتیٰ ان الشجر لیقول یامؤمن هذا کافر ویقول الحجر یا مؤمن هذا کافر‘‘ ﴿عثمان بن ابی العاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فجر کی نماز کے وقت اتر آئیں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ اے روح اللہ! آپ نماز پڑھایئے۔ وہ جواب دیں گے کہ اس امت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں۔ تب مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ لے کر دجال کی طرف چلیں گے۔ وہ جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا۔ جیسے سیسہ پگھلتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنے حربے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگیں گے۔ مگر کہیں انہیں چھپنے کو جگہ نہ ملے گی۔ حتیٰ کہ درخت پکاریں گے۔ اے مؤمن یہ کافر یہاں موجود ہے اور پتھر پکاریں گے کہ اے مؤمن، یہ کافر یہاں موجود ہے۔﴾ (مسند احمد ج۴ ص۲۱۷)

۱۷…… ’’عن سمرۃ بن جندب عن النبی ﷺ (فی حدیث طویل) فیصبح فیهم عیسیٰ ابن مریم فیهزمه اللہ وجنودہ حتی ان اجذم الحائط واصل الشجر لینادی یا مؤمن هذا کافر یستتربی، فتعال اقتله‘‘ ﴿سمرہ بن جندب (ایک طویل حدیث میں) نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت مسلمان کے درمیان عیسیٰ ابن مریم آ جائیں گے اور اللہ دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا۔ یہاں تک کہ دیواریں اور درختوں کی جڑیں پکار اٹھیں گی کہ اے مؤمن یہ کافر میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ آ اور اسے قتل کر۔﴾ (مسند احمد، حاکم ج۱ ص۳۲۹، باب صلوٰۃ الکسوف)

۱۸…… ’’عن عمران بن حصین ان رسول اللہ ﷺ قال لاتزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین علیٰ من ناوأهم حتیٰ یاتی امر اللہ تبارك وتعالیٰ وینزل عیسیٰ ابن مریم علیه السلام‘‘ ﴿عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا۔ جو حق پر قائم اور مخالفین پر

بھاری ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ آ جائے گا اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔﴾ (مسند احمد ج۴ ص۴۲۹)

۱۹…… ”عن عائشةؓ (فی قصة الدجال) فینزل عیسیٰ علیه السلام فیقتله ثم یمکث عیسیٰ علیه السلام فی الارض اربعین سنة اماماً عادلاً وحکماً مقسطاً“ ﴿حضرت عائشہؓ (دجال کے قصے میں) روایت کرتی ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں ایک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔﴾ (مسند احمد ج۶ ص۷۵)

۲۰…… ”عن سفینة مولیٰ رسول اللهﷺ (فی قصة الدجال) فینزل عیسیٰ علیه السلام فیقتله الله تعالیٰ عند عقبة افیق“ ﴿رسول اللہﷺ کے آزاد کردہ غلام سفینہ (دجال کے قصے میں) روایت کرتے ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو افیق کی گھاٹی کے قریب ہلاک کر دے گا۔ (افیق جو آج کل فیق کہلاتا ہے۔ شام اور اسرائیل کی سرحد پر موجود ریاست شام کا آخری شہر ہے۔ اس کے آگے مغرب کی جانب چند میل کے فاصلہ پر طبریہ نامی جھیل ہے۔ جس میں سے دریائے اردن نکلتا ہے اور اس کے جنوب مغرب کی طرف پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی راستہ ہے جو تقریباً ڈیڑھ دو ہزار تک گہرائی میں اتر کر اس مقام پر پہنچتا ہے۔ جہاں سے دریائے اردن طبریہ میں سے نکلتا ہے۔ اسی پہاڑی راستے کو عقبہ افیق یعنی افیق کی گھاٹی کہتے ہیں)﴾ (مسند احمد ج۵ ص۲۲۲)

۲۱…… ”عن حذیفة (فی ذکر الدجال) فلما قاموا یصلّون نزل عیسیٰ بن مریم امامهم فصلی بهم فلما انصرف قال هکذا فرجوا بینی وبین عدوالله…… ویسلط الله علیهم المسلمین فیقتلونهم حتیٰ ان الشجر والحجر لینادی یا عبدالله یا عبدالرحمن یا مسلم هذا الیهودی فاقتلهم فیفنیهم الله تعالیٰ ویظهر المسلمون فیکسرون الصلیب ویقتلون الخنزیر ویضعون الجزیة“ ﴿حضرت حذیفہ بن یمان (دجال کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں کہ: ”پھر جب مسلمان نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں گے تو ان کی آنکھوں کے سامنے عیسیٰ ابن مریم اتر آئیں گے اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے کہ میرے اور اس دشمن خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ اور اللہ دجال کے ساتھیوں پر مسلمان کو مسلط کر دے گا اور مسلمان انہیں خوب ماریں گے۔ یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے۔ اے

عبداللہ، اے عبدالرحمٰن، اے مسلمان ۔ یہ رہا ایک یہودی، مار اسے، اس طرح اللہ ان کو فنا کر دے گا اور مسلمان غالب ہوں گے اور صلیب توڑ دیں گے ۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ساقط کر دیں گے۔'' ﴾ (مستدرک حاکم ج۵ ص۶۹۰، حدیث نمبر۸۵۵۴، مسلم، فتح الباری ج۶ ص۴۵۰)

یہ اکیس روایات ہیں جو چودہ صحابیوں سے صحیح سندوں کے ساتھ حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں وارد ہوئی ہیں اور سند کے لحاظ سے قوی تر ہیں ۔ اس کے علاوہ دوسری بہت سی احادیث میں بھی یہ ذکر آیا ہے ۔

ان احادیث سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

ان احادیث کا قاری خود دیکھ لے گا کہ ان میں کسی ''مسیح موعود'' یا مثیل مسیح یا ''بروزی مسیح'' کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے ۔ نہ ان میں اس امر کی گنجائش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کر دے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں ۔ جس کے آنے کی سیدنا محمد ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی ۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں ان عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہیں ۔ جواب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ۔ اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں ۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھالانے پر قادر ہے ۔ وگرنہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار ہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے (انکار کرنے والے حضرات سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۹ ملاحظہ فرمالیں) جس میں اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ اس نے اپنے ایک بندے کو سو برس تک مردہ رکھا پھر زندہ کر دیا ۔ ''فاماته الله مائة عام ثم بعثه (بقرہ:۲۵۹)''

بہر حال اگر کوئی شخص حدیث کو مانتا ہو تو اسے یہ ماننا پڑے گا کہ آنے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہوں گے اور اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کی آمد کا قائل ہی نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ احادیث کے سوا کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے ۔ لیکن یہ ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے، اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے عیسیٰ ابن مریم ہوں گے نہ کہ کوئی مثیل مسیح ۔

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے ۔ وہ یہ

ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی مقرر ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا۔ نہ ان پر وحی نازل ہوگی۔ نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے۔ نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے۔ نہ ان کو تجدید دین کے لئے دنیا میں لایا جائے گا۔ نہ وہ آ کر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے۔ وہ صرف ایک کار خاص کے لئے بھیجے جائیں گے اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کر دیں۔ اس غرض کے لئے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا۔ انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ یہ عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں۔ وہ آ کر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہوگا۔ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے (اگرچہ دو روایتوں (نمبر۵، ۲۱) میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد پہلی نماز خود پڑھائیں گے۔ لیکن بیشتر اور قوی تر روایات (نمبر۳، ۷، ۹، ۱۵، ۱۶) یہی کہتی ہیں کہ وہ نماز میں امامت کرانے سے انکار کریں گے اور جو اس وقت مسلمانوں کا امام ہوگا۔ اسی کو آگے بڑھائیں گے اور اسی بات کو محدثین اور مفسرین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے)

اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا۔ اسی کو آگے رکھیں گے تاکہ اس شبہ کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابق پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لئے واپس آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر۔ پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آ کر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اور اسی بناء پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

علمائے اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ علامہ تفتازانی (۷۲۲ھ، ۷۹۲ھ) شرح عقائد نفسی میں لکھتے ہیں: ”ثبت انہ آخر الانبیاء…… فان قیل قدروی فی الحدیث نزول عیسیٰ علیہ السلام بعدہ قلنا نعم لکنہ یتابع محمداً علیہ السلام لأن شریعتہ قد نسخت فلا یکون الیہ وحی ولا نصب احکام بل یکون خلیفۃ رسول اللہ علیہ السلام “ ﴿یہ ثابت ہے کہ محمد ﷺ آخری

نبی ہیں...... اگر کہا جائے کہ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں آیا ہے۔ مگر وہ محمد ﷺ کے تابع ہوں گے۔ کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے۔ اس لئے نہ ان کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کریں گے۔ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔ ﴾ (طبع مصر ص ۱۳۵)

اور یہی بات علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں: ”ثم انہ علیہ السلام حین ینزل باق علیٰ نبوتہ السابقة لم یعزل عنها بحال لکنه لا یتعبد بها لنسخها فی حقه وحق غیرہ وتکلیفه باحکام هذا الشریعة اصلاً وفرعاً فلا یکون الیه علیه السلام وحی ولا نصب احکام بل یکون خلیفة الرسول الله ﷺ وحاکما من حکام ملته بین امة “ ﴿پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے۔ بہر حال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے۔ مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے اور اب وہ اصول اور فروع میں اس شریعت کی پیروی پر مکلف ہوں گے۔ لہٰذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور آپ کی امت میں ملت محمدیہ ﷺ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔ ﴾

(تفسیر روح المانی ج ۲۲ ص ۳۲)

امام رازیؒ اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں: ”انتها الانبیاء الیٰ مبعث محمد ﷺ فعند مبعثه انتهت تلك المدة فلا یبعد ان یصیر (ای عیسیٰ ابن مریم) بعد نزوله تبعاً لمحمد ﷺ “ ﴿انبیاء کا دور محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہو گئے تو انبیاء کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد محمد ﷺ کے تابع ہوں گے۔ ﴾

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۴۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا بلاتشبیہ اسی نوعیت کا ہوگا۔ جیسے ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر آکر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی

شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کر دے۔ کیونکہ یہ ان تمام کاموں کے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہوگا۔ جو اس کے دورِ صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آ جانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آ کر پھر نبوت کا منصب سنبھال لیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کر دیں یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سد باب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لئے نہ ہوگی۔

اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ ان کی سابقہ نبوت پر تو آج بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے۔ محمد ﷺ خود ان کی اس نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور آپ ﷺ کی ساری امت ابتداء سے ان کی مؤمن ہے۔ یہی حیثیت اس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے۔ بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی سابقہ نبوت ہی پر ایمان رکھیں گے۔ جس طرح آج رکھتے ہیں۔ یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اس وقت ہوگی۔

آخری بات جو ان احادیث سے اور بکثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دجال، جس کے فتنہ عظیم کا استیصال کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا۔ یہودیوں میں سے ہوگا اور اپنے آپ کو مسیح کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا۔ جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ سے اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے در پے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آخرکار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک ”مسیح“ آنے والا ہے۔ جو ان کو اس ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشین گوئیوں کی بناء پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع تھے۔ جو بادشاہ ہو کر، لڑ کر ملک فتح کرے۔ بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لا کر فلسطین میں جمع کر دے اور ان کی ایک زبردست

سلطنت قائم کر دے۔ لیکن ان کی ان توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے۔ اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود کے منتظر ہیں۔ جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربیوں کے ادبیات میں اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی وسیاسی لیڈر ہوگا۔ جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی ﷺ کی پیشین گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اس دجال اکبر کے ظہور کے لئے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے۔ جو حضور ﷺ کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا "مسیح موعود" بن کر اٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کئے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھنچ کھنچ کر چلے آ رہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنسدان اور ماہرین فنون اس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کے لئے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ اپنی میراث کا ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندرون، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز ونجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں۔ جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر دجال اکبر ان کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا۔ جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی ﷺ نے اکتفا نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا۔ اسی بناء پر آپ

فتنۂ دجال سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے۔

اس مسیح دجال کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کسی مثیل مسیح کو نہیں بلکہ اس اصلی مسیح کو نازل فرمائے گا۔ جسے دو ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے تھے۔ اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں بلکہ دمشق میں ہوگی۔ کیونکہ یہی مقام اس وقت عین محاذ جنگ پر ہوگا۔ دمشق اسرائیل کی سرحد سے بمشکل ۵۰،۶۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ پہلے جو احادیث نقل ہوئی ہیں۔ ان کے مضمون کے مطابق مسیح دجال ۷۰ ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصے میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام صبحدم نازل ہوں گے اور نماز فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے کر نکلیں گے۔ ان کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے (حدیث نمبر۲۱ میں جس کا ذکر ہے) اسرائیل کی طرف پلٹے گا اور وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آخرکار لد کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔

اس کے بعد یہودی چن چن کر قتل کئے جائیں گے اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائے گا۔ عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اظہار حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی اور تمام ملتیں ایک ہی ملت مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی۔ یہ ہے وہ حقیقت جو کسی اشتباہ کے بغیر احادیث میں صاف نظر آتی ہے۔ اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ مسیح موعود کے نام سے جو کاروبار ہمارے ملک میں پھیلایا گیا ہے وہ ایک جعل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

اس جعل سازی کا سب سے مضحکہ انگیز پہلو یہ ہے کہ جو صاحب اپنے آپ کو ان پیشین گوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لئے یہ دلچسپ تاویل فرمائی ہے۔ ”اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔ پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰ ملخص)

یعنی پہلے مریم بنے، پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔ اس کے بعد یہ مشکل پیش آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا۔ جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور و معروف مقام ہے اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری پرلطف تاویل سے یوں رفع کی گئی۔

''واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر من جانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے۔ جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔ دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۲ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

پھر ایک اور الجھن باقی یہ رہ گئی کہ احادیث کی رو سے ابن مریم کو ایک سفید منارہ کے پاس اترنا تھا۔ چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آ کر اپنا منارہ خود بنوالیا۔ اب اسے کون دیکھتا ہے کہ احادیث کی رو سے منارہ وہاں ابن مریم کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہئے تھا اور یہاں وہ مسیح موعود صاحب کی تشریف آوری کے بعد تعمیر کیا گیا۔

آخری اور زبردست الجھن یہ تھی کہ احادیث کی رو سے تو عیسیٰ ابن مریم کو لد کے دروازے پر دجال کو قتل کرنا تھا۔ اس مشکل کو رفع کرنے کی فکر میں پہلے طرح طرح کی تاویلیں کی گئیں۔ کبھی تسلیم کیا گیا کہ: ''لد بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۲۰، خزائن ج ۳ ص ۲۰۹)

پھر کہا گیا کہ: ''لد ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں۔ جب دجال کے بیجا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے۔ تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔'' (ازالہ اوہام ص ۷۳۰، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

لیکن جب اس سے بھی بات نہ بنی تو صاف کہہ دیا گیا کہ: ''لد سے مراد لدھیانہ ہے۔'' اور اس کے دروازے پر دجال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اشراء کی مخالفت کے باوجود وہیں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ (الہدیٰ ص ۹۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۳۴۱)

ان تاویلات کو جو شخص بھی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا۔ اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹے بہروپ کا صریح ارتکاب ہے جو علی الاعلان کیا گیا ہے۔

(حصہ دوم)

مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ …… مرزا قادیانی کے الفاظ میں

اس جعلساز اور بہروپیئے (مرزا غلام احمد قادیانی لعنۃ اللہ علیہ) نے مسیح موعود ہونے کے علاوہ اور بھی بہت سے دعوے کیے اور کئی روپ دھارے۔ محدثیت کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ”میں محدث ہوں۔“ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

مجددیت کا دعویٰ ان الفاظ میں کیا۔

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دین وراہنما باشد

مجھے غیب سے خوشخبری ملی ہے کہ میں وہ مرد ہوں کہ دین کا مجدد اور راہنما ہوں۔

(تریاق القلوب ص ۲، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

غلام احمد قادیانی ملعون مہدویت کا اعلان کرتے ہوئے: ”میں مہدی ہوں۔“

(معیار الاخیار ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۴۶)

آیت ”مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد“ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے اور ”اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے۔ وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ”ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد“ مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳)

اگرچہ اس عبارت میں مرزا قادیانی نے لکھ دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فقط احمد ہی نہیں۔ بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ ان الفاظ کے لکھنے سے یہ مقصد نظر آتا ہے کہ اگر ابتداء میں ہی صاف طور پر لکھ دیا کہ آنحضرت ﷺ احمد نہیں تھے تو عامۃ المسلمین متنفر ہو جائیں گے۔ لیکن آیت کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے نہ تھی۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے تھی۔

تریاق القلوب میں مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

میں مسیح زمان ہوں، میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد مجتبیٰ ہوں۔

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

دوسری جگہ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے: ”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔“ (حقیقت الوحی ص ۷۲ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

اپنی اسی کتاب میں پھر لکھتا ہے: ”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں، یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ ظہور ہو۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۴، ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

اپنی جھوٹی نبوت اور مسیحیت کی شان دوبالا کرنے کے لئے یوں گویا ہوا۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

ان حوالہ جات سے روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ غلام احمد نے کس دیدہ دلیری سے تمام انبیاء علیہم السلام کے نام اپنی طرف منسوب کئے ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جاتی ہے۔ گویا تمام انبیاء کے مقابل پر اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ فرداً فرداً ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کمال عطاء کئے گئے تھے وہ مجموعی طور پر وہ سارے کے سارے کمالات محمو مرزا کو دیئے گئے ہیں۔

مرزا قادیانی کھلے الفاظ میں اعلان کرتے ہیں۔

آدم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داداست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

میں آدم ہوں، نیز احمد مختار ہوں۔ میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں۔ خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں۔ ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دے دیا ہے۔ مرزا اپنے آپ کو کسی نبی سے درجہ میں کم نہیں سمجھتا۔ اسی ادّعاء ناروا کو اس شعر میں دہرایا ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں۔ میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ مرزا لعین نے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ میں نبوت کی ایسی معجون ہوں جو تمام نبیوں کے کمالات سے مرکب ہوں۔ بلکہ اس سے اوپر بھی ایک اور چھلانگ لگا کر دنیا کو اطلاع دی ہے کہ میں وہ تھیلا ہوں کہ جس میں تمام نبی بھرے ہیں۔ چنانچہ مرزا ملعون لکھتا ہے۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸)

میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا۔ ہر رسول میرے پیراہن میں چھپا ہوا ہے۔ **(معاذ الله من هذا لهفوات)** ایک جگہ اپنی بڑائی کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰، خزائن ج۲۱ ص۱۱۷، ۱۱۸)

مرزا قادیانی اپنا الہام بیان کرتے ہوئے: ”**لولاك لما خلقت الافلاك**“ اے مرزا!! اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ (تذکرہ ص۶۱۲)

دوسرا الہام ان الفاظ میں ہوتا ہے۔ ’’كل لك ولامرك‘‘ سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہے۔ (تذکرہ ص۷۰۶)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’فجعلنى الله آدم اعطانى كلما اعطالابى البشر وجعلني بروز الخاتم النبيين وسيد المرسلين‘‘ خدا نے مجھے آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں جو ابوالبشر آدم کو دی تھیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۶۷، خزائن ج۱۶ ص۲۵۴)

اسی کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے: ’’اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت ’’وآخرين منهم‘‘ دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا۔ جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطاء کیا۔ تاکہ یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا (یعنی مرزا کا) ظہور بعینہ آنحضرت ﷺ کا ظہور تھا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱، خزائن ج۱۷ ص۲۶۳)

اسی مفہوم کو دوسری جگہ دہرایا ہے: ’’وانزل الله على فيض هذا الرسول (محمد) فاتمه واكمله وجذب الىٰ لطفه وجوده حتىٰ صارو جودى وجوده فمن دخل فى جماعتى دخل فى صحابة سيدى خير المرسلين وهذا معنى وآخرين منهم‘‘

خدا نے مجھ مرزا پر اس رسول کا فیض اتارا اور اس کو پورا کیا اور مکمل کیا اور میری طرف اس رسول کا لطف اور جود پھیرا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس اب جو کوئی میری جماعت (یعنی جماعت احمدیہ) میں داخل ہوگا۔ وہ میرے سردار خیر المرسلین کے اصحاب میں داخل ہوجائے گا۔ یہی معنی ہیں ’’وآخرين منهم‘‘ کے۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۸، ۲۵۹)

مرزا قادیانی کو ’’الہام‘‘ ہوتا ہے۔ ’’محمد مفلح‘‘ اس کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی۔ ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ نے میرا ایک اور نام رکھا ہے۔ جو پہلے کبھی سنا بھی نہیں۔ تھوڑی سی غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا۔‘‘ (تذکرہ ص۵۵۷)

مرزا قادیانی کہتا ہے: ’’میں وہی مہدی ہوں، جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۸)

مرزا قادیانی کو ایک شعر الہام ہوتا ہے۔

مقام او مبیں از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

(تذکرہ ج ۶۰۴)

اس کے یعنی مرزا قادیانی کے مقام کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو۔ مرزا قادیانی کے زمانے کے لئے رسول بھی فخر اور ناز کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کے بیٹے محمود احمد کی پیدائش کے بعد اسی نوزائیدہ بچے کے متعلق مرزا قادیانی پر ایک الہام ان الفاظ میں برستا ہے۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

(تریاق القلوب ص ۴۲، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۹)

اے فخر رسل تیرا قرب ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ تو دیر سے آیا ہے اور دور کے راستہ سے آیا ہے۔ ”دافع البلاء“ میں مرزا رقم طراز ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

اسی کتاب میں لکھا ہے۔ اے عیسائی مشنریو ”یا ربنا المسیح“ مت کہو۔ دیکھو آج تم میں ایک ہے۔ جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔“
(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

ازالہ اوہام میں اپنے عقیدے کا اظہار اس شعر میں کرتا ہے۔

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

میں وہ ہوں کہ جو حسب بشارات آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر پاؤں رکھے۔

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

اپنے اسی اعتقاد کی وضاحت یوں کرتا ہے۔ ”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا ہے۔ جو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

اسی کتاب میں کہتا ہے: ”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

ایک جگہ یوں لکھا ہے: ”مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔“

(کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷)

اسی کتاب میں دوبارہ کہتا ہے: ”مثیل موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم، ابن مریم سے بڑھ کر۔“ (کشتی نوح ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴)

مرزا غیظ وغضب کی حالت میں لکھتا ہے: ”پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۹)

مرزا قادیانی کے ان حوالہ جات سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا ملعون اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل واعلیٰ قرار دے رہا ہے اور اعلان کر رہا ہے کہ میں پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہوں اور یہ فضیلت جزوی نہیں بلکہ کلی ہے اور غیر نبی کو نبی پر فضیلت کلی ہو نہیں سکتی۔

مرزا قادیانی فخریہ لکھتا ہے: ”اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

اپنی جھوٹی شان کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسینؓ است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو حسینؓ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔

اعجاز احمدی میں مرزا رقم طراز ہے: ”شتان ما بینی وبین حسینکم فانی اؤید کل آن وانصر واما حسین فاذکروا دشت کربلا الیٰ ھذا الایام تبکون فانظروا“ (اعجاز احمدی ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسینؓ پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک روتے ہو پس سوچ لو۔

"انی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدیٰ فالفرقِ اجلیٰ واظہر"
میں محبت کا کشتہ ہوں۔ مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق بیّن وظاہر ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

قارئین کرام! مرزا ملعون کن مکروہ الفاظ اور متکبرانہ انداز میں امام حسینؓ سے افضلیت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ حضرت امام حسینؓ کے ایثار عظیم الشان قربانی اور شہادت عظمیٰ کی تعریف میں دنیا کی تمام غیر مسلم اقوام تک رطب اللسان ہیں۔ کربلا کے معرکہ حق وباطل میں حضرت امام حسینؓ نے جس عزم، جرأت، صبر واستقلال اور بہادری کا اعلیٰ ترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ اس عظیم الشان شہادت کے سامنے مرزائے قادیانی ملعون کو پیش کرنا آفتاب کے سامنے چمگادڑ کو لانا ہے۔

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

کہاں حضرت امام حسینؓ کا ایثار، صبر واستقامت حق اور کہاں مرزا کی بزدلی کہ ایک معمولی مجسٹریٹ کی چشم نمائی پر فوراً لکھ دیا کہ میں کسی مخالف کے متعلق موت وعذاب وغیرہ کی اندازی پیش گوئی اس کی اجازت کے بغیر شائع نہ کروں گا۔ اتنا ڈرپوک اور بزدل ہونے کے باوجود یہ دعویٰ کرنا کہ سو حسینؓ میری جیب میں ہیں۔ انتہائی کذب آفرینی نہیں تو اور کیا ہے؟

یہاں پر مرزا قادیانی کے چیلوں (مرزائیوں سے) ایک سوال ہے کہ تمہارے مرزا قادیانی نے جو کہا ہے کہ "انی قتیل الحب" تو مرزا قادیانی کس کی محبت کا کشتہ تھا؟ جواب دیتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ کہیں محمدی بیگم کا نام نہ لے لینا۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو اسی کی محبت کا کشتہ تھا اور مرتے ہوئے بھی حسرت نکاح دل میں ہی گئی۔

مرزا قادیانی کہتا ہے: "ما انا الا کالقراٰن وسیظہر علی یدی ما ظہر من الفرقان" "میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ جو کچھ کہ قرآن سے ظاہر ہوا۔ (تذکرہ ص ۶۷۴)

دوسری جگہ لکھتا ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمین است ایمانم

آں یقینے کہ بود عیسیٰ را برکلامے کہ شد بر او القا
واں یقین کلیمؑ بر تورات واں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

جو کچھ میں وحی خدا سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے خطاء سے پاک سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح تمام غلطیوں سے مبرّا ہے۔ وہ یقین جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کلام پر تھا جو ان پر نازل ہوا۔ وہ یقین جو حضرت موسیٰ کو تورات پر تھا۔ وہ یقین جو سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قرآن پر تھا۔ وہی یقین مجھے اپنی وحی پر ہے۔ اس یقین میں میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں۔ جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے۔ اسی باطل عقیدے کا دوسری جگہ یوں مظاہرہ کیا۔

”یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا۔ یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔“

(تجلیات الٰہیہ ص۲۰، خزائن ج۲۰ ص۴۱۲)

قرآن مجید ایسی کتاب ہے کہ عرب جنہیں اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت پر بڑا ہی فخر و ناز تھا۔ باوجود اہل زبان ہونے کے وہ بھی اس پاک کتاب کا مقابلہ نہ کر سکے۔ ان کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی شاعر کوئی قصید یا اشعار لکھتا تو اسے خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ لٹکا دیا جاتا۔ وہ قصیدہ اس وقت تک وہاں لٹکتا رہتا جب تک کہ کوئی دوسرا نیا لکھ کر نہ لاتا۔ پھر ان دونوں کا الفاظی اور مفہومی لحاظ سے موازنہ کیا جاتا۔ جس کے الفاظ اور جس کا مفہوم بہتر ہوتا۔ اسے وہاں پر لٹکا دیا جاتا۔ جب قرآن پاک کی سورۃ کوثر ”انا اعطینك الكوثر“ نازل ہوئی تو نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت عثمانؓ نے اسے خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ لٹکایا۔ تمام اہل عرب اس کا مطلب، مقصد، مدعا اور مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر کوئی بھی اس کا عقدہ حل نہ کر سکا۔ بالآخر شام سے ایک پادری کو جب کتب سماویہ کا عالم ہونے کے علاوہ عربی لغت کا بھی واقف تھا، بلایا گیا۔ اس نے اسے دیکھنے اور موازنہ کرنے کے بعد اس کے نیچے لکھ دیا۔ ”واللہ ما هذا كلام

البشر ''اللہ کی قسم یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔ اسی لئے تو اس واضح چیلنج'' **فأتوا بسورة من مثله** '' کے باوجود کوئی ایک آیت بھی اس کے مقابلے میں نہ لا سکا۔ عرب جس پاک کتاب کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہے۔ (باوجود اہل زبان ہونے کے) مرزا قادیانی اپنے آپ کو اور اپنی وحی کو اس کے ساتھ مناسبت دیتا ہے کہ میں قرآن ہی کی طرح ہوں۔

مرزا قادیانی کے مخلص چیلو

جب غلام احمد قرآن ہی کی طرح ہے تو پھر تمہیں قرآن مجید کے درس اور قرآن کے اردو، انگریزی اور دیگر زبانوں کے ترجموں کی کیا ضرورت ہے۔ جب مرزا ملعون کا دعویٰ ہے کہ میں قرآن ہی کی طرح ہوں اور وہ اپنا فوٹو (تصویر) بھی کھچوا کر تمہیں دے گیا ہے۔ پس تمہیں جہاں کہیں بھی قرآن حکم یا کسی زبان میں اس کی تفسیر کی ضرورت محسوس ہو۔ غلام احمد کی تصویر (فوٹو) وہاں بھیج دیا کرو۔ بڑا ہی آسان نسخہ ہے۔ ہینگ لگے نہ پھٹکری رنگ بھی چوکھا آئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: ''شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ اسود منم''

(تذکرہ ص ۳۶)

ایک صاحب نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ حجر اسود میں ہوں۔

مرزا قادیانی کہتا ہے۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص ۵۲)

قادیانیو!

یہاں اس شعر میں تو آپ کے حضرت نے کمال ہی کر دیا۔ کیا یہی وہ مرزا کا ایجاد کردہ علم کلام ہے۔ جس پر تمہیں ناز ہے؟ ذرا کان کھول کر سنو۔ مرزا کہتا ہے کہ قادیان کی زمین قابل عزت ہے اور لوگوں کا ہجوم زیادہ ہونے کی وجہ سے ''ارض حرم'' بن گئی ہے۔ اب تو تمہیں حج کرنے کے لئے کعبۃ اللہ جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ قادیان کی زمین ''ارض حرم'' بن گئی ہے۔ مرزا حجر اسود ہے۔ (اب مرزا قادیانی کے مزار کے بوسے لئے جاتے ہیں) ''**انا اعطینک الکوثر**'' مرزا قادیانی کا الہام پہلے سے موجود ہے۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۹)

قادیان کی کسی گندی ڈھاب کو آب زمزم سمجھ لو۔ سب کچھ پورا ہو گیا۔ مگر ایک بات یاد رکھنا کہ ''قادیان'' وہی جگہ ہے جس کے متعلق تمہارے مجدد، ظلی اور بروزی نبی کا الہام ہے۔

"اخرج منه الیزیدیون" قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص۷۲ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۳۸، البشریٰ ج۲ ص۱۹)

قادیان ارض حرم ہو یا یزیدیوں کے رہنے کی جگہ۔ ہمیں اس سے کیا مطلب۔ تم جانو اور تمہارا کام۔ اگر تمہیں جرأت اور حوصلہ ہو تو ایک سوال کا جواب ضرور دینا۔ وہ یہ کہ مرزا قادیانی کہہ گیا ہے کہ لوگوں کا ہجوم زیادہ ہونے کی وجہ سے قادیان ارض حرم بن گیا ہے۔ اگر انسانوں کے ہجوم اور جمگھٹے سے کوئی جگہ "ارض حرم" بن جاتی ہے تو تم نیویارک اور لندن کو کعبہ کب بناؤ گے؟

مرزا قادیانی پر چند الہام ان الفاظ میں برستے ہیں: "وما ارسلنك الا رحمة للعالمین" اے مرزا ہم نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہانوں کے لئے۔ تجھے رحمت بنائیں۔

(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص۷۸)

"داعی الی الله" اور سراج منیر یہ دو نام اور دو خطاب خاص آنحضرتﷺ کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں۔ پھر وہی دونوں خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے ہیں۔

(اربعین نمبر۲ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۳۵۰،۳۵۱)

"اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے۔"

(چشمہ معرفت ص۷۷، خزائن ج۲۳ ص۸۵)

"میں ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔" (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸)

"ہے کرشن جی رودر گوپال۔" (البشریٰ ج۱ ص۵۶، تذکرہ ص۶۲۰)

"برہمن اوتار (یعنی مرزا قادیانی) سے مقابلہ اچھا نہیں۔" (تذکرہ ص۶۲۰)

"آریوں کا بادشاہ۔" (تذکرہ ص۶۷۲)

"امین الملک جے سنگھ بہادر۔" (البشریٰ ج۲ ص۱۱۸)

"ان قدمی علی منارة ختم علیه کل رفعة" میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں کل بلندیاں ختم ہو چکی ہیں۔ (خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ ص۷۰)

"آسمان سے کئی تخت اترے۔ مگر میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔"

(البشریٰ ج۲ ص۵۶)

"اتانی مالم یؤت احداً من العلمین" خدا نے مجھے وہ چیز دی۔ جو جہاں کے لوگوں میں سے کسی کو نہ دی۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

قارئین کرام

ان الہامات میں عجیب وغریب دعاوی اور نام مرزا کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ فرد واحد اتنے ناموں اور عہدوں کا مصداق کس کس طرح ہوسکتا ہے۔ کیا کوئی مرزائی ایسا بھی ہے جو اپنے گورد کی ان بھول بھلیوں کو حل کرے؟ مرزا قادیانی نے خود بھی کئی جگہ لکھا ہے اور مرزائی بھی اسی لکیر کے فقیر ہیں کہ حدیث میں مسیح ناصری اور مسیح موعود کے دو علیحدہ علیحدہ حلئے موجود ہیں۔ اس لئے مسیح ناصری ان دو حلیوں کا مصداق نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ خود مرزا قادیانی کے ڈھانچے میں محمد، احمد، عیسیٰ، موسیٰ، ابراہیم، کرشن، برہمن، اوتار، جے سنگھ بہادر وغیرہ وغیرہ مختلف ہستیاں کس طرح جمع ہوسکتی ہیں؟

مرزا اپنا الہام بیان کرتے ہوئے: ”**يحمدك الله من عرشه يحمدك الله ويمشى اليك**“ خدا عرش پر سے تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵)

مرزا قادیانی نے یہ نہیں بتایا کہ خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کے پاس پہنچا بھی تھا یا نہیں؟ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ ”**انت اسمى الاعلى**“ اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔ (البشریٰ ج۲ ص۶۱)

واہ کرشن قادیانی یہاں تو تو نے غضب ہی کر دیا۔ یہ الہام شائع کرتے وقت اتنا نہ سوچا کہ عیسائی اور آریہ سماجی کیا کہیں گے کہ مرزا قادیانی کی پیدائش سے پہلے مسلمانوں کو خدا کا اعلیٰ نام تک معلوم نہ تھا اور قرآن وحدیث خداوند کریم کے اعلیٰ اور ذاتی نام سے بالکل خالی تھے۔ مرزا قادیانی کے اس نئے اور اچھوتے انکشاف سے پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نام غلام احمد ہے۔

مرزا قادیانی کا ایک الہام ”انت مدينة العلم“ اے مرزا تو علم کا شہر ہے۔

(البشریٰ ج۲ ص۶۱)

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: ”**انا مدينة العلم وعلّى بابها**“ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ مگر قادیانی کرشن کہتا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں۔ مرزائیو! سچ سچ کہنا کہ تم حدیث شریف کو سچا جانتے ہو یا اپنے کرشن قادیانی کے الہام کو؟ مرزا قادیانی کہتا ہے: ”انی همى الرحمن“ میں خدا کی باڑھ ہوں۔ (البشریٰ ج۲ ص۸۹)

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں خدا کی باڑھ ہوں۔ زمیندار کھیت کے گرد جو باڑھ

لگاتے ہیں۔ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ کھیت کی حفاظت کی جائے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا الہام کنندہ اتنا کمزور ہے کہ اسے اپنی حفاظت کے لئے مرزا قادیانی سے حفاظت کرانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور یہ الہام کنندہ مرزا قادیانی کی طرح ڈرپوک اور کمزور دل ہوگا۔ ”ہمارا رحمٰن ورحیم خدا تو قادر مطلق ہے۔“

مرزا قادیانی کا الہام

”انی مع الاسباب اٰتیك بغتة انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب“ میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا۔
(البشریٰ ج۲ص۷۹)

مرزائیو! تمہارے گورو کا الہام کنندہ کہہ رہا ہے کہ میں خطا کروں گا۔ کیا خدائے واحد وقدس بھی خطا کیا کرتا ہے؟ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی جو خطاؤں اور اجتہادی غلطیوں کے جال میں۔ ساری عمر پھنسا رہا۔ یہ دراصل اس کا اپنا قصور نہیں۔ بلکہ اس کے الہام کنندہ کا چلن ہی ایسا تھا کہ وہ خود بھی خطاؤں نسیان کے چکر سے باہر نہ تھا۔ اسی لئے تو مرزا قادیانی کو تمام عمر اس گورکھ دھندے میں پھانسے رکھا۔ سچ ہے۔

ما مریدان روبسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رخ بسوئے خانہ خمار دارد پیرما

مرزا قادیانی کو الہام ہوا ہے: **”اصلی واصوم اسهرو انام“** میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ (البشریٰ ج۲ص۷۹)

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق ارشاد ہے۔ **”لا تاخذه سنة ولا نوم“** نہ اللہ تعالیٰ پر اونگھ غالب آتی ہے نہ نیند۔ لیکن مرزا قادیانی کو الہام ہو رہا ہے کہ میں جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ اب یہ مرزائیوں کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے سامنے اعلان کر دیں کہ ان دونوں میں سے کس نظریئے کو صحیح سمجھتے ہیں؟

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیش گوئیاں لکھیں۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تأمل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا۔ جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت

نہایت رقت کا عالم تھا۔ اس خیال سے کہ کس قدر خداتعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلاتوقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا۔ کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو۔ وہ اس میں شک نہیں کرسکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سناتا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک روایت کا گواہ ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا۔ جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷)

مرزائیو! قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ ''لیس کمثلہ شیٔ '' کہ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں۔ خدائے واحد کی ذات عالی تشبیہات سے منزہ ہے۔ لیکن تمہارا مرزا قادیانی قرآن حکیم کے اس محکم اصول کے خلاف لکھ گیا ہے کہ ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خداوند تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ خوف خدا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تم ہی بتادو کہ بے مثل کا تمثل کس طرح ہوسکتا ہے؟ اور غیر محدود کا تمثل محدود ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جواب دیتے وقت بے پر کی مت اڑانا اور اگر ہمت ہے تو قرآن کریم کی کوئی آیت نقل کرنا جس سے تمثیلی طور پر خدا کی زیارت کا ثبوت مل سکے۔ مرزا قادیانی کے اسی کشف کے متعلق دوسرا سوال یہ ہے کہ اپنی پیش گوئیوں کی تصدیق کے لئے جو کاغذات مرزا قادیانی نے خداتعالیٰ کے سامنے پیش کئے اور اللہ تعالیٰ نے سرخی کے قلم سے ان پر دستخط کر دیئے۔ جب سرخ رنگ مادی اور حقیقی تھا۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ کاغذات بھی مادی ہی ہوں گے۔ تب مرزائی بتائیں کہ وہ کاغذ کہاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کس زبان کے حروف میں دستخط کئے تھے؟ ساتھ ہی یہ بھی بتایا جائے کہ پیش گوئیاں کس کس کے متعلق تھیں؟ اور باوجود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تصدیق ہو جانے کے وہ پوری ہوئیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ارادۂ الٰہی سے قلم پر زیادہ رنگ آ گیا تھا یا خدا کے ارادے کے بغیر ہی قلم نے زیادہ رنگ اٹھا لیا؟

مرزا قادیانی دجال کہتا ہے: ''میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خداتعالیٰ کی عدالت میں ہوں۔ میں منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہے۔ اتنے میں جواب ملا ''اصبر سنفرغ یا مرزا '' کہ اے مرزا صبر کر ہم عنقریب فارغ ہوتے ہیں۔ پھر میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں

کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف ایک رشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک مسل لئے ہوئے پیش کر رہا ہے۔ حاکم نے مسل اٹھا کر کہا کہ مرزا قادیانی حاضر ہے تو میں نے ایک باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوئی اس نے مجھے کہا کہ اس پر بیٹھو اور اس نے مسل ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔ اتنے میں میں بیدار ہو گیا۔“ (ملفوظات ج۵ ص۵۲)

۱...... مرزا قادیانی ملعون کے اس خواب سے کئی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجسم ہے۔ جو میز کرسی لگائے کچہری کا کام کر رہا ہے۔

۲...... خداوند کریم کو معمولی جج یا مجسٹریٹ کی طرح ایک منشی یا کلرک کی بھی ضررت ہے۔

۳...... خدا لوگوں کے مقدمات کے جھمیلے میں اس قدر پھنسا ہوا ہے کہ اسے بصد مشکل کسی سے بات کرنے کی فرصت ملتی ہے۔

۴...... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”سنفرغ لکم ایها الثقلن“ یعنی اے جنوں اور انسانوں کے دونوں گروہو۔ ہم تمہاری طرف جلد متوجہ ہوں گے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے مولوی محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور نے بیان القرآن میں لکھا ہے: ”اور یہاں متوجہ ہونے سے مراد سزا دینے کے لئے متوجہ ہونا ہے اور معمولی معنی لے کر بھی مراد وہی ہوگی۔ یعنی سخت سزا دینا کیونکہ کسی چیز کے لئے فارغ ہونا اکثر تہدید کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ پس سفرغ یا مرزا قادیانی سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو سخت ڈانٹ دی ہے کہ اے مرزا ہم عنقریب تجھ کو سخت اور دردناک سزا دیں گے۔ مرزائیو! ذرا یہ تو بتانا کہ تمہارے کرشن جی مہاراج کو اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت سزا مل چکی ہے یا قیامت کے دن ملے گی۔“

مرزا قادیانی کو الہام ہوا: ”انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی“ اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید وتفرید کے ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

قادیانیو! جب خدائے واحد وقدوس بے مثل ہے تو اس کی توحید وتفرید بھی بے مثل ہوگی یا نہیں؟ اپنے گورو کو خداوند عالم کی توحید وتفرید کی مانند تسلیم کر لینے کے بعد بھی تم کہہ سکتے ہو کہ خدا کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں؟ تم غور نہیں کرتے کہ جب مرزا قادیانی خدا کی توحید وتفرید کی مانند ہو گیا تو پھر توحید کہاں رہی۔

مرزا قادیانی اپنے الہامات بیان کرتا ہے۔ ”انت منی بمنزلة ولدی“ اے مرزا

تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

''انت منی بمنزلة اولادي'' تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔
(البشریٰ ج۲ ص۶۵)

''مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔'' (توضیح مرام ص۲۷، خزائن ج۳ ص۶۴)

مرزائیو! تمہارے حضرت نے تو کہا تھا کہ میں بالکل قران ہی کی طرح ہوں اور مجھ سے وہی ظاہر ہوگا جو قرآن سے ظاہر ہوا۔ لیکن یہاں تو اصول قرآنی کے صریحاً خلاف الہامات کے چھینٹے برس رہے ہیں۔ قرآن کریم نے نہایت ہی زبروست الفاظ میں تردید کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا۔ جیسا کہ فرمایا ہے: ''وقالو اتخذ الرحمن ولداً لقد جئتم شیأ ادّا تکاد السموت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولداً وما ینبغی للرحمن ان یتخذوا ولداً (مریم:۸۸،۹۰)'' ﴿(مرزا قادیانی اور اس کے چیلے) کہتے ہیں کہ رحمٰن نے (مرزا قادیانی کو) بیٹا بنایا۔ (مرزائیو) یقیناً تم ایک خطرناک بات کر گزرے۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ (مرزائی) رحمٰن کے لئے بیٹے کا دعویٰ کرتے ہیں اور رحمٰن کو شایان نہیں کہ وہ بیٹا بنائے۔﴾

ان آیات میں کن زوردار اور ہیبت ناک الفاظ میں تردید کی گئی ہے کہ خدائے رحمٰن نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے کہ وہ بیٹا بنائے۔

مرزا قادیانی کے مریدو

جواب دو کہ اپنے گورد کے دونوں الہاموں میں سے کس کو سچا سمجھتے ہو اور کس کو غلط؟ اگر اس الہام کو صحیح مانتے ہو کہ میں بالکل قرآن ہی کی طرح ہوں اور مجھ سے وہی ظاہر ہوگا جو قرآن سے ظاہر ہوا تو دوسرے الہام کہ اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے کے متعلق کیا کہو گے؟ قرآن پاک عقیدہ ابنیت کی بیخ کنی کر رہا ہے اور مرزا قادیانی کا الہام اسے خدا کا بیٹا بنا رہا ہے۔ مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سرك سرى'' اے مرزا تیرا بھید میرا بھید ہے۔
(البشریٰ ج۲ ص۱۲۹)

''ظهورك ظهورى'' اے مرزا تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۶)

ان دونوں حوالہ جات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ خدا نے مرزا قادیانی کو فرمایا کہ اے

مرزا میں اور تو دونوں ایک ہی ہیں۔ ہم میں کوئی فرق نہیں۔ عیسائیوں کے ہاں باپ بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر ایک خدا بنتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے تیسرے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ ایک خدا تو عالم بالا میں ہے۔ دوسرا مرزا قادیانی کی شکل میں زمین پر نازل ہوا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ”خدا قادیان میں نازل ہوگا۔“ (البشریٰ ج۱ ص۵۶)

لیکن پھر بھی دو خدا نہیں۔ بلکہ ایک ہی خدا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا ظہور خدا کا ظہور ہے۔ مرزا قادیانی کے اسی عقیدے کی وضاحت اس عبارت سے ہو رہی ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ”رایتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو ولم یبق لی ارادة ولا خطرة وبین ما انا فی هذه الحالة کنت اقول انا نرید نظاماً جدیدا سماء جدیدة وارضاً جدیدة فخلقت السموت والارض اوّلا بصورتة اجمالیة لا تفریق فیها ولا ترتیب ثم فرقتها ورتبتها وکنت اجد نفسی علیٰ خلقها کالقادرین ثم خلقت السماء الدنیا وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح ثم قلت الان نخلق الانسان من سلالة من طین فخلقت اٰدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم وکنا کذالك الخالقین “میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں اور نہ میرا ارادہ باقی رہا اور نہ خطرہ۔ اسی حال میں (جب کہ میں بعینہ خدا تھا) میں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان اور زمین اجمالی شکل میں بنائے۔ جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کر دی اور ترتیب دی اور میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ”انا زینا السماء الدنیا بمصابیح “پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا اور اس طرح سے میں خالق ہو گیا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴،۵۶۵، خزائن ج۵ ص۵۶۴،۵۶۵)

قادیانیو! بتاؤ اور سچ بتاؤ کہ تمہارے مرزا ملعون نے خدا ہونے میں کون سی کسر باقی چھوڑی ہے؟ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نے یقین کر لیا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ فرعون نے بھی تو یہی کہا تھا۔ ”انا ربکم الا علیٰ“ بتاؤ کہ مرزا قادیانی اور فرعون کے الفاظ میں کیا فرق ہے؟

مرزا قادیانی دجال نے صرف یہی نہیں کہا کہ میں خدا ہوں اور میں نے زمین اور آسمان پیدا کئے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہے: ”اعطیت صفة الافناء والاحیاء“

مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۳، خزائن ج ۱۶ ص ۵۶،۵۵)

مرزا مفتری اپنا الہام بیان کرتا ہے: ”انما امرك اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون “اے مرزا تحقیق تیرا ہی حکم ہے۔ جب تو کسی شے کا ارادہ کرے تو اس سے کہہ دیتا ہے۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۹۴)

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کو کن فیکون کے اختیارات حاصل ہیں۔ زندہ کرنے اور فنا کرنے کی صفت بھی مرزا قادیانی میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی نے نئے آسمان اور زمین بھی بنائے۔ آدم علیہ السلام کو بھی پیدا کیا۔ اب یہ بتانا قادیانیوں کا کام ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرنے میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے؟

قارئین کرام! نہایت ہی اختصار کے ساتھ مرزا ملعون کے خلاف اسلام عقائد اور دعاوی اسی کے الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ مرزا قادیانی کے ان معجون مرکب اقوال والہامات کو دیکھ کر آپ متعجب نہ ہوں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے مرزا قادیانی کو کھلی چھٹی دے دی تھی کہ اے مرزا ناجائز اور ممنوع افعال بھی تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں۔ جو تمہارا جی چاہتا ہے کر لو۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود اپنا الہام بیان کرتا ہے۔ ”اعملوا ماشئتم انی غفرت لکم“ اے مرزا جو تو چاہے کر ہم نے تجھے بخش دیا۔

(البدر ج ۳ ص ۸ نمبر ۱۶،۱۷)

پس جب خدا نے ہی مرزا قادیانی سے پابندی شریعت کی تمام قیود اٹھا لیں تو ایسی حالت میں مرزا قادیانی جو کچھ بھی کر لیتا اس کے لئے جائز تھا اور اسے اس بات کی ضرورت ہی نہ تھی کہ وہ اپنے عقائد کو اور اقوال کو قرآن کریم اور حدیث شریف کی کسوٹی پر پرکھنے کی تکلیف گوارہ کرتا۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔“ (بدر مورخہ ۵ ؍مارچ ۱۹۰۸ء)

”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت، ایک وحی الٰہی اور مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۵ حاشیہ، خزائن ج ۲۱ ص ۶۸)

مرزا قادیانی کہتا ہے: ”غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور

کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ "

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

مرزا قادیانی لعنة الله علیه کی "لاہوری" جماعت جو مرزا قادیانی کو مجدد اور محدث مانتی ہے۔ وہ یہ بتائیں کہ کیا یہ نبوت اور دعویٰ نبوت محض محدثیت اور مجددیت ہے؟ جس کا اس حوالہ میں بیان ہو رہا ہے۔ اگر یہ محدثیت اور مجددیت ہی ہے تو پھر چودہ سو سال میں ایک شخص کو ملنے کے کیا معنی؟ اور اس سے ایک شخص کے مخصوص ہونے کا کیا مطلب؟ کیونکہ محدث تو اس عرصہ میں سینکڑوں گزرے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا کہ مرزا قادیانی نے کثرت مکالمہ ومخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کو نبوت قرار دیا تھا۔ جیسا کہ ان حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے۔ "جس شخص کو بکثرت مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہے۔ "

(حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

"خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات ومخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ "

(چشمہ معرفت ص ۳۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۱)

"جب کہ وہ مکالمہ ومخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی روح سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ "

(الوصیت ص ۱۱، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۱)

"میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔ "

(تجلیات الہیہ ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۲)

"ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں۔ نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں۔ اس کا نام نبی رکھتے ہیں۔ "

(چشمہ معرفت ص ۱۸۰، خزائن ج ۲۳ ص ۱۸۹)

"خداتعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل زبردست پیش گوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح میں نبی کہلاتا ہے۔ "

(حجتہ اللہ ص ۲)

"اگر خداتعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی

لعنت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

ان حوالہ جات سے ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی کثرت مکالمہ ومخاطبہ اور کثرت اطلاع امور غیبیہ کو نبوت سمجھتا تھا اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا تھا۔ "یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔" (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ تیرہ سو سال میں جتنا مکالمہ مخاطبہ مرزا قادیانی سے ہوا ہے۔ کسی اور سے نہیں ہوا اور کثرت مکالمہ ومخاطبہ نبوت ہوتی ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی نبی ہے۔

لاہوری مرزائی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہر نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت اور کتاب لائے۔ نیز دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔ لیکن ان کا یہ کہہ دینا اپنے گورو کی تصریحات کے صریحاً خلاف ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے: "یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶)

"بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے۔ تا کہ ان کے موجودہ زمانے میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں۔ پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں۔"

(شہادت القرآن ص۴۴، خزائن ج۶ ص۳۴۰)

"نبی کا شارع ہونا شرط نہیں۔ یہ صرف موہبت ہے۔ جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰)

یہ تینوں حوالہ جات پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کا عقیدہ یہ تھا کہ بغیر نئی کتاب وشریعت کے بھی نبی ہو سکتا ہے اور نبی ہونے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: "اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔"

(حقیقت الوحی ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۳۰)

مرزا قادیانی کہتا ہے: ''ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔''

(ملفوظات احمدیہ ج ۱۰ ص ۲۱۷)

''ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرامؓ کے طرز عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے۔ جبھی ''ولا یخافون لومة لائم'' کے مصداق ہوئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خداتعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں بھی کثرت سے ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کون سا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں...... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے۔''

(ڈائری مرزا قادیانی مندرجہ اخبار بدر قادیان مورخہ ۵/مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷، ۱۲۸؛)

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(مرزا قادیانی کا آخری مکتوب مندرجہ اخبار عام مورخہ ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء)

’’تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا۔ یعنی مسیح موعود کے ذریعے سے جو اس کی قرنا ہے۔ اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۷۶، خزائن ج۲۳ ص۸۴)

’’میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں۔ جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔‘‘

(نزول المسیح ص۴۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۷)

’’خدا کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۰ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

’’پس خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہوگیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی۔ تب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۵۲، خزائن ج۲۲ ص۴۸۴)

’’تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ بہرحال جب تک طاعون دنیا میں رہے۔ گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

’’سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً‘‘ پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہوگیا ہے۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔‘‘ (تجلیات الٰہیہ ص۹، خزائن ج۲۰ ص۴۰۱)

’’ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

’’قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً‘‘ کہ اے تمام لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوکر آیا ہوں۔ (البشریٰ ج۲ ص۵۶)

’’انك لمن المرسلین ‘‘اے مرزا تو بیشک رسولوں میں سے ہے۔

(حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

’’ہمارا نبی اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہوسکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۴، خزائن ج۲۱ ص۳۵۵)

’’اسی طرح اوائل میں میرا عقیدہ یہی تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳، ۱۵۴)

’’واخرین منہم لما یلحقوا بهم یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیش گوئی ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۵۰۲)

’’جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اس کا انہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

لاہوری مرزائیو!

مرزا قادیانی کی کتابوں، اشتہاروں اور ڈائریوں سے نقل کردہ ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا ملعون نے کس دھڑلے سے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو نبی لکھا۔ تم کب تک مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرو گے؟ مرزا قادیانی نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے: ’’خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

یہاں تو مرزا قادیانی نے فیصلہ کن بات لکھ دی کہ میرے نشانات معمولی نہیں ہیں۔ بلکہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر وہ نشان ہزارہا نبی پر بھی تقسیم کر دیئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ثابت ہوسکتی ہے۔ اب لاہوری مرزائی جواب دیں کہ جب مرزا قادیانی کے نشانوں سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے تو مرزا قادیانی نبی کیوں نہ ہوا۔

مرزا قادیانی کا اپنے مخالفین پر جہنمی ہونے کا فتویٰ

’’مجھے خدا کا الہام ہے جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵، معیار الاخیار ص۸)

دوسری جگہ لکھا ہے: ’’اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

ان حوالہ جات میں مرزا ملعون نے کس ڈھٹائی اور غیظ وغضب سے بھرے ہوئے الفاظ میں تمام مسلمانان عالم کو جو اس کے جھوٹے اور انٹ سنٹ الہامات کو نہیں مانتے اور اس کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں لاتے، جہنمی قرار دیا ہے۔ (جب کہ قرآن وحدیث کی رو سے سب سے بڑا جہنمی تو مرزا غلام احمد قادیانی خود ہے)

مرزا قادیانی کی بیعت ہی باعث نجات ہے

حضرت نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہی ہے کہ قرآن مجید، سنت نبوی اور حدیث شریف پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ہی نجات کے لئے ضروری ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ’’اطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون‘‘ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق محمد مصطفیٰ ﷺ کی تابعداری کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ مگر مرزا قادیانی قرآن وحدیث کے خلاف یوں لکھتا ہے: ’’اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

لاہوری مرزائی اپنے مجدد کی اس عبارت کو ذرا غور سے دیکھیں کہ کیا کرشن قادیانی نے اسلامی مسائل کی تجدید کی ہے یا سرے سے ہی اسلامی اصولوں کو بدل ڈالا ہے۔ مرزا قادیانی سے پہلے ایک پکا کافر اور مشرک کلمہ ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ پڑھ کر قرآن اور سنت نبوی پر عمل کر کے نجات کا مستحق ہو جاتا تھا۔ مگر اب کوئی لاکھ مرتبہ بھی کلمہ پڑھے اور ساری زندگی قرآن وسنت پر بھی عمل کرتا رہے تو اس کی نجات نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ مرزا ملعون کی بیعت نہ کرے اور اس کی تعلیم پر عمل نہ کرے۔ مرزا قادیانی نے اسلامی اصولوں کو منسوخ کرنے میں کون سی کسر باقی چھوڑی ہے؟ مرزا قادیانی نے دوسری جگہ لکھا ہے: ’’خدا کی قسم میں غالب ہوں اور

عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائے گی اور ہر ایک ہلاک ہوگا۔ مگر وہی بچے گا۔ جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔" (البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۹)

اس جگہ بھی مرزا دجال نے صاف الفاظ میں پیش گوئی کی ہے کہ جو شخص میری کشتی میں نہیں بیٹھا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ مرزائی حضرات مرزا قادیانی کی بنائی ہوئی کاغذ کی کشتی (کشتی نوح) کو دریا میں ڈال کر اس پر بیٹھ جائیں اور دیکھیں کہ ان کے مجدد، مسیح موعود، ظلی، بروزی نبی کی پیش گوئی کس طرح پوری ہوتی ہے؟ کبھی آزما کر دیکھ لینا۔

مرزا قادیانی کا اپنے منکرین پر فتویٰ کفر

مرزا قادیانی لعنۃ اللہ علیہ نے ماسوائے اپنی ناجائز اولاد (مرزائیوں) کے باقی تمام اہل قبلہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

جے سنگھ بہادر قادیانی لکھتا ہے: "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں اس شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ سے آپ اپنی توبہ شائع کریں اور اس خبیث عقیدہ سے باز آ جائیں۔ تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریح کو چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راست باز قرار دینا صرف اس شخص کا کام ہے۔ جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔" (مرزا قادیانی کا خط ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام)

مرزا قادیانی نے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ دنیا کے وہ تمام مسلمان جن کو میری دعوت پہنچ گئی ہے اور انہوں نے میری بیعت نہیں کی۔ وہ مسلمان نہیں ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ کرے گا کہ تم نے مرزا قادیانی کی مسیحیت اور نبوت کے سامنے اپنا سر کیوں نہیں جھکایا تھا؟ اور اپنے مریدوں کو عامۃ المسلمین سے متنفر کرنے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کہ جو مسلمان خدا کے کھلے کھلے نشانوں (یعنی میرے معجزات) کا انکار کرتے ہیں۔ ان کو راست باز قرار دینا صرف اس شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸)

حاشیہ پر لکھا ہے: ”جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔“

مرزا قادیانی مفتری لکھتا ہے: ”کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا مانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“ (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

اس عبارت کا مفہوم واضح اور صاف ہے کہ مرزا قادیانی کے منکر اسی قسم کے کافر ہیں۔ جس قسم کے کافر حضرت نبی کریم ﷺ کے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

مرزا قادیانی پر الہام ہوتا ہے: ”قالوا ان التفسیر لیس بشیٔ“ (البشریٰ ج۲ ص۶۷)

”انہوں نے کہا کہ تفسیر (مراد تفسیر سورۃ فاتحہ مندرجہ اعجاز المسیح) کچھ چیز نہیں۔“ (تشریح)

اس الہام میں خداتعالیٰ نے کفار مولویوں کا مقولہ بیان فرمایا ہے۔ مرزا قادیانی کے اس الہام سے معلوم ہوا کہ جن علماء نے کہہ دیا کہ مرزا قادیانی کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر کچھ چیز نہیں۔ وہ کفار مولوی ہیں۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اور خداتعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض کر دیتے ہیں۔“ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

کرشن قادیانی کے نامراد چیلو

دیکھ لیا تمہارا ”جے سنگھ بہادر“ کیا کہتا ہے پہلے تو اپنے منکر مسلمانوں کو کافر کہنے پر ہی اکتفاء کیا تھا۔ مگر اس عبارت میں تو یہ بھی کہہ دیا کہ خدا نے مجھے ہزارہا نشان یا معجزات عطاء کئے ہیں اور جو لوگ ان معجزات کو نہیں مانتے۔ وہ شیطان ہیں۔

مرزا قادیانی کا مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ

مرزا قادیانی اپنے مخالف اور نہ ماننے والے مسلمانوں کو کافر سمجھتا تھا۔ نتیجہ کے طور پر مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ دے دیا۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ ''امامکم منکم'' یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر حال میں مجھے ''حکم'' ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازعہ کا فیصلہ مجھ سے چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔'' (اربعین نمبر۳ ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

کرشن قادیانی غلام احمد اپنی مفتیانہ شان کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: ''حج میں بھی آدمی یہ التزام کر سکتا ہے کہ اپنے جائے قیام پر نماز پڑھ لیوے اور کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ بعض ائمہ دین سالہا سال مکہ میں رہے۔ لیکن چونکہ وہاں کے لوگوں کی حالت تقویٰ سے گری ہوئی تھی۔ اس لئے کسی کے پیچھے نماز پڑھنا گوارا نہ کیا اور گھر میں پڑھتے رہے۔'' (فتاویٰ احمدیہ ص ۲۱)

مرزا قادیانی نے صرف اتنا ہی نہیں لکھا کہ میرے مریدوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ وہ کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ میرا جو مرید کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے کوئی مرزائی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ جیسا کہ ایک شخص کے سوال پر مرزا قادیانی نے جواب دیا۔

''جو احمدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کرلے ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔'' (فتاویٰ احمدیہ ص ۲۶)

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں

مرزا قادیانی نے اپنے دعاوی کے صدق یا کذب کے لئے اپنی پیش گوئیوں کو معیار مقرر کیا ہے۔

الف…… جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص۲۸۸)

ب…… ”سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو۔ بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔“ (شہادت القرآن ص۶۵، خزائن ج۶ ص۳۷۵، ۳۷۶)

ج…… ”ومن ایں (پیش گوئی) را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم۔“ (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳)

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریرات نے فیصلہ کر دیا کہ اس کی صداقت وبطالت کی شناخت کا سب سے بڑا معیار اس کی پیش گوئیاں ہیں۔ مرزا قادیانی کی تمام تصانیف فٹ بال کی طرح گول مول اور انٹ سنٹ پیش گوئیوں سے بھری پڑی ہیں۔ جن میں کوئی نشان کرامت یا معجزہ نظر نہیں آتا اور ان پیش گوئیوں کے الفاظ بھی موم کے ناک کی طرح ہیں۔ جدھر چاہو الٹ پھیر کر دو۔ مرزا قادیانی کی کوئی بھی متحدیانہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ جتنی تحدی سے کوئی پیش گوئی کی گئی وہ اتنی ہی صراحت سے غلط نکلی اور اگر مرزا قادیانی نے تاویلات باطلہ کی رو سے ہزاروں الہامات میں سے چند پیش گوئیاں لوگوں کی نظروں میں صحیح کر دکھائیں تو بھی وہ مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتیں۔

کیونکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے: ”بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بلکہ بعض پرلے درجہ کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے۔ جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے۔ کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بہ سرو آشنا بہ بر کا مصداق ہوتی ہے۔ کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔“ (توضیح مرام ص۸۳، ۸۴، خزائن ج۳ ص۹۴، ۹۵)

جب پرلے درجے کے بدمعاش، بدکاروں اور رنڈیوں تک کی چند پیش گوئیاں اور

خواب سچے نکل آتے ہیں تو بالفرض اگر مرزا قادیانی کی ایک آدھ گول مول پیش گوئی سچی ثابت ہو جائے تو اس کے لئے باعث فخر نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو اپنی پیش گوئیوں کے سچا ہونے پر بڑا ناز ہے۔ ذیل میں چند پیش گوئیاں پیش کی جاتی ہیں۔ جنہیں مرزا قادیانی نے خاص طور سے اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا۔ ورنہ مرزا قادیانی نے تو اپنی پیش گوئیوں کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تک لکھی ہے۔ ”میرے نشان تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

”اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص۴۱، خزائن ج۲۰ ص۴۳)

پہلی پیش گوئی متعلقہ منکوحہ آسمانی

الف…… مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ (محمدی بیگم) مرزا قادیانی کی حقیقی چچازاد بہن کی دختر تھی۔
ب…… مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی۔
ج…… مرزا قادیانی کی زوجہ اوّل کے چچازاد بھائی کی بیٹی تھی۔
د…… مرزا قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی بیوی کی ماموں زاد بہن تھی۔

ان نسبی تعلقات سے پتہ چلتا ہے کہ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے قریبی رشتہ میں سے تھی اور پیغام نکاح کے وقت ان کی عمریں حسب ذیل تھیں۔ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: ”**هذه المخطوبة جارية حديثة السن عذراء وكنت حينئذ جاوزت الخمسين**“ ”یہ لڑکی ابھی چھوکری ہے اور میری عمر اس وقت پچاس سال سے زیادہ ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۴، خزائن ج۵ ص۵۷۴)

آئینہ کمالات اسلام میں مرزا قادیانی کے دل میں تحریک نکاح پیدا ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ احمد بیگ والد محمدی بیگم نے چاہا کہ اپنی ہمشیرہ کی زمین کا بذریعہ ہبہ مالک بن جائے۔ جس کا خاوند کئی سال سے مفقود الخبر تھا۔ چونکہ اس اراضی کے ہبہ کرانے میں مرزا قادیانی کی رضامندی کی بھی ضرورت تھی۔ اس لئے احمد بیگ کی بیوی نے مرزا قادیانی کے پاس جا کر کہا کہ آپ اس ہبہ پر رضامند ہو جائیں۔ مرزا قادیانی نے بات کو استخارہ کے بہانے سے ٹال دیا۔ پھر خود احمد بیگ مرزا قادیانی کے پاس آیا اور اس نے نہایت عاجزی سے التجاء کی۔ بقول مرزا قادیانی وہ زار زار روتا تھا، کانپتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کا یہ غم اسے ہلاک کر دے گا۔ مرزا قادیانی نے اسے کہا کہ میں استخارہ کرنے کے بعد تمہاری مدد کروں گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی

استخارہ کرنے کے لئے اپنے حجرہ میں گیا تو یہ الہام ہوا:

ا...... ’’فاوحى الله الى ان اخطب صبية الكبيرة لنفسك وقل له ليصاهرك اولاً ثم ليقتبس من قبسك وقل انى امرت لاهبك ماطلبت من الارض وارضاً اخرىٰ معها واحسن اليك باحسانات اخرىٰ علىٰ ان تنكحنى احدى بناتك التى هى كبيرتها وذالك بينى وبينك فان قبلت فتجدنى من المتقبلين وان لم تقبل فاعلم ان الله قد اخبرنى ان انكاحها رجلاً اخرلا يبارك لها ولا لك فان لم تزوجو فيصب عليك مصائب واخر المصائب موتك فتموت بعد النكاح الىٰ ثلث سنين بل موتك قريب ويرد عليك وانت من الغافلين وكذلك يموت بعلها الذى يصير زوجها الىٰ حولين وستة اشهر قضاءً من الله ماضع ماانت صانعه وانى لك لمن الناصحين فعبس وتولى وكان من المعرضين‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخوست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔

جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے علاوہ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے۔ تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کر لوں گا۔ اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو۔ مجھے خدا نے یہ بتلا دیا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے اس صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ تمہاری موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ پس جو کرنا ہے کر لو میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔ پس وہ تیوری چڑھا کر چلا گیا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۲،۵۷۳، خزائن ج۵ ص۵۷۲،۵۷۳)

اس کے چلے جانے کے بعد مرزا قادیانی نے بقول اس کے اسے ایک خط خدا کے حکم سے لکھا۔ جس میں منت سماجت بھی کی گئی اور انواع واقسام کے لالچ بھی دیئے گئے۔ مگر مرزا احمد بیگ پر اس خط کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ اس نے اس خط کو عیسائی اخبار نور افشاں میں شائع کرا دیا۔ اس پر کرشن قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس کے خاص خاص فقرات درج ذیل ہیں۔

۲...... "اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔"

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنائے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا۔ چنانچہ اس بارے میں عربی الہام ہے: "کذبوا بایتنا وکانوا بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله ویردها الیك لا تبدیل لکلمات الله ان ربك فعال لما یرید انت معی وانا معك عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا...... انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں۔ تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہ ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا۔ جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔ یعنی گو اوّل میں احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخرکار اللہ تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کھلنے سے چاروں طرف تعریف ہوگی۔"

(اشتہار مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

اس اشتہار کا مضمون بالکل واضح اور صاف ہے کہ مرزا قادیانی نے بغیر کسی شرط کے کھلے اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح میرے سوا اور کسی سے کر دیا گیا تو احمد بیگ والد محمدی بیگم اور اس کا داماد دونوں تاریخ نکاح سے تین اور اڑھائی سال تک فوت ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد محمدی بیگم کو میرے نکاح میں لائے گا۔ اس کے بعد

مرزا قادیانی نے اپنے اس آسمانی نکاح کے متعلق جو الہامات اور تحریریں شائع کیں۔ ان کے ضروری اقتباسات درج ہیں۔

۳…… ’’عرصہ قریباً تین برس کا ہوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جن کا مفصل ذکر اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے۔ خداتعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخرکار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خداتعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھادے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ چنانچہ اس پیش گوئی کا مفصل بیان مع اس کی میعاد خاص اور اس کے اوقات مقررشدہ کے اور مع اس کے ان تمام لوازم کے جنہوں نے انسان کی طاقت سے اس کو باہر کر دیا۔ اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اور وہ اشتہار عام طبع ہوکر شائع ہو چکا ہے۔ جس کی نسبت آریوں کے بعض منصف مزاج لوگوں نے بھی شہادت دی۔ اگر یہ پیش گوئی پوری ہو جائے تو بلاشبہ یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے اور یہ پیش گوئی ایک سخت مخالف قوم کے مقابل پر ہے۔ جنہوں نے گویا دشمنی اور عناد کی تلواریں کھینچی ہوئی ہیں اور ہر ایک کو جو ان کے حال سے خبر ہوگی۔ وہ اس پیش گوئی کی عظمت خوب سمجھتا ہوگا۔ ہم نے اس پیش گوئی کو اس جگہ مفصل نہیں لکھا تا کہ بار بار کسی کے متعلق پیش گوئی کی دل شکنی نہ ہو۔ لیکن جو شخص اشتہار پڑھے گا وہ گو کیسا ہی متعصب ہوگا اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ مضمون اس پیش گوئی کا انسان کی قدرت سے بالاتر ہے اور اس بات کا جواب بھی کامل اور مسکت طور پر اسی اشتہار پر سے ملے گا کہ خداوندتعالیٰ نے کیوں یہ پیش گوئی بیان فرمائی اور اس میں کیا مصالح ہیں اور کیوں اور کس دلیل سے یہ انسان طاقتوں سے بلندتر ہے۔

اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶؍اپریل ۱۸۹۱ء ہے۔ پوری نہیں ہوئی) تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔’’الحق من ربك فلا تکونن من الممترین‘‘ یعنی بات تیرے رب کی طرف سے سچ

ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔......................

۴...... ''اس عاجز نے ایک دینی خصومت پیش آجانے سے اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پور کی دختر کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔''

(اشتہار مورخہ ۲؍مئی ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹)

۵...... ''میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں:

اوّل...... نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

دوم...... نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

سوم...... پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

چہارم...... اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔

پنجم...... اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں۔ اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

ششم...... پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔ اب آپ ایمانا کہیں کہ یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیش گوئی سچے ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۶...... ''وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے۔ کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱...... کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲...... اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳...... اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تاروز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴...... اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵...... اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶...... اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔''

(شہادت القرآن ص۶۵، خزائن ج۶ ص۳۷۶)

۷…… ’’میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر وعلیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۱۵، ۱۱۶)

۸…… ’’نفس پیش گوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے متعلق الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔ ’’لا تبدیل بکلمات الله ‘‘یعنی میری یہ بات نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۳)

۹…… ’’دعوت ربی بالتضرع والابتهال ومددت الیه ایدی السوال فالهمنی ربی وقال ساریهم اٰیة من انفسهم واخبرنی وقال اننی ساجعل بنتاً من بناتهم اية لهم فسماها وقال انها ستجعل ثيبة ويموت بعلها وابوها الیٰ ثلث سنة من يوم النكاح ثم نردها اليك بعد موتهما ولا يكون احدهما من العاصمين وقال انا رادوها اليك لا تبديل لكلمات الله ان ربك فعال لما يريد‘‘ میں (مرزا قادیانی) نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ میں ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانی دکھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جائے گی اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے۔ پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا اور فرمایا میں اسے تیری طرف واپس لاؤں گا۔ خدا کے کلام میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور تیرا خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ (کرامات الصادقین سرورق ص اخیر، خزائن ج۷ ص۱۶۲)

۱۰…… ’’كذبوا باياتی وكانوا بها يستهزؤن فسيكفيكهم الله ويردهم اليك امر من لدنا انا كنا فاعلين زوجناكها الحق من ربك فلا تكونن من الممترين لا تبديل لكلمات الله ان ربك فعال لما يريد انا رادوها اليك ‘‘انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا۔ سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا اور عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔ (انجام آتھم ص۶۰، ۶۱، خزائن ج۱۱ ص۶۰، ۶۱)

۱۱...... ’’گفت ایں مردم مکذب آیات من ہستند و بدانہا استہزاء می کنند پس من ایشاں را نشانے خواہم نمود و برائے تو ایں ہمہ را کفایت خواہم شد و آں زن را کہ زن احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو واپس خواہم آورد یعنی چونکہ آواز قبیلہ بباعث نکاح۔ اجنبی بیروں شدہ باز بتقریب نکاح تو بسوئے قبلہ رد کردہ خواہد شد در کلمات خدا و وعدہ ہائے او ہیچ کس تبدیل نتواند کرد و خدائے تو ہر چہ خواہد آں امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ در معرض التواء بماند پس خدا تعالیٰ بلفظ فسیکفیکھم اللّٰہ سوئے ایں امر اشارہ کرد کہ او دختر احمد بیگ را بعد میرانیدن مانعاں بسوئے من واپس خواہد کرد و اصل مقصود میرانیدن بود و تو میدانی کہ ملاک ایں امر میرانیدن است و بس۔‘‘ خدا نے فرمایا کہ یہ لوگ میری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ پس میں ان کو ایک نشان دوں گا اور تیرے لئے ان سب کو کافی ہوں گا اور اس عورت کو جو احمد بیگ کی عورت کی بیٹی ہے۔ پھر تیری طرف واپس لاؤں گا۔ یعنی چونکہ وہ ایک اجنبی کے ساتھ نکاح ہو جانے کے سبب قبیلہ سے باہر نکل گئی ہے۔ پھر تیرے نکاح کے ذریعہ سے قبیلہ میں داخل کی جائے گی۔ خدا کی باتوں اور اس کے وعدوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور تیرا خدا جو کچھ چاہتا ہے وہ کام ہر حالت میں ہو جاتا ہے۔ ممکن نہیں کہ معرض التواء میں رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے لفظ فسیکفیکھم اللّٰہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ احمد بیگ کی لڑکی کو روکنے والوں کو جان سے مار ڈالنے کے بعد میری طرف واپس لائے گا اور اصل مقصود جان سے مار ڈالنا تھا اور تو جانتا ہے کہ ملاک اس امر کا جان سے مار ڈالنا ہے اور بس۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۱۶، خزائن ج۱۱ ص۲۱۶)

۱۲...... ’’براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ کے ص۴۹۶ میں مذکور ہے۔ ’’یا ادم اسکن انت وزوجك الجنة یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة ‘‘ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا۔ کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی۔ جس کو مسیح سے مشابہت ملی اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلاء پیش آئے۔ جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدباطنیوں کا ابتلاء پیش آیا اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے۔ اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش

گوئی ہے۔ جس کا سر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اس پیش گوئی کی طرف اشارہ تھا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

۱۳…… اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے کہ ”یتزوج ویولد“ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

۱۴…… ”احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے کہ وہ امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں درج ہے۔ وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ پیش گوئی کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی پیش گوئی تھی کہ وہ اس کے ساتھ بیاہی جائے گی۔ اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی۔ اس لئے وہ بیاہ کے بعد چھ مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جز پوری ہوگئی۔ اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا۔ جو پیش گوئی کا ایک جز تھا۔ انہوں نے توبہ کی۔ چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لئے خدا نے اس کو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔“

(اخبار الحکم مورخہ ۱۰/ اگست ۱۹۰۱ء مرزا قادیانی کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں)

قارئین کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات خود ہی اپنی تشریح کر رہے ہیں۔ مزید کسی

وضاحت کی ضرورت نہیں۔ مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں مرزا قادیانی نے الہامی اعلان کر دیا تھا کہ محمدی بیگم کا باکرہ ہونے کی حالت میں میرے ساتھ نکاح ہوگا اور اگر اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر دیا گیا تو اس کا خاوند روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ ہر ایک مانع کو دور کرنے کے بعد اسے میرے نکاح میں لائے گا۔ (ازالہ اوہام، اشتہار مئی ۱۸۹۱ء، شہادت القرآن، آئینہ کمالات اسلام اور کرامات الصادقین) کے جو حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔ ان میں بھی یہی ڈھنڈورہ پیٹا گیا ہے کہ محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر فوت ہو جائے گا اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں آ جائے گی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی سے محمدی بیگم کا نکاح کب ہوا اور مرزا قادیانی کے قول کے مطابق اس کی زندگی کی آخری تاریخ کون سی تھی۔ اس کے لئے بھی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں۔

مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: ”۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی (محمدی بیگم) کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۰، خزائن ج ۵ ص ۲۸۰)

نکاح کی تاریخ کے بعد مرزا قادیانی نے وفات کے متعلق لکھا ہے: ”پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے۔ جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱ر ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔“

(شہادت القرآن ص ۸۰، خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

مرزا قادیانی کے ان دونوں بیانات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ۲۱ر اگست ۱۸۹۴ء مرزا سلطان محمد صاحب کی زندگی کا آخری دن تھا۔ جب کہ مرزا سلطان محمد صاحب اپریل ۱۹۳۲ء تک زندہ رہے۔ جب مرزا قادیانی کی بیان کردہ اڑھائی سالہ میعاد گزر جانے کے بعد بھی مرزا سلطان محمد زندہ رہے تو ہر طرف سے کرشن قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی تو مرزا قادیانی نے اپنی ذلت و رسوائی پر پردہ ڈالنے کے لئے نئی بات گھڑلی۔

جیسا کہ لکھتا ہے: ”غرض احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت غم و ہم کا موجب ہوا۔ چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے۔ جیسا کہ ہم نے اشتہار مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۸۹۴ء میں جو غلطی سے ۶ر ستمبر ۱۸۹۴ء لکھا گیا ہے۔ مفصل ذکر کر دیا۔ پس اس دوسرے حصے یعنی احمد بیگ کے داماد کی وفات کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈال دی گئی۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۹۵)

اس عبارت اور اسی طرح کی دوسری عبارتوں اور حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے حق کو

چھپانے اور اپنی رسوائی پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی اور انتہائی کذب بیانی سے کام لیا۔ جیسا کہ لکھتا ہے: ”رہا داماد اس کا (احمد بیگ کا) سو وہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثہ سے اس قدر خوف سے بھر گیا تھا کہ قبل از موت مر گیا۔“ (انجام آتھم ص۲۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹)

اس حوالہ میں بھی مرزا قادیانی نے سیاہ جھوٹ لکھا ہے کہ مرزا سلطان محمد ڈر گیا تھا۔ اگر مرزا قادیانی اور اس کی ناجائز اولاد (مرزائیوں) میں ہمت ہوتی تو مرزا قادیانی سلطان محمد کی کوئی تحریر پیش کرتے۔ جب کہ وہ آج تک ایسی کوئی تحریر پیش کرنے سے قاصر ہی ہیں۔ مرزا سلطان محمد صاحب مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے بالکل خوفزدہ نہیں ہوئے۔ بلکہ اتنی بہادری اور اولوالعزمی دکھائی کہ مجبوراً مرزا قادیانی کو بھی لکھنا پڑا۔

”احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔“

(اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۹۵)

مرزا قادیانی کی تحریر کردہ اس عبارت نے دو باتوں کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ ایک یہ کہ مرزا سلطان محمد ہرگز خوفزدہ نہیں ہوا اور دوسرا یہ کہ مرزا سلطان محمد کا اصل قصور یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو سن کر بھی محمدی بیگم کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے پر راضی ہو گیا۔ پس مرزا سلطان محمد کی توبہ اور رجوع اسی صورت میں ہو سکتے تھے کہ وہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو پورا کرنے میں اس کا ممد و معاون ہو جاتا۔ لیکن بقول مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری وہ مرزا قادیانی کے سینہ پر مونگ دلتا رہا اور مرزا قادیانی کی پیش گوئی کی وجہ سے نہ ڈرا نہ توبہ کی جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے: ”جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔“

(مورخہ ۳؍ مارچ ۱۹۲۴ء، دستخط مرزا سلطان محمد پٹی ماز اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۲۴ء)

مرزا قادیانی کے بیان اور مرزا سلطان محمد کی اپنی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ سلطان محمد ہرگز نہیں ڈرا اور جس نے مرزا قادیانی کی تصدیق کی۔ ان تمام حقائق کی موجودگی میں مرزا قادیانی کا یہ لکھنا کہ سلطان محمد ڈر گیا۔ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ اب مرزا قادیانی کی وہ تحریرات پیش کی

جاتی ہیں۔ جن میں لکھا گیا ہے کہ اگر سلطان محمد ڈرتا بھی تو اسے کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ کیونکہ اس کی موت تقدیر مبرم تھی۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

الف...... ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اسے ضرور پورا کرے گا۔‘‘ (انجام آتھم ص۳۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۱)

ب...... ’’**شاتان تذبحان وکل من علیها فان ولا تهنوا ولا تحزنوا الم تعلم ان الله علی کل شئ قدیر**...... براہین احمدیہ میں آج سے سترہ برس پہلے یہ پیش گوئی شائع ہو چکی ہے۔ یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور پھر فرمایا کہ تم سست مت ہو اور غم مت کرو۔ کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۵ تا ۵۷، خزائن ج۱۱ ص۳۴۱)

ج...... ’’یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلاء پیش آیا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

د...... ’’اس پیش گوئی کا دوسرا حصہ جو اس کے داماد کی موت ہے۔ وہ الہامی شرط کی وجہ سے دوسرے وقت پر جا پڑا اور داماد اس کا الہامی شرط سے اسی طرح متمتع ہوا۔ جیسا کہ آتھم ہوا کیوں کہ احمد بیگ کی موت کے بعد اس کے وارثوں میں سخت مصیبت برپا ہوئی۔ سو ضرور تھا کہ وہ الہامی شرط سے فائدہ اٹھاتے اور اگر کوئی بھی شرط نہ ہوتی۔ تاہم وعید میں سنت اللہ یہی تھی۔ جیسا کہ یونس کے دنوں میں ہوا۔ پس اس کا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اور ان کے توبہ اور رجوع کے باعث سے اس وقت فوت نہ ہوا۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام وہی ہے۔ جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ خدا کا وعدہ ہرگز ٹل نہیں سکتا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۳، خزائن ج۱۱ ص۲۹۷)

قارئین کرام! عبارت مندرجہ بالا میں مرزا قادیانی نے کس بلند آہنگی اور شدومد سے مرزا سلطان محمد کی موت کا اعلان کیا۔ اس کی موت کو تقدیر مبرم اور اٹل قرار دیا اور کہا کہ اگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو میں جھوٹا اور ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ نتیجہ صاف اور سامنے ہے کہ

مرزا قادیانی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہاں کی طرف لڑھک گیا اور مرزا سلطان محمد اپریل ۱۹۳۲ء تک زندہ رہے۔

مرزا قادیانی نے ۱۸۸۸ء میں بقول خود اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اور اس کی اجازت سے محمدی بیگم کے نکاح کا اشتہار دیا۔ اس کے بعد اس آسمانی نکاح کے متعلق مرزا قادیانی پر بارش کی طرح تابڑ توڑ الہامات برستے رہے۔ جن کا تھوڑا سا نمونہ گزشتہ صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔ ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے دل میں یہ کامل یقین تھا کہ محمدی بیگم اس کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ یہاں تک کہ جون ۱۹۰۵ء تک بھی مرزا قادیانی اس نکاح سے مایوس نہیں ہوا تھا۔ اسی امید نے مرزا قادیانی کو یہ کہنے پر مجبور کیا۔

"اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہوگا۔"

(اخبار الحکم مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء ص ۲ کالم ۴)

حوالہ جات سابقہ کے علاوہ مرزا قادیانی کا ایک فیصلہ کن حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔ جس میں مرزا قادیانی اس پیش گوئی کو تقدیر مبرم قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے: "بار شمارا ایں گفتہ ام کہ ایں مقدمہ برہمیں قدر باتمام رسیدہ نتیجہ آخری ہماں است کہ بظہور آمد حقیقت پیش گوئی برہماں ختم شد۔ بلکہ اصل امر برحال خود قائم است و ہیچکس باحیلہ خود اورا نتواند کرد وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است و عنقریب وقت آں خواہد آمد پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برائے ما مبعوث فرمود و را بہترین مخلوقات گردانید کہ ایں حق است و عنقریب خواہی دید و من ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیاری گردانم و من نگفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر دادہ شدم۔" پھر میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ یہ جھگڑا یہیں ختم ہو گیا اور نتیجہ یہی تھا جو ظاہر ہو گیا اور پیش گوئی کی حقیقت اس پر ختم ہو گئی۔ بلکہ یہ امر اپنے حال پر قائم ہے اور کوئی شخص حیلہ کے ساتھ خود اس کو رد نہیں کر سکتا اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی جانب سے تقدیر مبرم ہے۔ عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ پس اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارے لئے مبعوث فرمایا اور آپ کو تمام مخلوقات سے بہتر بنایا کہ یہ سچ ہے کہ عنقریب دیکھے گا اور میں اس کو اپنے صدق و کذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں اور میں نے یہ اپنے رب سے خبر پا کر کہا ہے۔"

(انجام آتھم ص ۲۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۳)

مندرجہ بالا عبارت میں مرزا قادیانی نے کس صراحت سے محمدی بیگم کے خاوند کے مرنے اور اس کے ساتھ اپنا نکاح ہونے کو تقدیر مبرم قرار دیا ہے اور اس کی صداقت پر خدائے واحد

وقدوس کی قسم اور حضرت نبی کریم ﷺ کا واسطہ دے کر یقین دلانے کی کوشش کی ہے اور اس کو اپنے صدق وکذب کا معیار بھی قرار دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے الہام اور وحی سے کہا ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ بیان اتنا واضح اور مشرح ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔

مرزائیو! بتاؤ کہ مرزا قادیانی کی بیان کردہ تقدیر مبرم کہاں گئی اور اس کے نتیجے کیوں ادھر گئے؟ اور جو صدق وکذب کا معیار بحوالہ وحی الٰہی قرار دیا گیا تھا۔ اس کی رو سے مرزا قادیانی کاذب ثابت ہوا یا نہیں؟ نکاح آسمانی کے متعلق مرزا قادیانی کی مستقل مزاجی اور امید بھی تعریف ہے۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک کا طویل عرصہ بڑے ہی صبر وامید اور یقین کامل کے ساتھ گزارا ہے۔ خدا تواتر سے الہامات نازل کر رہا تھا کہ نکاح ہوگا اور ضرور ہوگا۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ خدا کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں۔ تیرا خدا تمام موانعات دور کرے گا۔ یعنی مرزا سلطان محمد ضرور مر جائے گا اور محمدی بیگم بیوہ ہو کر تیرے نکاح میں آئے گی۔ لیکن صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ بالآخر ۱۹۰۷ء میں مرزا قادیانی اس نکاح سے کچھ مایوس سا ہو گیا۔ کیونکہ دن بدن اس کی جسمانی حالت انحطاط کی طرف جا رہی تھی اور قوت باہ کا وہ نسخہ جو فرشتے نے اسے بتایا تھا اور جس کے کھانے سے پچاس مردوں کی قوت اس میں پیدا ہو گئی تھی۔ غالباً اس کا اثر بھی زائل ہو چکا تھا۔ اور عجب خوش نصیبی کی زندگی تھی کہ ختم ہی نہیں ہو رہی تھی۔ ان سب قرائن سے اندازہ کر کے یہ اعلان کر دیا۔

”یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ”ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک “ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲، ۱۳۳، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

مرزا قادیانی نے اس دورنگی چال کے اختیار کرنے میں اس دل جلے عاشق کی اتباع کی ہے۔ جس نے اپنے معشوق سے التجاء کی تھی کہ ؎

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

حقیقت الوحی کی یہ عبارت بھی اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ مرزا محمدی بیگم کے نکاح

سے کلیتہ مایوس نہیں ہوا تھا۔ ایک طرف تو ظاہری قرائن کو دیکھتے ہوئے تمام امیدیں حسرت و یاس میں بدل چکی تھیں اور دوسری طرف دل کی تڑپ ڈھارس بندھائے جاتی تھی کہ شاید اگر عمر نے وفا کی تو گوہر مقصود (محمدی بیگم) ہاتھ لگ ہی جائے۔ اس لئے دو دلی میں یہ الفاظ لکھ دیئے کہ نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کو اپنی زندگی کے آخری لمحات تک محمدی بیگم کے نکاح کی جھلک نظر آتی رہی۔

کیا مرزا قادیانی کی یہ دیرینہ اور الہامی تمنا پوری ہوگئی؟ اس کا جواب بڑی حسرت اور افسوس سے نفی میں دیا جاتا ہے کہ تاحیات مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوسکا۔ یہاں تک کہ ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء کو حسرت نکاح اور بستر عیش اپنے ساتھ قبر میں لے گیا۔ اب مرزا قادیانی کی قبر سے گویا آواز آرہی ہے۔

دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی
حیف ہے ان سے ملاقات نہ ہونے پائی

کرشن قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلے اپنے گورو کا آخری فتویٰ بھی ملاحظہ کرلیں۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’سوچاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوئی ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ ساری باتیں پوری ہوجائیں گی تو اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوجائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

مرزائیو! سن لیا تمہارا جے سنگھ بہادر کیا کہہ گیا کہ اس پیش گوئی کے خاتمہ پر ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔ لیکن ایسا کن کے حق میں ہوگا۔ فیصلہ جن کے خلاف ہوگا۔ پھر ہوا کیا۔ یہ مولوی محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور سے سن لو۔ تاکہ تمہیں شبہ نہ رہے۔ وہ لکھتے ہیں: ’’یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔‘‘ (اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۶؍ جنوری ۱۹۲۱ء)

سچ ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

اب یہ حقیقت بتانا مرزائیوں کا کام ہے کہ مرزا قادیانی کا بیان کردہ فتویٰ خود مرزا قادیانی پر اور ساتھ ہی تمام مرزائیوں پر الٹ کر پڑا یا نہیں۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ شب راسحر کند

دوسری پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے متعلق

ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ بیس سال تک مرزا قادیانی کے ارادتمند مرید رہے۔ بعدہ مرزا قادیانی کی بطالت ان پر واضح ہوگئی تو انہوں نے مرزائیت سے توبہ کر کے مرزا قادیانی کی تردید میں چند رسالے لکھے۔ مرزا قادیانی بھی ان کے سخت خلاف ہوگیا۔ بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف موت کی الہامی پیش گوئیاں شائع کیں۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی کے اشتہار کا اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

خدا سچے کا حامی ہو

”میں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے میری نسبت یہ پیش گوئی کی ہے۔“

”مرزا قادیانی کے خلاف مورخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔“

”مرزا قادیانی مسرف ہے کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتلائی گئی ہے۔“

اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ”خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔“ (حقیقت الوحی ص۲، خزائن ج۲۲ ص۴۱۰، ۴۱۱)

”رب فرق بین صادق وکاذب انت تری کل مصلح وصادق“ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے ایک اور الہام شائع کیا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تک مرزا قادیانی مر جائے گا۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے ایک اشتہار بعنوان تبصرہ مورخہ

۵؍نومبر ۱۹۰۷ء کو شائع کیا اور اس کی پیشانی پر یہ عبارت درج کی۔

”ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیش گوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظر گاہوں میں چسپاں کریں۔“ یہ اشتہار جو سراسر اسراف وگزاف سے پر تھا۔ اس کو اپنے تمام اخبارات میں شائع کرایا۔ مختلف شہروں میں مرزائیوں نے علیحدہ چھپوا کر بکثرت شائع کیا۔ اس کے چند فقرات درج ذیل ہیں۔

”اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مؤاخذہ لے گا۔ میں تیری عمر کو بڑھادوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشین گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا۔ تاکہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔“

یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے اپنا اور الہام شائع کیا کہ مرزاقادیانی مورخہ ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک مرجائے گا۔ (چشمہ معرفت ص۳۲۱،۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۶)

نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئیوں کے مطابق مرزاقادیانی نے ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہاں کی طرف کوچ کردیا اور اس کے الہام کنندہ کے سب وعدے فتح ونصرت کے غلط نکلے۔

تیسری پیش گوئی مولانا ثناءاللہ صاحب کے متعلق

مرزاقادیانی نے مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری کے متعلق مورخہ ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار ان الفاظ میں شائع کیا۔

مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم · یستنبؤنک احق ھو قل ای وربی انہ الحق!

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدیٰ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری و کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی نہ وارد ہوئیں۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشین گوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین!

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ۔ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ

کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ’’لا تقف ما لیس لك به علم ‘‘ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے میں اب تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک، تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین!’’ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۰ آمین ‘‘ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ واید! مرقوم یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ، مطابق ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸،۵۷۹) اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی بطریق دعا شائع کی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے۔ مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں۔

’’دنیا کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔’’اجیب دعوۃ الداع ‘‘صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں۔‘‘ (اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں محض دعا کے ذریعہ سے ان الفاظ میں فیصلہ چاہا۔

''محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔'' اخیر اشتہار میں لکھتا ہے: ''اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''

مرزا قادیانی نے اپنی اس دعا اور پیش گوئی کے مطابق مورخہ ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کی مرض سے ہلاک ہوکر حسب اقرار خود اپنا مفسد، کذاب اور مفتری ہونا دنیا پر ثابت کر دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

چوتھی پیش گوئی عالم کباب کے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنا الہام بیان کیا: (۱) بشیر الدولہ۔ (۲) عالم کباب۔ (۳) شادی خان۔ (۴) کلمۃ اللہ خان۔

بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا ہے کہ میاں منظور محمد کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۱۶)

مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کے شائع ہو جانے کے بعد میاں منظور کی بیوی محمدی بیگم فوت ہوگئی اور ''عالم کباب'' صاحب دنیا میں تشریف فرمانہ ہوئے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ الہامی پیش گوئی سرے سے غلط اور جھوٹ ثابت ہوئی۔

کیا مرزائی حضرات یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمدی بیگم کے ظلی اور بروزی بیٹا پیدا ہوگیا تھا۔ کیونکہ تمہارا کرشن قادیانی بھی تو ظلی اور بروزی نبوت کا مدعی تھا اور آخر تم نے اس کی پیش گوئی کو بھی تو سچا ثابت کرنا ہے۔

پانچویں پیش گوئی اپنے مقام موت کے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنا الہام شائع کیا تھا۔

''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۵)

تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا ملعون کا یہ الہام بھی سراسر غلط ثابت ہوا۔ مرزا لاہور میں مرا اور اس کے مریدوں نے اس کی لاش دجال کے گدھے پر لاد کر قادیان پہنچائی۔

قارئین کرام! مرزا قادیانی کی چند پیش گوئیاں نمونہ کے طور پر آپ کے سامنے رکھی گئی ہیں اور ان پیش گوئیوں کے نتائج بھی آپ نے ملاحظہ فرمالئے۔ باقی پیش گوئیوں کے جھوٹا ہونے کا اندازہ بھی آپ اسی نمونہ سے لگا سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کی متحدیانہ عبارات

جب مرزائیوں کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو مرزائی ان کے جوابات سے تنگ آ کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ پیش گوئیوں کی تفہیم میں مرزاقادیانی سے غلطی ہوسکتی ہے۔ لیکن مرزاقادیانی کی ناجائز ذریت کا یہ کہنا محض دفع الوقتی اور مرزاقادیانی کی تصریحات کے خلاف ہے۔ کیونکہ مرزاقادیانی نے اپنا الہام بیان کیا ہے۔

”وما ینطق عن الهوىٰ ان هوالا وحی یوحیٰ “اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔ (اربعین نمبر۳ص۳۶، خزائن ج۱۷ص۴۲۶)

مرزاقادیانی لکھتا ہے:” یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خداتعالیٰ کی اعجازنمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ (نزول المسیح ص۵۶، خزائن ج۱۸ص۴۳۴)

”ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتی ہے اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھادیتا ہے۔“
(نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ص۴۳۵)

مندرجہ بالاحوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزاقادیانی اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتا تھا۔ بلکہ وحی الٰہی سے بولتا تھا اور اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتا تھا۔ بلکہ اندرونی تعلیم سے لکھتا تھا یا فرشتے کی لکھی ہوئی عبارات کو اپنی کتابوں میں نقل کر لیتا تھا۔ اس کی مزید تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے۔ مرزاقادیانی کو الہام ہوا۔

”استقامت میں فرق آ گیا۔“ ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے۔ حضرت نے فرمایا معلوم تو ہے۔ مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو میں بتلایا نہیں کرتا۔ میرا کام دعا کرنا ہے۔
(البدر ج۲ نمبر۱۰، ۱۹۰۳ء، از مکاشفات ص۳۰)

اس واقعہ نے تصدیق کر دی کہ مرزاقادیانی بغیر اللہ کے اذن کے کچھ نہیں کہا کرتا تھا۔ ان حالات میں تو مرزاقادیانی کے کلام یا تحریر میں غلطی کا احتمال ہی نہ رہا۔ مرزاقادیانی کے اس الہام اور اس کی تحریرات کو غور سے پڑھنے کے بعد اب یہ بتانا مرزائیوں کا کام ہے کہ مرزاقادیانی اپنی تحریر یا تقریر میں ”اجتہادی غلطیوں“ کا قائل تھا یا نہیں؟

مرزاقادیانی کے انٹ سنٹ الہامات

مرزاقادیانی کا دعویٰ تھا کہ میری وحی والہامات یقینی اور قرآن پاک کی طرح ہیں۔

لیکن اگر مرزا قادیانی کے الہامات کو سرسری نظر سے دیکھا جائے تو ایسے الہامات بکثرت نظر آتے ہیں۔ جنہیں خود مرزا قادیانی بھی نہ سمجھ سکتا تھا۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔‘‘ (نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ’’**وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم**‘‘ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اپنی قوم کی زبان میں ہی تاکہ انہیں کھول کر بتادے۔ لیکن قرآن پاک کے اس صریح اصول کے خلاف مرزا قادیانی کو ان زبانوں میں بھی الہامات ہوئے ہیں۔ جنہیں وہ خود نہیں سمجھ سکا۔ دوسروں کو کیا خاک سمجھاتا۔ نمونہ کے طور پر مرزا قادیانی کے چند ایسے ہی الہامات درج کئے جاتے ہیں۔ جنہیں وہ خود بھی نہ سمجھ سکا۔

۱…… ’’**ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس** ‘‘ اے میرے خدا اے میرے خدا مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی اوس بباعث ورود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ کچھ معنی کھلے۔ ’’**واللہ اعلم بالصواب**‘‘ (البشریٰ ج۱ ص۳۶)

۲…… ’’پھر بعد اس کے خدا نے فرمایا: ’’**ھو شعنا نعسا**‘‘ یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

۳…… ’’پریشن، عمر براطوس یا پلاطوس (نوٹ) آخری لفظ پراطوس یا پلاطوس ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر۲ میں عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ پراطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۶۸، البشریٰ ج۱ ص۵۱)

مرزائیو! تمہارے رودر گوپال، جے سنگھ بہادر کو جس زبان میں الہام ہوتا ہے۔ وہ خود اس زبان کو نہیں جانتا اور اسے یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے۔ ایسے میں مرزا قادیانی پر یہ مثال صادق آتی ہے۔ ’’زبان یار من ترکی و من ترکی نمیدانم‘‘

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اور اسی طرح کے دیگر الہامات اس خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ’’**وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه**‘‘ کہ ہم نے کوئی رسول

نہیں بھیجا۔ مگر اپنی قوم کی زبان میں ہی، لیکن مرزا قادیانی کو ان زبانوں میں ''الہامات'' ہوئے جو مرزا قادیانی کی قومی زبان نہ تھی۔

مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: ''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔ ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا۔ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔''

(چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

یہاں تک ہی نہیں کہ مرزا غیر زبانوں کے الہامات نہ سمجھ سکا ہو۔ بلکہ بہت سے اردو اور عربی الہامات بھی مرزا قادیانی کی سمجھ سے بالاتر رہے اور اسے یہ تک معلوم نہ ہو سکا کہ یہ الہامات کس کے متعلق ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

۱…… ''پیٹ پھٹ گیا۔ دن کے وقت کا الہام ہے۔ معلوم نہیں یہ کس کے متعلق ہے۔''

(البشریٰ ج۲ ص۱۱۹)

۲…… ''خدا اس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا۔ نہ معلوم کس کے حق میں یہ الہام ہے۔''

(البشریٰ ج۲ ص۱۱۹)

۳…… ''۲۴؍ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق مورخہ ۵؍شعبان ۱۳۲۴ھ بروز پیر، موت ۱۳؍ماہ حال کو۔
(نوٹ) قطعی طور پر معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۱۹،۱۲۰)

۴…… ''بہتر ہوگا اور شادی کر لیں۔ معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے۔''

(البشریٰ ج۲ ص۱۲۴)

۵…… ''بعد……۱۱……انشاء اللہ!'' اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا۔ (البشریٰ ج۲ ص۶۵،۶۶)

۶…… ''غثم غثم غثم۔'' (البشریٰ ج۲ ص۵۰)

۷…… ''ایک دم میں دم رخصت ہوا۔'' (نوٹ از حضرت مسیح موعود) فرمایا کہ آج رات مجھے ایک (مندرجہ بالا) الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے۔ لیکن خطرناک ہے۔ یہ الہام ایک موزوں عبارت میں ہے۔ مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۱۷)

۸…… ''ایک عربی الہام تھا۔ الفاظ مجھے یاد نہیں رہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مکذبوں کو نشان دکھایا جائے گا۔'' (البشریٰ ج۲ ص۹۴)

۹...... ''ایک دانہ کس کس نے کھانا۔'' (البشریٰ ج۲ص۱۰۷)

۱۰...... ''لاہور میں ایک بے شرم ہے۔'' (البشریٰ ج۲ص۱۱۶)

(اب یہ مرزائی ہی بتا سکتے ہیں کہ وہ بے شرم کون ہے؟)

۱۱...... ''ربنا عاج'' ہمارا رب عاجی ہے۔ عاجی کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔

(البشریٰ ج۱ص۴۳)

(مرزائیو! تمہارے مجدد، محدث اور ظلی بروزی نبی کو باوجود دعوائے الہام اور دعوائے مسیحیت ''عاج'' کے معنی معلوم نہ ہوئے۔ مرزائی حضرات دلوں کو تھام کے مرزا قادیانی کے الہامی لفظ ''عاج'' کے معنی سن لیں۔ عاج کے معنی ہیں۔ استخوان فیل۔ یعنی (ہاتھی دانت) اور سرگین یعنی (گوبر) پس ربنا عاج کے معنی ہوئے ہمارا رب ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ اب یہ بتانا مرزائیوں کا کام ہے کہ کیا تمہارا اور تمہارے ظلی بروزی نبی کا رب اور ملہم ہاتھی دانت یا گوبر کا بنا ہوا ہے؟ جواب دینے سے پہلے اور کچھ بتانے سے پہلے ذرا ''عاج'' کے معنی پر غور کرنا۔)

۱۲...... ''آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔'' (البشریٰ ج۲ص۱۳۹)

مرزا قادیانی کے ان جھوٹے اور بے تکے قسم کے الہامات کو دیکھنے کے بعد یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں رہتا کہ مرزا قادیانی کس درجہ کا کاذب اور مفتری تھا اور کاذبین کے متعلق تو قرآن پاک میں اللہ کریم نے فرمایا ہے۔ ''لعنة الله علے الکاذبین'' تو گویا کاذب ہونے کی وجہ سے مرزا قادیانی بھی اس لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر شیطان کی طرح ملعون ہوگیا۔ نمونہ کے طور پر مرزا قادیانی کے چند جھوٹ ملاحظہ کے لئے نقل کئے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ

مرزا قادیانی بھی جھوٹ کی مذمت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

الف...... ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(اربعین نمبر۳ص۶۵، خزائن ج۱۷ص۴۰۷ حاشیہ)

ب...... ''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۲۶، خزائن ج۲۲ص۴۵۹)

ج...... ''تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۹، خزائن ج۱۱ص۳۴۳)

د...... ''غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔''

(آریہ دھرم ص۱۳، خزائن ج۱۰ص۱۳)

مندرجہ بالا اقوال میں مرزا قادیانی نے جھوٹ کی بہت مذمت کی ہے۔ لیکن اپنی تصنیفات میں مرزا قادیانی نے جس بے تکلفی سے جھوٹوں کے انبار لگا دیئے ہیں۔ اس کا یہ عمل حیرانی کا باعث ہے۔

پہلا جھوٹ

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

مرزا قادیانی نے حضرت مجدد صاحب سرہندیؒ کی کتاب سے حوالہ نقل کرتے ہوئے عمداً لوگوں کو دھوکہ دینے اور اپنی نبوت باطلہ کو ثابت کرنے کے لئے صریح تحریف کی ہے۔ عبارت بالا میں مرزا قادیانی نے جس مکتوب کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ ”**واذ اکثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم سمی محدثاً**“ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۲ حصہ ۷ ص ۱۴۲) ”یعنی جب اس قسم کا کلام ان میں سے ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے۔“ اس مکتوب کو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص ۹۱۵، خزائن ج ۳ ص ۱۰۰، تحفہ بغداد ص ۲۱، خزائن ج ۷ ص ۲۸ حاشیہ) پر بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں میں لفظ محدث لکھا ہے۔ لیکن حقیقت الوحی کی عبارت میں مرزا قادیانی نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے محدث کی جگہ نبی لکھ کر صریح خیانت کی اور جھوٹ بولا۔ اس جھوٹ اور خیانت کا مرتکب ہوتے ہوئے مرزا قادیانی کو اپنا الہام شاید یاد نہ رہا ہوگا۔ جس کے الفاظ ہیں: ”**مت ایها الخوان**“ مرا اے بڑے خیانت کرنے والے۔

دوسرا جھوٹ

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا ہے۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

مرزائی بتائیں کہ جن پیغمبروں نے مرزا قادیانی کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ وہ کون کون سے نبی تھے؟ اور انہوں نے مرزا قادیانی کے درشن کرنے کا اظہار کس کے سامنے کیا تھا؟ اور

ان نبیوں کے اشتیاق کا ذکر کس کتاب میں ہے؟ اگر نہیں بتا سکتے تو سمجھ لیں کہ یہ مرزا قادیانی کی ''الہامی گپ'' اور صریح جھوٹ ہے۔

تیسرا جھوٹ

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔''

(کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵)

قرآن شریف میں الحمد کے الف سے لے کر والناس کے س تک کوئی ایسی آیت موجود نہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہو کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ مرزا قادیانی کی یہ کذب بیانی قرآن مجید کے متعلق انتہائی واشگاف الفاظ میں بہتان طرازی ہے۔

مرزائیو! اگر ہمت ہے تو اپنے جے سنگھ بہادر (مرزا قادیانی) کو سچا ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت بتاؤ۔ جس کا ترجمہ یہ ہو کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی اور اگر تم نہ بتا سکو (اور نہ ہی بتا سکتے ہو) تو زبان سے اتنا ہی کہہ دینا کہ ''لعنة اللّٰہ علیٰ الکاذبین''

چوتھا جھوٹ

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔''

(تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۸)

مرزائیو! کیا اب بھی مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں کوئی شک ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ اور اتنی مکروہ قسم کی کذب بیانی مرزا قادیانی جیسا پنجابی اور قادیانی مدعی نبوت ہی کر سکتا ہے۔ کیا کوئی مرزائی قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت بتا سکتا ہے۔ جس میں کرشن، رودر گوپال، جے سنگھ بہادر (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام ابن مریم رکھا گیا ہو۔ ''ولو کان بعضہم لبعض ظھیراً''

مرزائیو! مرزا قادیانی کو جھوٹا سمجھنے میں ہمارے ہمنوا بن جاؤ۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ: ''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔'' اور یاد رکھو قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت نہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہو کہ مرزا غلام احمد ابن مریم ہے۔

پانچواں جھوٹ

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔'' (ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

مرزائیو! اگر کرشن قادیانی کا یہ حوالہ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا یا کسی اور سے سنا ہے تو بتاؤ کہ تم نے قرآن مجید میں قادیان کا نام تلاش کیا؟ اگر تمہیں باوجود تلاش بسیار کے قرآن مجید میں قادیان کا نام نہیں ملا اور یقیناً کبھی مل سکتا بھی نہیں۔ تو کیا تم اب بھی مرزا قادیانی کو راست گو ہی سمجھتے ہو؟

اگر اتنی بڑی کذب پروری کرنے کے بعد کوئی شخص محدث، مجدد، مسیح موعود اور ظلی وبروزی نبی ہوسکتا ہے تو کیا کذابوں کے سر پر سینگ ہوا کرتے ہیں؟

آخری گذارش

مرزا قادیانی کی خلاف اسلام تعلیمات باطلہ اور اس کے چیلوں (مرزائیوں) کی اسلام اور مسلمان دشمنی کسی طرح بھی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ آج مرزائی علی الاعلان مرزا قادیانی کی تعلیمات باطلہ کا پرچار اور تبلیغ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت سے ہٹانے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ مجاہدین ختم نبوت کو دھمکیاں ان کی دیدہ دلیری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ارباب اقتدار کو چاہئے کہ اس فتنہ کے سدباب اور قلع قمع کے لئے مناسب اقدام کریں۔ بصورت دیگر یہی مرزائی جو اپنے پیشوا کی طرح انگریزوں کے وفادار اور پرانے نمک خوار ہیں۔ پاکستان کی یک جہتی اور سالمیت کے لئے ایک مستقل خطرہ ثابت ہوں گے۔

مرزائی چونکہ قرآن وحدیث اجماع صحابہؓ اور اجماع علمائے امت کی رو سے قطعی کافر ہیں اور مسلمانوں کے صف اوّل کے دشمن ہیں۔ ایسے میں مسلمانوں کے لئے یہ لازم ہے کہ ان سے سیاسی، معاشی، معاشرتی غرضیکہ ہر میدان اور ہر شعبہ میں تعلقات منقطع کر لیں اور مرزائیت کے فتنہ کو مٹانے کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہ کریں۔ بلکہ اسے اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت پر قربان ہو جائیں۔ میری دعاء ہے کہ اللہ کریم جملہ مسلمانان عالم کو عقیدۂ ختم نبوت پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین ۰ ثم آمین یا رب العالمین!

احقر العباد: مولوی غلام سبحانی
خطیب جامع مسجد مانسہرہ

خاتم النبیین لا نبی بعدی

[illegible]

نئی نبوت

اپنے لٹریچر کے آئینہ میں

جناب حکیم محمد اسحاق صاحبؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برصغیر ہندو پاک میں قادیانی فرقہ ایک عرصہ سے عالم اسلام کے لئے ایک ایسا خطرناک سرطان بن کر نمودار ہوا ہے۔ جس کی جڑیں ہمیشہ غیر ملکی اقتدار اور لادینی نظام سے وابستہ رہی ہیں۔ لیکن وہ اندر ہی اندر ملت اسلامیہ کا خون چوس کر بڑھتا پھولتا رہا ہے۔ خصوصاً پاکستان آج کل اس کی زد میں ہے۔ پاکستان قائم ہونے سے پہلے ایک لادینی نظام میں جس آزادی کے ساتھ قادیانی نبوت کے ذریعہ مرتد سازی کا کام جاری تھا۔ اسلامی جمہوریہ میں وہ سلسلہ اسی آزادی سے جاری ہے۔ امت مسلمہ کے سینے میں اس ناسور نے سر اٹھایا تھا۔ آج اس کے زہریلے اثرات حکومت کے اعضائے رئیسہ تک پھیل چکے ہیں اور جس کی مملکت کے اعضائے رئیسہ ہی کسی مہلک بیماری کا شکار ہو جائیں تو پھر اس کا استحکام اور سلامتی خطرے سے دوچار ہو کے رہتی ہے۔

اور یہ فرقہ اس وقت اسرائیل کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ جب کہ اس کی وفاداریاں اور ہمدردیاں غیر ملکی اقتدار سے وابستہ ہوں اور اس کا ماضی بھی انگریز پرستی کا منہ بولتا ثبوت ہو۔ یہ ایشائی اسرائیل قائم یہاں ہوا۔ لیکن مقصد غیر ملکیوں کا پورا کرتا ہے۔ اس خطرے کے پیش نظر ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے عوام اور ہر مکتب فکر کے سرکردہ علماء نے حکومت وقت سے متفقہ مطالبہ کیا تھا کہ نئی نبوت کا تصور چونکہ اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ایک صریح ارتداد اور عقیدۂ ختم نبوت کے منافی ہے۔ لہٰذا اسے غیر مسلم اقلیت قرار دے کر حکومت کے کلیدی اور اہم مناصب سے الگ کر دیا جائے۔ جب کہ وہ ایک الگ امت بن کر امت مسلمہ سے خود بخود کٹ بھی چکے ہیں۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں کے اس اہم متفقہ مطالبہ پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ حتیٰ کہ اس ناسور کے زہریلے اثرات نے ملک کے ایک بہت بڑے حصہ کو کاٹ کر الگ کر دیا اور نہ معلوم بقیہ ملک کے کس کس گوشہ میں اس کی خطرناکیاں سرایت کر رہی ہیں۔ مرزائیوں کے بنیادی اور مجموعی عقیدہ و عمل کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ ان کے اندر مسیلمہ کذاب کی روح اور ان کی رگ و پے میں کلائیو اور وفوئی کا لہو جاری ہے۔ ان کی بھیگی ہوئی۔ آستینیں احتساب کے شکنجہ میں نچوڑی جائیں تو تحریک آزادی ہند سے لے کر شہداء تحریک اسلامی پاکستان تک کا خون ٹپک سکتا ہے۔ بلکہ اندرون ملک سازشوں سے لے کر سقوط مشرقی پاکستان تک کے المیہ کا بھی سراغ مل سکتا ہے۔ آج پھر عوام

اوران کے مقتدر لیڈر علماء امت کے تعاون سے اپنا مطالبہ دہرا رہے ہیں کہ اگر اس فرقہ کی اسلام دشمن حرکات اوران کی خفیہ سازشوں کا فوری نوٹس نہ لیا گیا۔ تو پھر نہ معلوم اس فتنہ پر قابو پانا کس قدر مشکل ہوجائے گا۔ قوم کے پیٹ میں اس گھسی ہوئی مکھی کو نکالے بغیر ملی صحت کا معیار برقرار رکھا نہیں جاسکتا اور نہ الگ الگ نبیوں کی امت میں باہم کوئی قدر مشترک باقی رہ جاتی ہے۔

خدا کرے کہ اس بار حکومت دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے مسلمان قوم کے متفقہ اور دیرینہ مطالبہ کو منظور کرلے اور اس طرح وہ عوام اور خدا دونوں کے ہاں سرخروئی حاصل کرسکے اور اسی بات میں دونوں کی بھلائی بھی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس انتہائی اہم مسئلہ پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ کوئی ایسا فیصلہ کیا جائے جو عتاب الٰہی سے ہمیں بچاسکے۔ ورنہ جھوٹی نبوت جس کشتی میں سوار ہوگی وہ کشتی بدامنی وانتشار کے بھنور سے کبھی نکل نہیں سکتی اور نہ ایشیائی اسرائیل کی ریشہ دوانیوں سے یہاں مسلمانوں کو امن چین مل سکتا ہے۔

نئی نبوت متنازعہ فیہ مسئلہ نہیں ہے

کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں کوئی اختلاف ہے۔ بلکہ یہ معاملہ کفر اور اسلام کا ہے۔ یا دو نبیوں کی دو امتوں کا ہے۔ امت محمدیہ کا عقیدہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور مرزائی امت نے اس کے خلاف ایک جھوٹا نبی کھڑا بھی کردیا۔ اس کے بعد دونوں کے بنیادی عقیدے کے اختلاف کی بناء پر کفر اور اسلام کی کشمکش شروع ہوگئی۔

حضور ﷺ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے مرتد ہوجانے کی بناء پر قتل کردیا گیا۔ یہی حشر عنسی کذاب کا بھی ہوا۔ اس کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا اسلامی ریاست میں ناقابل برداشت اور مباح الدم ہے اور یہ کہ کفر وارتداد کی تبلیغ واشاعت کی آزادی ایک اسلامی معاشرے میں نہیں دی جاسکتی۔ انگریزی دور میں علماء کرام نے اس جھوٹی نبوت کا بہترین پوسٹ مارٹم کیا تھا اور مرزا قادیانی کے جسمانی، دماغی، علمی اور اخلاقی پہلوؤں پر واضح دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی تھی۔ لیکن لادینی نظام کی آبیاری سے یہ اکاس بیل برابر پھیلتی رہی اور مسلمان قوم کی رگ وجان سے برابر خون چوستی رہی اور آج اس آفت جان سے چھٹکارا پانا ایک مستقل خطرہ بن گیا ہے۔

قرآن وحدیث میں ختم نبوت کا مسئلہ اس وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اس میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں اور نہ اس میں کسی اجتہاد واستنباط کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ نزول قرآن سے لے کر آج تک یہ مسئلہ متفق علیہ ہی رہا ہے۔

پروردگار عالم نے تو نبوت کا دروازہ بند کر کے آنحضورﷺ کے ذریعہ اس کا اعلان بھی کرا دیا۔ لیکن شیطان نے جھوٹے نبیوں اور گندی روحوں پر وحی کا سلسلہ بند نہیں کیا۔

۱…… ’’**ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاك اثیم (الشعراء)**‘‘ ﴿اچھا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔﴾

۲…… ’’**وان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیاء هم لیجادلوکم (انعام:۱۲۱)**‘‘ ﴿اور شیطان اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے (ناحق) جھگڑا کریں۔﴾

اس لئے تمام جھوٹے مدعی نبوت اپنے کام کا آغاز خوابوں سے کرتے ہیں اور شیطان کے تصرف سے جو خواب آتے ہیں۔ انہیں حلم کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع احلام ہے۔ انہیں اضغاث احلام کہا جاتا ہے اور یہی ان کا مبدأ وحی ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مفتری اور کذاب لوگوں پر شیطان کی وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ تاکہ دنیا میں وہ خیر کے مقابلہ میں فتنہ وشر کا وجود قائم رکھیں۔

جھوٹی نبوت جاری ہے

حضور اکرمﷺ نے فرمایا: ’’**انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج۲ ص۴۵)**‘‘ ﴿میرے بعد عنقریب میری امت میں سے ایسے تیس سخت جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں ہر ایک اپنے متعلق یہی گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں سب نبیوں کے آخر میں آیا ہوں اور مجھ پر سلسلہ نبوت ختم ہوگیا۔﴾ حضورﷺ کی اس پیش گوئی کے مطابق آپﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کاذب اور فریب کار ہے اور پھر ایسے لوگ مسلمان قوم ہی سے اٹھیں گے۔ کسی غیر مسلم طبقہ سے نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے دھوکہ میں کون آسکتا ہے۔ یہ کام تو مسلمانوں کا نقاب اوڑھ کر ہی کیا جاسکتا ہے۔

نئی نبوت کی ضرورت کب پیش آتی ہے

اب علمی اور عقلی دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ پر غور ضروری ہے کہ دنیا میں وہ کیا حالات واسباب ہیں۔ جن کی بناء پر کسی نبی کی بعثت ضروری ہوجاتی ہے۔ مولانا مودودی نے تفہیم القرآن میں مفصل بحث کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

’’قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے بعد تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں۔

اوّل...... یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے ہو کہ اس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

دوم...... یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گذرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو یا اس میں تحریف ہوگئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم...... یہ کہ پہلے گذرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم وہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لئے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم...... یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی ضرورت ہو۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء کے آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔ قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث وسیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ وتحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا۔ جو کتاب آپ لائے تھے۔ اس میں ایک لفظ کی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی۔ نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جو ہدایت آپ نے قول وعمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی ہمیں اس طرح مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ کے زمانہ میں موجود ہیں۔ اس لئے دوسری ضرورت (پہلے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو یا تحریف ہوگئی ہو) بھی ختم ہوگئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات صاف صاف کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ لہٰذا تکمیل دین کے لئے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔ اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت تو اس کے لئے نبی درکار ہوتا تو وہ حضور ﷺ کے زمانے میں آپ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہوگئی۔“ (تفہیم القرآن ج۴ ص۱۵۱)

نئی نبوت کی شہ رگ کٹ گئی

قرآن کی روشنی میں نئی نبوت کے داعیات ہی جب پائے نہیں جاتے تو پھر علم واستدلال کی اس بحث کے بعد نتیجہ واضح ہے کہ آئندہ نیا نبی کون سی ضرورت پوری کرنے آئے گا۔

نئی نبوت کس لئے

اس کے بعد مولانا مودودی تحریر فرماتے ہیں۔ ”اب ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے۔ جس کے لئے آپ ﷺ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو۔ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے دنیا میں نبی کب آیا ہے؟ کہ آج صرف، اس کام کے لئے وہ آئے۔ نبی تو اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کے لئے، یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے۔ قرآن اور سنت محمد مصطفٰی ﷺ کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد وحی کی سب ضرورتیں ختم ہو چکی ہیں تو اب اصلاح کے لئے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء کی“ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۱۵۲) چنانچہ اس امر کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ”عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری ج۱ ص ٤٩١، احمد ابن ماجه، ابن جریر) ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء فرمایا کرتے تھے۔ جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا اس کا جانشین آ جاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں خلفاء ہوں گے۔ جن خدمات کے لئے پہلے انبیاء کرام بھیجے جاتے تھے۔ سلسلۂ نبوت ختم ہونے کے بعد آئندہ بھی خدمات امت کے علماء، خلفاء اور اولوالامر سرانجام دیں گے اور اگر آئندہ یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا تو بدستور انبیاء کی بعثت ہوتی رہتی۔ لیکن امت کی اصلاح وتجدید کا کام علماء اور خلفاء کے حوالے کرنے کا مقصد ہی ختم نبوت کا اعلان ہے۔ ایک نیک نیت اور سلیم الفطرت انسان کے سمجھنے کے لئے یہ حقیقت کتنی شفاف اور واضح ہے۔ لیکن نبی بننے کا جنون دماغ پر سوار ہو تو پھر تحریف تدلیس کے رندے سے جھوٹی نبوت کا بت تراشنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

قصرِ نبوت کی تعمیر اور اس کی خشت اوّل

خالق کائنات نے جب ایک طرف اس جہان کی بنیاد رکھی تو اس کے ساتھ ساتھ قصر نبوت کی پہلی اینٹ بھی رکھ دی۔ یعنی اس عالم کون و مکان میں جس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اس کو قصر نبوت کی خشت اوّل بھی قرار دیا گیا۔ نوع آدم کا ابتدائی پیکر اور پہلے نبی یعنی حضرت آدم علیہ السلام دونوں حیثیتوں کے مالک ہیں۔

١...... ’’انی جاعل فی الارض خلیفة (بقرہ:٤)‘‘ ﴿میں زمین میں خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔﴾

٢...... ’’ان اللّٰہ اصطفیٰ آدم ونوحاً واٰل ابراھیم واٰل عمران علی العالمین (آل عمران:٤)‘‘ ﴿اللہ نے آدم اور نوح اور ال ابراہیم اور آل عمران کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا تھا۔﴾

مشکوٰۃ میں آیا ہے کہ جب آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے تو آپ نے فرمایا’’نعم نبی تکلم‘‘ ﴿خدا کے نبی تھے۔ خدا ان سے باتیں کرتا تھا۔﴾

ایک اور حدیث میں فرمایا:’’اول الانبیاء آدم وآخرھم محمد (ابن عساکر، ابن حبان)‘‘ ﴿سلسلۂ انبیاء کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اس کی انتہاء حضرت محمد ﷺ۔﴾

ادھر عالم انسانیت بتدریج پھیلتا رہا۔ ادھر قصر نبوت کی تعمیر ہوتی رہی۔ اس دوران دنیا میں انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے۔ قصر نبوت تکمیل کے مراحل طے کرتا رہا۔ آخرکار اس جہاں کے لئے جس عروج وکمال تک پہنچنا مقدر تھا پہنچ گیا۔ ادھر قصر نبوت بھی اپنے جملہ محاسن اور کمالات کے ساتھ مکمل ہوگیا۔

اجرائے رسالت کا پہلا اعلان

’’یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون (اعراف:٤)‘‘ ﴿اے بنی آدم جب بھی ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں سنایا کریں تو ان پر ایمان لایا کرو۔ جو شخص ان پر ایمان لاکر خدا سے ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا۔ تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔﴾ ابتدائے عالم میں رسولوں کی بعثت کی بشارت دی گئی تھی۔ ضروری تھا کہ اس کی انتہاء پر بھی سلسلۂ رسالت کے خاتمہ کا اعلان کردیا جائے۔

ختم نبوت کا اعلان

اور اس آخری آسمانی کتاب میں یہ نہایت واضح اعلان بھی کردیا گیا۔’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین (احزاب:٤٠)‘‘ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔﴾

یہ اعلان اس لئے کیا گیا کہ سابق معمول کے مطابق آئندہ کسی شخص کو کسی رسول کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ اس اعلان کے مطابق دنیا میں جتنے رسول آئے۔ کسی نے خاتم النبیین کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت سنائی۔ آنحضورﷺ نے دنیا میں تشریف لاکر نبوت کے ساتھ ایک نیا اعلان (ختم نبوت) بھی فرمایا اور اس امر کا انکشاف کیا کہ اس دنیا کا بھی یہ آخری دور ہے اور میں بھی اس زمین پر آخری رسول ہوں اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کر کے فرمایا: ”بعثت انا والساعة کھاتین (بخاری ج٢ ص٩٦٣) ”میرے زمانہ نبوت اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبوت مائل نہیں ہے۔ جس طرح کہ ہاتھ کی ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے۔

آنحضورﷺ کی زبانی ختم نبوت کی تمثیلات

ایک مسلمان کے لئے تو خدا ورسول کا کسی معاملے میں صاف صاف اعلان مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن رحمۃ اللعالمین نے انسانی ذہن کی سادگی اور کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے ختم نبوت کے مسئلہ کو انتہائی سہل اور مؤثر پیرائے میں اس طرح بیان فرمایا تا کہ آئندہ کسی سوراخ سے کوئی کذاب داخل نہ ہو سکے۔

”قال النبی ﷺ ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنه واجمله الّا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلّا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وانا خاتم النبيين (بخاری ج١ ص٥٠١، باب خاتم النبيين)“ ﴿نبی ﷺ نے فرمایا۔ میری اور مجھ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور نہایت ہی خوبصورت بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے۔ مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی اور وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔﴾ (یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ اب کوئی جگہ نہیں رہی جسے پر کرنے کے لئے کوئی نیا نبی آئے) نبوت کا محل مکمل ہو جانے کے بعد آخر اس کی دیوار کے ساتھ کسی نئے نبی کے لٹکے رہنے کا کوئی فائدہ؟ غور طلب بات ہے۔

اس مضمون کی حدیثیں صحیح مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں بھی آئی ہیں۔ اختصار کے خیال

سے وہ تمام احادیث نقل نہیں کی گئیں۔ ان میں بھی تصریح کے ساتھ ''**فختمت الانبیاء یا ختم بی الانبیاء**'' کے الفاظ آئے ہیں۔ سب میں ایک ہی حقیقت کا اعلان ہے۔ میرے ذریعہ سے انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔

قصر نبوت مکمل ہو گیا

اور جب آنحضورﷺ کی بعثت کے ذریعے نبوت کا مقدس محل اپنے محاسن وکمالات کے ساتھ بالکل مکمل ہو گیا تو دنیا والوں کو مطلع کردیا گیا۔ اے اہل زمین! ذہن نشین کرلو کہ اب دنیا کی پشت پر بسنے والی نوع انسانی اجڑنے والی ہے۔ اس شورش کدۂ عالم کی ویرانی کا دور بہت جلد آرہا ہے۔ نوع آدم کی جوانی میں بڑھاپا قدم رکھ رہا ہے۔ اس آخری رسول کے ذریعے خدا تعالیٰ نے جو نظام زندگی عطاء کیا جو عقائد ونظریات دیئے جو قوانین سیاست بنائے جو ضابطہ اخلاق دیا اور جو اصول عبادت اور جس طرز بندگی کی تعلیم دی یہ سب کچھ مکمل ہو چکا۔ آپ کی حیات گیر اور عالمگیر دعوت توحید سے دنیا روشناس ہو گئی۔ آپ کی معرفت لایا ہوا یہ آخری اور مکمل دین ہے۔ عمل کرنے کی مہلت بہت کم رہ گئی ہے۔ جسے اپنے عقائد وعمل کی اصلاح کرنا ہے کرلے۔ حجت بازی اور تھوڑی سی مہلت کو ضائع کرنے کا وقت نہیں رہا۔ دنیا کی عمر کے ساتھ ساتھ قصر نبوت کی بھی تکمیل ہو گئی ہے۔ نبوت اپنے ارتقائی کمال کو پہنچ چکی ہے۔ کمالات انسانیت کا بھی اب کوئی درجہ باقی نہیں رہا۔ ورنہ نبوت کا کمال ابھی ختم نہ ہوتا۔

اب دنیا والوں کو زندگی کے کسی بھی شعبہ میں کسی دوسرے نظام سے رہنمائی کی بھیک مانگنی نہیں پڑے گی۔ زمین پر بسنے والوں کے لئے زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہا جو خدا تعالیٰ کی ہدایت اور اس کے آخری رسول کے اسوۂ حسنہ کے نور سے جگمگا نہ اٹھا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء وپسند اس کی ایک ایک ادائیں ڈھل کر رہنمائی وہدایت کا آفتاب بن کر پوری انسانی زندگی پر روشنی پھیلا چکی ہے۔ اس آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے بعد زندگی کا کون سا گوشہ تاریکی میں رہ گیا ہے۔ جسے روشن کرنے کے لئے آئندہ کسی نئے نبی کی ضرورت محسوس ہو۔ کون سا مسئلہ لاینحل رہ گیا ہے۔ جسے حل کرنے کے لئے افضل الانبیاء کے بعد کسی ماتحت نبی کی ضرورت ہو۔ انسانی زندگی کے کسی شعبہ میں رہنمائی کے لئے نہ دین میں کوئی کمی رہنے دی گئی نہ سیرت نبوی کی کمی فیض بخشیوں نے کوئی گوشہ چھوڑا۔

تکمیل نبوت کے ساتھ تکمیل دین

نوع انسانی کو اب آخری اور مکمل ہدایت نامہ دے دینے کے بعد اللہ تعالیٰ اس تکمیل نعمت کی بشارت دیتا ہے۔ جو ختم نبوت کے ساتھ حاصل ہوئی۔ ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ)'' ﴿آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔﴾

تکمیل دین اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے جو قیامت تک آنے والے لوگوں کی دنیا وآخرت سنوارنے کے لئے کافی ہے اور اس نظام حیات کی عالمگیر اور ہمہ گیر صفت نے قیامت تک کے مسائل کو سمیٹ لیا ہے۔ (ابن کثیرؒ)

اس نعمت کی شان میں فرماتے ہیں: ''هذه اکبر نعم الله علیٰ هذه الامة حیث اکمل تعالیٰ لهم دینهم فلا یحتجون الیٰ دین غیره ولا الیٰ نبی غیر نبیهم صلوات الله علیه وسلام علیه ولذا جعله خاتم الانبیاء وبعثه الیٰ الجن والانس (ابن کثیر ج٣ ص٢٢)'' ﴿اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے اس امت کا دین (آئین حیات) کامل کر دیا ہے کہ اب اسے نہ کسی اور دین کی ضرورت رہی اور نہ کسی دوسرے نبی کی۔ اس لئے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اور جن وانس کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔﴾

دین کے ارتقاء اور انسان کو معراج کمال تک پہنچانے کے لئے عالمگیر شمع ہدایت پہنچا دینے کے بعد آئندہ کے لئے سلسلۂ نبوت کی بساط لپیٹ دی گئی۔

ختم نبوت پر ایمان لانا بنیادی عقائد میں داخل ہے

اس کی تائید مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتی ہے۔ زیدؓ بن حارثہ کے قبیلہ کے لوگ انہیں تلاش کرتے ہوئے آنحضور ﷺ کے پاس پہنچے۔ کہنے لگے اس کے عوض بہت سا مال لے لیجئے اور اسے ہمارے ساتھ روانہ کر دیجئے۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا: ''فقال اسئلکم ان تشهدوا ان لا اله الا الله وانی خاتم انبیائه ورسله وارسله معکم (مستدرک حاکم ج٤ ص٢٢٥)'' ﴿تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اس کے نبیوں اور رسولوں میں آخری نبی اور رسول ہوں۔ اس اقرار کے بعد میں اسے ابھی تمہارے ساتھ بھجواتا

ہوں۔﴾ خدا پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ختم نبوت پر ایمان لانے کا مطالبہ اسی لئے کیا جا رہا ہے کہ ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا کافی نہیں ہے اور نہ آئندہ کے لئے ایمان محفوظ رہ سکتا ہے۔

ختم نبوت کا علم ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے

اگر کسی شخص کو اپنے ایمان اور اسلام کی پوری حدود کا علم نہیں ہے اور ان حدود پر حملہ کرنے والوں سے بھی باخبر نہیں ہے تو اسے نہ اپنے اسلام کی حدود کے تحفظ کا احساس ہوسکتا ہے نہ ان حدود پر شبخون مارنے والے بدنیت ڈاکوؤں کا سراغ مل سکتا ہے۔ برائیوں اور گناہوں سے نفرت وکراہت اور ان سے بچنے کا احساس اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ ان کا پہلے سے علم حاصل ہو۔

حضور ﷺ کی صفت رسالت اور شان ختم نبوت کے بارے میں اگر مکمل معلومات حاصل نہ ہوں تو پھر جھوٹے نبیوں کے جال سے بچ نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کا مشہور حکیمانہ مقولہ ہے: ”من لم یعرف الشر یقع فیہ (الفاروق)“ جو شخص برائی سے بالکل واقف نہیں ہے۔ وہ برائی میں مبتلا ہوگا۔

علمائے دین نے اسی خطرے کے پیش نظر لکھا ہے کہ اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ان باتوں میں سے ہے۔ جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ (الاشباہ والنظائر کتاب السیر ص ۱۵۲)

اس لئے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے قیامت سے پہلے کئی لوگ اٹھیں گے۔

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: ”وقد اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ ورسولہ فی السنة المتواترة عنہ انہ لا نبی بعدی لیعلموا ان کل من ادعیٰ ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاك دجال ضال مضل (ابن کثیر ج ٦ ص ٣٨٤)“ ﴿اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے احادیث متواترہ میں ختم نبوت کا اعلان اس لئے فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص اب اس منصب (نبوت) کا دعویٰ کرے گا وہ سخت جھوٹا، افتراء پرداز، دجال اور پرلے درجے کا گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔﴾

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر مسلمان کے لئے شعوری طور پر ختم نبوت پر ایمان لانا، اسے عقیدہ بنانا پھر پوری زندگی میں اس پر قائم رہنا تحفظ ایمان اور تکمیل دین کے لئے نہایت

ضروری ہے۔ ورنہ سطحی ایمان کے ساتھ عقیدہ وایمان کے ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ جب کہ اس راہ میں شان نبوت کے رہزن بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔

چونکہ ختم نبوت کا مسئلہ ہمیشہ سے متفق علیہ رہا ہے اور جب کبھی کسی نے اس میں شگاف ڈالنے کی ناپاک کوشش کی تو وہ بالاتفاق ملت اسلامیہ کے غیظ وغضب کا نشانہ بنا اور پورے عالم کی لعنت وپھٹکار کا مستحق ہوا اور مسلمان عوام کو آنحضورﷺ کے بارے میں جو عقیدت ومحبت سے لبریز جذباتی تعلق ہے اور آپﷺ کے بارے میں جو لطیف احساسات رکھتے ہیں۔ اس کے پیش نظر کھلم کھلا کسی بھی بد باطن کو اس بارود سے چھیڑنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اس لئے انگریز کے دور میں بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو ابتداء میں تحریف اور مغالطہ سے کام لینا پڑا اور آج بھی یہ لوگ اسی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ مذہب کے چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی یہودی سیاست کی یہ گندی پوٹلی اسلامیہ جمہوریہ کے کنوئیں میں ابھی تک تعفن پھیلا رہی ہے۔ جسے نکالے بغیر قومی صحت اور ملکی توانائی واستحکام بحال نہیں ہوسکتا۔ ختم نبوت کے عقیدہ میں ایمان کش جراثیم داخل ہوتے رہیں گے اور مسلمانوں کی مرکزی قوت میں ضعف وانتشار پیدا ہوتا رہے گا۔

مرزائیوں کا ختم نبوت کا اقرار، فریب اور دھوکہ ہے

چنانچہ مرزاغلام احمد قادیانی کا مندرجہ ذیل اعلان ملاحظہ ہو۔

اقرار...... ''اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔''

(نشان آسمانی ص۲۸، خزائن ج۴ ص۳۹۰)

لیکن اس اعلان کے بعد پھر حریم نبوت میں داخل ہوکر اپنے لئے نبوت کشید کرتے ہیں اور خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد دوسرا اعلان ملاحظہ ہو۔

خاتم النبیین کی غلط تاویل

۱...... ''اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۹۷ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰)

۲...... ''اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرتﷺ سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے۔ نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ امتی ہے...... مگر کسی

ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے۔“

(چشمہ مسیحی ص ۶۸، ۶۹، خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۳ حاشیہ)

یہ دونوں دعوے جو اپنے اندر صریح تضاد اور جھوٹ کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ قادیانی نبوت کے تحرف و دجل اور اس کے کذب و فریب کی بدترین مثالیں ہیں۔ اس سے قیاس کر لیجئے کہ آج قادیانی امت بھی بظاہر خاتم النبیین اور ختم نبوت پر یقین رکھنے کا اعلان و اقرار کرتی ہے۔ لیکن یہ محض عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہے۔ اصل میں ان کے ہاں ختم نبوت کا وہی مفہوم ہے جو مرزا قادیانی نے بیان کیا ہے۔ مغالطہ آمیز اقرار سے عوام کے غیظ و غضب سے بھی بچنا چاہتے ہیں اور اپنے عقیدہ پر بھی قائم رہتے ہیں۔

دعویٰ نمبر ۱، سے ثابت ہوا کہ حضور کی پیروی سے خود بخود کمالات نبوت پیدا ہوتے ہیں اور آپ کی روحانی توجہ نئے نئے نبی تراشتی ہے۔

دعویٰ نمبر ۲، آنحضرت کی پیروی سے وحی و الہام اور نبوت کا حصول ہوتا ہے؟

مرزا قادیانی کے دعوے کے مطابق اگر ہر ایک پیروکار کمالات نبوت سے مستفید ہو کر نبی بن سکتا ہے تو پھر مرزا قادیانی کے لئے کوئی تخصیص نہیں رہتی۔ جس کے جی میں آئے اور جب چاہے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے کاروبار چلا سکتا ہے اور دنیا میں تو خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کو بھی کچھ نہ کچھ ماننے والے مل ہی جاتے ہیں۔ جب کہ آج کل نبوت کے لئے کسی سیرت کی شہادت، وحی اور معجزات کا ثبوت مہیا کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا نئے نبی کا مسئلہ منوانے کے لئے جھوٹ بولنے اور عوام کو لفظی اور معنوی فریب دینے کی اچھی خاصی مہارت مطلوب ہے اور وہ مرزا قادیانی کو بخوبی میسر ہے۔ اگر آنحضورﷺ کی مہر نبوت لگنے سے انبیاء کی فوج آئندہ آتی رہے گی تو پھر اللہ تعالیٰ کے اعلان کا جو مفہوم آنحضورﷺ نے سمجھا، صحابہ کرامؓ نے اس پر جو عقیدہ جمایا۔ ملت اسلامیہ کا اس پر اجماع ہوا اور آج تک اس میں کوئی گنجائش نہ نکل سکی تو پھر ان صداقتوں کی روشنی میں مرزا قادیانی کذب وارتداد کی رسوائی سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟ نیز مرزا قادیانی نے اپنے دور کے دوسرے مدعیان نبوت کو سور، بدطینت اور جھوٹا کیوں قرار دیا اور ان کے لئے قلمی غلاظت فضا میں کیوں بکھیری؟

نبی بنتا نہیں بلکہ اسے اللہ تعالیٰ منتخب کرتا ہے

نبی کا کام لوگوں کو خدائی پیغام پہنچانا ہوتا ہے اور اس کام کے لئے موزوں افراد کا

انتخاب مخصوص صلاحیتیں دے کر خود اللہ تعالیٰ کا اپنا ذمہ ہے۔ جیسا کہ آیت: ''ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً'' سے ثابت ہوتا ہے۔ انبیاء کرام کے اوصاف وخصائص اوران کی بے داغ وشفاف سیرت بعثت سے پہلے ہی اپنے معاشرے میں شہرت ومقبولیت کا سکہ جما چکی ہوتی ہے اور ان کی خوبیوں کی چھپی ہوئی کلی رفتہ رفتہ خلق عظیم کا پھول بن کر نکھرتی ہے۔ پاک اور شفاف دعوت کی تبلیغ وتعلیم کے لئے مثالی نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی بات منوانے کے لئے انبیاء کرام کی پہلی زندگی کو دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جس کے جوہر امانت وصداقت کی مخالفین بھی شہادت دیتے ہیں۔

''فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون (یونس:۲)'' ﴿میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گذار چکا ہوں۔ بھلا تم سمجھتے نہیں ہو۔﴾ ایسا تو نہیں ہوا کہ وہ نبی بننے کی تیاری کرتے رہے ہوں یا کبھی جھوٹ، فریب، مکاری، عیاری اور خیانت کا کوئی چھینٹا ان کی سیرت پر پڑا ہو۔

نبی نہ تو کسی انسان کا شاگرد ہوتا ہے نہ شاعر، نہ مصنف، وہ براہ راست رحمٰن کا شاگرد ہوتا ہے۔ اپنی سوسائٹی میں وہ بالاتفاق صادق وامین مشہور ہوتا ہے۔ لیکن مرزاقادیانی نے پرائیویٹ طور پر ملازم اساتذہ سے تھوڑی بہت تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کی تصنیفات اور شاعری بھی زبان زدعوام ہے۔ اس کے بعد نبی انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلا کر آزادی کی نعمت سے مالا مال کرتا ہے۔ لیکن مرزاقادیانی نے اپنا تمام کمال نبوت کا اثاثہ انگریز کی غلامی کے لئے نچوڑ دیا ہے۔ تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی۔

اور مرزاقادیانی کی دماغی، فکری، جسمانی، اخلاقی، سیاسی اور اجتماعی زندگی جس ماحول اور جس رنگ میں گزری ہے۔ وہ انہیں ایک صحت مند صحیح الدماغ اور انسانی اخلاق کی سطح سے بھی نیچے گرا دیتی ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ انہوں نے زندگی کا کتنا حصہ نبی بننے کی تیاری میں گزارا۔

ادھر پروردگار عالم نے اعلان کر دیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔ قصر نبوت پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ آخری اینٹ لگ چکی۔ اب اس کے بعد کسی زائد اینٹ کے لگنے کے لئے کوئی جگہ خالی نہیں رہی ہے۔ لیکن مرزاقادیانی سینہ زوری کر کے قصر نبوت میں گھس آنا چاہتے ہیں۔

سب سے بڑا ظالم؟

خدا اور رسول کے واضح اعلان کے بعد تحریف وتاویل کے دریچوں سے گھس کر وحی اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو خدا نے سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے۔ ’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شیٔ (الانعام:۱۱)‘‘ لیکن اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر افتراء باندھے (کہے) کہ میں خدا کا نبی ہوں اور مجھ پر الہام اور وحی کا نزول ہوتا ہے۔ حالانکہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو۔

جھوٹی نبوت کا اعلان کرنے والوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی وہ مقدس دعوت متاثر ہوتی ہے جو انسانی زندگی کی غایت ہے؟ اللہ کی مرضی کے خلاف اس کی طرف جھوٹی نسبت کے ذریعہ دجل وفریب کا کاروبار چلانے والے اپنے اوپر بھی ظلم کرتے ہیں اور خلق خدا پر بھی کہ انہیں راہ ہدایت سے بھٹکا کر جہنم کا ایندھن بناتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی سے جن پر ظالم اور مفتری کا فتویٰ لگ چکا ہو۔ ایسے لوگوں کے دلائل نبوت پر توجہ کرنا عقیدۂ ختم نبوت کو مجروح کرتا ہے۔

نئی نبوت سے دلائل طلب کرنا کفر ہے

’’تنبأ رجل فی زمن أبی حنیفة وقال امهلونی حتیٰ أجی بالعلامات فقال ابو حنیفة: من طلب منه علامة فقد كفر لقوله علیه السلام لا نبی بعدی (روح البیان ج۲۲ ص۱۸۸)‘‘

امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں۔ لا نبی بعدی!

اس کے بعد نہ کوئی کتاب آئے گی نہ کوئی رسول

خدا تعالیٰ کی اس آخری کتاب کے بعد آئندہ وحی کا سلسلہ جاری ہوتا تو اس پر بھی ایمان لانے کا حکم ضرور دیا جاتا۔ لیکن قرآن میں آئندہ کسی نبوت اور کسی کتاب پر ایمان لانے کا کوئی حکم نہیں ملتا۔

قرآن ھدی للنّاس ہے۔ جس میں نزول کے وقت سے لے کر قیامت تک کے لوگ مراد ہیں اور سب کا مرکز ہدایت یہی کتاب ہوگی۔

رسول كافة للناس ہے جو قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہدایت ورہنمائی کا کامل نمونہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اگر ہدایت کے آفتاب ومہتاب تکمیل انسانیت اور فلاح آدم کے لئے ناکافی ہوتے تو دنیا میں کسی نئی کتاب، نئی شریعت اور نئے رسول کا ظہور بھی ضرور ہوتا اور ان پر ایمان لانے کا حکم بھی واضح طور پر دیا جاتا۔ بصورت دوم، اللہ تعالیٰ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نئے آنے والے نبیوں کی اطلاع تو انسانوں کو نہ پہنچائے۔ لیکن ان پر ایمان نہ لانے والوں کو سزا کا مستحق قرار دے دے۔ یہ بات اس کے آئین عدل ورحمت کے خلاف ہے۔ ذیل میں صرف چند ایک آیات درج کی جاتی ہیں۔ جن میں آئندہ کسی آنے والے نبی کی کوئی بشارت نہیں اور نہ ہی ان پر ایمان لانے کا کوئی حکم ملتا ہے۔ تاکہ اس کے بعد تمام انسان اسی کتاب اور اسی رسول کو مرکز ہدایت کی حیثیت سے اپنی پوری زندگی میں یکسوئی کے ساتھ تسلیم کرلیں اور آئندہ کسی نئے نبی اور نئی شریعت کے مطابق زندگی کے رنگ بدلنے کا کھٹکا باقی نہ رہے۔

کتنا بڑا انعام اور احسان ہے اس رحمة للعالمين کا جس نے نسل انسانیت کو ہر روز ایمان بدلنے کے تکلف سے ہمیشہ کے لئے نجات دلادی۔

۱…… ”والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يؤقنون (بقره:۱)“ ﴿اور جو کتاب تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئیں۔ سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔﴾

اس آیت میں قرآن پر اور اس سے پہلی آسمانی کتابوں پر ایمان لانے والوں کو مؤمن کہا گیا ہے۔ اگر اس کتاب کے بعد کسی کتاب کا نزول یقینی ہوتا تو پھر مؤمن کامل کی تعریف یوں ہوتی۔ ”والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وما ينزل من بعدك “جو کتاب تم پر نازل ہوئی اور تم سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں اور جو کتاب تمہارے بعد نازل ہوگی۔ سب پر ایمان لاتے ہیں۔ آئندہ وحی کا سلسلہ بند ہو رہا تھا۔ اس لئے ایمان لانے کے مطالبہ میں اس کتاب کے بعد مزید کسی کتاب پر ایمان لانا شامل نہیں کیا گیا۔

لیکن جس نبوت کی بنیاد جھوٹ، فریب، دھوکہ اور مغالطہ پر رکھی گئی ہو وہ ہر ممکن طریق سے اپنے فن کی مہارت ضرور دکھاتی ہے۔ چنانچہ اس آیت سے بھی جھوٹی نبوت کشید کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”ما انزل اليك “ سے قرآن کی وحی ”ما انزل من قبلك “ سے انبیاء سابقین کی وحی اور آخرت سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے۔ آخرت کے معنی

پیچھے آنے والی، وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے۔ سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے جو قرآن کے بعد نازل ہوگی۔

(تفسیر سورۂ بقرہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ بابت ماہ مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

اس طرح قرآن میں جگہ جگہ کہیں الفاظ بدل کر، کہیں اپنی مرضی کے معانی قرآنی آیات کے منہ میں ڈال کر جھوٹی نبوت کا بت کھڑا کیا گیا ہے۔ ان کی برملا تحریفات کو سمیٹنا یہاں مشکل ہے۔ موزوں وقت پر حسب ضرورت حوالے دیئے جائیں گے۔ یہاں اتنا سمجھ لیجئے کہ ”وبالآخرة هم يؤقنون “ (میں آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں) آخرت کے مفہوم میں وہ اپنی جھوٹی نبوت کو گھسیٹ لائے ہیں۔ اس لئے کہ یہ بھی آخرت کی نشانیوں میں سے ہیں اور مرزا قادیانی کو اس آیت میں اپنی غیر حقیقی نبوت کو پیوند لگاتے وقت یہ خیال نہ رہا کہ وحی مذکر ہے اور آخرت مؤنث اور اس کا موصوف بھی مؤنث ہونا چاہئے۔ ایک پنجابی شخص عربی وحی سے اپنی نبوت برآمد کرے گا تو اسی طرح قدم قدم پر جہالت کے ہاتھوں پٹتا رہے گا۔

”فالذين اٰمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذي انزل معه اولئك هم المفلحون (اعراف:۱۹) “جو لوگ اس رسول پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا اس کی پیروی کی۔ وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ اس آیت میں بھی اس آخری رسول پر ایمان اور اس کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی کے نتیجہ میں فلاح ونجات کی بشارت دی گئی ہے۔ اگر کسی نبی کی آمد یقینی ہوتی تو اس کے بعد اس پر ایمان لانے اور اس کی شریعت کی پیروی کا حکم بھی ضرور دیا جاتا۔ مزید کسی نبوت اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس لئے آپ کے بعد کا دور بھی اسی آخری کتاب اور آخری رسول کا دور ہے۔ جس پر ایمان لاکر زندگی بھر قائم رہنے کی تاکید کی جارہی ہے اور مسلمانوں کی نجات کے لئے یہ کامل اور مکمل شرط قرار دی گئی ہے۔

”فامنوا بالله ورسوله النبي الامي الذي يؤمن بالله وكلماته واتبعوه لعلكم تهتدون (اعراف:۲۰) “﴿پس خدا پر اور اس کے امی رسول نبی پر جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، ایمان لاؤ اور پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔﴾

اس آیت میں بھی صرف آخری نبی پر ایمان لاکر اس کی کامل اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ ہدایت یابی کے لئے صرف یہی ایک سیدھا سادا مطالبہ ہے۔ سلسلہ انبیاء اگر جاری ہوتا تو آپؐ

کے بعد آنے والی نبوت پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کا بھی حکم اس کے ساتھ ضرور دے دیا جاتا۔ لیکن آیت واضح کرتی ہے کہ اس نبی کی اتباع کے بعد کسی اور نبی کی اتباع کرنا اور اس کے بعد کسی کتاب اور کسی شریعت کا انتظار کرنا یا اس کی طرف توجہ کرنا۔ ہدایت کا نہیں بلکہ صریح گمراہی کا سبب ہے۔ ہدایت دائر ہے صرف اس آخری کتاب اور آخری رسول کی اتباع میں ”**فماذا بعد الحق الا ضلال**“ اور اس حق کے بعد گمراہی ہی ہے۔

۴...... ”**اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللّٰہ والرسول (نساء:۸)**“ ﴿اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے صاحب امر کی بھی۔ کسی اختلاف ونزاع کی صورت میں بھی کتاب اللہ اور آخری رسول کی طرف رجوع کرو۔﴾

اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں میں سے جو صاحب امر واقتدار ہوں۔ ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر اسلام کی بعثت کا سلسلہ جاری ہوتا تو پھر الرسول کے بعد الوالامر (اسلام کے نظام خلافت) کی اطاعت کا حکم نہ دیا جاتا۔ بلکہ یوں مذکور ہوتا کہ اس رسول کے بعد آئندہ جو نبی آئیں ان کی اطاعت بھی کرنا۔

اس آیت میں آپ ﷺ کی رسالت کے بعد خلافت اسلامیہ کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن کسی نئی نبوت کا کوئی شائبہ تک معلوم نہیں ہوتا۔ اس آیت کی تفسیر آنحضور ﷺ کی ان احادیث میں بھی ملتی ہے جن میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت جاری رہے گی۔ نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم ہوگیا۔ اس کے ساتھ قیامت تک کے لوگوں کو اپنے تمام نزاعات واختلافات کے بارے میں خدا اور رسول کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ الرسول سے مراد یہی خاتم النبیین ہیں۔ اگر مزید انبیاء کی بعثت ہوتی تو ان کی نشان دہی ضرور کی جاتی۔ لیکن الرسول کی رسالت اس قدر ہمہ گیر اور کامل ہے کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت کے زمانہ تک حاوی ہے اور ہمیشہ زندہ وتابندہ رہے گی۔ لہٰذا کسی نئی رسالت کے پھوٹ نکلنے کی کوئی امید نہیں ہے۔

۵...... ”**لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (احزاب:۳)**“ ﴿تمہارے لئے اللہ کے رسول کی طرف زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔﴾

اس آیت میں لکم سے مراد قیامت تک کی تمام نوع انسانی ہے۔ جس رسول کی

پیروی کو حسنہ کی سند بخشی گئی ہے۔ صرف اسی کی اتباع مستند و مقبول ہے۔ اس کے علاوہ سب گمراہی ہے۔ اسوۂ حسنہ کا مطالبہ، نہ عرب سے ہے اور نہ عجم سے۔ نہ اپنے دور کے لئے بلکہ کون ومکان سے آزاد تمام ادوار کے لئے مزدوروں، آجروں، تاجروں، حکمرانوں، اور ہر طبقہ، ہر پیشہ سے متعلق عوام کے ہر ایک فرد کے لئے عبدکامل کی پیروی کا مطالبہ کیا جارہا ہے اور آپ ﷺ کی طرز زندگی کو بطور نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔ آپ ﷺ کی دعوت، قول وعمل ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ کیونکہ کتاب، علم ہے اور رسول سراپا عمل۔ ''کان خلقہ القرآن'' ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق آنحضور ﷺ کی عملی زندگی قرآن عظیم کی ایک فعال متحرک اور چلتی پھرتی ہوئی تفسیر تھی۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی جو تعلیم ملتی ہے رسول کی زندگی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کی بہترین تصویر ہے۔ اس سے بڑھ کر پاکیزہ اور بلند کوئی انسانی عمل نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ کو زندگی کی ہر کیفیت سے واسطہ پڑا۔ مشکلات کی ہر گھاٹی سے ان کا کاروان حیات گزرا۔ لیکن ہر مرحلہ پر آپ ﷺ کے ناخن تدبیر اور آپ ﷺ کے حسن کردار نے معاملہ حل کرنے کا ایک بہترین نمونہ پیش کیا اور تحریک کی راہ میں مشکلات سے نپٹنے کا ایک بہترین اسوۂ یادگار چھوڑا۔ حقوق اللہ وحقوق العباد کے ضابطوں کی تدوین وتکمیل کے لئے شاہراہیں ہموار کیں اور ان شاہراہوں پر اپنے کردار وعمل سے ایسے روشن مینار قائم کئے جو ہمیشہ روشن رہیں گے۔ زندگی کے ہر موڑ پر روشنی کی مثال قندیلیں چھوڑیں جو قیامت تک بجھنے والی نہیں۔ آپ ﷺ کے تمام کمالات کا احاطہ ناممکن ہے۔ اس جگہ صرف آپ ﷺ کی ابدی تعلیم اور ہمہ رس رسالت کی ضیاء بخشی کا تذکرہ مطلوب ہے۔ جس کی موجودگی میں کسی دوسری نبوت کا تصور ضلالت وگمراہی اور کفر وارتداد ہے اور راہ ہدایت سے بھٹکنا ہے اور آپ ﷺ کی دائمی اور سدابہار خوبیوں کا انکار وناشکری ہے۔ آپ ﷺ کی موجودگی میں کسی نئے نبی کو کھڑا کرنا قرآنی تعلیمات اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پائیداری اور دوامی خاصیت کا انکار کرنا ہے۔ اس سے نہ تو اسلام کے کامل نظام حیات کا عقیدہ محفوظ رہتا ہے نہ آپ ﷺ کی رسالت کی یکتائی وہمہ گیری قائم رہتی ہے اور نہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ (ہدایت کا کامل نمونہ) بعد کے لوگوں کے لئے کسی مصرف کا رہ جاتا ہے۔ بشری ضروریات اور انفرادی واجتماعی مسائل سے لے کر روحانی ارتقاء کے تمام مراحل آپ ﷺ کے علم وعمل نے حل کردیئے ہیں۔ عبادات کے ساتھ ساتھ تہذیب وتمدن اخلاق ومعاملات اور سیاست وفرمانروائی کے جملہ مسائل منشائے الٰہی کے

مطابق انسانی زندگی میں آپ ﷺ نے حل کر کے دکھا دیئے۔ آج جہاں کہیں اور جس قدر بھی اخلاق وعمل میں کوئی حسن نظر آتا ہے۔ نیکی اور بھلائی کی جس قدر روشنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اسی سراج منیر کی نورانی شعاعوں کے طفیل ہے۔ رضائے الٰہی کی چلتی پھرتی مقدس اور نورانی سیرت نے انسانی زندگی کا کوئی گوشہ تاریکی میں نہیں چھوڑا۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد ہوتی تو پھر تمام نوع انسانی کو اور قیامت تک کے لوگوں کے لئے آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو بطور نمونہ پیش نہ کیا جاتا اور نہ آپ ﷺ کی حیثیت سراج منیر کی رہتی۔ اس طرح آپ ﷺ کا فیض نبوت صرف اپنے دور کے لئے ہی محدود ہو کر رہ جاتا۔ آخر اس اسوہ حسنہ کے بعد مزید کسی اسوہ کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ جس کے لئے کسی نبی کی ضرورت ہو۔ بصورت دوم تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ ﷺ کا اسوۂ وعمل نامکمل رہ گیا ہے اور اب یہ رہنمائی وہدایت کے لئے ناکافی ہے۔ آخر مرزا غلام احمد قادیانی نے سیرت واخلاق کا کون سا بہتر نمونہ پیش کیا ہے؟ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے اس کی کیا خدمات ہیں۔ اجتماعی وسیاسی زندگی میں اس نے کون سا اسلامی انقلاب برپا کیا؟ اگر ایسا کوئی ریکارڈ پیش بھی کیا جاتا جب بھی کسی شخص کے نبی بننے کی دلیل نہ بن سکتا۔ کیونکہ نبیوں کا انتخاب کرنے اور اس کی ضرورت محسوس کرنے والے نے آئندہ ہمیشہ کے لئے یہ سلسلہ لپیٹ دیا ہے۔ اب اگر غیر سرکاری اور جعلی نبی لوگوں کو دھوکہ وفریب کا شکار بنانا چاہتے ہیں تو بھی دیدۂ بینا رکھنے والوں سے یہ لوگ چھپ نہیں سکتے۔ اسلامی شعور اور ملّی غیرت کی موجودگی میں ناموس رسالت پر ہاتھ ڈالنے والے اپنے ناپاک منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور اسوہ حسنہ کی موجودگی میں انسان رہنمائی وہدایت کے لئے ہر طرف سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ کی رسالت قیامت تک کے لوگوں کے لئے کافی ہے

۱...... ”قل یا یھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً (اعراف:۲۰)“ اے لوگو! میں تم سب کے لئے اللہ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس آیت میں اعلان کیا جارہا ہے کہ اس وقت کے لوگوں کے لئے ہی نہیں بلکہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے اور تمام اہل زمین کے لئے آپ کی نبوت کا آفتاب ہمیشہ روشن رہے گا اور زمانہ کی گردش سے اس آفتاب ہدایت کی روشنی میں قطعاً کوئی کمی نہیں آئے گی۔ آفتاب کے بعد اگر ستارے بھی ہوں تو بے نور ہو کر غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر شراروں کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔

۲...... ''وما ارسلنك الا كافة للناس بشيراً ونذيرا (سبا:۳)'' ﴿قیامت تک کے انسانوں کے لئے آپ ﷺ کو مکمل رسالت اور کامل شریعت دے کر بھیجا گیا ہے۔ ایسے کامل اور جامع الصفات پیغمبر پر منصب رسالت ختم کر دیا گیا۔﴾

۳...... ''واوحی الیّ هذه القرآن لا نذركم به ومن بلغ (انعام:۲)''

یہ قرآن میری طرف اس لئے بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے کہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے اسے خبردار کر دوں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک ان سب لوگوں کے لئے آپ ﷺ کا یہ پیغام حاوی، مکمل اور واجب الاتباع ہے۔ جن تک یہ پہنچے گا کسی ایک قوم اور صرف اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے آپ ﷺ کی دعوت و رسالت محدود نہیں ہے۔ آنحضور ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم اور نظام خلافت جاری رہے گا۔ ختم نبوت کا مسئلہ سمجھانے کے لئے آنحضور ﷺ نے جو تشریح مختلف احادیث میں بیان فرمائی ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱...... ''عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری ج۱ ص٤٩١، احمد، ابن ماجه، ابن جریر)'' ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل کی قیادت خود اس کے انبیاء فرمایا کرتے تھے۔ جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی۔ دوسرا اس کا جانشین آ جاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں خلفاء ہوں گے۔﴾

۱...... جن خدمات کے لئے پہلے انبیاء بھیجے جاتے تھے۔ سلسلہ نبوت ختم ہونے کے بعد آئندہ یہی خدمات امت کے علماء اور خلفاء (اولوالامر) سرانجام دیں گے اور اگر آئندہ یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا تو بدستور انبیاء کرام کی بعثت ہوتی رہتی۔ لیکن امت کی اصلاح وتجدید کا کام علماء وخلفاء کے حوالے کرنے کا مقصد ہی ختم نبوت کا اعلان ہے۔

۲...... ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''لی النبوة ولکم الخلافة'' نبوت صرف میرے لئے ہے اور تمہارے لئے خلافت۔ یعنی آئندہ کسی امتی اور ماتحت نبی کے آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

(کنزالعمال ج۱۱ ص۷۰٦، حدیث نمبر۳۳۴۲۸)

۳...... ''لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی ج۲ ص۲۰۹، کنزالعمال ج٦ ص١٤٦)'' ﴿سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو حضرت عمرؓ ضرور نبی مقرر کئے جاتے۔﴾

۴...... ”قال رسول اللہ ﷺ لا نبی بعدی ولا امة بعدکم (طبرانی ج١٥ ص٩٤٧، حدیث نمبر٤٣٦٣٨)“ ﴿آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور تمہارے بعد اب کوئی امت نہیں آئے گی۔﴾ کیونکہ نئی نبوت کے ساتھ ہی نئی امت بھی آسکتی ہے۔ جب کوئی نبی نہیں تو پھر کوئی امت بھی نہیں ہوگی۔

۵...... ”ان رسول اللہ ﷺ قال وارسلت الیٰ الخلق کافة وختم بی النبیون (مسلم ج١ ص١٩٩، ترمذی، ابن ماجه)“ ﴿آپ نے فرمایا۔ مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ آمد ختم کر دیا گیا ہے۔﴾

”وما ارسلنك الا كافة للناس (سبا:٣)“ کی کتنی واضح تفسیر ہے۔

۶...... ”قال رسول اللہ ﷺ یا اباذر اول الرسل آدم وآخرهم محمد (الکنز ج١١ ص٤٨٠)“ ﴿ابوذرؓ سے آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخری نبی محمد ﷺ۔﴾

۷...... ”قال رسول اللہ ﷺ ان لرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی ج٢ ص٥٣)“ ﴿رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔﴾

۸...... ”قال رسول اللہ ﷺ انا رسول من ادرکت حیاً ومن یولد بعدی (ابن سعد ج١ ص١٥٠، الکنز ج١١ ص٤٠٤)“ ﴿آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں ان کا بھی رسول ہوں۔ جو اب زندہ ہیں اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔﴾

۹...... ”قال النبی ﷺ انا العاقب الذی لیس بعده نبی (ترمذی ج٢ ص١١١)“ ﴿میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔﴾

۱۰...... غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ نہ لیا اور مدینہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے انہیں مقرر کر دیا۔ حضرت علیؓ نے حسرت کے ساتھ عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ (میدان جہاد میں کفار کے مقابلہ میں جوہر دکھانے کا موقع نہ ملا)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اما ترضیٰ ان تکون بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی (بخاری ج٢ ص٦٣٣)“ ﴿تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ

نسبت حاصل ہو۔ جو حضرت موسیٰ سے ہارون علیہ السلام کو تھی۔ مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد نبوت باقی نہیں ہے۔﴾ جہاں کہیں ذرہ بھر بھی نبوت کے دروازے کھلنے کا احتمال ہوسکتا تھا۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، رضائے الٰہی کا نمائندہ گمراہ کرنے والوں کے لئے آخری حد تک کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ قرابت اور برادری کے تقاضے کچھ اور ہیں۔ لیکن نبوت، انتخاب مالک اور عطائے رحمٰن ہے۔ اس میں کسی انسان کا کوئی دخل نہیں ہے۔

خاتم الامم کے بعد کوئی نئی امت نہیں آئے گی

اللہ تعالیٰ نے اس امت کی تعریف اور اس کے فرض منصبی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔

۱…… ''کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر (آل عمران:۱۲)'' ﴿تم ایک بہترین امت ہو جو تمام لوگوں کو دعوت حق پہنچانے اور ان کی اصلاح کے لئے مقرر کی گئی ہو۔ معروف کا حکم دو گے اور منکرات سے روکو گے۔﴾

۲…… ''ولتکن منکم امة یدعون الیٰ الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئك هم المفلحون (آل عمران:۱۱)'' ﴿اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے اور یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔﴾ یہی وہ مقصد عظیم ہے جس کے لئے انسانی کتابوں کا نزول ہوا۔ انبیاء مبعوث ہوئے۔

چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''الامر بالمعروف والنهی عن المنکر الذی انزل اللّٰہ به کتبه وارسل به رسله من الدین (الحسبة فی الاسلام ص۶۳)'' اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حکم کے ساتھ اپنی کتابیں نازل کیں۔ اپنے رسول بھیجے یہ دین ہی کا ایک جزو ہے۔

علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں: ''قد جرت سنة الانبیاء والمرسلین والسلف الصالحین علی الدعوة الی الخیر والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وان کان محفوظاً بالمکاره والمخاون (تفسیر المنار ج۴ ص۳۲)'' انبیاء ومرسلین اور سلف صالحین کی یہ سنت رہی ہے کہ انہوں نے خیر کی دعوت دی۔ معروف کا حکم دیا اور منکر سے منع کیا۔ اگرچہ یہ کام مشقتوں اور تکالیف میں گھرا ہوا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت بھی خیر ہی کی طرف تھی

۱...... ''وجعلناهم ائمة يهدون بامرنا واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة وكانوا لنا عابدين (الانبياء:٥)'' ﴿اور ان انبیاء کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری ہی عبادت کیا کرتے تھے۔﴾

۲...... ''يأمرهم بالمعروف وينههم عن المنكر (الاعراف:١٩)'' ﴿آپ ﷺ ان کو معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں۔﴾

اس امت کو بھی خیر امت کا خطاب ملا۔ اس کی دعوت بھی خیر ہی کی طرف ہوگی۔ پھر کسی خاص دور کے لئے نہیں بلکہ اخرجت للناس قیامت تک کے لوگوں کے لئے اصلاح و رہنمائی کا منصب اس امت کو سونپا گیا ہے۔ جس طرح آنحضور ﷺ کافۃ للناس، قیامت تک کے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس طرح یہ امت بھی تمام لوگوں کے لئے داعی الی الخیر بنا کر کھڑی کی گئی ہے۔ پچھلے دور میں جو کام انبیاء کرام سرانجام دیا کرتے تھے۔ اب وہی کام امت مسلمہ سرانجام دے گی۔ دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انبیاء کرام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جو نظام زندگی اور جو عقائد و نظریات اور جو قوانین سیاست عطاء فرمائے۔ جو ضابطۂ اخلاق اور جو اصول تہذیب و معاشرت سکھائے۔ وہی خیر ہے۔ اللہ کا دین خیر کل ہے اور اس کے علاوہ جو نظام زندگی اور جو قوانین معاشرت و سیاست رائج ہیں۔ وہ سب شر ہے۔ خیر میں نوع انسانی کی زندگی اس کا امن اور اس کے دونوں جہان کی بھلائی پوشیدہ ہے۔ شر میں اس کی تباہی اور دائمی رسوائی ہے۔ خدا اور رسول کے بتائے ہوئے اصول عبادت کے خلاف زندگی کے تمام طور طریقے منکر اور شر ہیں۔ جنہیں مٹا کر خیر کل اور دین حق کو قائم کرنا امت مسلمہ کا فریضہ ہے۔ اس کی کوششیں چند مذہبی رسوم و عبادات، محض اصلاح و اخلاق کی تبلیغ یا صرف سیاسی انقلاب تک محدود نہیں ہوں گی۔ بلکہ وہ عالم اسلام کو دنیا کی ایسی عالمگیر طاقتور تحریک بنانے کی جدوجہد کرے گی۔ جس کے ذریعے سیاست و اقتدار کی کنجیاں جاہلیت کے ہاتھ سے چھین کر نظام حق کے قبضہ میں آجائیں۔ خیر کے لفظ میں پورا نظام عقائد و اعمال سمٹا ہوا ہے۔

الخیر اسلام کا دوسرا نام ہے۔ جو تمام معاملات کو خدا کی مرضی کے مطابق چلانے کی بنیاد ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ساری کائنات اس میں داخل ہے۔ ان میں محض کسی ایک حصہ کا

نام اسلام نہیں ہے۔ ایک متوازن نظام دونوں کی یکساں رعایت سے قائم ہوتا ہے۔ دنیا میں جس قدر بھی اضطراب ہے۔ بے اطمینانی اور بدامنی یا فساد ہے۔ وہ انہیں دو شعبوں میں افراط و تفریط کا نتیجہ ہے اور اسلامی نظام جب اپنی مکمل صورت میں جس دور اور جس خطہ میں بھی قائم ہوگا۔ تو وہاں کوئی جعل ساز، جھوٹی نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ دین و ایمان اور توحید و رسالت کے رہزن تو جھاڑ جھنکار کی طرح وہاں پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں امت مسلمہ اپنے فرائض منصبی سرانجام دینے میں سست پڑ جائے اور اس کی مرکزی قوت میں اضمحلال پیدا ہو جائے۔ قدیم ترین مفسر ابن جریر طبری نے مذکورہ آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی۔ ”**ولتكن منكم ايها المؤمنون امة يقول جماعة يدعون الناس الىٰ الخير يعنى الىٰ الاسلام وسراعيه التى شرعها الله لعباده** (جامع البیان فی تفسیر القرآن ج۴ ص۳۸)“ ﴿اے اہل ایمان تم میں ایک ایسی امت، جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے۔﴾ خیر کا مطلب ہے اسلام اور اس کی شریعت جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے جاری کیا۔

اسے خیر امت کا خطاب اسی لئے ملا ہے کہ وہ شر سے بھری ہوئی دنیا کے لئے اپنے اخلاق، اعمال اور اپنی اصلاح و تبلیغ کے ذریعہ خیر ثابت ہوگی۔ خود بھی خدا کی کامل فرمانبردار ہوگی اور دوسروں کو بھی دعوت و تبلیغ کے ذریعہ مکمل اسلام کی فرمانروائی کے لئے تیار کرے گی۔ خدا کے دین کو پوری زندگی (انفرادی، سیاسی اور اجتماعی زندگی) میں نافذ کرنے کی جدوجہد کرے گی۔ اسی کام کی وجہ سے اس میں پیغمبرانہ شان پیدا ہوتی ہے اور جس میں یہ شان پیدا ہو جائے خدا کی اس زمین پر اس سے بہتر کوئی امت نہیں۔

علامہ صاویؒ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”**هذه الامة لها شبه بالانبياء من حيث انها مهتدية فى نفسها هادية لغيرها** (جلالین ج۱ ص۱۵۶)“ اس امت کو انبیاء سے گونہ مشابہت ہے۔ اس طرح کہ وہ خود بھی ہدایت یافتہ ہے اور دوسروں کو بھی ہدایت و رہنمائی دیتی ہے۔ یعنی عابد و زاہد بھی ہے و ہادی و رہنما بھی، اپنی اصلاح کے بعد دوسروں کی تکمیل نفس میں مصروف رہتی ہے۔ ان کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی امت کے فرائض میں رکھا گیا ہے۔ دین کو اپنی صحیح حالت پر رکھنا اور اسے دنیا میں تمام نظاموں پر غالب کرنے کی تمام کوششیں صرف کر ڈالنا اس کی ڈیوٹی میں شامل ہے۔

”**قال النبى من امر بالمعروف ونهى عن المنكر فهو خليفة الله فى**

ارضه وخليفة رسوله وخليفة كتابه" (الجامع لاحکام القرآن ج۴ ص۴۷)

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے وہ خدا کی زمین میں خدا کا نائب ہے۔ اس کے رسول کا نائب ہے۔ اس کی کتاب کا نائب ہے۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: **"تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر مدح لهذه الامة ما اقاموا ذالك واتصفوا به"** (الجامع الاحکام القرآن ج۴ ص۱۲۳)

خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ تم معروف کا حکم دیتے ہو اور منکر سے روکتے ہو۔ اس امت کی تعریف ہے۔ جب تک کہ وہ اس عملی صفت پر قائم ہے اور یہ صفت اس کے اندر پائی جاتی ہے۔ یہ شرف وفضیلت محض اس کے اس عمل سے ہے جو انبیاء کرام کے عمل سے مشابہ ہے۔ قرآن وحدیث کی مذکورہ تشریح سے ثابت ہوا کہ امت محمدی آخری امت ہے۔ اس کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔

اس کی ڈیوٹی وہی مقرر کی گئی ہے جو سابقہ انبیاء کرام کی تھی۔ بذاتہ خیر اور دوسروں کے لئے داعی الی الخیر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر امت خیر کا تاج۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کے سر پر رکھا اور یہ اس امت کے لئے مخصوص ہے۔ شرکی پوری کائنات کے لئے یہ امت قیامت تک چیلنج بن کر رہے گی۔ اب تجدید واصلاح کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس امت کے علماء، فقہا اور محدثین اپنے اصلاحی اور علمی کارناموں کے ساتھ قوم کی بہترین قیادت وامارت سرانجام دیں گے۔ چہرۂ اسلام سے ہر دور کے بگڑے ہوئے انسانوں کی اڑائی ہوئی دھول دھپہ صاف کریں گے۔ ہر قسم کی خلاف اسلام سازشوں اور جھوٹی نبوتوں کے تار وپود بکھیرتے رہیں گے۔ ہر دور میں اپنی تمام صلاحیتوں کے ساتھ نظام جاہلیت کا مقابلہ کر کے شمع اسلام کو روشن رکھیں گے۔ ہر نئی نبوت اور نئی امت کا محاسبہ کرتے رہیں گے اور پوری امت مسلمہ اس فریضہ، ادائیگی میں عنداللہ جوابدہ ہوگی۔

نئی نبوت امت مسلمہ کی توہین ہے

اس افضل امت کے بعد اب کسی مفضول امت کی ضرورت کیا رہ جاتی ہے؟ افضل نبی اور کامل رسول کے بعد کسی ماتحت نبی کا آنا آخر کس مصرف کا رہ جاتا ہے۔ نیا نبی کھڑا کرنا افضل امت کی سخت توہین ہے اور اس کی تمام خوبیوں کو چھین کر اسے نااہل قرار دینا ہے۔ اسے روشنی سے نکال کر پھر اندھیروں کے حوالے کر دینا ہے۔ نئی نبوت کی مثال ایسی ہے۔ جیسے زمزم کی موجودگی میں پیاسا گندے جوہڑوں سے اپنی پیاس بجھائے۔

یہ دنیا عجائب گاہ اضداد ہے

یہاں نور کے مقابلہ میں اندھیرا، صحت کے مقابلہ میں بیماری، تعمیر کے ساتھ تخریب، خوشی کے ساتھ درد و رنج، نفع کے ساتھ نقصان، سچ کے مقابلہ میں جھوٹ کا سلسلہ اوّل روز سے چلا آرہا ہے۔ اس طرح روحانیت کے سلسلہ میں، ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی، ملائکہ کے مقابلہ میں شیاطین، انبیاء کے مقابلہ میں کذابوں اور دجالوں کی کش مکش بھی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ ’’وکذالك جعلنا لكل نبی عدواً من المجرمين (فرقان:۳)‘‘ ﴿ہم نے تو اس طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے۔﴾

خاتم الرسل کے دور میں خاتم الدجاجلہ کا ظہور مقدر ہوا۔ جب کہ اس سے پہلے آپ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق کئی جھوٹے اور دجال نبوت کے دعوے لے کر اٹھیں گے۔

’’قال رسول الله ﷺ ان الله لم يبعث نبياً الا حذر امته الدجال وانا آخر الانبياء وانتم آخر الامم وهو خارج فيكم لا محالة (ابن ماجه ص٢٩٧، باب الدجّال)‘‘ ﴿آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ مگر ان کے زمانہ میں وہ نہ آیا۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب وہ تمہارے دور ہی میں آئے گا۔﴾

’’قال رسول الله ﷺ انه سيكون فی امتی كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبی وانا خاتم النبيين لا نبی بعدی (مسلم، ابوداؤد، ترمذی ج۲ ص٤٥)‘‘ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آئندہ میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک بزعم خود نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں سب نبیوں کے آخر میں آیا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

اس حدیث میں تشریعی یا غیر تشریعی، ظلی اور بروزی ہر قسم کی نبوت کی نفی کر دی گئی ہے اور اس کے بعد ہر مدعی نبوت کو دجال اور کذاب کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس کے بعد نبوت کی جو بھی قسم برآمد کی جائے گی وہ دجل وفریب، فریب اور افتراء وکذب تصور کی جائے گی۔

’’قال رسول الله ﷺ لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذاباً دجالاً منهم المسيلمة والعنسی والمختار (ابويعلی ج٦ ص٤٥، حديث نمبر ٦٧٨٦، فتح الباری)‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ تیس جھوٹے اور دجال نہ نکل آئیں۔ جن میں مسیلمہ عنسی اور مختار بھی ہیں۔

احادیث میں دجالوں کے تیس عدد میں کیا حکمت ہے۔ اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ”**ولیس المراد بالحدیث من ادعیٰ النبوۃ مطلقاً فانهم لا یحصون لکون غالبهم ینشاء لهم ذالك من جنون وسوداء وانما المراد من قامت له الشوكة** (فتح الباری)“ حدیث مذکور میں مدعیان نبوت سے ہر مدعی نبوت مراد نہیں۔ کیونکہ مدعی نبوت تو بے شمار ہیں۔ اکثر ان دعووں کا جوش، جنون یا سوداویت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہاں مراد وہ مدعی نبوت ہیں جو صاحب شوکت ہوں گے۔ (ان کا مذہب تسلیم کیا جائے گا۔ ان کے پیروکاروں کی تعداد بھی زیادہ ہوگی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کذب وافتراء اور دجل وفریب کو مادی اسباب ووسائل کے ساتھ کس حد تک ترقی ووسعت کی آزادی ہے۔ اصحاب خیر کا امتحان ہے کہ وہ کس قدر جلدی اس کی سرکوبی کرتے اور اس کی سرعت رفتار کو روکنے کی سعی وجہد کرتے ہیں۔ اگر شر کا وجود ختم ہوجائے تو خیر کی آزمائش کیوں کر ہو؟

خاتم النبیین آپ کی خصوصی فضیلت

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رسول اللہ کے ساتھ ساتھ خاتم النبیین کا اعزاز بھی بخشا ہے۔ جو کسی دوسرے پیغمبر کو نہیں ملا اور خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر آپ ﷺ تشریف نہ لاتے تو شائد اور افراد کو نبوت مل جاتی۔ بلکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ سلسلۂ انبیاء علیہم السلام میں آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کی آمد ہی اس وقت ہوئی۔ جب کہ انبیاء علیہم السلام کا ایک ایک فرد آچکا۔ اس لئے آپ ﷺ کی آمد نے نبوت کا منصب بند نہیں کیا۔ بلکہ جب پروردگار عالم کی مشیت میں نبوت ختم ہوگئی تو اس کی آخری دلیل بن کر آپ ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس معنی میں ہی آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ اگر علم ازلی میں مزید کچھ افراد کے لئے نبوت مقدر ہوتی اور دنیا کی عمر کچھ اس سے اور دراز ہوتی تو یقیناً آپ ﷺ کی آمد کا زمانہ بھی ابھی اور مؤخر ہوجاتا۔ آپ ﷺ کا لقب خاتم النبیین اسی وقت واقع کے مطابق ہوسکتا ہے جب کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آتا ہے تو پھر آپ ﷺ آخری نبی کس طرح ہوئے؟ بلکہ اس طرح آپ ﷺ درمیانی نبی قرار پائیں گے۔ لیکن مرزائی کس طرح دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم بھی آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد نیا

نبی بھی کھڑا کر دیتے ہیں۔ کیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے لوگوں کی نبوت پر مہر لگانے کے لئے خاتم النبیین قرار دیتے تھے۔ کیا آپ ﷺ کے کمالات نبوت دائمی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے آئندہ نبی بنتے آئیں گے یا یہ کہ ان کی موجودگی میں کسی نئی نبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔ سلسلۂ نبوت پر آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ مہر لگا کر اسے تو بند کر دیا گیا۔ اب اس کے بعد اس مہر کو توڑنے والا مسلمان کیونکر رہ سکتا ہے۔ ایسے لوگ تو بالاتفاق مرتد ہی قرار پاتے ہیں۔

کامل تر نبوت کا دور جاری ہے

دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ ﷺ کا دور نبوت ختم نہیں ہوا۔ بلکہ قیامت تک یہ نبوت جاری ہے جو تمام نبوتوں سے کامل تر ہے۔ البتہ نبی کوئی اور باقی نہیں رہا اور بقائے نبوت ہی کسی نئی نبوت کے اجراء کے لئے مانع ہے۔ آنحضور ﷺ کے کمالات نبوت ختم نہیں ہوئے کہ کسی جدید نبوت کی ضرورت ہو۔ ہاں وہ دور ضلالت و گمراہی ختم ہو گیا۔ جس کے لئے کسی نئے نبی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ آپ ﷺ کے کمالات نبوت قائم اور سدا بہار رہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نئی نبوت کی شاخیں پھوٹتی رہیں گی اور کچھ لوگ کمال نبوت سے فیض یاب ہو کر نبی بننے لگیں گے۔ یہ تو کمالات نبوت کا انکار بالنقص ہے اور آپ ﷺ کی شان رسالت اس نقص سے بالکل پاک ہے۔

اب جھوٹے نبی اور دجال آئیں گے یا قیامت

حضور اکرم ﷺ نے آئندہ کسی بھی لحاظ سے منصب نبوت پر دست درازی کرنے والوں کے لئے کذاب اور دجال کا خطاب مخصوص فرمایا ہے۔ جس دور میں اور جب بھی کسی کے سر میں سودائے نبوت جوش مارے تو امت مسلمہ کے لئے ضروری ہے۔ بارگاہ رسالت کا یہ خطاب اس پر چسپاں کر دے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا: ”ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروھم (مسلم)“

قیامت سے پہلے جھوٹے لوگوں کا ظہور ہوگا۔ ان سے بچ کر رہو۔ جھوٹ تو ہر قسم کا ہی قابل نفرت اور لائق احتراز ہے۔ لیکن یہاں ان جھوٹے لوگوں کا تذکرہ ہے جو حضور ﷺ کی نبوت اور دعوت کے خلاف خم ٹھونک کر الگ محاذ قائم کر لیتے ہیں اور نئی امت کھڑی کر دیتے ہیں۔ آپ کے خلاف جھوٹ تراشیں یا جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں۔ بہرحال ان کے ذریعہ امت میں اختلاف وافتراق ہی پیدا ہوگا۔ جو زمانے کا بہت بڑا فتنہ ہے اور اس سے بچنے کے لئے پیشگی مطلع کیا جا رہا

ہے۔ جھوٹے نبی کے حلقہ گوش سچے نبی کے پیروکاروں کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ دونوں کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں رہتی۔ جیسا کہ آخر میں خود نبوت باطلہ کے دعوؤں کی روشنی میں یہ حقیقت سامنے آجائے گی کہ دونوں میں وہی فرق ہے جو اندھیرے اور روشنی میں یا کفر و اسلام میں ہے۔ کوئی نیا نبی تسلیم کرنے کے بعد آنحضورﷺ آخری نبی، اسلام مکمل دین، .... اور یہ امت آخری امت نہیں کہلا سکتی۔ جھوٹی نبوت کے تسلیم کر لینے کے بعد تو اسلام کی تمام بنیادیں اکھاڑنی پڑیں گی۔ شرعی قدروں میں کانٹ چھانٹ ایمانیات میں تغیر و تبدل اور اسلامی معاشرے میں قطع و برید کا بڑا وسیع سلسلہ چلانا پڑتا ہے۔ مرزا قادیانی اپنی ان تمام کوششوں کو بروئے کار لانے کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ "فلعنة الله على الكاذبين"

آنحضورﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے

"ودعوى النبوة بعد نبيناﷺ كفر بالاجماع" "آنحضورﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔"
(شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ ملا علی قاری)

موجودہ دور کے مدعی نبوت کے مختصر حالات، دعوے، کارنامے اور اس کا حقیقی مشن خود اس کی زبانی۔

مرزا غلام احمد قادیانی تحریک کا بانی ہے۔ اس کا والد مرزا غلام مرتضیٰ سکھ دربار میں ملازم تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء میں ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوا۔ اس کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ اردو، فارسی، عربی پڑھ سکتا تھا۔ ۱۸۶۴ء میں کلرک کی حیثیت سے ڈسٹرکٹ کورٹ سیالکوٹ میں ملازم ہوا۔ چار سال تک ملازمت کرنے کے بعد گھر لوٹ آیا۔ اپنی تعلیم کے بارے میں اس نے لکھا ہے۔

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ جب میری عمر دس برس کے قریب تھی۔ ایک عربی دان معلم میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے...... ان سے میں نے صرف نحو حاصل کی۔ جب میں اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا...... جن سے میں نے منطق و حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔"

(کتاب البریہ ص ۱۶۱تا۱۶۳ خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۹تا۱۸۱ حاشیہ)

ان کے والد نے مسلمانانِ روساء کے خلاف ۱۸۵۷ء میں ۵۰ گھوڑے خرید کر ۵۰ جنگجو مہیا کر کے انگریزوں کی مدد کی تھی۔ (تحفہ قیصریہ ص ۱۸ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۰ ملخص)

۱۸۸۲ء میں یہ دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوتا ہے۔ بلکہ مختلف کتابوں میں آغاز الہام کے مختلف سال ہیں۔

(بموجب تحفہ گولڑویہ ۱۸۶۰ء، موجب اربعین ۱۸۶۵ تا ۱۸۹۴ء تک کے سال درج ہیں)۔

جو نبوت جھوٹ کی بنیاد پر قائم ہو اس میں حافظہ ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا اور حافظہ کی کوتاہی جھوٹ کا ثبوت ہے۔ یا یہ اختلاف نبی بننے کی تیاری کے تحت حالات کے اتار چڑھاؤ کا نتیجہ ہوگا۔

۱۸۸۹ء میں مجدد وقت اور مامور من اللہ کی حیثیت سے بیعت لینی شروع کر دی۔

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۳۹، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

حالانکہ اسلامی شریعت میں کسی مجدد کے لئے ایسی بیعت لینی جائز نہیں کہ مجددیت کا دعویٰ اور مامور من اللہ کی کوئی بنیاد قرآن و سنت میں نہیں ملتی۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح علیہ السلام کی موت کا اعلان اور خود مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ جس سے مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی۔

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۰۷)

۱۹۰۱ء میں نبوت کا اعلان کر دیا۔ اربعین کی تاریخ کے مطابق ۱۸۶۵ء سے ۱۹۰۱ء (یعنی ۳۶ سال) تک الہام ہوتا رہا کہ تم نبی نہیں ہو۔ مجدد اور مسیح موعود (یعنی ماتحت نبی) ہو۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور اپنے خسر میر ناصر نواب کے بقول ہیضہ کے ذریعہ وفات ہوئی۔

زندگی کے آخری ۵ یا ساڑھے پانچ سال نبوت کے اقرار اور اس سے پہلے ۳۶ سال نبوت کے انکار کی الجھن میں گزرے۔ نبوت کے انکار و اقرار کی وجہ سے خود مرزائیوں میں دو گروہ پیدا ہو گئے۔ لاہوری اور قادیانی پہلا گروہ ۳۶ سال کی وحی کو حجت مان کر اسے مجدد کہتا ہے۔ دوسرا گروہ ۳۶ سال کے الہامات اور وحی کو منسوخ قرار دے کر آخری دعویٰ پر ایمان لاتا ہے۔

دعویٰ نبوت کے بعد خدا کی شاگردی

بچپن میں جو کچھ نامکمل سا علم اساتذہ سے پڑھا تھا۔ وہ کالعدم ہو گیا۔ اب براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کیا جاتا ہے۔ "سمیتك المتوكل وعلمنا من لدنا علماً" (ازالہ

اوہام ص۶۹۷، خزائن ج۳ ص۴۷۶) میں نے تیرا نام متوکل رکھا اور اپنی طرف سے علم سکھایا۔ مرزا قادیانی کے خدا کو عربی خطاب کا محاورہ بھی نہیں ہے۔ ''سمیتك'' میں کاف مرزا قادیانی کو خطاب کیا جارہا ہے۔ اس کے بعد ''علمناك'' ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ''ہ'' کی ضمیر کسی اور ہی طرف موڑ دی گئی۔ بہرحال مرزا قادیانی کی عربی دانی حاضر دماغی، یا وحی کی زبان کے بارے میں تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ حدیث میں آنحضورﷺ کی ایک صفت متوکل بھی بیان کی گئی ہے۔ خدا کا شاگرد بننے کا دعویٰ اور آپﷺ کی اس صفت کو چرا کر اپنے اوپر چسپاں کرنا، بددیانتی اور پاگل پن کی دلیل ہے۔ پھر اس کے بعد دجل وفریب کی کڑوی اور زہریلی گولی امت مسلمہ کے گلے سے یک دم اتارنے کے بجائے ۳۶ سال میں تاویلات اور تحریفات کی کھانڈ چڑھانے میں صرف ہوگئے اور اس کے بعد وقفہ وقفہ سے قدم بڑھایا گیا۔ الہام، مہدی، مجدد، مسیح موعود تک کئی مدارج طے ہوئے۔ اس کے بعد نبوت ورسالت کا جھنڈا لہرا دیا اور پھر جوش مراق میں اللہ تعالیٰ کی خلعت عظمت وجلالت پر بھی ہاتھ ڈال دیا۔ ایک مسلمان کے لئے خدا اور رسول کا اعلان کافی ہے کہ نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو رسول اللہﷺ کے ارشاد کے مطابق وہ کذاب اور دجال ہے اور مرتد ہونے کی حیثیت سے واجب القتل ہے۔ اسی پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ مسیلمہ کذاب کا قتل اس کا واضح ثبوت ہے اور فقہائے امت کے فیصلہ کے مطابق ایسے لوگوں کے نبوت کے دعوؤں کی جانچ پرکھ کرنا، عقیدہ ختم نبوت کو مجروح کرنا ہے۔ لیکن ایک جھوٹے شخص کو اس کے جھوٹے دعوؤں کے ساتھ پیش کرنا، اس وقت ضروری ہے جب کہ یہ بات ذہن نشین کرانا مقصود ہو کہ ختم نبوت کے عقیدے سے انحراف اور قصر نبوت میں نقب لگانے کے بعد ایک انسان کے عقل وہوش اس کے قول وکردار اس کی دیانت وامانت اور اس کے علم واخلاق کی کیا کیفیت ہو جاتی ہے۔ دعوؤں کے تضاد سے کس حقیقت کا ظہور ہوتا ہے اور حقیقت کے آئینہ میں ایسے لوگوں کی شکل وصورت کس رنگ میں نظر آتی ہے۔ لہٰذا دجالوں اور کذابوں کا حلیہ اپنے اپنے دعوؤں کی روشنی میں دیکھنا عبرت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔

اس کے ۳۶ سالہ دور کے الہامات اور وحی کے سلسلہ پر بحث کی ضرورت نہیں۔ اس کے الہامات دعوؤں پیشین گوئیوں اور طرز کلام یا انداز وحی کو عقل وشرافت کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف ان کے ادعائے نبوت کے دور سے بحث شروع کی جاتی ہے۔

قصر نبوت کے نقب زن کا پہلا حملہ

۱...... ’’یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۲۲۸)

۲...... ’’آنحضرت ﷺ کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۱۸۶، ۱۸۷)

۳...... ’’اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم الانبیاء ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۹۷ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰)

۴...... ’’یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۲۲۸)

حالانکہ نبوت سراسر خدا تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے۔ لیکن جعلی نبوت درآمد کرنے کے لئے ایسی نامعقول باتیں کرنی پڑتی ہیں اور یہی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہیں۔

۵...... ’’ورنہ ایک نبی تو کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔‘‘ (انوار خلافت ص۶۲)

شاید خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے بیٹے کے ہاتھ ان کی فہرست تھما دی ہے اور ان کی نبوت جاری کرنے کے لئے اپنا پہلا فیصلہ جو آنحضور ﷺ کے ذریعہ سنایا گیا، منسوخ کر دیا ہو۔

خدا اور رسول کا مقابلہ

ایک جھوٹا نبی یا اس کا پیرو کس ڈھٹائی کے ساتھ خم ٹھونک کر اعلان بالجہر کرتا ہے۔

۱...... ’’اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص۶۵)

کتنا زبردست چیلنج ہے۔ خدا اور رسول کو! کہ تم نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا تو کیا ہم نبی بننے سے باز رہ سکتے ہیں۔ تلواروں کے سائے میں بھی جنون نبوت ٹھیک ہونے والا نہیں ہے۔

قصر نبوت کے چور

تحریف، تاویل اور جھوٹ کے ذریعہ کسی کا منصب کسی پر چسپاں کر دیتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق یا عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بعض الفاظ ومعانی کو گڈمڈ کر دینے میں ماہر ہوتے ہیں۔

خلعت خاتم الانبیاء پر دجل وفریب کی دست درازیاں یا محبوب خدا کی توہین

نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد نیچے کہاں رہ سکتے ہیں۔ مراق کا دورہ پڑتا ہے اور آنحضورﷺ کی خلعت رحمت اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں۔

۱…… ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین، اے مرزا ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

۲…… ”میں بموجب آیت ”آخرین منهم لما یلحقوا بهم“ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا۔ مجھے آنحضرت کا ہی وجود قرار دیا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

۳…… ”فانا احمد وانا محمد، میں احمد ہوں اور محمد ہوں۔“

(حجۃ اللہ ص۱۷، خزائن ج۱۲ ص۱۶۵)

۴…… ”من بعدی اسمه احمد، احمد سے مراد صرف میں ہوں۔ کیونکہ رسول عربی محمد تھے اور احمد تھے۔ صرف احمد نہ تھے، احمد اگر کوئی ہے تو صرف میں ہوں۔ اس لئے اسمہ احمد کا مسمّیٰ میں ہوں۔“ (ازالہ اوہام ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۴۶۳)

۵…… ”لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه، اس میں محمد مرزا غلام احمد کو کہا گیا ہے۔“

(ریویو آف ریلیجنز قادیان نمبر۳ ج۱۴ ص۱۵۸)

جوش مراق، ختم المرسلین سے بھی اوپر لے جاتا ہے

”یہ بات صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (ملفوظات احمدیہ، الفضل مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء، نمبر۵ ج۱۰ ص۵)

غور کیجئے! حضورﷺ کی توہین ہے یا آپﷺ کا احترام؟ آپﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے والے کے بارے میں قرآن میں وعید آئی ہے کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ لیکن یہاں نبوت چھنتی ہے۔ اس سے بڑھ کر پاگل پن، ظلم اور بددیانتی کیا ہو سکتی ہے۔

مزید ترقی، جملہ انبیاء کا مجموعہ

۱...... ”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا۔ جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ہوں یعنی بروزی طور پر۔“ (حقیقت الوحی ص ۷۲، ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶، ۷۷)

۲...... ”میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ہی نبی رہا نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

ظلی اور بروزی کی اصطلاح بھی محض کفر، جھوٹ اور فریب کا نقاب ہے۔ اسلام میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔

۳...... ”آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) کو چونکہ آنحضرت کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ گویا محمد تھے۔“ (الفضل مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

۴...... ”میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی تھا۔ جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ مسیح موعود محمد است و عین محمد است۔“ (الفضل مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء)

کچھ سمجھے بھی آپ، نئے نبی کی معرفت کے اسرار و رموز؟ کہیں شیطان کی وحی اسے نہ سمجھ لیجئے آپ! دماغ کی چولیں ہل جانے کے بعد بزرگوں کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ شیطان کو جو قیامت تک مہلت ملی ہے اپنے کام کے لئے وہ دنیا میں جھوٹے نبی کھڑے کرتا رہتا ہے۔

اپنی زبانی حقیقی نبی اور صاحب شریعت نبی

۱...... ”پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔“ (حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴)

۲...... ”اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

۳...... ”جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون

مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا...... میری وحی میں امر بھی ہے نہی بھی۔“

(اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

نئی نبوت کا خدا اور جبرائیل بھی الگ ہے

۱...... ”ورنہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور، اور ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔“ (الفضل ج۱۹ نمبر۱۳ مورخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

۲...... مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ آیا...... اس سے میں نے نام پوچھا تو اس نے کہا: ”ٹیچی ٹیچی“

(حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

شاید پہلا دعویٰ بھی خواب ہی کا کرشمہ تھا۔ جس میں مسلمانوں کے خدا سے اپنا خدا بھی لگ معلوم کر لیا گیا ہے۔ پروردگار عالم نے تو نبوت کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی کے خدا نے کھول دیا اور اس نے غلام احمد کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا۔ ”سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

خود ساختہ نبی نے دنیا میں کتنا فتور پیدا کر دیا ہے۔ اگر فی الواقع کئی خدا ہوتے تو زمین و آسمان فساد سے بھر جاتے اور موجود نظام تلپٹ ہو جاتا۔ ”**لو کان فیهما اٰلهة الا الله لفسدتا** (انبیاء:۲)“ وحدت الٰہیہ کے بعد وحدت رسالت بھی کتنی بڑی رحمت ہے۔ جس نے مسلمانوں کو رشتۂ وحدت و یگانگت میں منسلک کر دیا ہے اور اسی وحدت کو توڑنے کے لئے جھوٹی نبوت ابھرتی ہے۔

شیطانی تصرف کے خواب

جو خواب من اللہ ہوں۔ ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ عقل و شریعت کے خلاف نہیں ہوتے۔ انہیں رؤیا کہا جاتا ہے اور جو خواب شیطان کے تصرف سے ہوں۔ وہ عقل و شریعت سے متصادم ہوتے ہیں۔ انہیں حلم کہا جاتا ہے۔ جس کی جمع احلام آتی ہے۔ قرآن میں مذکور ”**اضغاث احلام وما نحن بتاویل الاحلام بعالمین** (یوسف:۶)“ یہ تو پریشان سے خواب ہیں اور ہمیں ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں آتی۔ ایسے خواب عقل و فطرت کے پابند نہیں ہوتے اور انہی جھوٹے خوابوں پر جعلی نبوت قائم ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی کہتے ہیں:

۱...... ''ورأیتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو، میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ بیشک میں وہی ہوں۔''

(آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

۲...... ''انت منی وانا منك، تو مجھ سے ظاہر ہوا میں تجھ سے۔''

(حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

یہاں بھی قرار نہ آیا تو تنزل ہوا۔ ''انت منی بمنزلة ولدی '' تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

اب خدائی صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ ''اعطیت صفة الافناء والاحیاء من رب الفعال '' رب فعال کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت مجھے دے دی گئی ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص۲۳، خزائن ج۱۶ ص۵۵، ۵۶)

حضور اکرم ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا تھا کہ استدراج کے طور پر وہ اپنے مخالف کو قتل کر کے پھر زندہ کرے گا اور اپنے بارے میں سوال کرے گا تو اس قسم کا دعویٰ مرزا قادیانی بھی کر رہے ہیں۔

دعویٰ نبوت سے قبل حضرت مسیح کے روپ میں

۱...... ''میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں۔ جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں پیشین گوئیاں ہیں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵)

اگر کسی صاحب علم نے کسی آسمانی کتاب میں قادیان کے خود ساختہ مسیح موعود کا تذکرہ پڑھا ہو تو وہ ضرور اسے مشتہر کرے۔ ورنہ جھوٹی نبوت کے ہاتھ کی صفائی کی داد ضرور دے۔

ایک اور الہام یا احلام کا معمہ نمبر:۱، قادیانی نبی کی زبانی

۱...... ''اس اللہ نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ میں نے دو برس تک صفت مریمیت میں پرورش پائی۔ پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔'' (کشتی نوح ص۴۶، ۴۷، خزائن ج۱۹ ص۴۹، ۵۰)

خود ہی اپنی جنس تبدیل کر کے حاملہ ہو جاتا اور پھر خود ہی عیسیٰ بن کر نمودار ہو جانا پیغمبر کی ولادت کا نادر نمونہ ہے۔

کیا کوئی ڈاکٹر یا طبیب ایسے شخص کو صحیح الدماغ ہونے کا سرٹیفکیٹ دے سکتا ہے اور یہ استعارہ اس دور میں ہے کوئی فلاسفر جو سمجھا سکے؟

۲...... ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔“

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۸، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل

۱...... ”خدا نے امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۲...... ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کارہ اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

اللہ تعالیٰ کو دنیا میں اپنا پیغام دینے کے لئے کسی نیک نام خاندان سے نبی منتخب کرنے میں کیا رکاوٹ پیش آ گئی؟ اسے اپنی دعوت و پیغام کے تقدس کا خیال بھی نہ آیا۔

مرزا قادیانی۔ سے ہی پوچھ لیا ہوتا تو اتنی عظیم غلطی نہ ہوتی۔ نہ معلوم کس مصلحت سے ان کا شجرۂ نسب مرزا قادیانی کے حوالے کر دیا گیا۔ یا خدا کے نبی کو بدنام کئے بغیر جھوٹے نبی کی گنجائش نہیں نکلتی۔

۳...... ”مردمی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ حضرت مسیح مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے محروم ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل حسن مباشرت کا کوئی اعلیٰ نمونہ نہ دے سکے۔“ (کیونکہ یہ صفت آپ کے لئے مخصوص ہو گئی تھی مرتب) (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۸)

۴...... ”آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی عادت تھی۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۸، ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹، انوار القرآن ص ۱۲)

اور مرزا قادیانی نے کبھی کوئی جھوٹ یا گالی زبان و قلم پر آنے نہیں دی۔ اس کا ثبوت آگے آرہا ہے۔

پھر ایسے ناکارہ مسیح سے برابری کا شوق

۱...... ”میں مثیل مسیح ہوں۔ یعنی حضرت مسیح کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اخلاق وغیرہ کے خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

غور کیجئے! مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ گالیاں دیں اور نہ آپ کے حسب ونسب پر انگلی اٹھائی۔ کتنا مہذب اور بےداغ ہے۔ حضرت صاحب کا الہام۔

نئی نبوتوں کے ظہور کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قانون وہدایت کے ماخذ اور وفاداری ونیاز مندی کے مرکز بدل جاتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کے کفر وانکار کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک نبی دوسرے نبی کی امت کو مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس طرح فتنہ وانتشار کا گھیراوسیع ہوتا رہتا ہے۔ اب اسلام وہ قرار پاتا ہے جسے نئی نبوت، اسلام قرار دے، کفر واسلام کی مہر صرف اس کے قبضہ میں ہوتی ہے اور وہی مجاز ہے۔ اس امر کا کہ اپنے پیروکاروں کے علاوہ ہر ایک شخص پر کفر کی مہر لگا دے۔ نہ ان کا اسلام قبول رہا نہ ایمان مستند۔ اب اس کے بعد دیکھئے توپ کا رخ امت مسلمہ کی طرف مڑتا ہے۔

خاتم الانبیاء پر ایمان رکھنے کے باوجود کافر

۱...... ”ہر ایک شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے۔ مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۰)

۲...... ”جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بےخبر ہوگا۔ تب بھی کافر ہو جائے گا۔“ (حقیقت الوحی ص۱۷۸، خزائن ج۲۲ ص۱۸۴)

۳...... ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوتے۔ خواہ انہوں نے حضرت کا نام بھی نہ سنا ہو۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص۳۵)

قادیانی اسلام الگ ہے

”اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آؤ۔ جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی سے) ہو کر ملتا ہے...... اس کی پیروی سے انسان فلاح ونجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ یہ وہی فخر اوّلین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل، تبلیغ کے ذریعہ ثابت کرے گا کہ واقعی اس کی

دعوت جمیع ممالک وملل عالم کے لئے تھی۔" (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء)

سچے مسلمانوں کو جو عقیدت ومحبت آنحضورﷺ سے ہے۔ اس میں شگاف ڈالنے کے لئے کتنے جتن کئے جارہے ہیں۔ کیا آپ کو خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین تسلیم کرنے کی یہی حقیقت ہے۔ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے آپ کو خاتم النبیین بھی کہتے ہیں اور آپ کے تمام اعزازات چھین کر جھوٹی نبوت پر چسپاں بھی کرتے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی حضورﷺ کے پیروکاروں کے ساتھ قادیانیوں کا کوئی رشتہ باقی رہ جاتا ہے۔ جس کے لئے وہ امت مسلمہ میں گھسے رہنے کے لئے اصرار کررہے ہیں؟

جمہور مسلمانوں کے خلاف مرزائیوں کا اعتقاد اور سماجی تصور

۱...... "ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیراحمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔" (انوار صداقت ص۹۰)

۲...... "اگر کسی غیراحمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ غیراحمدی کا بچہ بھی غیراحمدی ہوا۔ اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔"

(انوار خلافت ص۹۳)

۳...... "حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا جو اپنی لڑکی غیراحمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے باربار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیراحمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیراحمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کردیا۔ خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔"

(انوارا خلافت ص۹۳،۹۴)

۴...... "حضرت مسیح موعود نے غیراحمدیوں کے ساتھ وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیراحمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی رہ گیا جو ہم نے ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی، دین کا تعلق سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔" (کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۶۹)

۵...... ''کنجریوں کی اولاد کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے۔ باقی سب مجھے قبول کرتے ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج۵ ص ایضاً)

دشمن ہمارے جنگل کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔''

(نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج۱۴ ص ۵۳)

اللہ اللہ! یہ الہام یہ وحی یہ زبان، کتنا پاکیزہ ہے۔ قادیانی نبوت کا کلام۔ ''**فاعتبروا یاولی الابصار**''

اپنے معیار کے مطابق مخبوط الحواس نبی

۱...... ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی ہے کہ ایک کھلا تضاد اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج۲۲ ص ۱۹۱)

۲...... ''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص ۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص ۲۷۵)

ویسے تو مرزا قادیانی کے کلام میں قدم قدم پر تضاد اور بوالعجبی خندہ زن ہے۔ ۳۶ سال کے الہام اور کلام میں اختلاف کا شمار کرنا مشکل ہے۔ لیکن نمونہ کے طور پر چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ پچھلے دعوؤں کے مقابلہ میں ذیل میں ان کے عہد واقرار کا موازنہ کیجئے تو مخبوط الحواسی خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔

آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہوں

۱...... ''میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ سیدنا ومولانا محمد ختم المرسلین کے بعد کسی مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص ۲۳۰)

۲...... ''اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب ﷺ کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔''

(نشان آسمانی ص ۳۰، خزائن ج۴ ص ۳۹۰)

۳...... ''اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو، اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص ۲۵۵)

۴...... ''ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے قائل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں۔ بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں۔ غرض نبوت کا دعویٰ رسالت ہی نہیں۔ صرف ولایت اور مجددیت کا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷، ۲۹۸)

۵...... ''حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کافر ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰)

۶...... ''میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔''

(حمامتہ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۶)

۷...... ''میرے لئے یہ کہاں مناسب ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافر بن جاؤں۔'' (حمامتہ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

مقابلہ کے لئے پھر دہرا لیجئے! ان کے سابقہ دعویٰ کہ وہ اپنے پہلے دعوؤں کے مطابق خود کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔ پہلی اور پچھلی وحی میں تصادم ہو گیا۔

۱...... ''سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۲...... ''میں اس کا رسول ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت کے اور نئے دعوے کے اور نئے نام کے بلکہ اس نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کے آیا ہوں۔''

(نزول المسیح ص۲، ۳، خزائن ج۱۸ ص۳۸۰، ۳۸۱)

۳...... ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس نے مجھے بھیجا۔ اس نے میرا نام نبی رکھا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

۴...... ''یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص۲۲۸)

۵...... ''میری گردن پر تلوار رکھ دی جائے۔ تم کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میں کہوں گا تو جھوٹا ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔''

(انوار خلافت ص۶۵)

۶...... ''ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(الفضل مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء نمبر۵ ج۱۰ ص۵)

۷...... ”اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا کوئی نبی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔“

(تجلیات الٰہیہ ص۲۰، خزائن ج۲۰ ص۴۱۲)

جھوٹی نبوت ایک طرفہ تماشا

پچھلے دعوؤں کے ساتھ بطور نمونہ یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ آخر ایک جھوٹے نبی کے منہ سے کوئی معقول اور سچی بات نکلے بھی کیونکر؟ جس کے متعلق آنحضورﷺ جھوٹا ہونے کی پیشین گوئی فرما چکے ہیں۔

۱...... ”میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔“

(تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

حقیقت الوحی میں لکھا تھا۔ میرے نام سے اگرچہ بے خبر ہی ہو، مجھ پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو جائے گا۔ کون سی وحی، کون سا الہام اور کون سا دعویٰ سچا ہے۔ کوئی کسی وحی پر ایمان لائے۔ اگر کوئی پہلے ۳۶ سالوں کی وحی پر ایمان لاتا ہے تو پچھلے پانچ سالوں کی وحی کے مطابق کافر قرار پاتا ہے اور پچھلے پانچ سالوں کی وحی تسلیم کرتا ہے تو مرزا قادیانی کی پہلی وحی غلط قرار پاتی ہے اور اس کے ماننے والے کافر ٹھہرتے ہیں۔ وحی بھیجنے والے کی شخصیت مشکوک ہے؟ یا وحی سمجھنے والے کی عقل کوتاہ، کفر سازی کی ان دو گھاٹیوں میں کسی کا قافیۂ حیات پھنس کر رہ جائے تو اس کی حالت پر افسوس تو ضرور ہوگا۔ لیکن اسی گھاٹیوں کو اڑائے بغیر امت مسلمہ کا ایمان خطرہ سے محفوظ بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ۳۶ سال تک مرزا قادیانی کبھی مسیح موعود اور مجدد و مہدی کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی وحی انہیں ٹوکتی نہیں کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ ہم نے تمہیں نبی بنایا ہے۔ تم اس سے کمتر حیثیت کا اعلان کر کے منصب نبوت کا وقار کیوں گھٹا رہے ہو؟ یا مرزا قادیانی اس عرصہ میں وحی کا مفہوم سمجھ نہ سکے۔ رحمٰن کی وحی اس قسم کے تضاد سے پاک ہوتی ہے۔ البتہ یہ اس دور کے عیار کی عیاری ہے اور شیطانی وحی کا تازہ نمونہ۔

بہرحال جھوٹی نبوت کے سامنے ایسی گھاٹیاں ضرور پیش آتی ہیں۔ جن میں پائے عقل و دانش لنگ ہو جاتا ہے۔ پہلی اور پچھلی وحی میں تفاوت شاید اسی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ آنحضورﷺ کے بعد سودائے نبوت کے جوش میں دماغی توازن تو کسی کا بھی برقرار نہیں رہا۔ تاریخ میں جتنے مدعیان نبوت کے حالات ملتے ہیں سبھی اختلال دماغ کے مریض اور سوداویت زدہ تھے۔ ان پر

جب بھی نبی بننے کا دورہ پڑا ہے ان کا اور ان کے ماننے والوں کا سفینۂ حیات الفاظ ومعانی کے ہیر پھیر اور نبوت کے انکار واقرار کے بھنور میں ڈوب کر رہ گیا۔ وہ اپنی یادگار کے طور پر دنیا میں فکری انتشار، ذہنی پراگندگی اور باہمی تکفیر وتضلیل کی دھول چھوڑ گئے اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو لعنت وپھٹکار کی بوچھاڑ ان پر جاری تھی اور ہمیشہ کی ذلت ورسوائی ان کی زادراہ، مرزاقادیانی بھی اس منزل کے راہی ہیں اور اسی حشر سے دوچار۔

اب مرزاقادیانی اپنے بعد دوسروں پر نبوت کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ جیسا کہ اجرائے نبوت کی کنجی انہیں کے ہاتھ میں آگئی ہے اور خاتم الانبیاء کا منصب بھی انہیں مل گیا ہے۔

۱…… ’’آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سے انبیاء کا ہونا خدا کی بہت سی مصلحتوں میں رخنہ پیدا کرتا ہے۔‘‘ (تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

۲…… ’’لا نبی بعدی اس امت میں صرف ایک نبی آسکتا ہے جو مسیح موعود غلام احمد قادیانی ہے اور کوئی قطعاً نہیں آسکتا۔‘‘ (تشحیذ الاذہان بابت ماہ مورچ ۱۹۱۴ء)

یہ وحی اس لئے تراشی گئی کہ خود مرزاقادیانی کے زمانہ میں ہی ان کے بعض مزاج شناس پیروکاروں نے بھی ان کے چشمۂ نبوت سے فیض پانے کے بعد اور آپ کے ہاتھوں نبوت کا دروازہ کھلا دیکھ کر اپنی بیعت کا اعلان کر دیا تھا۔ صحبت نبی کے کمال نے انہیں بھی نبی بننے کے لئے تیار کر دیا۔ مثلاً آپ کے دور کے چند مدعیان نبوت یہ ہیں:

۱…… مولوی یار محمد۔

۲…… استاد محمود احمد۔

۳…… احمد نور کابلی، جس نے اپنا کلمہ بھی یہ ایجاد کر لیا تھا۔ ’’لا الہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ‘‘ (الفضل قادیان مورخہ ۱۱؍نومبر ۱۹۳۴ء، نمبر ۵۸ ص ۱۷)

۴…… عبداللطیف گناچور ضلع جالندھر۔ (دعویٰ نبوت ۱۹۲۱ء)

۵…… چراغ دین جموی قادیانی۔ (۲۳؍مارچ ۱۹۰۲ء)

مرزاقادیانی نے جل کر اسے اپنی امت سے خارج کر دیا۔

۶…… غلام محمد لاہوری۔ (دعویٰ ۱۹۳۱ء)

۷…… مولوی عبداللہ تیماپوری۔

۸…… صدیق دیندار چن بسویشور۔ (۱۹۲۴ء)

۹…… الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور۔

ان کے علاوہ تقریباً دس مزید افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور سب نے مرزا قادیانی کی بیعت کی تھی اور موقع پا کر اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ گو انہیں اتنا قبول عام حاصل نہ ہو سکا جتنا کہ مرزا قادیانی کو حاصل ہوا۔ لیکن مرزا قادیانی نے انہیں جھوٹا اور مخبوط الحواس کہا۔

مرزا قادیانی اگر نبی بن سکتے ہیں تو پھر ان کے کمالات نبوت سے فیض پانے والے کیونکر نبی نہیں بن سکتے۔ جب کہ ان کا دعویٰ ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ہزاروں نبی آ سکتے ہیں اور ترقی کر کے آنحضورﷺ سے بھی آگے بڑھ سکتے ہیں۔

صرف آپ کے لئے دعویٰ نبوت کس دلیل سے مخصوص ہوا؟ جیسی وحی آپ کی طرف آتی ہے۔ ویسی ہی ان کے پاس بھی آتی ہے اور دوسروں کے پاس بھی آتی رہے گی۔ آپ نے مہر توڑی، پٹارہ کھل گیا۔ اس کے بعد سب کی حیثیت یکساں ہو گئی اور سب کو نبی بننے کی آزادی مل گئی۔

اپنے لئے پیمانے اور، دوسروں کے لئے پیمانے اور، یہ کہاں کا انصاف ہے۔

جس طرح مرزا قادیانی آنحضورﷺ کی ختم نبوت کی مہر لگا کر نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اسی طرح ان کے دور میں چند دوسرے حضرات بھی آپ کی مہر سے نبوت کا دعویٰ کرنے لگے اور آئندہ بھی کر سکتے ہیں۔ آخر آپ کس دلیل سے دوسروں کو شوق نبوت پورا کرنے سے روک سکتے ہیں۔ جو دلیل آپ کی نبوت کے لئے ہے۔ وہی انہیں بھی حاصل ہے۔ ”مسیح موعود نے فرمایا۔ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔“

(ملفوظات احمدیہ ج۵ ص۲۹۰)

آپ نے اپنی نبوت کی تصدیق کے لئے آخر مہر کہاں سے حاصل کی ہے۔ جب کہ ماخذ دونوں کا ایک ہے تو یہ رقابت نبوت کی آگ ہے جو دوسروں کے حق میں شعلے اگل رہی ہے۔

انگریز کی فدائیت میں جہاد کی تنسیخ کا اعلان

بعثت انبیاء کے اہم ترین مقاصد یہ ہیں۔

۱...... دین الٰہی کو زندگی کے تمام شعبوں میں غالب کرنا۔

۲...... انسان کی اجتماعی زندگی میں نظام عدل کا قیام۔

اقتدار حکومت کے تمام وسائل پر قبضہ کر کے نیکی و بھلائی کو فروغ دیا جائے اور برائیوں کو دبایا جائے۔

نیکی و بدی کی کشمکش اوّل روز سے جاری ہے۔ ہر محاذ پر بدی کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلام میں جہاد فرض قرار دیا گیا ہے۔ اسی کے ذریعہ یہ عالمگیر تحریک، زندہ قوت، اور بھرپور امن وانصاف کی دعوت بن سکتا ہے۔ باطل تحریکوں اور ظالم نظام کا تخت جہاد ہی کے ذریعہ الٹا گیا ہے۔ جذبۂ جہاد کی آبیاری سے اللہ کا دین سدا بہار رہتا ہے۔

لیکن جعلی نبوت نے انگریز کے ظالمانہ نظام اور لادین حکومت کے استحکام وترقی کے لئے اپنی پوری زندگی نچوڑ کر رکھ دی۔ انگریزوں نے ترکی، شام، عراق، اردن، انڈیا اور بعض دیگر نوآبادیات پر غاصبانہ قبضہ کر کے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائیے۔ ان کی بیخ کنی کی، سولیوں پر لٹکایا۔ ان کے معصوم بچے ذبح کئے۔ عصمتوں کی ارزانی ہوئی۔ آسمان لرز گیا اور زمین اس کے ظلم وجور سے بھر گئی۔ ۱۸۵۷ء میں تحریک آزادی ہند کو جس بیدردی ودرندگی کے ساتھ کچلا گیا۔ دور عبرت تھا۔

لیکن مرزا قادیانی کی نبوت کی خشت اوّل ہی انگریز کی وفاداری پر رکھی گئی تھی اور انہوں نے اوّل روز سے اپنے آقایان ولی نعمت کی تعریف وستائش کی عادت ڈال لی۔ ان کے خلاف مسلمانوں کو جذبۂ جہاد کی تنسیخ کی افیون پلائی گئی۔ تاکہ کسی بھی وقت اس خاکستر میں دبی ہوئی چنگاریاں بھڑک کر انگریزی راج کو بھسم نہ کر دیں اور اس کے ساتھ ہی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا بھی جل کر نہ رہ جائے۔ طے یہ پایا کہ انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کے جذبۂ آزادی اور ولولہ جہاد کو تو بالکل جامد کر دیا جائے۔ لیکن انگریزوں کی حکومت وسیع کرنے اور ان کے ظلم وجور کی تلوار تیز کرنے میں پوری جدوجہد کی جائے۔

سکھوں کے دور اقتدار کے وفادار خاندان سے انگریزوں کو بھی ورثے میں وفاداری ملی۔ اگر مرزا قادیانی کو کسی نے نبی بنایا نہیں تو یہ خود انگریز کی وفاداری وخدمت کے لئے نبی بن کر میدان میں آگئے اور دنیوی مفاد کے لئے ہر اقتدار کی پرستش اصول بنالیا گیا۔ ذیل میں ان کے اعلانات اور ان کے عزائم خود ان کی اپنی زبانی اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک انصاف پسند اور حقیقت شناس آدمی جھوٹے نبی کی اصلیت معلوم کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرے گا۔

۱..... ”ان لوگوں (مسلمانوں) نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔“

(ازالہ اوہام ص۷۳۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۴۹۰)

۲...... ''انگریز ایک ایسی قوم ہے۔ جس کو خداتعالیٰ دن بدن اقبال اور دولت اور عقل ودانش کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ جو سچائی، راست بازی اور انصاف میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا اس گورنمنٹ کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اس کے دشمن (تمام عالم اسلام، عرب) کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ محسن کی بدخواہی ایک حرامی بدکار آدمی کا کام ہے۔ اسلام کے دو حصے ہیں۔

۱...... ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں۔

۲...... دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے ہمیں اپنے سایہ میں پناہ دی۔ سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔'' (شہادت القرآن ص۸۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

جھوٹی نبوت کی زبان سے کس طرح انگریزی روح بول رہی ہے۔ کیا کسی سچے نبی نے ظالم اور خونخوار نظام سے وفاداری کی ہے۔ کفر وایمان بھی کبھی آپس میں مل سکے ہیں۔ قدم قدم پہ جعلی نبوت جھوٹے گل کھلا رہی ہے۔ انگریز اور مرزائی ایک ہی مقصد کی دو تعبیریں ہیں۔

۳...... ''گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک ہے۔ یہ عظیم الشان رحمت ہے مسلمانوں کے لئے، آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد قطعی حرام ہے۔''

(شہادۃ القرآن ص۹۲، خزائن ج۶ ص۳۸۸)

۴...... ''ہمارا جان ومال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا ہے اور ہوگا۔ ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعاگو ہیں۔'' مسلمانوں کے عقائد میں میں فتور پیدا کئے بغیر انگریزوں کو ان کے جذبہ جہاد سے ہمیشہ خطرہ رہا۔ یہ کام مرزا سے لیا۔

۵...... ''میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچادی ہیں۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور جہاد کے جوش دینے والے مسائل جو احمقوں (مسلمانوں) کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵،۱۵۶)

۶...... ''سو آج دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا

ہے۔ غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے۔ وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔“

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص۱۷، خزائن ج۱۶ ص۱۷)

۷...... ”میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں۔ دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“ (ضرورۃ الامام ص۲۳، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳)

۸...... ”میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں سے اوّل درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اوّل درجہ بنادیا ہے۔ اوّل درجہ والد مرحوم کے اثر نے (کیونکہ ان کی وفاداری سکھوں سے انگریزوں کو منتقل ہوئی تھی) گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، خداتعالیٰ کے الہام نے۔“ (الہام بھیجنے والا بھی انگریز، نبی بھی انگریزی)

(ضمیمہ تریاق القلوب ص۳۶۳، خزائن ج۱۵ ص۴۹۱)

ظالموں کے نظام حکومت کو قائم رکھنے کے لئے ہی جعلی نبی پیدا کئے جاتے ہیں۔ لیکن پائداری کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ کیسی نبوت کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی زبان ان مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ جو لادینی حکومت سے آزادی کی جدوجہد کر رہے ہیں۔

ان کے لئے بددعائیں اور انگریزوں کو دعائیں دینے والا قادیانی نبی یہاں اپنی اصلی صورت میں نظر آرہا ہے۔ انگریزوں کی غلامی سدا رحمت ہے۔ مسلمانوں کی آزادی پر اسے ترجیح حاصل ہے۔ جن کا ماضی یہ ہو۔ وہ آئندہ اسلامی نظام اور مسلمان حکومت کے خیرخواہ و وفادار کس طرح ہوسکتے ہیں۔ جن کی وحی انگریز پرست اور مسلمان دشمن ہو۔ ایسی وحی اور ایسے نبی کا صحیح مقام یورپ ہے نہ کہ پاکستان۔ ایسے لوگوں کو حقیقی اسلامی نظام سے چڑ کیوں نہ ہو؟

انگریز کی حمایت اور اس کی غلامی حرز جان بنانے کی اصلی وجہ

مرزا قادیانی کو اچھی طرح معلوم تھا کہ نئی نبوت کا کاروبار، آزادی کے ساتھ لادینی حکومت کے زیرسایہ ہی چل سکتا ہے اور امت مسلمہ کی قطع وبرید سے جو ردعمل پیدا ہوگا اس سے بچنے کے لئے کسی ایسی ہی حکومت کی ضرورت ہے۔ کچھ لو اور کچھ دو کے اصول کے مطابق انگریزوں سے سودا ہوگیا ہے۔

۱...... ”اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارا ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال دل میں لائیں۔“ (ملفوظات احمدیہ ص۴۶)

۲…… ”میں اپنے کام (جھوٹی نبوت کی تبلیغ) کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں۔ نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔“ (تبلیغ رسالت ج۶ص۶۹، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۳۷۰)

۳…… ”یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر ہمارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو، جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہیں قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر و مرتد ٹھہر چکے ہو۔ اس خداداد نعمت کی تم قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے اس ملک میں قائم کی ہے۔ اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی……سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے اور تمہارے لئے برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر (ڈھال) ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور ہمارے مخالف جو مسلمان ہیں۔ ہزار ہا درجہ سے انگریز بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیں واجب القتل نہیں سمجھتے۔“

(تبلیغ رسالت ج۱۰ص۱۲۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۸۴)

کوئی بھی سچا نبی یا مجدد، مصلح اور محدث کسی لادینی حکومت کو مسلمانوں کے لئے رحمت برکت نہیں کہہ سکتا اور انگریزوں کو مسلمانوں سے ہزار درجہ کیا ایک درجہ بھی بہتر نہیں سمجھ سکتا۔ یہ فخر صرف قادیانی نبی کو حاصل ہوا۔ جو خود بھی جھوٹ اور باطل کی پیداوار ہے اور اسی بناء پر مسلمانوں سے کٹ بھی گیا۔

۴…… ”احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ لہٰذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں بدوں کسی خوشامد کے دل سے یقین کرتے ہیں۔ برٹش گورنمنٹ ان کے لئے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۱۴ء ج۲ نمبر ۳۸)

اسلام میں جہاد کی جو اہمیت یا اس کی دوامی افادیت ہے۔ اس پر مفصل بحث قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ ذیل میں اس کی چند بنیادی خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ مرزا قادیانی اسلام کی اتنی عظیم بنیاد کو ڈھا کر اور ملی روح کو ختم کر کے دنیا میں کس کا تخت اقتدار بچھانا چاہتے ہیں اور جہاد کو منسوخ کرنے کی اتھارٹی اور دین کامل کے قطع و برید کی اجازت انہیں کس نے عطاء کی؟ لیکن ایک جعلی نبوت سے ایسے ہی کارنامے سرانجام دلائے گئے جو قدم قدم پر اس کے جھوٹا ہونے کا واضح ثبوت بن سکیں اور دانشور لوگ کھرے کھوٹے میں اس طرح تمیز کر سکیں۔

جہاد کی دوامی اہمیت

قرآن میں اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے۔ "وقاتلوهم حتىٰ لا تكون فتنة ويكون الدين لله (بقره:۲۴)" اسلام دشمن طاقتوں سے لڑو، یہاں تک کہ فتنہ وفساد باقی نہ رہے اور ملک میں خدا ہی کا دین غالب ہو جائے۔ خدا کی بندگی سے روکنا یا اس کی جگہ باغیانہ نظام قائم کرنا انسانوں پر بہت بڑا ظلم ہے۔ کیونکہ لادینی نظام انہیں آخرت کی ابدی نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے۔ انسانی زندگی میں مخلوق کا اپنے حقوق سے محروم ہو جانا بھی بہت بڑا ظلم ہے۔ اس لئے دنیا میں اسلام کے اجتماعی نظام عدل کا قیام مسلمانوں کا ملی اور ایمانی فریضہ ہے اور اس مقصد کے لئے اپنے ماننے والوں کو اسلام ہر وقت مستعد اور سرگرم عمل دیکھنا چاہتا ہے۔

"اعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل (انفال:۸)" اور جہاں تک ہو سکے پورے زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے مقابلے کے لئے مستعد رہو۔ یعنی وقت کے لحاظ سے اپنے تمام وسائل و ذرائع کے ساتھ اسلام کو حکمران قوت بنانے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے۔ اگر اسی جہانگیر ملی فریضہ میں کوئی فرد یا جماعت کوتاہی وغفلت برتے گی تو وہ سخت سزا کی مستحق ہوگی۔ چنانچہ سورہ توبہ میں ارشاد ہے کہ اگر تم نے اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں دنیوی کاروبار کو ترجیح دی تو تمہاری جگہ اللہ تعالیٰ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا۔ جو یہ فرائض سرانجام دے گی۔

ایک مخلص اور سچے مومن اور منافق کی کسوٹی جہاد ہی ہے۔ منافقین اور ڈیوٹی چور مختلف حیلوں، بہانوں سے اس فریضہ سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ مخلصین کے لئے نہایت واضح حکم ہے۔ "وجاهدوا في الله حق جهاده (الحج:۱۰)" اللہ کی بندگی اور اس کی رضا جوئی کی راہ میں تمام مزاحم طاقتوں سے لڑنے کا حق ادا کرو۔ ملی زندگی کے لئے جہاد روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان اس پر جب تک اس کی ضروری شرائط و آداب کے ساتھ عمل پیرا رہیں گے فتح و کامرانی عزت اور آزادی انہیں خوش آمدید کہے گی اور جب وہ لہو گرم اور ایمان تازہ رکھنے والے فریضہ میں سست پڑ جائیں گے تو پھر ذلت وغلامی اور نکبت وپسماندگی ان کے گلے کا ہار ہوگی۔ اس حقیقت پر مندرجہ ذیل احادیث روشنی ڈالتی ہیں۔

ترک جہاد کا نتیجہ دائمی غلامی وذلت ہے

آنحضور ﷺ نے فرمایا: "واخذتم اذناب البقر ورضيتم بالزرع وتركتم

الجہاد وسلط اللّٰہ علیکم ذلالا ینزعہ حتیٰ ترجعوا الیٰ دینکم (ابوداؤد کتاب الجہاد) ”جہاد پر دنیوی کاروبار کو ترجیح دی گئی اور اپنے عقیدہ و مسلک کی حکومت قائم کرنے میں کوتاہی کی گئی تو پھر تم پر اللہ تعالیٰ ذلت (غلامی) مسلط کر دے گا۔ یہاں تک کہ تم پھر اس دینی فریضہ (جہاں) کی طرف رجوع نہ کرو۔

اس حدیث میں جہاد کو دین کہا گیا ہے۔ جس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور اسی دین ہی کے ذریعہ مسلمانوں کو عزت و فضیلت بھی بخشی گئی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”اعلم ان النبی ﷺ بعث بالخلافۃ العامۃ ولغلبۃ دینہ علیٰ سائر الادیان لا یتحقق الا بالجہاد واعداد الآیۃ فاذا ترکوا الجہاد واتبعوا اذناب البقر احاط بہم الذل وغلب علیہم اھل سائر الادیان“ (حجۃ اللہ البالغۃ ج۲ص۱۷۳)

اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو خلافت عامہ اور تمام ادیان پر دین حق کو غالب کرنے کے لئے بھیجا ہے اور یہ کام جہاد اور اس کے لئے ضروری ساز و سامان اختیار کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ پس جب لوگ جہاد ترک کر دیں گے اور دنیوی کاروبار میں منہمک ہو جائیں گے تو ذلت ان کا گھیراؤ کرلے گی اور غیر مذاہب کے لوگ ان پر غالب آ جائیں گے۔

جہاد دوامی فریضہ ہے جسے کوئی منسوخ نہیں کرسکتا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”والجہاد ماض منذ بعثنی اللّٰہ الیٰ ان یقاتل آخر ھذہ الامۃ الدجال لایبطلہ جور جائرٍ ولا عدل عادل“ (کتاب الجہاد ص ۲۴۷)

اور جہاد میری بعثت سے لے کر قیامت تک جاری رہے گا۔ جب کہ اس امت کا آخری گروہ دجال سے جنگ کرے گا اور نہ کسی ظالم کا ظلم جہاد کو باطل کر سکتا ہے اور نہ کسی عادل امیر کا عدل یعنی جہاد اس عذر کی بناء پر بھی منسوخ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ ہم پر اس وقت جابر حکمران مسلط ہیں اور نہ اس بات کو بہانہ بنایا جا سکتا ہے کہ حکومت اگرچہ کفار کی ہے۔ مگر ہمیں امن نصیب ہے اور ہمارے ساتھ انصاف ہو رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے خاندان کو امن حاصل رہا اور نہ مسلمانوں کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر ان کے اپنے ملک میں عدل کا دور دورہ ہو تو وہ مطمئن ہو کر بیٹھ رہیں اور باہر کی دنیا میں جو ظلم و فساد برپا ہو۔ اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاد کتنا عالمگیر اجتماعی فریضہ ہے اور اس کی دوامی حیثیت کسی صورت بھی ختم نہیں ہو سکتی اور یہ کہ وہ مسلمانوں کو ہمہ وقتی اس کے لئے تیار اور مصروف دیکھنا چاہتا ہے۔

لیکن مرزا قادیانی جذبۂ جہاد ختم کر کے مسلمان قوم کو انگریزوں کے قدموں میں ڈال دینا چاہتے ہیں اور یہودیوں کے ایماء پر اسے ہمیشہ کے لئے غلام اور ناکارہ بنا دینا چاہتے ہیں اور اپنی نبوت کو بھی آئندہ سرکوبی کے خطرہ سے محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آفتاب ختم نبوت کی روشنی میں جھوٹی نبوت کا چراغ جل نہیں سکتا۔ نہ انگریز کی حکومت رہی اور نہ اس کی نبوت اب مسلمانوں کو دھوکہ دے سکتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی اس قسم کی باتیں نہ کرتے جب بھی وہ بارگاہ رسالت میں کذاب اور مفتری کے خطاب کے مستحق قرار پا چکے تھے۔ البتہ ایسی باتیں نہ کرتے تو ضرور تعجب ہوتا۔ کیونکہ اللہ پر افتراء باندھنے والا سب سے بڑا ظالم ہے اور آنحضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا سب سے بڑا جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ظالموں پر بھی لعنت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر بھی۔ ”الا لعنة اللّٰه علی الظالمین (هود:۲)“

”لعنة اللّٰه علی الکٰذبین (آل عمران:٦)“ اور جو لوگ اللہ کی رحمت سے محروم اور پھٹکارے ہوئے ہوں ان کے منہ سے پھول نہیں برسا کرتے۔ نہ حواس قائم ہوتے ہیں نہ حافظہ درست۔ لایعنی بے مغز اور مہمل گفتگو جھوٹی نبوت کی امتیازی علامات ہیں اور مرزا قادیانی کے سارے لٹریچر میں یہ حقیقت واضح ہے۔

قوم کے مارآستین

جو نبوت جہاد کی تنسیخ کا دعویٰ کر کے استعماری طاقتوں اور غیر اسلامی نظام کی حمایت و وفاداری کا دم بھرتی ہے اور ہمیشہ مسلمانوں کے مقابلہ میں غیر مسلم طاقتوں کی حلیف و خیر خواہ رہی ہو۔ اگر اس کی امت آج بھی مسلمانوں سے غداری کر کے استعماری نظام سے ساز باز کر رہی ہو اور ہر فیصلہ کن معرکے میں اس نے مسلمانوں کے خلاف سازش کی ہو اور ہر ملک میں اس نے اپنے تخریبی مشن کے اڈے بنا رکھے ہوں تو تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اسی مقصد کے لئے وجود میں آئی ہے۔ اس لئے ایسی لعنت کے افراد کو ملکی، سیاسی اور انتظامی امور کے اہم مناصب پر متعین کرنا آستین کے سانپ پالنے کے مترادف ہے۔ اس طرح ملک وملت کو اس سے پہلے بھی ہر محاذ پر ذلت وشکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اور آئندہ بھی ایمان دشمن اور انگریزی نبوت کی ملعون اور منحوس امت سے امت مسلمہ کو کسی خیر کی توقع نہ رکھنی چاہئے اور مسلمانوں کی مرکزی طاقت کو اندر ہی اندر سے کھوکھلا کرنے والی دیمک سے بے فکر نہ ہو جانا چاہئے۔ علامہ اقبالؒ کی بصیرت نے برسوں پہلے اپنی قوم کو اس فتنے سے آگاہ کر دیا تھا۔

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

مسلح جہاد

داخلی اور علمی جہاد کے ساتھ ساتھ مسلح جہاد مندرجہ ذیل صورتوں میں خداوند تعالیٰ نے قیامت تک فرض قرار دیا ہے۔

۱...... توسیع دعوت کی راہ میں مزاحم طاقتوں کے خلاف جو لوگوں سے جبراً خدا پرستی چھڑاتی ہیں اور خدا کی بندگی انجام دینے میں اخلاقی علمی اور سیاسی روکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ جسے جڑ پیڑ سے اکھاڑنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔

۲...... کافروں کے مظالم سے مظلوم انسانوں کو نجات دلانے کے لئے اگر مسلمان کسی اپنے ملک میں امن چین کی زندگی بسر کر رہے ہوں۔ لیکن دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں مسلمانوں پر غیر مسلم مظالم توڑ رہے ہوں تو ان کے خلاف بھی مسلح جہاد ضروری ہے۔

۳...... اسلامی ریاست کے دفاع کے لئے اگر جابر اور غیر مسلم طاقتیں مسلمانوں کے خلاف جارحانہ اقدام کریں تو ان کے خلاف بھی ہتھیار اٹھانے پڑیں گے۔ ان کے جذبۂ استحصال اور ہوس ملک گیری کو روکا نہ جائے تو دنیا شر و فساد کا گہوارہ بن جائے گی۔

۴...... تمام باطل مذاہب پر خدا کا دین غالب کرنے کے لئے جس کے تحت عوام کو امن و انصاف اور خدا پرستی کی آزاد فضا میسر آ سکے۔ یہ تمام صورتیں جہاد یا جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہیں۔ جس کے لئے مسلمانوں کو حالات و اسباب کے مطابق ہمیشہ تیار رہنا ہوگا۔ اقدامی جہاد بھی کرنا ہوگا اور دفاعی بھی اور یہ مسلمانوں کے دینی اور ملی فرائض میں ہمیشہ شامل رہے گا۔ لیکن مرزا قادیانی انگریزوں کی لادینی اور ظالم حکومت کے لئے ترکی، ایران، عراق، مصر، فلسطین اور دیگر ممالک میں مسلمانوں کی سرکوبی کے لئے جہاد عین فرض اور موجب سعادت سمجھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ جسے قیامت تک فرض قرار دیتا ہے۔ مرزا قادیانی خدا کا یہ حکم منسوخ کرنے کے لئے نبوت کا نعرہ مار کر میدان میں کود پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں یہ کتنی بڑی جسارت ہے یا بغاوت۔ صحیح معنوں میں یہ نبی انگریزوں کا ہو یا خدا کا؟ اور اصل میں یہ اعلان بھی ان کا جھوٹا اور طاغوتی نبی ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ وجدال

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

دین کے لئے تو لڑنا حرام لیکن بے دینی کے لئے حلال ہوگیا۔

دنیا میں سب سے بڑا عذاب ظالموں کی غلامی ہے

کفار کی غلامی دنیا میں مسلمان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس سے نجات دلانے کے لئے انبیاء کرام مبعوث ہوئے۔ لیکن انگریزی حکومت مرزائی امت کے لئے سایہ رحمت، ان کی وفاداریوں کا مرکز اور ان کی ترکتازیوں کی ڈھال ہے۔ مسلم معاشرے کی قطع وبرید، قرآن وحدیث کی واضح تعلیم میں تحریف وتاویل کی جسارت اور نئی نبوت کے ذریعہ مسلمانوں کے عقائد وایمان میں تزلزل پیدا کرنے کے لئے غیر اسلامی ریاست سے بڑھ کر موزوں اور کوئی نظام نہیں ہے۔ کیونکہ اسلامی ریاست میں کفروارتداد کی تعلیم وتبلیغ کی اجازت نہیں مل سکتی۔

پاکستان کی مخالفت بھی اسی بنیاد پر تھی اور انگریزوں کے بعد ہندوؤں کی غلامی بھی انہیں قبول تھی۔ لیکن جھوٹی نبوت کی تمام کرامات محمدی بیگم کے نکاح کی طرح جھاگ کی مانند بیٹھ گئیں اور مرزائیوں کے علی الرغم جمہوریہ اسلامیہ پاکستان معرض وجود میں آگیا اور اب پاکستان میں اسلامی نظام کے فروغ کے لئے سعی وجہد کرنے والی جماعتوں کے اس لئے شدید مخالف ہیں کہ اسلامی آئین اور صحیح اسلامی ریاست کے اندر تحریف وارتداد اور نبوت سازی کا کاروبار آزادی سے چل نہیں سکتا اور مسلمان فرقہ کا نقاب اوڑھ کر بے خبر اور سادہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ نہیں ڈالا جاسکے گا۔ ایک طرف جھوٹ اور افتراء کے زور سے مسلم معاشرے میں فکری انتشار اور ذہنی پراگندگی پیدا کر کے اپنی افرادی قوت بڑھانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف حکومت وقت کے تمام اہم شعبوں میں اپنے آدمی داخل کر کے اقتدار پر بھی قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ کسی بھی وقت مسلمان کے انتقامی ردعمل یا ان کے غیظ وغضب کا سیلاب اٹھ کر ہماری کائنات نبوت کو نگل نہ لے۔ اگر اسلامی حکومت انہیں آئینی طور پر غیر مسلم قرار دے کر اقلیت قرار دے دے تو یہ مسلمانوں کے لئے ایک فرقہ کی حیثیت سے مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے سکیں گے۔ جیسا کہ عیسائی، یہودی، سکھ اور ہندو فرقے ہیں۔

۲...... اقلیت کے تناسب سے ملازمتوں کا کوٹہ حاصل کرسکیں گے۔ غیر مسلم ہونے کی بنیاد پر اسلامی ریاست کا کلیدی اسامیوں پر متعین نہیں رہ سکتے اور خود ان کا اپنا تحفظ بھی اقلیت کی حیثیت

متعین ہو جانے میں ہے۔

غیر مسلم اقلیت قرار پانے سے انکار کیوں؟

پچھلے صفحات میں خود مرزا قادیانی کے اعلان اور دعووں سے یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ نئی نبوت ایک نئی امت کے ساتھ برصغیر میں نمودار ہوئی ہے اور بقول ان کے ان کا اسلام، خدا، رسول اور ان کے تمام افکار و عقائد مسلمانوں سے الگ ہیں۔ ان سے سماجی اور معاشرتی تعلقات بالکل منقطع ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ہاں انگریز انہیں ہر درجہ محبوب ہیں اور ان کی وفاداری واطاعت اور محبت وخلوص کے مستحق ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی روحانی برادری سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔

مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ ان کی عورتوں کو کتیوں کے نام سے خطاب کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو قزاق، چور اور حرامی بھی تصور کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اپنے آپ کو انہیں میں شمار کرانا چاہتے ہیں اور مسلمان قوم کے مفادات سے بھی حصہ مارنا چاہتے ہیں اور ان میں گھسے رہنے پر اصرار بھی کرتے ہیں۔ عقل ودیانت کے نزدیک ان کا یہ رویہ کہاں تک مبنی بر انصاف ہوسکتا ہے؟ یہ آئندہ وقت بتائے گا۔

برطانیہ کی جاسوسی، جھوٹے نبی کا حقیقی مشن تھا

انگریز کی غلامی سے چھٹکارا پانے اور مسلمان قوم کو ظالم اور خونخوار حکومت کے پنجہ سے چھڑانے کے لئے علماء اور عوام میں سے جو افراد بھی جدوجہد کررہے تھے اور انگریزوں کے خلاف باغیانہ جذبات رکھتے تھے۔ ان کی مکمل فہرست لکھ کر قادیانی امت حکومت برطانیہ کو مہیا کرتی رہی ہے۔

۱...... ’’قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب سمجھتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ ان نقشوں کو مکمل راز کی طرح اپنے کس دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے نام اور پتہ یہ ہیں۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۵ ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۷)

دنیا کی نظروں میں قادیانیوں کا مشن، انگریز کے ایجنٹ

۱...... ’’دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔‘‘

(الفضل مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء، ج۲۲ نمبر۵۴، ص۱۲)

۲...... ”روس میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کے لئے گیا تھا۔ لیکن سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ اس لئے جہاں میں اپنے سلسلہ کی تبلیغ کرتا تھا۔ وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزاری (جاسوسی) بھی کرنی پڑتی تھی۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸/ستمبر ۱۹۲۲ء ص ۱۱ ج ۱۱ نمبر ۲۵)

خدا کا دین دنیا میں غالب کرنے اور دنیا سے ظلم وفساد ختم کرنے والی نبوت کا برسراقتدار گروہ سے ہمیشہ تصادم ہوا۔ کبھی کسی جاہلی نظام نے کسی نبی، کسی مجدد اور مصلح اور کسی انقلابی شخصیت کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کیا۔ کسی نبی نے حکمرانوں سے کوئی ساز باز نہیں کی۔ کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر کوئی مصالحت نہیں کی۔ خدا سے بگڑے ہوئے معاشرے اور اس کے بے دین حکمرانوں کے آستانہ ناز پر کبھی عقیدت و نیاز کا سر نہیں جھکایا اور نہ ایسے خدا کے باغی نظام کی سرپرستی انہیں میسر ہوسکتی تھی۔ کسی جھوٹی نبوت کا سکہ صرف انگریزی حکومت میں چل سکتا ہے اور امت مسلمہ کی ایمانی اور اخلاقی طاقت سے دونوں کو خطرہ ہے۔ جس سے بچنے کے لئے انگریزوں نے جھوٹی نبوت کا سوانگ رچایا۔

انگریز اور قادیانی نبوت دونوں ہم آہنگ ہیں

۱...... ”گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے۔ جس کے نیچے احمدی جماعت آگے بڑھتی جاتی ہے۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہوگئے ہیں۔ اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے۔ اس کی ترقی ہماری ترقی ہے۔ جہاں اس کی حکومت پھیلتی جاتی ہے۔ ہمارے لئے تبلیغ کا ایک میدان نکلتا ہے۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۱۹/اکتوبر ۱۹۱۵ء ج ۳ نمبر ۵۱)

ترکوں کی شکست پر خوشی کا اظہار یا ترکوں کی گردن پر قادیانی تلوار

۱۹۱۸ء، ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں ترکوں کو متواتر شکستیں ہوئیں۔ اس پر الفضل (قادیانی اخبار) میں خوشی کا اظہار یوں کیا گیا۔

۱...... ”حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ میری تلوار ہے۔ پھر ہم احمدیوں کو فتح (بغداد) پر کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام۔ ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۷/دسمبر ۱۹۱۸ء، ج ۶ نمبر ۴۲ ص ۹)

قادیانی تلوار کی کارکردگی آپ نے دیکھی۔ اس کے عزائم بھی آپ نے دیکھے کہ عالم اسلام کی گردنیں ناپنا چاہتے ہیں۔ پھر انہیں مسلمانوں میں گھسے رہنا بھی چاہتے ہیں۔ یہ امت مار آستین کو کب جھٹک کر الگ کرے گی۔ اس ساعت سعید کا انتظار ہے۔

آج بھی قادیانی فرقہ کی ہمدردیاں اور وفاداریاں غیر ملکی طاقتوں اور پرانے آقاؤں کے ساتھ وابستہ ہیں۔

مسلمانوں کی دھوکہ دہی کے لئے ایک اور قلابازی

۱...... ’’اور جس قدر اسلام کو ان لوگوں (عیسائیوں) کے ہاتھ سے ضرر پہنچا ہے اور جس قدر انہوں نے انصاف اور سچائی کا خون کیا۔ اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟‘‘

(ازالہ اوہام ص ۴۹۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۴)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

۱...... ’’غرض یہ ایک ایسی جماعت جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ ہے۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار، اس خود کاشتہ پودا کی نہایت حزم واحتیاط وتحقیق وتوجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ کرے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا خیال رکھے کہ مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۹، ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

انگریزی پودا ایشیاء کی سرزمین میں اب کون نہیں پہچان سکتا۔

۲...... ’’جب کابل کے ساتھ ۱۹۱۹ء میں انگریز کی لڑائی امان اللہ خان کے خلاف ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی۔ خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادے نے اپنی خدمات پیش کیں۔ چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔‘‘

(جماعت احمدیہ کا سپاس نامہ بخدمت لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند مورخہ ۴؍ جنوری ۱۹۲۲ء)

اپنی نبوت کے تحفظ کے لئے خونریزی جائز ہے

’’سب سے پہلی مقدم اور آخری چیز جس کے لئے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہ کرنا چاہئے۔ وہ حضرت مسیح موعود اور سلسلہ قادیانی کی ہتک ہے۔‘‘

(الفضل قادیان مورخہ ۲۰؍ اگست ۱۹۳۵ء، ج ۲۳ نمبر ۴۴ ص ۵)

۲...... ’’جماعت احمدیہ مسیح موعود کو سچا رسول اور نبی یقین کرتی ہے اور اس کا ہر فرد یہ اعلان کرتا ہے کہ آپ کے احکام کے مقابلے میں وہ ساری دنیا کی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں وہ یہ بھی عہد کرتا

ہے کہ آپ کی حرمت اور آپ کی تقدیس کے لئے اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۳۰ء ج ۱۷ نمبر ۸۰ ص ۳)

لیکن خاتم النبیین کے ناموس کے تحفظ کے لئے ہاتھ اٹھانا گمراہی ہے

۱۹۲۹ء میں رنگیلا رسول لکھنے والے لاہور کے ایک ہندو کو جب ایک غیور مسلمان علم الدین نے قتل کر دیا تو خلیفہ محمود قادیانی نے یہ بیان دیا۔ ”انبیاء کی عزت کی حفاظت، قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہوسکتی۔ عزت بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے۔ سخت حماقت اور گمراہی ہے۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۱۹/اپریل ۱۹۲۹ء ص ۷ نمبر ۸۲)

عیار اور بددیانت گروہ کے لینے کے پیمانے اور دینے کے اور ہوتے ہیں۔ جھوٹے نبی کے لئے جان لڑا دو۔ لیکن محبوب خدا حضرت خاتم النبیین ﷺ کے خلاف زہر اگلنے والوں کو کھلی چھٹی ہے اور ان کے خلاف کوئی قدم اٹھانا حماقت اور گمراہی ہے۔ کیا اپنے دعوے کے بعد پھر بھی یہ امت مسلمہ میں رہ سکتے ہیں۔ جب کہ اختلاف نبوت نے عقائد و نظریات ہی تبدیل کر دیئے اور وفاداری کے مرکز ہی بدل گئے۔ کیا حضور ﷺ کی توہین گوارا کرنے والا کوئی مسلمان بھی ہوسکتا ہے؟

مذہب کے روپ میں خطرناک سیاسی پروگرام

”اس وقت اسلام کی ترقی خدائے تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ یاد رکھو کہ سیاسیات اور اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یعنی جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ اور تعلیم کے ذریعے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ہم اسلام کی ساری تعلیموں کو جاری نہیں کر سکتے۔“

(الفضل ج ۲۳ نمبر ۲۹۹ ص ۴، مورخہ ۲۵/جون ۱۹۳۶ء)

فرقان بٹالین

اپنے سیاسی عزائم کو دنیا میں وسیع کرنے اور اپنے فرقہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے ربوہ سیکرٹریٹ میں مرزائیوں نے ایک بٹالین قائم کی ہے۔ جو بوقت ضرورت کام آسکتی ہے۔ انکوائری رپورٹ کے جج صاحبان اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”ان کے پاس رضا کاروں کا ایک جیش بھی ہے۔ جس کو خدام الاحمدیہ کہتے ہیں۔ فرقان بٹالین اس جیش میں سے ایک ہے اور یہ خالص احمدی بٹالین ہے۔“

(انکوائری رپورٹ ص ۲۱۱)

اب اس بٹالین کا مصرف مرزا محمود کے مذکورہ بیان کی روشنی میں سمجھنا کچھ مشکل نہیں

ہے کہ یہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے جو مسلمانوں میں اختلاف نبوت کی بناء پر انتشار پیدا کر کے انگریز یہود کے ناپاک عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے معرض وجود میں آئی ہے اور اپنی طرز کی ریاست بنانے کے لئے اوّل روز سے بتدریج عملی مراحل طے کرتی چلی آ رہی ہے اور اپنی جماعت کو اسی مقصد کے لئے تربیت دی جا رہی ہے۔

مرزا ناصر نے تخت خلافت سنبھالنے کے تین ماہ بعد یہ بیان دیا۔

''ہمیں عظیم قربانیاں دینی ہوں گی۔ جب ہم اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ تب خدا کہے گا کہ میں اپنا سب کچھ کیوں بچا رکھوں۔ میں بھی اپنی سب برکتیں تمہیں دیتا ہوں۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۸؍ فروری ۱۹۶۷ء)

''اپنی جماعت کو آئندہ حالات کے لئے تیار کرنے کی مختلف سکیموں پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ ہماری یہ پود صحیح رنگ میں تربیت حاصل کر کے وہ ذمہ داریاں نباہ سکے گی جو عنقریب ان کے کندھوں پر پڑنے والی ہیں۔ کیونکہ میری توجہ کو اس طرف پھیرا گیا تھا کہ آئندہ پچیس سال اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بڑے ہی اہم اور انقلابی ہیں اور اسلام کے غلبہ کے بڑے سامان اسی زمانہ میں پیدا کئے جائیں گے اور دنیا کثرت سے اسلام میں داخل ہوگی۔ اس وقت اس کثرت کے ساتھ ان میں مربی اور معلم چاہئیں اور معلم اور مربی جماعت کہاں سے لائے گی؟ اگر آج اس کی فکر نہ کی گئی۔ اس لئے ان کی فکر کرو۔ پہلے بڑوں کی تربیت کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے ذریعہ ان چھوٹوں کی تربیت کی جا سکے۔ جن پر بڑی اہم ذمہ داریاں عنقریب پڑنے والی ہیں۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸؍ جون ۱۹۶۷ء)

جن مقاصد کے لئے اپنی جماعت کو تیار کیا جا رہا ہے۔ وہ ان بیانوں سے بخوبی واضح ہیں۔ ظاہر ہے کہ لادینی طاقتوں کے تعاون سے یہ جھوٹی نبوت کی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ سیاسی قوت کے ساتھ اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے اور مخالف مسلمان طبقہ کا دفاع بھی اطمینان کے ساتھ کیا جائے۔ ان بیانات کی روشنی میں ایشیاء میں ابھرنے والی یہ نئی اسرائیلی ریاست مسلمانوں کی ملی اور ایمانی غیرت کو جس طرح چیلنج کر رہی ہے۔ اس کے بارے میں غفلت اور فرض ناشناسی کی بناء پر کسی سخت ترین سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آنے والے فتنہ سے بچائے اور حق و باطل میں صحیح قوت فیصلہ عطاء فرمائے اور اس امر کی توفیق بھی عطاء فرمائے کہ اسلام جس حفاظت اور سلامتی کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے ہم اسے اسی احتیاط و حفاظت کے ساتھ آنے والی نسلوں تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکیں۔

سرقہ یا تحریف

تحریم نبوت میں گھس کر وہ خصوصی الفاظ و اصطلاحات بھی چرا لئے جو انبیاء علیہم السلام، امہات المؤمنین اور صحابہ کرامؓ کے لئے مخصوص ہیں۔ مثلاً نبی کے ساتھ علیہ السلام، ازواج مطہرات کے ساتھ ام المؤمنین، صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ، اسی طرح اپنے نام کے ساتھ علیہ السلام، اپنی مستورات کے لئے ام المؤمنین، اپنے پیروکاروں کے لئے رضی اللہ عنہ کے الفاظ چسپاں کر کے ان مقدس ہستیوں کی توہین کرتے ہیں۔

اس کے بعد سلسلہ اور منصبی توہین ہوتی ہے۔

قرآن کی توہین

۱…… ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' ہم نے اس (قرآن) کو قادیان میں نازل کیا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہ ہوگا۔''

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

۲…… ''میں نے کہا تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن میں درج ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

حضرت صدیقؓ اور فاروقؓ کی توہین

۱…… ''ابوبکرؓ و عمرؓ کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔''

(المہدی نمبر ۲)

حضرت علیؓ کی توہین

۱…… ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ (مرزا قادیانی) اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تم تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۱۴۲)

حضرت فاطمہؓ کی توہین

۱…… ''حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

کعبہ کی توہین

''من دخلہ کان آمنا'' خانہ کعبہ کو امن کا مقام اللہ تعالیٰ نے بخشا تھا۔ مرزا قادیانی نے یہ آیت قادیان میں اپنی مسجد پر چسپاں کر دی۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۸، خزائن ج ۱ ص ۶۶۷)

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص۵۲)

صحابہ کرامؓ کی توہین

۱...... ’’من دخل فی جماعتی دخل فی صحابة سیدی خیر المرسلین‘‘ پس جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ داخل ہوا سید المرسلین کے صحابہ میں۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۸)

نئی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں پر بازاری الفاظ کی بوچھاڑ

۱...... ’’ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلا ونساء هم من دونهن الا کلب‘‘ ہمارے دشمن جنگلوں کے خنازیر ہوں گے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۲...... ’’یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا الذین ختم اللّٰہ علی قلوبهم‘‘ کنجریوں کی اولاد کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے۔ باقی سب میری نبوت پر ایمان لاچکے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۷، ۵۴۸)

علمائے امت کے خلاف بدزبانی

۱...... ’’بدذات فرقہ مولویاں، تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ حقیقت آئے گی کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو پلایا۔‘‘

(انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۱)

۲...... ’’بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن...... دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہیں۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویو! او گندی روحو! اے اندھیرے کے کیڑو۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

ان کے علاوہ مولانا ثناء اللہؒ، مولانا محمد حسین بٹالویؒ، منشی الٰہی بخش اور دیگر علماء کے خلاف جو گندی زبان اور ذلیل الفاظ بے تحاشا زبان نبوت پر جاری ہوتے رہے۔ انہیں سن کر شیطان نے بھی کان لپیٹ لئے ہوں گے اور ممکن ہے اطمینان کے ساتھ اپنی کارکردگی کی بساط بھی

لپیٹ دی ہو۔ اگر یہ تہذیب و شرافت ہے تو پھر لغت سے اس کا وہ مفہوم خارج کرنا ہوگا۔ جواب تک شرفاء کے ہاں سمجھا جاتا رہا۔ اس گندگی کی پوٹلی کو کھولنے کی ضرورت نہیں۔ نمونہ اوپر پیش کردیا گیا۔ کون ہے جو اس زبان پر فدا نہ ہو۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عوام کو گالیاں سکھانے کے لئے ہی نئی نبوت کا ظہور ہوا ہے۔ ملت اسلامیہ سے کٹنے کے بعد یہ شخص آخر دم تک دینی فریضہ کی حیثیت سے دنیا کی سب سے بڑی ظالم اور مسلم کش حکومت کی جاسوسی کرتا رہا اور اس کے بدلے انگریزی وظائف وصول کرتا رہا۔ اس گھناؤنے کردار کے ساتھ ساتھ اس کا یہ بیہودہ اور ایمان سوز دعویٰ یہ بھی ہے۔ ”من فرّق بيني وبين المصطفیٰ فما عرفني“ (خطبہ الہامیہ ص۲۵۹، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

ایسے ظالم نبی اور اس کی سازشی امت کو برداشت کرنے پر خدائی غضب کی بجلیاں نہیں چمکیں گی۔ خدا اور رسول کے خلاف بغاوت پھیلانے اور ان کے شان میں گستاخیاں کرنے والے ذلیل عناصر طاعونی چوہوں کی طرح وبا پھیلاتے رہیں اور خدا اور رسول کی محبت کا دعویٰ کرنے والے مؤمن خاموش تماشا دیکھتے رہیں؟ اس کا نتیجہ ملی زندگی کے لئے عبرتناک ثابت ہوسکتا ہے۔

انگریزوں کا پروانۂ خوشنودی

مرزا قادیانی کے خاندان کا ایک ایک فرد جب بڑھ چڑھ کر انگریزی حکومت پر فدا ہونے لگا تو انگریز جیسی قدر شناس قوم نے سند قبولیت بخشا۔ ”از رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور، تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند، ازاں جا کہ مفسدہ ہندوستان مرقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت اور خیر خواہی سرکار دولت مدار انگلشیہ در باب نگہداشت سواراں و بہم رسانی اسپاں بخوبی منصۂ ظہور پہنچے اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا۔ خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار رہا۔ لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی و خیر سگالی کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ سرکار سے آپ کو عطاء ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر ۵۷۶ مورخہ ۱۰/ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص۹۰، ۹۱، خزائن ج۶ ص۳۸۶، ۳۸۷)

اپنے ہی پیش کردہ دعویٰ کے مطابق جھوٹا نبی

فاتح قادیان مولانا ثناء اللہؒ کے خلاف مرزا قادیانی نے مورخہ ۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ اس کی آخری سطر یہ ہے۔ ”پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ یعنی طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں

وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

(اخبار بدر قادیان، تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

مرزا قادیانی نے پیش گوئی کی تھی کہ سچے کی زندگی میں جھوٹے پر طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں حملہ آور ہوں گی اور اس کی موت انہیں سے ہوگی۔ اس معیار کے مطابق سچے (مولانا ثناء اللہ مرحوم) کی زندگی میں مرزا قادیانی (جھوٹا نبی) اپنی منتخب کردہ مرض ہیضہ کے ذریعے ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء بمقام لاہور فوت ہوا اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مورخہ ۱۵ رمارچ ۱۹۴۸ء بمقام سرگودھا ٹھیک چالیس سال بعد فوت ہوئے۔ لیکن اس قسم کی تک بازیوں کے باوجود قادیانی امت کی آنکھیں کھلتی نہیں ہیں اور چہرۂ حقیقت ان کے دماغ میں سمانہیں رہا۔

یہ ہے صحیح تصویر جھوٹی نبوت کی، خود اس کے اپنے لٹریچر کے آئینہ میں مرزا قادیانی کی زندگی کے تمام شعبوں پر سیر حاصل بحث بے سود بھی ہے اور بہت طویل بھی۔ اس مختصر مقالے میں اس کے وہ چند نمایاں خدوخال واضح کئے گئے ہیں۔ جن کی بناء سچ اور جھوٹ بالکل واضح نظر آتا ہے۔ ایک مسلمان کے اطمینان کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ خدا اور رسول نے ختم نبوت کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ آپ کی پیش گوئی کے مطابق کذاب، افتراء پرداز اور ملعون ہوگا۔ پھر اس کی کرامات پیش گوئیوں اور دعوؤں کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے۔ جن پر توجہ دینا بھی کفر ہے اور ختم نبوت کے عقیدہ میں شگاف پیدا کرنے کا باعث ہے۔ لیکن کفر وارتداد سے بچانے کے لئے عوام کے سامنے جھوٹی نبوت کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔

ختم نبوت اللہ کی رحمت ہے

امت مسلمہ کی وحدت اور مسلم معاشرے کی یگانگت واستحکام کے لئے ایک نبی کی پیروی پر تمام مسلمانوں کو اکٹھا کر دینا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے اور یہ وہ عظیم نعمت ہے جو صرف آنحضورﷺ کے ذریعہ ہمیں میسر ہوئی۔

ویسے تو آنحضورﷺ نوع انسانی کے لئے ہر لحاظ سے ہی مجسم رحمت بن کر آئے ہیں۔ لیکن خاتم النبیین کی حیثیت سے آپ کی رحمت کے فیضان کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ہمارے ملک ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے فکر واعتقاد میں کتنا بڑا انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اپنی ایک الگ امت بنائی اور نہ ماننے والوں کو کافر قرار دے دیا۔ ان کے ساتھ سماجی بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا اور صاف کہہ دیا کہ ان مسلمانوں کا اسلام، خدا، رسول وغیرہ سب کچھ ہم سے الگ ہے۔ ان کے سیاسی حقوق ہم سے الگ ہیں اور معاشرے میں ان کی حیثیت

منکرین نبوت کی ہے۔ اسی طرح کئی نبوتیں اگر کسی ملک اور کسی دور میں بیک وقت ظہور نما ہو جائیں اور ہر ایک نبی کی اپنی الگ امت ہو۔ ہر ایک کے ہاں قانون وہدایت کے ماخذ اور وفاداری واطاعت کے مرکز مختلف ہوں۔ پھر ہر نبوت کے تسلیم وانکار پر اسلام کا تیا پانچہ شروع ہو جائے۔ تو یہاں اسلام کس کے ہاں ملے گا۔ امت مسلمہ کی مرکزیت اور اس کا اتحاد واستحکام کہاں رہے گا۔ نئی امتیں، نئے نبی، نئے مرکز ہدایت اور ہر دور میں کئی بار اولتی بدلتی شریعت، فکری انتشار اور عملی گمراہی کو کون روک سکتا ہے۔

لیکن خدا اور رسول نے اس فتنہ سے پیشگی مطلع فرما کر قیامت تک امت کے ایمان کو محفوظ کر دیا اور واضح کر دیا کہ اب اس کے بعد سلسلۂ انبیاء ختم کر دیا گیا ہے۔ تمہاری ہدایت اور نجات کے لئے یہی آخری دین، یہی کتاب اور یہی آخری لیکن کامل رسول ہے۔ جو قیامت تک کے دور پر حاوی ہے۔ اب آئندہ جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ فریب کار اور کذاب ہوگا اور یہ کارگاہ عالم قرآن وسنت کی موجودگی میں جھوٹے نبیوں کی تکفیر وارتداد کی شکارگاہ نہیں بن سکے گا اور آئندہ نئے رسولوں کے انتظار سے امت کو سبک ذہن کر دیا گیا۔ ورنہ ہر نیا نبی اپنے سے پہلی امتوں کو کافر قرار دے کر اپنے کام کا آغاز کرتا اور نبوت کا دروازہ کھلنے کے بعد یہ سلسلہ قیامت تک رک نہیں سکتا۔ یہ آنحضورﷺ کی ختم نبوت ہی کی کرامت ہے کہ آپﷺ کے بعد جس نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اپنے پیروکاروں سمیت اسلامی معاشرے میں پھٹکار کا مستحق ہوا اور ایمانی فراست ان کے منحوس چہروں کو پہچان لینے میں دھوکا نہیں کھا سکتی اور علمائے امت نے ہر دور میں ایسے فتنہ گردوں کو بے نقاب کیا ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو دماغی عدم توازن، فکری اختلال اور ان کا علمی عملی اور اخلاقی افلاس خود ہی ان کے چہرے کا طمانچہ بنا۔ جھوٹ اور تضاد نے ان کے تاریخی چہرے پر سیاہی انڈیل دی۔ اس فکر وکردار کے لوگوں نے ہمیشہ مسلمانوں سے غداری اور باطل سے وفاداری کی۔ کھلم کھلا کافروں کے مقابلہ میں ایسے نقاب پوش غیر مسلم ہمیشہ خطرناک ثابت ہوئے ہیں۔ خدا اور رسول پر جھوٹ بہتان باندھنے والوں سے مسلمانوں کو چوکنا رہنا چاہئے۔

مرزا قادیانی کے دعوے ان کی تحریریں اور ان کے کلام کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ ختم نبوت کی مہر توڑنے والوں کی علمی، فکری اور اخلاقی سطح کس حد تک پست ہوتی ہے۔ وحی والہام کے نام سے پیش کردہ کلام کی ژولیدگی وپستی، اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ مصنف کی یہ تصنیف جھوٹ، غیر مربوط اور مضحکہ خیز دعوؤں کا پلندہ ہے۔ جسے سزا کے طور پر کسی کو پڑھنے کے لئے دیا جا سکتا ہے۔ لیکن علم وہدایت اور کسی اخلاقی تعلیم وارشاد کی روشنی یہاں کہاں ملے گی۔ جب

کہ کوئی صحیح الدماغ انسان آنحضورﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کرسکتا۔ اگر کرتا ہے تو جھوٹے انسان کی کوئی بات عقل مند انسان کے لئے قابل توجہ نہیں ہے۔ ایسے لوگ عجائب گھر کی زینت تو بن سکتے ہیں تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو۔ اس کے علاوہ ان سے کسی اور بات کی توقع رکھنا گویا کیکر میں انگور لگنے کی خوش فہمی ہے۔ شیطان کا فریب اگر جھوٹا نبی کھڑا کردے تو اس سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے۔ گمراہی اور فریب کاری کا کام لینے کے لئے وہ ہر طبقہ سے اپنے نمائندے کھڑے کرسکتا ہے۔

نبوت کا دعویٰ کوئی کھیل نہیں کہ جو شخص چاہے۔ اٹھ کر نبوت کا دعویٰ کر ڈالے اور اس سے پہلے کے خدا اور رسول پر ایمان لانے والے تمام لوگوں کو یک دم کافر قرار دے ڈالے۔ نبوت تو لوگوں کو دوزخی اور جنتی بنانے کا نہایت اہم معیار ہوتا ہے۔ نبی اگر سچا ہو تو انکار کرنے والے جہنمی قرار پاتے ہیں اور جھوٹا اور مفتری ہو تو یہ اپنے ساتھ اپنی امت کو بھی دوزخ کا ایندھن بنانے کا باعث ہوگا۔ جس پر عوام کی فلاح ونجات کا مدار اور دنیا میں حق وباطل کا معیار ہو۔ اسے بچوں کا کھیل نہیں بننے دیا جاتا۔

مرزائیوں کے مذہبی روپ کا مغالطہ

سرسری نگاہ میں بعض سادہ حضرات کو مرزائیوں کے مذہبی وظائف وتبلیغ اور ان کے مذہبی رنگ ڈھنگ سے دھوکہ لگ سکتا ہے اور اس جال سے بھی یہ عوام کو ورغلایا کرتے ہیں۔ نماز، روزہ، کلمہ اور تلاوت کلام پاک سے اپنی اسلامیت کا اشتہار دیتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر اس ظاہری مذہبی آئینہ میں مسیلمہ کذاب کا چہرہ دیکھا جائے تو وہ بھی خیر القرون کا نماز روزہ ادا کرنے والا اور آنحضورﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے والا مذہبی انسان نظر آئے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے اسلام اور بہ ظاہر دینی بہروپ کا کالعدم کرنے والا اور اس کی تمام نیکیوں کو ڈھا دینے والا اس کا دعویٰ نبوت کا جھوٹا اعلان بھی تھا۔ چنانچہ آنحضورﷺ کو اس نے جو خط لکھا تھا تاریخ طبری میں اس کے یہ الفاظ منقول ہیں۔ ”من مسیلمة رسول الله الیٰ محمد رسول الله سلام علیك فانی قد اشرکت فی الامر معك“ (طبری ج۲ ص۲۰۳)

”اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد پر بعد از سلام واضح ہو کہ میں آپ کے ساتھ کار نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔“ لیکن اسلام کے رمز شناس اور ختم نبوت کا حقیقی مفہوم سمجھنے والے صحابہ کرامؓ کا متفقہ فیصلہ اور اس مسئلہ کا عملی حل زمانے کو تاریخ میں اس صورت میں محفوظ ہے کہ مسلمانوں کے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ۱۱ھ خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں

ایک عظیم الشان لشکر مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے یمامہ کی طرف بھیجا۔ مسیلمہ کی چالیس ہزار فوج میں سے ۲۸ ہزار بمعہ مسیلمہ کے مارے گئے اور بقایا فوج نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس معرکہ میں بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ (طبری) جھوٹی نبوت کا دعویٰ ہی وہ عظیم فتنہ تھا۔ جس کے خلاف جہاد کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ اور تابعین کی اتنی قیمتی جانیں شہید ہوئیں اور مسیلمہ کو آنحضورﷺ کی نبوت میں شریک بننے کے جنون نے مرتد اور مباح الدم قرار دے دیا۔ مرزا قادیانی اور مسیلمہ کذاب کے دعووں میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن زمانے کے حالات کی وجہ سے ان کے انجام میں ضرور فرق واقع ہوا۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے کے خلاف یہ اس دور کا فیصلہ ہے۔ جسے انحضورﷺ نے فرمایا۔ ”خیر القرون قرنی “ زمانوں میں بہترین زمانہ میرا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو انگریزی نظام کے ذریعہ تحفظ حاصل تھا۔ یہ عوام کی آنکھوں میں مذہبی دھول جھونک کر مغالطے دیتے رہے اور ملت اسلامیہ سے کاٹ کاٹ کر اپنی افرادی قوت بڑھاتے رہے۔ مسلمانوں کے عزائم سے واقف تھے کہ اگر انہیں آزاد اسلامی ریاست میسر آ گئی تو پھر ہمیں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ انگریز پرستی ان کی گھٹی میں پڑ گئی اور اس کے زیر سایہ جعلی نبوت پھلتی پھولتی رہی۔ تقسیم ہند انہیں قبول نہ تھی۔

آخر دم تک لادینی ریاست کی حمایت کی وجہ

اسی بناء پر مرزائیوں نے پاکستان کی مخالفت کی اور اکھنڈ بھارت کے حق میں اپنی سازشیں چلاتے رہے۔ چنانچہ مرزا محمود نے اپنی پسندیدہ پالیسی میں ڈوبا ہوا ایک خواب شائع کرایا۔

۱۔۔۔۔ ”حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں مضبوط بیس (بنیاد) جب قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لئے اتنی وسیع بیس مہیا کی۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں۔ تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بیشک یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا کہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رؤیا میں اس طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان

بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔" (الفضل قادیان مورخہ ۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

یہ واضح رہے کہ حسب حال اور حسب موقع ان کے ہاں خواب گھڑے جاتے ہیں اور ایسے ہی خوابوں پر جھوٹی نبوت کی تعمیر اٹھتی ہے۔ محمدی بیگم کے نکاح کے خواب کی طرح یہ خواب بھی شرمندۂ تعمیر نہ ہو سکا۔

۲...... "میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کس طرح جلد متحد ہو جائیں۔" (الفضل قادیان مورخہ ۱۶/مئی ۱۹۴۷ء)

اور یہ حقیقت باخبر حضرات سے مخفی نہیں کہ ان کی بدنیتی اور سازش کی بناء پر گورداسپور کا ضلع پاکستان سے کٹ کر ہندوستان میں شامل کر دیا گیا اور اس طرح کشمیر ہڑپ کرنے کے لئے بھارت کو بہترین موقع ہاتھ آ گیا۔ کتنا احسان ہے قادیانیوں کا امت مسلمہ پر۔

اکھنڈ بھارت کے لئے خواب دیکھنے اور اس کے لئے جدوجہد کرنے کے باوجود اس امت کو پاکستان کے اہم اور ذمہ دار مناصب پر متعین کیا گیا اور ان کی وفاداری و خدمت گزاری شک و شبہ سے بالاتر سمجھی گئی اور جو لوگ خلوص دل سے پاکستان میں اسلامی نظام لانے کے حامی اور اس کے حقیقی استحکام و سلامتی کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ پاکستان میں اسلامی نظام لانے کے حامی اور اس کے حقیقی استحکام و سلامتی کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ پاکستان کے مخالف سمجھے جاتے ہیں اور اسی قماش کے لوگ ان کے خلاف طرح طرح کے افتراء کی آندھیاں اٹھاتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ آزادی کی جدوجہد کرنے والے مسلمانوں کی فہرست خفیہ طور پر انگریزوں کو پہنچایا کرتے تھے۔ آج اسلامی نظام کے لئے متحرک لوگوں کے خلاف جاسوسی اور نفرت پھیلانے کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

مرزائیوں کی تمام سازشوں اور مخالفتوں کے باوجود جب پاکستان بن گیا تو پھر ان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہا کہ اپنا پروگرام متحدہ ہندوستان بنانے سے پہلے اپنے لئے ایک صوبہ منتخب کر کے اس میں آزادی سے اتنی قوت فراہم کر لیں۔ جو اصل پروگرام (اکھنڈ بھارت) کے لئے راستے آسان بنا دے۔ مندرجہ ذیل بیان قابل غور ہے۔ جس میں صوبہ بلوچستان کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

"بلوچستان کی کل آبادی ۵ یا ۶ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے۔ لیکن

تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا۔ جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس میں جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعہ بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تا کہ تاریخ میں اپنا نام رہے۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۱۲۱/اگست ۱۹۴۸ء ص ۴ نمبر ۱۸۹)

چونکہ ایک جعلی ثبوت کے ذریعہ یہ لوگ امت مسلمہ سے کٹ کر خود بخود الگ ہو گئے۔ اس لئے انہی مسلمان ریاست میں ایک متوازی نظام حکومت اور اپنی مخصوص پالیسی کی ریاست بنانے کا شدید احساس ہوا اور سیاسی رنگ بھی نکھرنے لگا اور یہی ان کا اصلی رنگ ہے۔

لیکن جب یہ اپنے اس مذموم مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔ تو پھر جنگلی چوہوں کی طرح پاکستان کے تمام محکموں میں اپنی جماعت کے آدمیوں کو داخل کرنا چاہتے ہیں۔ تا کہ اس طرح ایک مؤثر قوت ہاتھ میں لے کر پورے پاکستان پر اپنی حکمرانی کا خواب پورا کیا جاسکے۔

ا...... ”جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں۔ ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں سے فوج ہے۔ پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے ریلوے ہے، اکاؤنٹ ہے۔ کسٹمز ہے۔ انجینئرنگ ہے۔ یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں۔ جن کے ذریعہ جماعت اپنے حقوق محفوظ رکھ سکتی ہے۔ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے۔ جس جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغہ میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔“ (خطبہ مرزا محمود الفضل قادیان مورخہ ۱۱/جنوری ۱۹۵۲ء)

زہد و ریاضت کے نتیجے میں نبوت نہیں ملتی

مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں یہ کافرانہ مغالطہ بھی دیا ہے کہ: ”آنحضورﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۹۶ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

عوام رسولوں کی اتباع اس لئے تو نہیں کرتے کہ کمال اطاعت کی وجہ سے ہم بھی نبی بن جائیں۔ کوئی انسان عبادت کرتے کرتے انتہائی معراج پر پہنچ کر رسول نہیں بنے گا۔ نبوت کوئی ارتقائی کمال نہیں کہ زہد و عبادت کے زور سے حاصل ہو جائے نہ یہ کسی فرد کا اپنا اختیار ہے کہ وہ اٹھ کر خود ہی خدا کا پیغام رساں بن جائے۔ بلکہ دنیا میں لوگوں کو پیغام دینے کے لئے موزوں آدمی

آدمی کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور بوقت ضرورت براہ راست ان کو اس منصب سے نوازا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کی زبان سے جو کچھ ادا ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا منشاء ہوتا ہے۔

رسول خالق و مخلوق کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ لوگ شریعت پر عمل اور خدا کی عبادت کے طریقے سیکھتے ہیں۔ اپنی پہلی زندگی میں بھی اگرچہ وہ زہد و ریاضت اور بہترین صلاحیتوں کا مرقع اور انتہائی پاکیزہ سیرت کا نمونہ ہوتے ہیں۔ لیکن پیغام رسانی کے لئے منتخب انہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس طرح حکومت کی جانب سے کوئی حاکم مقرر کیا جاتا ہے۔ لیکن کوئی شخص بھی اپنی اعلیٰ ڈگریوں کی بناء پر از خود حاکم نہیں بن سکتا۔ لیکن مرزا قادیانی کا مغالطہ کس قدر پر فریب ہے کہ آپ کی پیروی سے انسان مقام نبوت پر فائز ہو جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ آنحضورﷺ سے بڑھ کر ترقی بھی کر سکتا ہے۔ اسے مجنون کی بڑ سے بڑھ کر اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ختم نبوت کا یہ مفہوم خیر القرون کے صحابہ کرام اور اس ارضی زندگی کے درخشاں ستاروں نے نہ سمجھا۔ جن کے سامنے قرآن کا نزول ہوا۔ جن کے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کے مقابلہ میں قیامت تک کا سرمایہ استقامت کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کی رفاقت اور دنیا میں اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرما کر رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی سند عطاء فرمائی۔ ان کی سعادت و بامرادی کو کون پا سکتا ہے۔ لیکن ایسی سعید روحیں رسول عربیﷺ کی مقرب اور معزز ہو کر بھی منصب نبوت پر فائز نہ ہو سکیں۔ اس کے برعکس جھوٹے نبی بننے کا انداز کس قدر شرمناک اور بیہودہ ہے۔ جھوٹ کا جادو قدم قدم پر سرچڑھ کر بول رہا ہے۔

محمدی بیگم کے رشتہ کے لئے جھوٹے نبی کی منت وزاری

اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ مرزا قادیانی نبی بننے کے جنون میں تمثیلی رنگ میں خود ہی اپنی جنس تبدیل کر کے مریم بنے۔ پھر خود ہی حاملہ بھی ہو گئے۔ دس ماہ بعد عیسیٰ بن کر زمین پر آ ٹپکے۔ خود ہی اعلان کر دیا کہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔ (کشتی نوح ص۴۶،۴۷ ملخص، خزائن ج۱۹ ص۴۹)

ایسا مسیح موعود بننے کے لئے عورت کا روپ دھار لینا شان نبوت کے بالکل خلاف نہیں ہے؟ نبی بننے کے بعد نچلے کب بیٹھ سکتے ہیں۔ ایک لڑکی کے رشتہ کے لئے جنون کی ساری حدیں پھاند گئے۔ اعلان کر دیا کہ محمدی بیگم کا نکاح اللہ میاں نے آسمان پر میرے ساتھ کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ لڑکی کے والد کو بھی ہر قسم کی ترغیب لالچ اور خوشامد کے زور سے مائل کرنا چاہا۔ مرزا قادیانی کے رشتہ دار چونکہ اسے مسیلمہ کذاب کے نام سے پکارتے تھے۔ لہٰذا زمین والوں نے آسمانی نکاح کو تسلیم نہ کیا اور جھوٹا نبی اس رشتہ کے لئے آخر دم تک رال ٹپکاتا اور کف افسوس ملتا رہا

اور بالآخر حسرت و ناکامی کے گہرے زخم سینے میں لئے ہوئے قبر میں جا پہنچا۔

ذیل کے خطوط میں مرزا قادیانی نے ایک لڑکی کے رشتہ کی خاطر جس پستی و ذلت اور جس ذہنی افلاس و گراوٹ کا ثبوت پیش کیا ہے اور اپنی نبوت کی شان کے عین مطابق جس طرح کے سبز باغ دکھائے ہیں۔ وہ ایک حیلہ باز اور مکار انسان کا کریکٹر کھولنے کے لئے واضح ثبوت ہیں۔

۱...... بنام احمد بیگ، ”اگر آپ نے میرا قول مان لیا تو مجھ پر مہربانی اور احسان ہوگا۔ آپ کی درازی عمر کے لئے دعا کروں گا۔ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین اور مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا۔ اس لئے انکار میں وقت ضائع نہ کیجئے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳، خزائن ج۵ ص۵۷۲، ۵۷۳)

۲...... ”اور میں اپنی طرف سے صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ آپ کا ہمیشہ ادب ملحوظ رکھتا ہوں۔ آپ کو ایک بزرگ دیندار تصور کرتا ہوں۔ آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں۔ ہبہ نامہ پر جب لکھو، حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں۔ اس کے علاوہ وہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے۔ عزیز بیگ (محمدی بیگم کا بھائی) کے لئے پولیس میں بھرتی کرنے کی اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے اور اس کا رشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی سے جو میرے عقیدتمندوں میں ہے۔ تقریباً کر دیا ہے۔“ (خاکسار مرزا غلام احمد مورخہ ۲۰/ فروری ۱۸۸۸ء)

جھوٹا نبی ایک عورت کے جنون عشق میں کس طرح گڑگڑا کر اور بار بار ناک رگڑ کر اپنی نیازمندی کا نذرانہ پیش کرتا رہا۔ یہ حربہ ناکام ہوا تو محمدی بیگم کے والد اور اس کے شوہر کے لئے ہلاکت کی پیش گوئیاں شروع کر دی گئیں۔ ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۲ء تک شادی کے لئے درخواستوں اور دھمکیوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن بقول مرزا نکاح آسمان پر ہی بندھا رہ گیا اور یہ نکاح بھی مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا خود ہی معیار ٹھہرایا تھا اور اس کے لئے کافی زور بھی لگایا گیا۔ شیطان کے کھڑے کئے ہوئے نبیوں کی شامت اسی طرح اپنے ہی ہاتھوں آیا کرتی ہے۔ کوئی بھی خواب مرزا قادیانی کا پورا نہ ہو سکا۔ اس کریکٹر کا آدمی جس پر نفس و ہوس کا بھوت بری طرح سوار ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے حوض کوثر دیا گیا ہے۔ ”انا اعطینک الکوثر“ کا مصداق میں ہوں۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

”ضرور ہوا کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاتی ہے۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

مرزا قادیانی کی سیرت میں جھانک کر دیکھئے۔ کون سی پیغمبرانہ صفت جھلک رہی ہے۔

کیا ایسے شخص کا مقام پاگل خانے کے سوا کوئی اور بھی ہوسکتا ہے؟ اس فکر و کردار پر ایمان لانے والوں کی عقل و دانش پر بھی خدا کی ہزار بار لعنت، واضح رہے کہ اپنے خاندان میں بھی مرزا قادیانی کو دائم المریض، مخبوط الحواس اور مسیلمہ کذاب سے بھی بڑھ کر جعل ساز اور جھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے سمدھی علی شیر بیگ نے گھر کے بھیدی کی حیثیت سے اسے بے نقاب کیا ہے۔ بنام مرزا غلام احمد قادیانی! ''آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں۔ احمد بیگ (محمدی بیگم کا والد) ایک سیدھا سادہ مسلمان ہے۔ نہ آپ الہام بانی کرتے نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔ اگر احمد بیگ رشتہ طلب کرتا۔ جب کہ وہ مجمع الامراض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان بھی کترتا تو کیا آپ اسے رشتہ دے دیتے۔''

(علی شیر بیگ ۱۸۹۱ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص ۳۸۲)

گھر والے بھی جانتے تھے۔ ایسے دماغ باختہ اور لغو گو انسان کو منہ نہیں لگانا چاہئے اور آخر تک منہ نہیں لگایا۔

ارشاد الٰہی ہے۔ ''ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون (نحل: ۱۰۵) ''جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہیں پاسکتے۔'' قد خاب من افتریٰ (طٰہٰ: ۳) ''جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا وہ نامراد ہی رہے گا۔ جھوٹ اور فریب کے تمام ذرائع استعمال کرنے کے لئے شیطان کو اگرچہ جھوٹے نبی کھڑے کرنے کی بھی آزادی ہے۔ لیکن آخر ان کے جھوٹ کا پول کھل کے رہتا ہے اور فریب کا ملمع زیادہ دیر تک رہ نہیں سکتا۔

آنحضور ﷺ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے بارے میں جو پیش گوئی فرمائی ہے وہ شیطان کے اسی کارنامے کی طرف اشارہ ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی ذلت اور لعنت مخصوص ہے اور آخرت میں جعل سازی اور بغاوت کی دائمی سزا سے بھی دوچار ہونا پڑے گا۔ یہی وہ خسران اور ناکامی ہے جو فلاح کی ضد ہے اور ایسے ہی بددیانت انسانوں کے لئے مخصوص ہے۔ پائیدار کامیابی باعزت اور مطمئن زندگی سے محرومی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ اگر کوئی فرقہ اپنی تنظیمی طاقت یا نشر و اشاعت کے وسیع ذرائع کے زور سے جھوٹ اور فریب کا کاروبار کچھ عرصہ چلا بھی لے تو یہ اس کی عند اللہ مقبولیت اور صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ دنیا میں کتنے ہی گمراہ کن لیڈر عوامی شہرت و مقبولیت کے آسمان پر چمکے دنیوی خوشحالی اور مادی ترقی نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ جھوٹے نعرے بازوں نے بھی ایک بھیڑ اپنے گرد اکٹھی کر لی۔ اس کے برعکس کئی مصلحین اور داعی حق دنیا میں ظالموں کے جبر و قہر کا شکار اور مصائب و آلام سے دوچار رہے۔ امام حسینؓ شہید ہوئے

اور بظاہر یزید نے فتح پائی۔ قرآن کی اصطلاح میں اس قسم کا فروغ اور ترقی، فلاح و کامیابی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فلاح پانے والے کامیاب اور حیات طیبہ کے مالک وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی نیکی اور بھلائی کا سکہ چلانے اور باطل کو شکست دینے کے لئے زندگی کی تمام صلاحیتیں نچوڑ کر رکھ دیں۔ خواہ دنیوی لحاظ سے ان کی حالت کیسی ہی کمزور ہو۔ مرزائیوں کے مقابلہ میں تو عیسائی مشنریاں دنیا میں زیادہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر یہی معیار حق وصداقت اور معراج کامیابی ہے تو ان کے مقابلے میں عیسائی بہت کامیاب ہیں اور اسی طرح کئی اور باطل نظریات اور بے دین تحریکیں بھی اللہ تعالیٰ کے قانون امہال واستدراج کے تحت پھلتی پھولتی نظر آتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت اور کامیابی کا جو معیار ہے وہ انہیں حاصل نہیں ہوسکتا۔ وہ تو صرف دین حق کی وفاداری میں مل سکتا ہے۔ لہٰذا مرزائی امت کی چمک دمک، باشعور اور غیور مسلمانوں کو ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتی۔

خدا اور رسول کے غدار مسلمانوں کے وفادار نہیں ہوسکتے

مرزائی اسلام کا نقاب اوڑھ کر انگریزی دور میں مرتد سازی اور فریب کاری کا کام آزادی سے سرانجام دے رہے تھے۔ اس وقت مسلمان مجبور تھے۔ جھوٹی نبوت کی اکاس بیل ملت اسلامیہ سے لپٹتی اور اس کا رس چوستی رہی۔ مگر آزادی کے بعد ۲۷ سال تک قہر الٰہی کو جوش میں لانے والی اس لعنت کو برداشت کرتے رہنا ملک وملت کے لئے ایک سانحہ تھا۔ پھر ایسے خائن اور مسلمان دشمن لوگوں کو نظام مملکت میں اہم ذمہ داریاں سونپنا انہیں راز دار بنانا قومی خودکشی کے مترادف ہے۔ جن کے نبی کا بنیادی کردار قرآن کے الفاظ ومعنی میں رد وبدل اور خیانت وبددیانتی ہو۔ ایسے ظالم شخص کے پیروکار اور خدا ورسول کی امانت میں خیانت کرنے والے لوگ مسلمان عوام کے اجتماعی اور سیاسی حقوق کے بارے میں امین اور معتمد کیسے ثابت ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بزبان خود مسلمانوں کو اپنا بدترین دشمن تصور کرنے والے اور ہر باطل اور ظالم نظام کی رکاب تھامنے والے، امت مسلمہ کے وفادار اور خیر خواہ ہرگز نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اختلاف نبوت نے وفاداری وتعاون کا مرکز ہی بدل کر رکھ دیئے اور انہیں غیر مسلم قرار دینے کے بعد مملکت اسلامیہ کے نظم ونسق اور اس کے اہم شعبوں میں انہیں بحال رکھنا ملک وملت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ ممکن ہے قومی اسمبلی کے صحیح فیصلہ کے بعد اس فرقہ کے کئی افراد اپنی جاسوسانہ فطرت کے تحت کوئی مغالطہ آمیز پوزیشن اختیار کرلیں۔ اس صورت میں بھی ان کے کردار پر کڑی نگاہ رہنی چاہئے۔

فکر و نظر کے تمام فتنوں کا علاج صرف کامل اسلامی نظام ہے

اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ایک ایسا کامل متوازن اور حیات گیر نظام ہے۔ جو قیامت تک کے تمام انسانوں کی زندگی کے تمام مسائل حل کرنے کی نہ صرف صلاحیت رکھتا ہے بلکہ عملاً اس نے ایسا کر کے دکھا بھی دیا ہے۔ اللہ کا دین اصول جہاں بانی سے لے کر انسان کے اخلاقی وتمدن معیشت ومعاشرت تجارت وسیاست کے لئے ایک مثالی معیار دے کر انسان کو حقوق شناس بنایا ہے۔ اس نظام کی فرمانروائی میں تمام انسانوں کے بنیادی حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔ خدا کا دین ایک ایسا پاکیزہ اخلاقی ماحول پیدا کرتا ہے جس کے اندر سب کے یکساں حقوق اور مادی وروحانی ترقی کے لئے ہر ایک کے لئے برابر مواقع ہوتے ہیں۔ دنیا میں ترقی پذیر، مہذب وپرسکون واطمینان بخش زندگی کی ضمانت صرف اسی نظام میں مل سکتی ہے۔ بشرطیکہ اسے چلانے والے اس پر کامل یقین بھی رکھتے ہوں اور اس کے بارے میں مخلص اور نیک نیت بھی ہوں۔ اس نظام کے لانے والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جنہوں نے اپنی شفاف اور بے داغ سیرت کی روشنی میں اس کے عملی خدوخال اجاگر فرمائے۔ اب آئندہ نہ کسی نئی کتاب، نئی شریعت اور نئی ہدایت کی ضرورت ہے اور نہ کسی نئے نبی کی۔ اسلام اپنی اخلاقی، سیاسی اور معاشی پالیسی کے بہترین نتائج اس وقت پیش کر سکتا ہے جب کہ اسے دنیا میں کامل فرمانروائی کا موقع دیا جائے۔ محض اس کی جزئیات اور بعض حصے آزمانے سے وہ نتائج برآمد نہیں ہوسکتے۔ جن کا اسلام دعویٰ کرتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں نئی نبوت کے ساتھ ساتھ نئے نئے اسلام دشمن نظریات بھی داخل ہونے لگے اور اسلام کی بعض پالیسیوں سے کھلم کھلا عدم اطمینان اور بیزاری کا اظہار کیا جارہا ہے۔ تازہ فتنہ سوشلزم کا ہے۔ جو ایک مستقل سیاسی نظام ہے اور اسلامی نظام کے بالکل خلاف ایک لادینی نظریہ ہے۔ جس کے مبلغ کافی عرصہ سے پاکستان میں سرگرم عمل ہیں۔

اسلام کی عالمگیر اور حیات گیر پوزیشن پر ایمان رکھنے والا شخص کسی دوسرے نظام کی ڈگڈگی سے کس طرح متاثر ہوسکتا ہے؟ ایسے شخص کے نزدیک نہ اسلام کامل نظام ہے نہ آنحضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ نہ قرآن خدا کی مکمل کتاب ہے۔ اسلام کی معاشی یا اقتصادی پالیسی سے غیر مطمئن ذہن پھر اسلام کے حق میں ہرگز یکسو اور مخلص نہیں رہتے۔ لادینی اور غیر ملکی نظریات کے علمبردار اسلامی نظام کے حق میں وفادار اور خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ اس لئے مرزائی اور سوشلسٹ گروہ دونوں آج تک پاکستان میں اس کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرتے رہے ہیں۔ دونوں کی ترقی لادینی نظام سے وابستہ ہے۔ ایک گروہ نے حضور ﷺ کو ناقص اور اپنے ہی دور کا نبی

تصور کر کے نئے نبی کی ضرورت محسوس کی اور دوسرے گروہ نے اسلام کو موجودہ دور میں ناقابل عمل اور فرسودہ نظام تصور کر لیا۔ عملاً ختم نبوت کے دونوں قائل نہیں ہیں۔ اسلام کے بعض اصولوں پر اطمینان بھی نہیں۔ لیکن اسلام سے برأت کی جرأت بھی نہیں کرتے اور اسلام کو اپنے ساتھ چپکائے رکھتے ہیں۔ اگر کسی دوسرے نظام پر کسی گروہ کو اطمینان ہے تو اسے اس کا کھلم کھلا اظہار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا اسلام قبول نہیں ہے۔ جس میں کسی دوسرے نظام کا پیوند لگا ہوا ہو۔ اس قسم کے تمام نظریاتی اور سیاسی فتنوں کے مکمل استیصال کے لئے یہاں پر مکمل اسلامی نظام کا نفاذ فوری ہونا چاہئے۔ یہ ان تمام چور دروازوں کو بڑی خوبی سے بند کرتا ہے۔ جن کے ذریعے دنیوی ترقی اور مادی آسائشوں کے سبز باغ دکھانے والے لادینی نظریات داخل ہوسکتے ہیں۔ منظم بدی کا مقابلہ منظم نیکی سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ اگر یہاں اسلامی نظام عملاً رائج نہ کیا گیا یا اس میں تاخیر سے کام لیا گیا تو اس قسم کے تمام سیاسی اور نظریاتی فتنے ملکی امن واستحکام کو تہ وبالا کرتے رہیں گے اور عوامی زندگی اضطراب کے کوئلوں پر لوٹتی رہے گی۔ ختم نبوت پر ایمان لانے والوں کا کام ختم نہیں ہوگیا اور اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لیا جاسکتا۔ جب تک کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے پاکستان میں اللہ تعالیٰ کا دین اور آنحضور ﷺ کی شریعت نافذ نہیں ہوجاتی۔ افراد کی زندگی سے دوعملی اور تضاد کے داغ دھبے صاف کئے بغیر یہاں ایسا مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا۔ جس کے فکر وعمل اور عقیدہ واخلاق کی روشنی بھٹکے ہوئے لوگوں کو دین حق کی پناہ لینے پر آمادہ کرسکتی ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اسلامی تعلیمات کا بہترین اور قابل رشک نمونہ پیش کر کے تمام دنیا پر یہ ثابت کرسکیں کہ انسان کے جملہ مسائل کا حل اس کے تمام دکھوں کا مداوا اس کی تمام پریشانیوں کا واحد علاج صرف خالق کائنات ہی کا دین ہے۔ انسانوں کے بنائے ہوئے نظام انسان کو نہ قلبی اطمینان دلا سکتے ہیں۔ نہ دنیا میں پائیدار امن وسلامتی، دنیا میں بھی باعزت اور خوشحال زندگی اس سے حاصل ہوگی اور آخرت کی کامیابی کا مدار بھی اسلام کی پیروی میں ہے۔ اس نصب العین کے لئے پوری نیک نیتی وفاداری اور خلوص کے ساتھ جدوجہد کرتے ہوئے دنیا سے ہم گذر جائیں تو قیامت کے روز ختم المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے سامنے شرمندگی اٹھانے سے بچ سکیں گے۔ انشاء اللہ! اسلام کی فرمانروائی اور سربلندی سے ہی مسلمان قوم کی سربلندی وابستہ ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تحریف مرزائیت

ربوہ سے ایک تحریری علمی مناظرہ

جناب مولانا ہلال احمد دہلویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

ظفر علی خاں صاحب ایڈووکیٹ (مرحوم) کے مکان واقع گارڈن ایسٹ (کراچی) پر ہر اتوار صبح ۹ بجے درس قرآن ہوتا تھا۔ اس مجلس میں ہر قسم کے لوگ شریک ہوتے جن میں ایک صاحب مرزائی بھی شریک ہوتے۔ یہ صاحب درس میں کبھی کبھی سوال بھی کرتے تھے۔ سوال کا انداز بظاہر سمجھنے کا ہوتا۔ لیکن حقیقت میں وہ اس انداز سے لوگوں کو متاثر کر کے اپنے دین مرزائی کی تبلیغ کرنا چاہتے تھے۔ درس کے ایک اور صاحب سے انہوں نے اپنے مشن کے انداز میں گفتگو کی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ میں ان کو متاثر کر کے اپنے دین مرزائی کی دعوت دوں گا۔ اس مقصد کے لئے کئی بار اپنے گھر بلایا اور مختلف انداز سے اپنے دین مرزائی کی تبلیغ کی۔ لیکن یہ صاحب ان کے دام فریب میں نہ آئے اور جب ان کے سامنے اپنے عقائد پیش کئے تو ان میں جہنم کے دائمی ہونے کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ اس مسئلہ میں مرزائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جہنم کا وجود دائمی نہیں ہے۔ کچھ عرصہ بعد بلا تفریق مسلمان وکافر تمام انسان جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اور بعد میں جہنم کو ختم کر دیا جائے گا۔ ان صاحب نے اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کیا۔ اس پر ان صاحب نے ایک مراسلہ بنام ”عذاب جہنم دائمی نہیں ہے۔“ لکھا جس میں چند قرآنی آیات اور احادیث سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ عذاب جہنم دائمی نہیں ہے اور آخر میں علماء کو چیلنج کیا تھا کہ اس کا جواب دیں۔ چنانچہ ان صاحب نے وہ مراسلہ درس کے بعد ہمیں پیش کیا اور خواہش ظاہر کی کہ اس کا مدلل جواب دیا جائے۔ ہم نے بتوفیق الٰہی اس کا مدلل جواب لکھا۔ یہ مرزائی صاحب اس جواب سے متاثر ہوئے اور اپنے مرکز ربوہ (چناب نگر) کا سہارا لے کر اس کو ربوہ بھیجا۔ کچھ دنوں بعد ربوہ کے عبدالحمید صاحب نے ۹ صفحات پر مشتمل جواب الجواب لکھا اور ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا کہ جن صاحب نے یہ جواب لکھا ہے ان کا نام و پتہ تحریر کیا جائے۔ تاکہ ربوہ کے دو رسالوں الفرقان اور الفضل میں شائع کر دیا جائے۔ ہم نے ان کے اس مطالبے کو پورا نہیں کیا۔ اس لئے اس کی کوئی ضمانت نہیں دی تھی کہ وہ ہماری تحریر کو دیانتداری سے شائع کریں گے۔

اس تمام روداد سے یہ اندازہ ہوگیا کہ یہ فرقہ اپنے باطل عقائد کی اشاعت کے لئے کس قدر چال بازی سے کام لے کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف نبوت کا دعویٰ کر کے نبی بن بیٹھے بلکہ پورے دین اسلام کو مسخ کر کے ایک الگ

دین قائم کیا۔ اگر مرزا قادیانی کی پوری زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ دعویٰ صحیح ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی انگریز حکومت کے پروردہ دشمن اسلام عنصر تھے۔ جن کی مکمل طور پر برٹش حکومت نے پرورش کی تھی اور مرزا قادیانی نے بھی اپنے گورے آقا کی خوب مدح سرائی فرمائی۔ مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا ہے۔

نبوت بخشی انگریز نے
یہ پودا اسی کا ہے خود کاشتہ

اور یہاں تک حق وفاداری ادا کیا کہ برٹش حکومت کی اطاعت کو فرض عین قرار دیا اور حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد جیسے اہم فریضہ کو منسوخ قرار دیا اور اپنی نبوت کو منوانے کے لئے یہاں تک زور لگایا کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لائے گا وہ کافر ہے اور خنزیر کی اولاد ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس کا تاریخی ثبوت یہ ہے کہ جب قائداعظم کی نماز جنازہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے پڑھائی تو اس وقت چوہدری سر ظفر اللہ قادیانی الگ ہٹ کر کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو ظفر اللہ نے جواب دیا ہمارے ہاں غیر احمدی لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اسلام آخری مذہب ہے جو تمام دنیا کے انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے اور آخرت میں راہ نجات ہے اور جو اس کو قبول نہیں کرے گا قرآن نے اس کو کافر قرار دیا اور عذاب جہنم کو اس کے لئے دائمی قرار دیا۔ اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: ”**ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین** (آل عمران: ۸۵)“ ﴿اور جو اسلام کے علاوہ اور کوئی دین پسند کرے گا۔ پس اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔﴾

اسی آرزو کی دعا حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اس طرح کی۔

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

قرآن پاک کے اس دعوے کے مطابق مرزا قادیانی کے آقا انگریز قوم دائمی جہنم کی مستحق قرار دی گئی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عذاب جہنم کے دائمی ہونے کا انکار کے حق وفاداری ادا کیا اور جہنم کو ماں کے پیٹ سے تشبیہ دے کر جہنم کی اصل حقیقت ختم کر دی۔

مرزا قادیانی کی انہی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے جو اسلام کے خلاف عرصۂ دراز سے مسلمانوں میں زہر گھول رہی تھیں۔ علماء اسلام نے ان کا ہر طرح اور ہر موڑ پر مقابلہ کیا اور ان کے باطل عقائد کو مسلمانوں کے سامنے طشت از بام کیا۔ یہاں تک کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کا وہ مبارک دن آیا۔ جس میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے تاریخ ساز فیصلہ کیا اور اس فرقہ کو عالم اسلام کی برادری سے خارج کر کے ان پر کفر کی ابدی مہر ثبت کر دی۔ اسی طرح اس مملکت خداداد پاکستان میں ۲۶ سال بعد پہلی بار ختم نبوت کو دستوری تحفظ حاصل ہوا۔ اگرچہ اس تاریخ ساز فیصلہ کا سہرا وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے سر رہا۔ لیکن یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ دستوری کامیابی دراصل اس ۹۰ سالہ زبردست جدوجہد کا نتیجہ تھی۔ جس کے لئے علماء کرام نے تن و من کی بازی لگائی اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تقریباً لاکھوں صفحات پر مشتمل لٹریچر شائع ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں فدایان ختم نبوت نے جام شہادت نوش کیا۔ لاکھوں کی تعداد میں عاشقان رسول نے قید و بند کی مشکلات برداشت کیں اور مخیّر اور مخلص حضرات نے بے حساب دولت ختم نبوت کے تحفظ پر نثار کی۔ پاکستان کے قیام کا منشاء بھی یہی تھا کہ یہاں کتاب وسنت کا نظام قائم ہو۔ اسی عظیم مقصد کے لئے یہ مملکت خداداد رمضان مبارک کی ۲۷ ویں شب شب قدر میں دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوئی۔ یہ ایسی مبارک ساعت کی برکت کا نتیجہ تھا کہ پاکستانی قوم نے دو مرتبہ فقید المثال اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ ایک وطن کا دفاع جو ۶ر ستمبر ۱۹۶۵ء میں کیا۔ دوسرا ختم نبوت کا دفاع جو اسی ماہ ستمبر کی ۷ر تاریخ ۱۹۷۴ء میں ہوا۔ ان دونوں موقعوں پر پوری قوم نے جس اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ہے۔

جس وقت پوری قوم ختم نبوت کے تحفظ میں برسر پیکار تھی۔ اس وقت قوم کا ہر فرد اپنے اپنے انداز سے اس فرقہ کے گمراہ عقائد کو قوم کے سامنے طشت از بام کر رہا تھا۔ تو اس وقت اس جہاد کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہم نے یہ تحریری مناظرہ جو ربوہ مرکز سے ہمارے درمیان ہوا تھا اس کو شائع کر رہے ہیں۔ تا کہ عام مسلمانوں کو یہ اندازہ ہو سکے کہ اس گمراہ فرقہ نے نہ صرف ختم نبوت کا انکار کیا۔ بلکہ اسلام کے بنیادی اصول میں تحریف کر کے اسلام کے خلاف ایک نیا دین قائم کر دیا۔

پہلا مراسلہ

صاحب مراسلہ نے ’’عذاب جہنم دائمی نہیں ہے‘‘ کے زیر عنوان چند آیات اور ایک

غریب حدیث پیش کر کے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح امت کے اجماعی مسئلہ کو مختلف فیہ بنا کر اسلام میں اختلاف پیدا کیا ہے۔ حالانکہ عہد نبوت سے لے کر آج تک جمہور امت کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ جس طرح جنت دائم الوجود ہے۔ اسی طرح جہنم بھی دائم الوجود ہے۔ اس سے قبل کہ ہم ان دلائل کا جواب لکھیں۔ ضروری ہے کہ چند اصولی ضابطے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ ان کی روشنی میں ہمارے دلائل کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

تمام اسلامی فرقوں میں یہ اصول تسلیم کیا جاتا ہے کہ عقائد کے اثبات کے لئے نص قطعی ہونا ضروری ہے۔ جس کی بنیاد آیات محکمات واحادیث مشہورہ ومتواترہ پر قائم ہو۔ ان کے مقابلہ پر دلیل ظنی یا خفی یا قیاس ومیلان یا اخبار احاد وغیرہ کو عقائد کے اثبات کے لئے ناقابل یقین حجت سمجھا جاتا ہے۔ عقائد میں توحید ورسالت، مبداء ومعاد، عذاب وثواب، جنت ودوزخ اور عذاب قبر وغیرہ دین اسلام کے اصل ستون سمجھے جاتے ہیں۔ جن پر پورے دین کی بنیاد قائم ہے۔ اگر فقہاء عقائد میں اتنی شدت اختیار نہ کرتے تو لوگ اپنے قیاس ومیلان اور وہمی دلائل کا سہارا لے کر اسلامی عقائد کو مسخ کر دیتے اور اسلام بھی عیسائی مذہب کے عقیدۂ تثلیث کی بھول بھلیوں میں گم ہو کر رہ جاتا۔

اب آپ عذاب جہنم پر غور کریں تو یقیناً عذاب جہنم کا دائمی ہونا بھی اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ جس کی بنیاد دلیل قطعی اور نص شرعی پر قائم ہے۔ اس کے مقابلہ پر عذاب جہنم کے دائمی ہونے کا انکار کرنا اور قیاس ومیلان کی بنیاد پر بحث وتنقید کرنا عقیدہ اسلامی کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن صاحب مراسلہ کی تحریر سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ صاحب اپنے دعوے پر مصر ہیں اور عذاب جہنم اور وجود جہنم کے دائمی ہونے سے انکار کر رہے ہیں اور اپنے اس عقیدے کو دوسروں کے سر بھی تھوپنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ ان کے دلائل کا جواب دیا جائے۔ ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ واضح آیات سے جو استدلال کیا ہے وہ خالص عقل کی بنیاد پر کیا ہے۔ جو یقیناً باعث حیرت ہے۔

قرآن پاک سمجھنے کے چند اصول

علماء تفسیر نے قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے یہ اصول وضع کئے ہیں جو شخص قرآن پاک سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ وہ پورے یقین کے ساتھ قرآن پاک کو سرچشمہ ہدایت سمجھے اور اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کر لے کہ میں قرآن سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر

کوئی آیت یا حکم بظاہر اس کی سمجھ میں نہ آئے تو اس میں غلط تاویل کر کے اس آیت کی حقیقت کو تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس طرح قرآن ایسے لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ نہیں بنتا ہے۔ قرآن پاک میں اسی حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے: ’’یضل به كثيراً ويهدى به كثيراً وما يضل به الا الفسقين (البقرة:٢٦)‘‘ ﴿اس سے (یعنی قرآن سے) بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور اس سے نافرمان لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں۔ ﴾

اس آیت نے فیصلہ کر دیا کہ نافرمان کون ہیں؟ جو لوگ قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اس سے ان کو ہدایت نہیں ملتی ہے۔ دوسری اصل یہ لکھی ہے کہ قرآن پاک سمجھنے میں اپنی عقل کو قرآن پاک کے تابع بنائے۔ اگر کسی آیت کے معنی اس کی سمجھ میں نہیں آتے ہیں تو اس کو اپنی عقل و سمجھ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرے۔ بلکہ اس آیت کے جو بھی معنی ہیں اس پر ایمان لے آئے۔ اسی طریقہ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے: ’’والراسخون فى العلم يقولون آمنا به (آل عمران:٧)‘‘ ﴿اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے۔ ﴾

قرآن پاک میں کچھ آیات محکمات ہیں اور کچھ متشابہات ہیں۔ محکمات وہ آیات ہیں جن کا سمجھنا انسانی عقل کے لئے آسان ہے اور متشابہات وہ آیات ہیں جن تک انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ یہ آیات اللہ تعالیٰ نے اہل علم اور عقل کے پرستار لوگوں کی آزمائش کے لئے نازل کی ہیں۔ تاکہ یہ لوگ اللہ جل شانہ کے علم کے مقابلہ پر اپنے عجز و انکسار کا اعتراف کریں۔ لیکن جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ ایسی آیات میں غور کر کے ہدایت سے ہٹ جاتے ہیں۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ کلام الٰہی کو سمجھنے کے لئے اگر انسانی عقل ہی کافی ہوتی تو پھر انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کتاب کے ساتھ رسول کا آنا اس بات کی کھلی دلیل تھی کہ قرآن پاک بغیر رسول کے مکمل طور پر سمجھ میں نہیں آسکتا اور انبیاء اور رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ منصب اس لئے عطاء فرمایا کہ ان حضرات کی ہمہ وقت مدد و تائید الٰہی اور وحی الٰہی سے کی جاتی ہے۔ اس بنیاد پر ان حضرات کا ہر فیصلہ اور ہر بات حق پر مبنی ہوتی ہے۔ اس اہمیت کے پیش نظر علماء تفسیر نے یہ اصل وضع کی ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تفسیر بالنقل کی جائے اور تفسیر بالرائے کو اس وقت اختیار کرے۔ جب کہ وہ

اصول دین کے خلاف نہ ہو اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہ ہو۔ صاحب مراسلہ نے اپنے دعوے کو آیات اور احادیث سے ثابت کرنے میں ان اصول کی بالکل رعایت نہیں کی ہے۔ بلکہ آیت سے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے اپنی رائے اور قیاس و میلان کو مقدم رکھا ہے۔ چنانچہ اپنے مراسلہ کی ابتداء کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”**وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** (الذاریٰت:٥٦)“ ﴿میں نے جن وانس کو صرف اس غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے عبد بن جائیں۔﴾

آیت سے غلط استدلال

جب انسان کو پیدا ہی اس غرض کے لئے کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عبد بنے تو اگر وہ دائمی طور پر دوزخ میں ہی رکھا جائے تو وہ اس غرض کو پورا نہیں کر سکتا اور پیدائش عالم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے عبد بنیں۔ لیکن یہ تسلیم کیا جائے کہ ایک طبقہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اور کبھی اس سے باہر نہیں نکلے گا۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا وہ غرض پوری نہیں ہوئی اور نعوذ باللہ خدا بھی اپنے ارادے و مقصد میں کامیاب نہ ہوگا۔

آیت کا صحیح مفہوم

صاحب مراسلہ نے اپنے دعوے کے اثبات کے لئے جو آیت پیش کر کے اس سے استدلال کیا ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ آیت کا مختصر صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص انتظام تشریعی کے تحت تمام جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا نہیں کرتا ہے تو یہ مجرم سمجھا جائے گا۔ اسلامی نظام کے تحت اس پر سزا دی جائے گی اور مزید آخرت میں بھی اس کو عذاب ہوگا۔ اگر وہ دنیا میں تائب ہو جاتا ہے تو سزا ختم ہو جائے گی اور اگر آخر وقت تک توبہ پر قائم رہتا ہے تو آخرت میں بھی سزا معاف ہو جائے گی۔ ورنہ محدود وقت تک سزا دے کر اللہ اس کے گناہ کو معاف فرما دیں گے اور جنت میں داخل کر دیں گے۔ یہ معاملہ صرف اہل ایمان کے ساتھ ہوگا اور جو لوگ کفر کی حالت میں انتقال کریں گے ان کو ابتداء ہی سے دائمی طور پر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ زیر بحث آیت میں صرف اہل ایمان کو یہ خطاب ہے۔ اس لئے ایمان کے بعد ہی وہ عبادت کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔ اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے وہ دائمی طور پر عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ اس غلط

استدلال کے لئے آیت میں کوئی اشارہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ دائمی عذاب ان لوگوں کے لئے بتایا گیا ہے۔ جن کا کفر پر انتقال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

دائمی عذاب کے مستحق لوگ

۱…… ''ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خالدین فیھا اولئك ھم شر البریه (ابینه:٦)'' ﴿بے شک اہل کتاب میں سے جو لوگ کافر ہوئے اور مشرک ہوئے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بدترین مخلوق ہیں۔ (زمین پر بسنے والوں میں سے)﴾

روئے زمین پر بدترین مخلوق

اس آیت سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ زمین پر یہ بدترین مخلوق کون ہے اور کن لوگوں کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔ اس کے مقابلہ پر صرف ترک عبادت پر دائمی عذاب کا نتیجہ نکال کر مغالطہ دینا یہ دین میں تحریف معنوی کے مترادف ہے۔ دوسرا نتیجہ یہ نکالا ہے کہ اگر وہ دائمی عذاب میں رہیں گے تو یہ انسانی پیدائش کے مقصد کے خلاف ہے۔ زیر بحث آیت سے یہ مطلب اخذ کرنا یہ روح قرآن سے ناواقفیت کی بناء پر ہے۔ پورے قرآن میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے۔ جس سے صرف ترک عبادت پر دائمی عذاب کی خبر دی گئی ہو۔ دائمی عذاب تو صرف کافر اور مشرک لوگوں کے لئے ہوگا اور بنی نوع انسان میں اگر کچھ افراد اپنے کفر وشرک کی وجہ سے دائمی طور پر جہنم میں ڈال دیئے بھی جائیں تو اس سے تخلیق انسانی سے عبادت کے مقصد میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس لئے تخلیق انسانی کے مقصد عبادت کے خلاف تو اس وقت ہوتا۔ جب کہ تمام نوع انسانی کے افراد کو دائمی طور پر جہنم میں ڈال دیا جاتا۔ حالانکہ بنی نوع انسان کی کثیر تعداد نفس ایمان کی بنیاد پر ضرور جنت میں داخل ہوگی۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے ایمان کے بعد اللہ کی عبادت کی تھی۔

کافر اور مشرکین کے دائمی عذاب کے ثبوت کے لئے بہت سی آیات اور احادیث ہیں۔ جو اپنے معنی میں نص قطعی ہیں اور ان میں کسی قسم کے شک وشبہ یا تاویل وتوجیہ کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم یہاں چند ایسی آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں۔ جن میں عقل وقیاس یا لغت کے اعتبار سے کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

۱…… ''ان اللّٰه لا یغفران یشرك به ویغفر مادون ذالك لمن یشاء

(النساء:۴۸)" ﴿بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں بخشیں گے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور بخش دیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے۔﴾

شرک کی مغفرت نہیں

اس آیت میں عربی قواعد کے اعتبار سے بڑی تاکید ہے اور اس کے مختلف پہلو ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں لاحرف نفی ہے۔ جس کے معنی میں مطلقاً نفی ہوتی ہیں اور اثبات کا پہلو نہیں ہوتا ہے۔ اگر اس نفی کو اثبات میں تبدیل کر کے یہ کہا جائے کہ کچھ عرصہ بعد ان کے عذاب کو ختم کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ انکو بھی معاف کر دیں گے۔ تاکہ تخلیق انسانی کا مقصد پورا ہو جائے تو یہ قرآن پاک میں معنوی تحریف ہے۔ جس کا ارتکاب ایک مسلمان نہیں کر سکتا۔ مزید یہ بھی قابل غور ہے کہ آیت میں واو حرف عطف کے ساتھ دوسرا جملہ ویغفر میں خود اس بات کی تصریح ہے کہ آیت کے پہلے جز میں جن لوگوں کا ذکر ہے۔ ان کی مغفرت نہیں ہوگی اور دوسرے جز میں جو لوگ ہیں ان کی مغفرت کی امید کی جا سکتی ہے اور اگر پہلے جز والے اہل شرک کی مغفرت کا امکان ہوتا تو اللہ جل شانہ آیت کا دوسرا جز ذکر نہ فرماتے۔

۲...... "اُولٓئك جزاؤهم ان عليهم لعنة الله والملئكة والناس اجمعين خلدين فيها لا يخفف عنهم العذاب ولاهم ينظرون (آل عمران: ۸۸،۸۷)" ﴿ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی اور سب کی۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں ان سے عذاب ہلکا نہیں ہوگا اور نہ ان کو شفقت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔﴾

اس آیت میں کافر اور مشرکین کے لئے دائمی عذاب پر کس قدر تاکید ہے۔ اوّل خالدین فرمایا اس کے معنی ہمیشہ کے آتے ہیں۔ جس میں لغت کے اعتبار سے انقطاع نہیں ہوتا۔ دوسرے لا یخفف فرمایا۔ جس کے معنی میں اور تاکید ہے کہ ختم تو کیا بلکہ اس عذاب میں کمی بھی نہیں ہوگی اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں رحم کی اپیل بھی کریں گے تو بھی ان کو قابل رحم نہیں سمجھا جائے گا۔

۳...... "كلما ارادوا ان يخرجوا منها من غم اعيدوا فيها وذوقوا عذاب الحريق (الحج:۲۲)" ﴿جب وہ ارادہ کریں گے نکلنے کا اس غم سے دوبارہ اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جلانے والا عذاب چکھو۔﴾

اہل جہنم کافر و مشرکین کو دوبارہ جہنم میں لوٹا دیا جائے گا

یہ آیت خلود نار کے لئے نص قطعی ہے اور استمرار عذاب کے لئے واضح دلیل ہے۔

کلما کا لفظ لغت میں استمرار اور دوام کے لئے آتا ہے۔ اس معنی میں کبھی بھی انقطاع نہیں ہوتا اور پھر اس دوام میں اعیدو والے مزید تاکید پیدا کر دی کہ جب بھی کافر جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو ان کو لوٹا دیا جائے گا۔

۴...... ''وماھم بخارجین من النار (البقرہ:۱۶۷)'' ﴿اور وہ نکلنے والے نہیں ہیں آگ سے۔﴾

اس آیت میں ما حرف نافیہ ہے اور اس نفی میں کسی خاص مدت کی قید نہیں ہے۔ بلکہ مطلق فرمایا کافر کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے۔

عذاب کے دوام کے لئے اہل جہنم کے جسموں کو بار بار تبدیل کیا جائے گا

۵...... ''کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب (النساء:۵۶)'' ﴿جب بھی ان کی کھال جل کر پک جائے گی ہم ان کی کھال کو دوبارہ بدل دیں گے تا کہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔﴾

اس آیت میں اس کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ کافر اور مشرکین کے جسم اگر جل جائیں گے تو ان کو دوبارہ صحیح کر کے عذاب کو جاری رکھا جائے گا۔ اگر وقتی طور پر ان کو جہنم میں رکھا جاتا تو بار بار ان کے جسم کی کھال کو کیوں تبدیل کیا۔ یہ اس کا کھلا ثبوت ہے کہ عذاب دائمی ہوگا اور کبھی انقطاع نہیں ہوگا۔

۶...... ''قالوا ان اللہ حرمھما علی الکفرین الذین اتخذوا دینھم لھواً والعباً وغرتھم الحیوۃ الدنیا فالیوم ننساھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا (الاعراف:۵۰،۵۱)'' ﴿کہیں گے اہل جنت (جہنم والوں کے جواب میں) بیشک اللہ تعالیٰ نے دونوں کو (یعنی پانی اور رزق کو) حرام کر دیا ہے کافروں پر۔ جنہوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنایا اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال دیا۔ پس آج کے دن ہم ان کو بھلاتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے آج کی دن کی ملاقات کو (دنیا میں) بھلا دیا تھا۔﴾

۷...... ''یریدون ان یخرجوا من النار وماھم بخرجین منھا ولھم عذاب مقیم (المائدہ:۳۷)'' ﴿وہ جہنم سے نکلنا چاہیں گے۔ لیکن وہ اس سے نہ نکل سکیں گے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہوگا۔﴾

اہل جہنم پر موت کبھی نہیں آئے گی

۸...... ''ونادوا یملک لیقض علینا ربک قال انکم مکثون (زخرف:۷۷)''

﴿اہل جہنم پکاریں گے اے داروغہ جہنم تو اپنے رب کا فیصلہ کردے وہ کہے گا تم اسی میں ہوگے۔﴾

مشرکین پر جنت حرام ہے

۹...... ''انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنة وماوہ النار وما للظلمین من انصار (المائدة:٧٢)'' ﴿پس اللہ تعالیٰ نے اس پر (یعنی مشرک پر) جنت کو حرام کردیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں (مشرکوں) کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔﴾

اہل جہنم پر آگ بار بار دہکائی جائے گی

۱۰...... ''ونحشرھم یوم القیامة علیٰ وجوھھم عمیا وبکماً وصماً وماوھم جھنم کلما خبت زدنھم سعیرا (بنی اسرائیل:٩٧)'' ﴿ہم ان کو قیامت کے دن جمع کریں گے۔ ان کے منہ کے بل اندھا گونگا اور بہرا بنا کر ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جب بھی آگ بجھے گی ہم ان کے لئے آگ کو اور بھڑکائیں گے۔﴾

مرتد کی کبھی بخشش نہیں ہوگی

۱۱...... ''ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادو کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم و لا لیھدیھم سبیلاً (النساء:١٣٧)'' ﴿بیشک جو لوگ ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا۔ پھر ایمان لائے۔ پھر کفر اختیار کیا۔ پھر کفر میں بڑھتے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں کرے گا اور نہ ان کو ہدایت دے گا سیدھے راستہ کی طرف۔﴾

اہل جہنم کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا

۱۲...... ''یرید اللہ الا یجعل لھم حظا فی الآخرة ولھم عذاب عظیم (آل عمران:١٧٦)'' ﴿اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ کافروں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھیں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہوگا۔﴾

۱۳...... ''فالیوم لا یخرجون منھا ولا ھم یستعتبون (جاثیه:٣٥)'' ﴿وہ آج کے دن جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے اور نہ ان کا کوئی عذر سنا جائے گا۔﴾

اہل جہنم پر عذاب کبھی ہلکا نہ ہوگا

۱۴...... ''الا ان الظلمین فی عذاب مقیم (شوریٰ:٤٥)'' ﴿یقیناً کافر قائم رہنے والے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔﴾

۱۵...... ''والذین کفروا لھم نار جھنم لا یقضیٰ علیھم فیموتوا ولا یخفف

عنهم من عذابها (فاطر:٣٦) " ﴿اور جو لوگ کافر ہوئے جہنم کی آگ ان کے لئے ہے۔ ان کا نہ تو فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ سزا میں کچھ کمی ہوگی۔﴾

نمبر٦ سے ١٥ تک تمام آیات پر غور کریں کہ کس قدر واضح اور مثبت انداز سے جہنم اور عذاب جہنم کے دائمی ہونے کے لئے نص قطعی ہیں۔ نمبر١٥ میں یہ بھی واضح کر دیا کہ جہنم میں موت بھی نہیں آئے گی اور جنت کے لئے کبھی فیصلہ بھی نہیں ہوگا۔ بلکہ ابدالآباد تک اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ اس آیت میں ایک اور نکتہ کی جانب اشارہ ہے کہ جب انسان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں تو وہ موت کی تمنا کرتا ہے۔ تاکہ ان مصائب سے نجات مل جائے۔ فرمایا جہنم میں یہ نہیں ہوگا۔ بلکہ مصائب کے ساتھ جہنم کا عذاب چکھنا ہوگا۔ اب تک ہم نے جو آیات لکھی ہیں وہ سب الفاظ و معانی کے اعتبار سے قطعی الثبوت ہیں اور ان میں خالدین وغیرہ کے الفاظ بھی نہیں ہیں۔ جن میں تاویل کی گنجائش ہو۔ جیسا کہ صاحب مراسلہ نے لکھا ہے۔

الفاظ قرآن کی معنوی تحریف

اکثر جس لفظ سے دھوکہ لگا ہے وہ لفظ خلود ہے۔ جو جنتیوں اور جہنمیوں کے لئے قرآن مجید میں ایک ساتھ استعمال کیا گیا ہے اور اس کے معنی ہیں۔ لمبے عرصہ تک رہنا اور استعارۃً ہمیشہ رہنے کا مفہوم لیا جاتا ہے۔

اس کے بعد (مفردات راغب ص١٥٤) سے استدلال کرتے ہوئے خود یہ عبارت نقل کی ہے۔ "**اصل المخلد الذی یبقیٰ مدة طویلة ثم استعیر للمبقیٰ دائماً**" مخلد کے اصل معنی طویل مدت کے آتے ہیں۔ ثم دائمی معنی کے لئے مستعار لیا گیا۔

خالدین کے صحیح معنی اور لغوی دلیل

یہ عبارت ہمارے مؤقف کی تائید کر رہی ہے کہ مخلد کے اب جو معنی مستعمل ہیں۔ وہ ہمیشہ کے لئے ہیں اور مدۃ طویلہ کے معنی کثیر الاستعمال نہیں رہے۔ لغت کا یہ اصول ہے جب کوئی مشترک لفظ مستعار معنی میں کثیر الاستعمال ہو جائے تو پہلے معنی یا تو قلیل الاستعمال سمجھے جاتے ہیں یا وہ لفظ متروک عنہ کے درجہ میں داخل سمجھا جاتا ہے۔ جس طرح لفظ عین یا لفظ صلوٰة ہے۔ اس اصول پر امام راغب نے مخلدا کے معنی مبقیٰ دائما کر کے یہ بتایا ہے کہ اب یہ لفظ ہمیشہ کے معنی میں استعمال ہوگا اور اس پر نص صریح قرینہ بھی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ خالدین د مخلدا د ابداً یہ الفاظ جب اہل جنت کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو ہمیشہ کے معنی میں ان کا

استعمال سمجھا جاتا ہے اور جب یہی الفاظ اہل جہنم کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں تو یہاں تاویل کر کے مدۃ طویلہ مراد لئے جاتے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ **مخلد** کے معنی مدۃ طویلہ کے ہیں تو پھر قرآن پاک کی مذکورہ آیات کا کیا جواب ہوگا۔ جو **مخلد** کے بغیر جہنم کے دائمی ہونے پر نص قطعی ہیں۔ نمبر۱ سے لے کر ۱۵ تک آپ غور کریں ان تمام آیات میں **خالدین** یا **ابداً** یا **مخلداً** کے بغیر عذاب اور جہنم کے دائمی ہونے کی اس قدر تاکید ہے کہ اس کا انکار کوئی اہل علم نہیں کر سکتا۔ یہ چند آیات ہم نے ادنیٰ تأمل سے لکھی ہیں۔ ورنہ غور کرنے سے اور بھی بہت سی آیات ہمارے مؤقف کی تائید میں مل سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ ہم یہاں چند ایسی بھی آیات لکھتے ہیں جن میں **خالدین** کے ساتھ **ابداً** کا بھی اضافہ ہے اور علماء لغت نے یہ بات لکھی ہے کہ **خالدین** کا لفظ **ابدیت** کے مفہوم میں صریح نہیں ہے۔ جب تک اس کے ساتھ کوئی قرینہ قائم نہ ہو جو دوام کے معنی کی تخصیص کر دے اور جب خالدین کے ساتھ ابداً کا لفظ شامل ہو جاتا ہے تو خلود کے معنی کے لئے قرینہ بن جاتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں جہاں خالدین کے ساتھ ابداً کا لفظ آیا ہے وہاں صرف کفار کا بیان ہے اور جہاں صرف خالدین کا لفظ ہے وہاں گنہگار ایمان والوں کا ذکر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے مؤمن اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد ایک وقت ضرور جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔

۱۶...... **"ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابداً (الجن:۲۳)"** ﴿اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ پس اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ وہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔﴾

۱۷...... **"ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللہ لیغفرلھم ولا لیھدیھم طریقاً الا طریق جھنم خالدین فیھا ابداً (النساء:۱۶۸،۱۶۹)"** ﴿بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا۔ اللہ ان کی مغفرت نہیں کریں گے اور نہ ان کو ہدایت کا راستہ دکھائیں گے۔ سوائے اس کے کہ ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا وہ اس میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔﴾

کافروں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے

۱۸...... **"ان اللہ لعن الکافرین واعدلھم سعیراً خالدین فیھا ابداً (احزاب:۶۴،۶۵)"** ﴿بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لئے آگ تیار کی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے۔﴾

ان تینوں آیات پر غور کریں کہ عذاب کے دوام کے لئے خالدین کے ساتھ ابداً کا لفظ آیا ہے جو کہ قرینہ ہے۔ خالدین کے لئے کہ کفار کے لئے عذاب دائمی ہوگا۔

کافر اور مشرکین کے لئے انبیاء اور رسولوں کی بھی سفارش کام نہیں دے گی

اس کے علاوہ اس کا امکان ہوسکتا تھا کہ ممکن ہے انبیاء علیہم السلام یا رسول اللہ ﷺ کی سفارش سے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیں یا رسول سے قرابت کی وجہ سے مغفرت ہو جائے۔ فرمایا اس کا بھی امکان نہیں ہے کہ کوئی رسول یا ولی اپنے کسی ایسے قرابت والے کے لئے بخشش کی سفارش کرے جو کافر ہو اور کفر ہی کی حالت میں اس کا انتقال ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

۱۹...... ”استغفرلهم اولا تستغفرلهم ان تستغفرلهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله والله لا يهدى القوم الفسقين (توبه:۸۰)“ ﴿آپ ان کے لئے استغفار کریں یا استغفار نہ کریں چاہے آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لئے بخشش چاہیں تو بھی اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔﴾

۲۰...... ”سواء عليهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم لن يغفر الله لهم (منافقون:۶)“ ﴿ان کے لئے برابر ہے کہ آپ بخشش چاہیں یا بخشش نہ چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔﴾

ان دونوں آیتوں میں فرمایا کہ اگر رسول ان کے لئے اپنے اختیار سے استغفار بھی کریں۔ تب بھی اللہ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ اس لئے کہ ان کا جرم اتنا بڑا ہے جس کی معافی نہیں ہوسکتی ہے۔

۲۱...... ”ماكان للنبى والذين أمنوان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولى القربىٰ من بعد ما تبين لهم انهم اصحب الجحيم (توبه:۱۱۳)“ ﴿نبی اور ایمان والوں کے لئے تو یہ جائز ہی نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت طلب کریں۔ اگرچہ وہ قریب ہی کے رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ جب کہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ لوگ جہنم کے مستحق ہیں۔﴾

دیکھئے اس آیت میں یہاں تک منع کر دیا کہ اگر کسی نبی یا رسول کے قریبی رشتہ دار کافر یا مشرک ہوں تو ان کے لئے دعا مغفرت کرنا جائز نہیں ہے تو جب بخشش کے تمام راستے ختم کر دیئے تو اب ان کی مغفرت کی امید نہیں کی جاسکتی۔

اب اس کے بعد یہ کہنا کہ تمام انسانوں کو ایک دن ضرور جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ دعویٰ ان ۲۱ آیات میں صریح معنوی تحریف ہے جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ صاحب مراسلہ نے اپنی تائید میں دوسری آیت اور تیسری آیت پیش کی ہے اور ان دونوں سے اپنے مؤقف کی تائید کی ہے۔

۲۲...... ’’ونضع الموازین القسط لیوم القیامة ولا تظلم نفس شیئًا وان کان مثقال حبة من خردل أتینا بها وکفیٰ بنا حاسبین (الانبیاء:٤٧)‘‘

﴿قیامت کے دن ہم ایسے تول کے سامان پیدا کریں گے جن کی وجہ سے کسی جان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور کسی کی رائی کے دانے کے برابر (نیکی یا بدی کی) ہوگی تو ہم اس کو بھی لے آئیں گے اور ہم حساب لینے میں کافی ہیں۔﴾

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آیت سے غلط استدلال

اب اگر کوئی شخص بدیوں کی کثرت کی وجہ سے جہنم میں چلا جائے اور پھر ابدالاباد تک اسی میں رہے تو اسے اپنی نیکیوں کا بدلہ نہیں مل سکتا ہے۔ دنیا میں کوئی انسان نہیں جس نے کچھ نہ کچھ نیکی نہ کی ہو۔ پس ضروری ہے کہ اس کی سزا ایک دن ختم ہو جائے۔ تا کہ اس کی نیکیوں کی جزا بھی اسے مل جائے۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے سے تو اسے نیکیوں کی جزا کبھی بھی نہیں ملے گی۔

آیت کا صحیح مفہوم

مذکورہ آیت سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ خود ساختہ ہے۔ اس پر صریح کوئی دلیل نہیں ہے۔ آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر انسان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا اور اس کے تمام اعمال کو خواہ نیک ہوں یا بد، میزان عدل میں رکھا جائے گا اور جس کا نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا تو وہ کامیاب قرار دیا جائے گا اور اگر برائیاں زیادہ ہوں گی تو ناکام سمجھا جائے گا۔ اس مفہوم کو قرآن پاک میں بار بار دہرایا گیا ہے اور کسی نفس پر ظلم نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے ہر عمل کا بدلہ کامیابی کی صورت میں دیا جائے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی نفس کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی کہ اس کے نیک اعمال کا بدلہ نہ دیا جائے۔ بلکہ جس نے اگر رائی کے دانے کے برابر بھی نیکی کی ہے تو اس کو بھی اس کا پورا صلہ ملے گا۔ لیکن یہ معاملہ صرف اہل ایمان کے ساتھ ہوگا۔ اگر ان کی نیکیاں زیادہ ہیں تو فوراً بخشش ہو جائے گی اور اگر برائیاں بھی ہیں تو اس کی سزا ملے گی اور اس کے

بعد جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور اگر وہ کافر مشرکین ہیں تو وہاں ان کو ان کے نیک رفاہی کاموں کا بدلہ نہیں ملے گا۔ اس لئے کہ ان کے پاس ایمان نہیں ہے اور ایمان ہی اصل مدار ہے نجات کے لئے، تو اس لئے ان کے ساتھ جدا معاملہ ہوگا۔ دنیا میں جو نیک یا رفاہی کام ان لوگوں نے کئے ہیں۔ ان کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا صلہ نہیں ملے گا۔

اہل دنیا کے اعمال دنیا میں ہی بیکار ہو جائیں گے

اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا۔ ارشاد فرمایا: ”**من كان يريد الحيوٰة الدنيا وزينتها نوف اليهم اعمالهم وهم فيها لا يبخسون اؤلئك الذين ليس لهم فی الآخرة الا النار وحبط ما صنعوا فيها وبطل ما كانوا يعملون** (هود:١٥،١٦)“ ﴿جو دنیا اور اس کی زینت چاہتے ہیں ہم ان کو پورا بدلہ ان کے اعمال کا (دنیا ہی میں) دیں گے اور ان میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں صرف آگ ہی ہے اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ بے کار ہوگا اور بے اثر کر دیا جائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔﴾

یہ آیت اپنے مفہوم میں اس قدر واضح ہے کہ اس میں کسی قسم کی تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں ہے اور اس پر تاریخ عالم گواہ بھی ہے۔ کافر اور مشرکین اور بے دین لوگ دنیا کے ہر خطہ اور ہر دور میں رہے اور بہت سے بے دین لوگوں نے بے شمار انسانی فلاح و بہبود کے کام کئے۔ خاص طور پر یورپ کے سائنسدانوں نے ایسی راحت و آرام کی چیزیں ایجاد کیں ہیں۔ جن سے انسانیت کو قیامت تک فیض پہنچتا رہے گا۔ قرآن مجید کا وعدہ سچا ہے۔ چنانچہ انہوں نے محنت کی اور انہیں اس کا صلہ اپنے مقصد میں کامیابی کی صورت میں ملا اور عزت و شہرت بھی حاصل ہوئی۔ لیکن یہ سب دنیا کی حد تک ہے۔ آخرت میں ان کو کوئی صلہ نہیں ملے گا۔ اسی مفہوم کو ایک دوسری آیت میں اس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

کافر اور مشرکین کے اعمال کی حقیقت

”**قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالاً الذين ضل سعيهم فی الحيوٰة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعاً** (الكهف:١٠٣،١٠٤)“ ﴿آپ کہہ دیں کہ کیا ہم آپ کو بتائیں کہ عمل کے اعتبار سے نقصان میں کون ہے وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دنیا کی زندگی میں بیکار ہو گئیں۔ حالانکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یقیناً انہوں نے اچھے عمل کئے ہیں۔﴾

اس آیت نے کافر اور مشرکین کے اعمال کی حقیقت متعین کر دی کہ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے اعمال کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ جیسا کہ بیسویں صدی کے سائنسداں ہیں راحت و آرام کی بے شمار چیزیں ایجاد کیں۔ لیکن اس کے ساتھ بندوق سے لے کر ایٹمی ہتھیار تک ایجاد کیے۔ جن سے لاکھوں انسانوں کی جانوں کو ایک آن میں ختم کیا جاسکتا ہے۔ ہیروشیما کی تاریخ گواہ ہے۔ ایک آن میں ہزار ہا انسان لقمۂ اجل بن گئے اور اب بھی ایٹمی طاقتیں لرزہ براندام ہیں کہ اگر ایٹمی جنگ شروع ہو گئی تو فریقین میں سے کسی کا بچنا ممکن نہیں ہوگا۔ غرض کہ ان لوگوں نے جو کچھ محنت کی اس کا نتیجہ ان کی ناکامی کی صورت میں ظاہر ہو گیا۔ اس سے زیادہ واضح آیت اور ہے جس میں کافروں کے اعمال کو سراب سے تشبیہ دے کر ان کی بے ثباتی کی بہترین وضاحت کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ ''والذین کفروا اعمالهم کسراب (النور:۳۹)'' ﴿اور وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کے اعمال کی مثال سراب۔﴾ یعنی پانی کی مانند چمکتی ریت کے مانند ہے۔ جس طرح ریت کے ٹیلے کو استقرار نہیں ہوتا۔ بلکہ ہوا کے ساتھ اس کا وجود ختم ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح کافروں کے اعمال ہیں کہ اپنے وجود میں اس قدر سریع الزوال ہیں کہ دوام نہیں ہے۔ جس طرح نقش برآب ہوتا ہے ایک طرف پانی میں لکیر ڈالئے دوسری طرف فوراً ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔

''واما من خفت موازینه فامه هاویة (القارعة:۸،۹)'' ﴿جس کی نیکیاں کم ہوں گی اس کی ماں ہاویہ جہنم ہوگی۔﴾

صاحب مراسلہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آیت سے غلط استدلال

یعنی جس طرح بچہ رحم مادر میں ایک معین عرصہ تک رہتا ہے اور پھر اس کے پیٹ سے باہر آجاتا ہے۔ اس طرح جب دوزخیوں کی اصلاح جہنم میں ہو جائے گی اور وہ عبد بننے کے لائق ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم سے باہر لے آئے گا۔

آیت کا صحیح مفہوم

یہاں بھی سخن سازی سے کام لیا گیا ہے اور آیت کو ایک نئے مفہوم کا جامہ پہنا کر نئے انداز سے پیش کیا ہے۔ جس کے ذریعہ لوگوں کے ذہن سے جہنم کا خوف ختم ہو جائے گا۔ یا پھر بطور اقامت گاہ کے بغرض علاج کچھ عرصہ کے لئے جہنم میں داخل ہونے کا یقین کرایا جارہا ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ لوگ یہ یقین کرلیں گے کہ چلو دنیا میں من مانی کرلو اور اگر اللہ تعالیٰ نے

جہنم میں ڈال بھی دیا تو وہ عارضی ہوگا اور کچھ مدت کے بعد پھر راحت و آرام کی زندگی جنت میں مل جائے گی۔ اس انداز فکر سے نیک اور بد مسلمان اور کافر میں امتیاز ختم ہو کر رہ جائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے: ”افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون (القلم:۳۵،۳٦)“ ﴿کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کے برابر کردیں۔ تم کو کیا ہوا تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔﴾

کلام الٰہی کے اس فیصلہ کے بعد کیا اس کا امکان رہ جاتا ہے کہ یہ یقین کرلیا جائے کہ ایک وہ شخص ہے جو پوری زندگی یاد الٰہی اور اس کے اوامر پر عمل کرنے اور اس کے نواہی سے بچنے میں گزارتا ہے۔ ہر قدم پر اس کو مکارہ اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دوسری طرف وہ شخص ہے جو تمام زندگی نافرمانی اور من مانی میں گزارتا ہے۔ اچھے برے میں ذرا بھی تمیز نہیں کرتا ہے تو کیا حق تعالیٰ شانہ کی شان عدل سے یہ ممکن ہے کہ ان دونوں کو ایک مقام میں برابر کردیں یہ تو عام آدمی سے بھی ممکن نہیں ہے۔

لغت کا غلط استعمال

صاحب مراسلہ نے لفظ امہ کو ماں کے پیٹ سے جو تشبیہ دی ہے اور قرآن میں جو نئے معنی پیدا کئے ہیں۔ اس کا ثبوت بھی ہے یا نہیں۔ حالانکہ امہ کے معنی یہ ہیں کہ جن کی نیکیاں کم ہوں گی ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ جہنم کو ماں کے پیٹ سے تشبیہ دینا قرآن کے مقصد کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ ماں کا پیٹ جائے قرار ہے اور راحت کی جگہ ہے اور جہنم تکلیف اور سزا کی جگہ ہے۔ دنیا میں کون عقلمند انسان ہے جو ہسپتال کو راحت و آرام کی جگہ قرار دے گا۔ اس کے بعد یہ قیاس کرنا کہ جہنم میں سزا پانے کے بعد ان میں عبد بننے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی یہ بھی درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ عبد بننے کی جگہ تو دنیا تھی۔ جہاں اس کو اللہ کی بندگی کرنا تھی۔ لیکن اس نے دنیا میں من مانی کی اور دنیا جو آخرت کی کھیتی تھی اس نے اس میں ایمان و یقین اور نیک عمل کی کاشت کاری نہیں کی اور آخرت میں جنت اور جہنم تو دار الجزاء ہے دار التربیت نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ جہنم میں رہنے کے بعد ان میں عبد بننے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی درست نہیں ہے۔

۴...... ”عذابی اصیب بہ من اشآء ورحمتی وسعت کل شئ (الاعراف:۱۵٦)“ ﴿میں اپنا عذاب جس کو چاہتا ہوں پہنچاتا ہوں۔ مگر میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔﴾

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

غلط استدلال

جب اس کی رحمت ہر ایک چیز پر حاوی ہے تو ضروری ہے کہ دوزخ بھی ایک دن اس کی رحمت کے سایہ تلے آ جائے اور دوزخیوں کو اس سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے۔

صاحب مراسلہ نے آیت سے جو استدلال کیا ہے۔ اس کی بنیاد خالص قیاس ومیلان پر قائم ہے۔ اپنے ذہن کے خودساختہ معنی آیت کے ساتھ چسپاں کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ وسعت رحمت کا یہ مطلب نہیں کہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو یکسر ختم کر دیا جائے اور جہنم جو اللہ جل شانہ کی صفت قہاریت کا مظہر ہے۔ اس کے وجود ہی کو ختم کر دیا جائے۔ جب جمہور امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ جس طرح جنت دائم الوجود ہے۔ اہل جنت کے لئے، اسی طرح جہنم بھی دائم الوجود ہے۔ اہل جہنم کافر مشرکین کے لئے، اگر وسعت رحمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جہنم کو بھی ختم فرما دیں تو کافر ومشرکین کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ کیا وہ بھی جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ حالانکہ یہ صراحتاً قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

وسعت رحمت کا صحیح مفہوم

وسعت رحمت کا صحیح آسان مفہوم یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی رحمت اس قدر وسیع ہے کہ وہ اپنے بندوں کی معمولی غلطیوں اور گناہوں پر فوری مواخذہ نہیں فرماتے بلکہ اس کو ڈھیل دیتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی غلطی سے تائب ہو جائے اور جب وہ تائب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اس طرح جب یہ لوگ نافرمانی اور گناہوں میں ملوث رہتے ہیں تو اللہ جل شانہ ان پر اپنے انعامات کا دروازہ نہیں بند کرتے۔ وہ دنیا میں نیک لوگوں کی طرح تمام نعمتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ حالانکہ عدل وانصاف کا یہ تقاضہ تھا جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کو نہ مانے اور اس کی اطاعت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی نعمتوں کو روک سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے۔ اس لئے اس کو مہلت دی جاتی ہے۔ جب وہ تائب ہو جاتا ہے تو گزشتہ گناہوں کی سزا نہیں ملتی ہے۔ یہ ہے رحمت کا معنی اور اس وسعت رحمت کا مظاہرہ پوری فیاضی کے ساتھ قیامت کے دن ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ جل شانہ ایمان کے ساتھ صرف ایک نیکی کی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دیں گے۔ لیکن کافر اور مشرکین اور بے دین لوگوں کے لئے رحمت کے دروازے بند ہوں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں اطاعت الٰہی اور ایمان ویقین کے دروازے اپنے اوپر بند رکھے تھے۔

۵...... **”فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر و شھیق خالدین فیھا**

مادامت السمٰوٰت والارض الا ماشاء ربك ان ربك فعال لما يريد ۰ واما الذين سعد وافغى الجنة خلدين فيها مادامت السمٰوٰت والارض الا ماشاء ربك عطآ غير مجذوذ (هود:۱۰۶تا۱۰۸)'' ﴿جولوگ بد بخت ہوں گے وہ آگ میں داخل کئے جائیں گے۔ اس میں کسی وقت تو ان کے غم سے لمبے لمبے سانس نکل رہے ہوں گے اور کسی وقت رو رو کر ہچکی بندھ جائے گی۔ وہ اس میں اس وقت تک رہتے چلے جائیں گے جب تک کہ آسمان وزمین قائم ہیں۔ سوائے اس کے تیرا رب اور ارادہ کرے اور تیرا رب اپنے ارادہ کو پورا کرنے والا ہے اور جولوگ خوش نصیب ہوں گے وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور اس میں اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ آسمان وزمین قائم ہیں۔ سوائے اس کے تیرا رب کچھ اور چاہے مگر یہ عطاء ہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔﴾ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے صاحب مراسلہ لکھتے ہیں:

آیت سے عجیب منطقی انداز میں استدلال

اس آیت میں دوزخیوں کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ان کو جہنم سے نکال سکتے ہیں اور ہمارے ارادہ میں کون حائل ہوسکتا ہے۔ لیکن مؤمنوں کے متعلق فرماتا ہے کہ اگر چاہیں تو ان کو بھی جنت سے نکال سکتے ہیں۔ مگر ہم نے یہ بھی چاہا کہ ان کے انعام کو کبھی ختم نہ کیا جائے۔ اس مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوزخ کا عذاب ایک دن ختم ہونے والا ہے۔ کیونکہ دوزخیوں کو جہنم سے نکلنے کی امید دلائی گئی ہے اور جنتیوں کو کہا گیا ہے کہ انہیں نہ ختم ہونے والے انعام سے نوازا جائے گا۔

آیت کی صحیح تفسیر

یہ طویل آیت بھی صاحب مراسلہ نے اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کی ہے۔ طرز استدلال بتارہا ہے کہ آیت میں بڑی کھینچ تان کر کے عذاب کے دائمی ہونے کی نفی پر کلام کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں اس آیت کی صحیح تفسیر کا خلاصہ لکھیں جو معالم التنزیل وروح المعانی وطبری اور بحر المحیط میں استثنٰی کی بحث میں کی گئی ہے۔ تاکہ آیت کا صحیح مفہوم واضح ہوسکے۔ فرمایا کہ سعید وشقی سے مراد نیک کار اور بدکار لوگ مراد لئے جائیں۔ خواہ وہ مؤمن ہوں یا کافر اور ما کومن کے معنی میں لیا جائے۔ پس یہ معنی ہوئے کہ گنہگار کافر دوزخ میں ہوں گے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں یعنی اس کا خاتمہ کفر پر ہو جائے۔ پس اس سے یہ نتیجہ ہمارے سامنے آتا ہے کہ اطاعت پر ناز نہ کرے اور عصیان پر مایوس نہ ہو۔ اسی مفہوم کی تائید مشکوٰۃ کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔ جس کو بخاری ومسلم نے بھی نقل کیا ہے۔

"عن ابن مسعودؓ قال حدثنا رسول اللہ ﷺ...... ان احد کم لیعمل بعمل اهل الجنة حتیٰ مایکون بینه وبینها الا ذراع فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل الجنة فید خلها (مسلم ج۲ ص۳۳۲، باب القدر ص ۲۰)"

﴿حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کا نطفہ اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک رکھتے ہیں اور پھر وہ خون بن جاتا ہے۔ چالیس روز میں پھر وہ اتنی مدت میں گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار کلمات لے کر بھیجتے ہیں پھر وہ لکھتا ہے اس کا کام وعمر ورزق اور بدبختی یا نیک بختی۔ پھر اس میں روح پھونک دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ تم میں سے کوئی جنت کے عمل کرتا ہے اور یہاں تک اس کے اور جنت کے درمیان چند ذراع کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر کا لکھا پورا ہوتا ہے تو وہ اچانک دوزخ کے کام کرنے لگتا ہے۔ پس وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں کوئی شخص دوزخ کے کام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دوزخ اور اس کے درمیان چند ذراع کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر کا لکھا پورا ہوتا ہے۔ وہ جنت کے کام کرنے لگتا ہے۔ پس وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔﴾

ہم نے یہاں طویل حدیث کا ترجمہ اس لئے نقل کیا ہے۔ تاکہ اوپر والی آیت کا مفہوم پوری طرح واضح ہو جائے۔ تفسیر کا یہ اصول ہے جب کسی آیت کی تشریح منقول ہو اور آنحضرت ﷺ کا قول یا فعل موجود ہو تو پھر وہاں عقلی اور منطقی تفسیر سے کسی آیت کی تشریح کرنا جائز نہیں ہے۔ اپنے پہلے مراسلہ کے آخر میں ایک حدیث بھی اپنے دعوے کے اثبات کے لئے پیش کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے۔

غریب حدیث سے غلط استدلال

"یأتی علیٰ جهنم زمان لیس فیها احد ونسیم الصباح تحرك ابوابها (معالم التنزیل)" ﴿جہنم پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی شخص نہیں ہوگا اور بادِ نسیم صبح اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی۔﴾

یعنی اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور دوزخ کے اندر کوئی قیدی نہیں رہے گا۔ غرض کہ اسلامی تعلیم کے ماتحت جزائے نیک تو دائمی ہوگی۔ مگر دوزخ کا عذاب دائمی نہیں ہوگا۔ وہ بیشک بھیانک اور تکلیف دہ چیز ہے۔ بالآخر خدائے تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے گی اور وہ گنہگاروں کو بھی اپنے سایۂ رحمت میں لے آئے گی۔

حدیث کا صحیح مفہوم

صاحب مراسلہ نے جو حدیث پیش کی ہے ان کے دیئے ہوئے حوالہ معالم التنزیل کے عربی نسخے میں ہمیں یہ حدیث نہیں ملی۔ اگر ان کے پاس اس کا ثبوت ہے تو پیش کریں۔ ہاں البتہ اس مفہوم کے قریب جو الفاظ ہمیں ملے وہ یہ ہیں۔

”عن ابن مسعودؓ قال لیأتین علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احد وذلك بعد یلبثون فیھا أحقاباً وعن ابی ھریرة مثله معناه عند اھل السنة .... وثبت ان لا یبقیٰ فیھا احد من الایمان اماتواضع الکفار فممتلئة ابداً (معالم التنزیل ج۲ ص۱٤۱) “ ﴿ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جہنم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی آدمی نہیں ہوگا اور یہ سینکڑوں برس کے بعد ہوگا۔ اسی قسم کی روایت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے۔ علامہ بغوی لکھتے ہیں۔ اس حدیث کا مطلب اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اہل ایمان سے کوئی جہنم میں باقی نہیں رہے گا۔ لیکن کافروں سے جہنم بھری ہوئی ہوگی۔﴾

اصول حدیث کی ضرورت

احادیث سے استدلال کرنے کے لئے علماء حدیث نے چند اصول وضع کئے ہیں اور جب تک ان اصول حدیث کو سامنے نہ رکھا جائے اس وقت تک کسی حدیث سے استدلال کرنا غلطی ہے۔ جیسا کہ صاحب مراسلہ سے غلطی ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف علم حدیث اور اصول حدیث سے بالکل واقف نہیں ہیں۔ کاش کہ اس حدیث سے استدلال کرنے سے پہلے اصول حدیث کا مطالعہ کر لیتے۔ لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ اسلام کے بنیادی عقیدے کے اثبات کے لئے نص قطعی کے مقابلہ پر غریب حدیث سے استدلال کر رہے ہیں اور اسلام کے بنیادی عقیدے کی اساس اس پر قائم کر رہے ہیں۔ دیکھئے اس حدیث کے متعلق علماء و محدثین کا فیصلہ کیا ہے۔

چنانچہ صاحب معالم تنزیل ج۴ ص ۳۹۸ نے اس حدیث کے متعلق یہ لکھا ہے۔

”وقد روٰھا فی تفسیرھا عن امیر المؤمنین عمر بن الخلطاب وابن مسعود وابن عباس وابی ھریرة وعبدالله بن عمر وجابر وابی سعید من الصحابة ورد فی حدیث غریب فی معجم الطبرانی الکبیر عن ابی امامة صدی بن عجلان الباھلی ولکن سنده ضعیف وقال السدی ھی منسوخة لقوله خالدین فیھا ابداً “ ﴿اس آیت کی تفسیر میں اس حدیث کے نقل کرنے والے باوجود حضرت عمرؓ وابن مسعود وابن عباس وابو ہریرہؓ، ابن عمرو، جابر، ابوسعید ہیں۔ اس کی غریب میں شمار

کیا ہے۔ یہی حدیث معجم طبرانی کبیر میں۔ ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی سے منقول ہے۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور علامہ سدی نے کہا کہ یہ منسوخ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے خالدین فیہا ابداً لیکن علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں نسخ کے قول کو بھی رد کیا ہے اور اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔ ؏

اس حدیث کے متعلق جلیل القدر محدثین کا یہ فیصلہ ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اس حدیث سے استدلال کرنا کہاں تک درست ہے۔ اس بنیاد پر علماء حدیث نے اصول حدیث وضع کئے تاکہ حدیث کو سمجھنے اور اس سے استدلال اور اس سے احکام ثابت کرنے میں آسانی ہو اور غلطی واقع نہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں یہاں چند اصول لکھ دیئے جائیں۔ تاکہ یہ فیصلہ ہو سکے کہ صاحب مراسلہ کا اس حدیث سے استدلال کر کے اسلام کے بنیادی عقیدے کو ثابت کرنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

اصول حدیث

محدثین کرام نے لکھا ہے کہ حدیث کے دو جز ہوتے ہیں۔ ایک متن حدیث دوئم سند حدیث، متن حدیث کا مطلب آنحضرت ﷺ کے الفاظ ہیں اور سند حدیث کا مطلب ہے وہ سلسلہ روایت جو آنحضرت ﷺ سے لے کر بعد تک کے نقل کرنے والے حضرات تک متصل ایک حدیث کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ متن اور سند دونوں درست ہوں اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو۔ اگر متن میں شبہ ہے تو یہ حدیث مضطرب ہے اور اگر سند میں شبہ ہے تو یہ حدیث ضعیف ہے اور اگر متن وسند دونوں اصول حدیث کے مطابق ہوں تو یہ حدیث صحیح ہے۔ اگر صحیح حدیث کسی آیت یا حدیث متواتر یا حدیث مشہور کے معارض ہے تو آیت اور حدیث میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے تطبیق یا تاویل یا ترجیح یا تنسیخ کے اصول وضع کئے ہیں۔ ان اصول پر ان احادیث کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔ جو صحیح ومشہور یا متواتر حدیث کا درجہ رکھتی ہوں اور غریب حدیث یا ضعیف حدیث سے احکام کا اثبات نہیں کیا جا سکتا۔ اب آپ خود ہی غور کریں اور فیصلہ کریں یہ حدیث جس کے متعلق اوپر علماء ومحدثین کا فیصلہ گزر چکا ہے۔ اس سے اسلام کے بنیادی عقیدے پر کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے۔

قرآن پاک میں شبہ پیدا کرنے کی ناپاک جسارت

صاحب مراسلہ اپنے پہلے مراسلہ کے اختتام پر خود ایک شبہ قائم کر کے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا۔

"وماهم بخارجين منها (البقرة:١٦٧)" ﴿وہ (دوزخی) اس (دوزخ کی آگ) سے ہرگز نہیں نکل سکیں گے۔﴾

اس آیت سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ کیونکہ اوپر کی متعدد آیات سے مضمون واضح ہے۔ اس آیت میں صرف یہ فرمایا ہے کہ دوزخ میں سے کوئی اپنے زور سے نہیں نکل سکے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایک دن نکال دیئے جائیں گے۔ چنانچہ ایک دوسری آیت سے یہ بات ثابت ہے۔

"كلما ارادو ان يخرجوا منها اعيدوا فيها (سجدة:٢٠)" ﴿جب کبھی وہ اس (دوزخ) سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو پھر اسی کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے۔﴾

پس یہ ثابت ہوا کہ آیت میں مراد اپنی جدوجہد اور کوشش سے جہنم سے نکلنا ہے اور وہ اس طرح نہیں نکل سکیں گے۔ صرف خدا کا فضل ہی انہیں ایک دن نکالے گا۔

قرآن پاک شبہ سے پاک ہے

موصوف نے عجیب منطقی انداز سے پھر سے دعوے کو اس آیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حیرت ہے کہ آیت اپنے حکم میں نص قطعی ہے۔ اس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی خود ہی اس میں شبہ پیدا کیا اور خود ہی اس کی تاویل کر کے اس کا جواب دیا۔ یہ انداز قرآن کے شایان شان نہیں ہے۔ اگر اس انداز سے لوگ قرآن پاک کی تفسیر لکھنے لگیں تو پھر قرآن پاک بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ آیت کو اپنے اصلی مفہوم میں رکھا جائے اور اس میں کسی قسم کی تاویل یا ارادے کی قید نہ لگائی جائے۔

آیت کے متعلق کبار مفسرین کا فیصلہ

آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ یہ آیت کافر اور مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ یہ لوگ کبھی بھی دوزخ سے نہیں نکالے جائیں گے۔ اس کی تائید میں علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

"دليل على خلود الكفار فيها وانهم لا يخرجون" یہ آیت دلیل ہے کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے پر اور وہ کبھی بھی اس سے نہیں نکلیں گے۔

تفسیر مدارک میں ہے: "بل هم فيها دائمون" بلکہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے: "افادة للمبالغة في الخلود والاقناط عن الخلاص وزيادة الباء لتاكيد النفي" یہ آیت کفار کے خلود فی النار کے لئے مبالغہ کے

معنی میں ہے اور دوزخ سے عدم خلاص کے لئے مفید ہے اور بخارجین میں، باخبر کی تاکید اور نفی کی تاکید کا کام دے رہی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں اتنے بڑے عظیم المرتبت مفسرین کے فیصلہ کے بعد صاحب مراسلہ کی تاویل کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ اس انداز سے دوسری آیت میں ارادے کی قید لگائی ہے اور اس آیت کو بھی اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کیا ہے کہ جب بھی اہل جہنم اپنے ارادے سے جہنم سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے ارادے سے ان کو جہنم سے نکالیں گے۔ یہ تفسیر خود ساختہ ہے۔ کلام الٰہی کو اپنے منشاء کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور آیت جو کہ مطلق ہے اس کو ارادے کی قید سے مقید کرنا اصولی غلطی ہے۔ جب کہ مطلق کو مقید کرنا خبر آحاد سے بھی جائز نہیں ہے اور اس انداز سے آیت کی تفسیر بیان کرنا تحریف معنوی کے مرادف ہے۔ اس آیت کے سیاق وسباق پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے مصداق وہ لوگ ہیں جو آخرت کے دن کو بھلا کر دنیا کے عیش ونشاط میں غرقاب ہوکر دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسی بنیاد پر جمہور مفسرین نے آیت سے خلود فی النار مراد لیا ہے اور یہی اصل منشاء الٰہی ہے۔

ہم نے اپنے پہلے جواب میں صاحب مراسلہ کی پیش کردہ غریب حدیث پر مکمل جرح وتنقید کی تھی۔ اس کے جواب الجواب پر ربوہ کے عبدالحمید صاحب نے لکھا۔

اس سوال کے جواب میں اثباتی رنگ میں قرآن مجید کی ایک آیت یا کوئی غریب حدیث بھی پیش نہیں کی گئی ہے۔ تاکہ دیکھا جائے کہ عذاب جہنم کے دائمی ہونے کا استدلال کس سے کیا جاتا ہے۔

اہل حق کا مسلک

ہم نے اس چیلنج کے جواب میں ۲۱ آیات اور ۵ صحیح احادیث پیش کی تھیں اور ساتھ ہی ہم نے اس کی دعوت دی تھی کہ حق کی طرفداری اور حق پسندی اسی میں ہے کہ اب آپ اس کو قبول کریں۔ لیکن ہماری یہ آرزوئیں پوری نہ ہوئیں اور ربوہ سے ہمارے جواب الجواب کا جواب نہیں آیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ حق واضح ہوگیا۔ لیکن ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا گیا۔

اہل حق علماء کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ غریب حدیث یا تاویل کا سہارا لے کر اپنے مسلک کی بنیاد اس پر قائم کریں۔ بلکہ علماء حق نے ہمیشہ صحیح روایات اور واضح آیات ہی پر اپنے مسلک کی بنیاد

رکھی ہے یہ تو صرف غیر مسلم اقلیتی فرقوں کا کام ہے۔ جنھوں نے اسلام کے نام پر اپنے الگ مذہب کی بنیاد رکھی اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی، خاص طور پر دین مرزائیت کی تمام بنیاد غلط تاویل موضوع احادیث یا ضعیف روایات پر قائم ہے۔ بہرحال ہم نے ادنیٰ کوشش سے یہ چند صحیح احادیث تلاش کی ہیں جو کہ عذاب جہنم کے دائمی ہونے پر نص قطعی ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

۱...... ”عن جابر بن عبدالله قال سمعت رسول اللهﷺ يقول من لقى الله لا يشرك به شيئاً دخل الجنة ومن لقيه يشرك به شيئاً دخل النار (رواه مسلم ج ۱ ص ٦٦)“ ﴿حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہﷺ فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملتا ہے۔ اس حالت میں کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حالت میں اللہ سے ملے کہ اس نے اس کے ساتھ شرک کیا ہو تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔﴾

امام نوویؒ شارح مسلم نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ:

۲...... ”فالمراد به دخول الكفار وهو دخول الخلود ومن شرب سما فقتل نفسه فهو يتحساه فى نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ومن تردىٰ من جبل وقتل نفسه فهو يتردىٰ فى نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابداً (رواه مسلم ج ۱ ص ٧٢)“ ﴿اس دخول سے مراد کفار کا دخول ہے جو ہمیشہ کے لئے ہوگا۔ جو شخص زہر پیتا ہے بس وہ اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے تو وہ جہنم میں اس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیتا رہے گا۔ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اور جو شخص اپنے آپ کو کسی پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دیتا ہے تو وہ جہنم میں اسی طرح اپنے آپ کو پہاڑ سے گراتا رہے گا اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔﴾

امام نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”انه محمول على من فعل ذالك مستحلاً مع علمه بالتحريم فهذاً كافرو لهذه عقوبة“ ﴿یہ دائمی عذاب اس کو اس وجہ سے ہوگا کہ یہ خودکشی کو جائز سمجھتے ہوئے کرتا ہے تو پس یہ کافر ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ سزا اس کو ملی۔﴾

اس حدیث سے کس قدر واضح ثبوت ملتا ہے کہ کفار کے لئے عذاب دائمی ہوگا اور اس

تاکید کے لئے خالداً ابداً جیسے الفاظ لائے گئے۔ تاکہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جاسکے اور یہ بات یقینی ہے۔ جب مکین کے لئے دوام یقینی ہے تو مکان کا دائمی ہونا بھی ضروری ہے۔

موت کے لئے بھی فنا ہے

۳...... **”عن ابی هریرةؓ قال، قال رسول اللهﷺ یؤتیٰ بالموت یوم القیامة فیوقف علی الصراط فیقال یا اهل الجنة فیطلعون نخائفین وجلین ان یخرجوا من مکانهم الذی هم فیه ثم یقال یا اهل النار فیطلعون مستبشرین فرحین ان یخرجوا من مکانهم الذی هم فیه فیقال هل تعرفون هذا قالوا نعم هذا الموت قال فیؤمربذبح فیذبح علی الصراط ثم یقال للفریقین کلاهما خلود فیما تجدون لا یموت فیها ابداً (سنن ابن ماجه ص ۳۲۱)“** ﴿حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور اس کو پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا۔ پس اہل جنت سے خطاب کیا جائے گا۔ پس وہ ڈرتے اور لرزتے ہوئے دیکھیں گے کہ کہیں ہم کو جنت سے نکالا تو نہیں جارہا۔ پھر اہل جہنم سے خطاب کیا جائے گا۔ وہ اس کو بشارت سمجھ کر جہنم سے نکلیں گے۔ خوشی سے دیکھیں گے۔ پس ان سب سے کہا جائے گا کہ تم اس کو جانتے ہو جواب میں کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر موت کے لئے حکم دیا جائے گا کہ اس کو ذبح کر دیا جائے اور دونوں فریق سے کہا جائے گا کہ تم سب جس حالت میں ہو اسی میں ہمیشہ رہو گے۔ اب تم کو کبھی موت نہ آئے گی۔﴾

اس کے علاوہ یہی روایت مجمع الزوائد ومنبع الفوائد میں ص۳۹۶۱ پر **باب الخلود لاهل النار فی النار واهل الجنة فی الجنة** میں حضرت انسؓ سے منقول ہے۔ اس حدیث کے متعلق نورالدین علی بن ابی بکر الهیثمی نے لکھا ہے: **”رواه ابویعلیٰ والطبرانی فی الاوسط بنحوه والبزار ورجالهم رجال الصحیح“** اس روایت سے ابویعلی اور طبرانی نے اوسط میں اسی طرح اور بزار نے نقل کیا ہے اور اس روایت کے سب رواۃ ثقہ اور صحیح ہیں۔

کافر اہل جہنم کے لئے عذاب دائمی ہونے پر دلیل

۴...... **”عن عبدالله بن مسعودؓ قال قال رسول اللهﷺ لو قیل لاهل النار انکم ماکثون عدد کل حصاة فی الدنیا لفرحوا بها ولو قیل لاهل الجنة انکم**

ماکثون عدد کل حصاة لحزنوا لکن جعل لهم الأبد (رواه الطبرانی کبیر ج ۱۰ ص ۱۸۰، حدیث نمبر ۱۰۳۸٤) ”﴿حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اہل جہنم سے کہا جائے کہ تم دنیا میں ان کنکریوں کی تعداد کے بقدر رہو گے تو وہ خوش ہوں گے اور اگر اہل جنت سے کہا جائے کہ تم ان کنکریوں کی تعداد کے بقدر رہو گے تو وہ غمزدہ ہو جائیں گے۔ لیکن سب کے لئے ہمیشہ اپنی اپنی جگہ میں رہنا ہوگا۔﴾

کافر اور مشرکین کے لئے جہنم میں محدود وقت کی نفی

اس حدیث سے جہاں دونوں فریقین کے لئے جنت اور دوزخ میں دائمی رہنا ثابت ہے۔ وہاں اہل جہنم کے لئے محدود یا معین مدت کی بھی نفی ہے۔ اس لئے رسول اقدس ﷺ نے کنکریوں کی مثال دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ اہل جنت اور اہل جہنم کے لئے جہنم وقتی یا عارضی یا محدود یا متعین وقت کے لئے نہیں ہے بلکہ دونوں فریقین دائمی طور پر رہیں گے۔ جس طرح اہل جنت کبھی جنت سے نہیں نکالیں جائیں گے اسی طرح اہل جہنم کافر و مشرکین بھی کبھی جہنم سے نہیں نکالیں جائیں گے۔ اس نص صریح کے مقابلہ پر صاحب مراسلہ کی دلیل ملاحظہ ہو۔ اپنے دوسرے مراسلہ میں لکھتے ہیں۔

ہٹ دھرمی کی مثال

لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کے متعلق فرمایا ہے: ”**لبثین فیها احقابا (النبا:۲۳)**“ ﴿یعنی برسوں جہنم میں رہتے چلے جائیں گے۔﴾

احقاب جمع حقب کی ہے اور اس کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں **ثمانون سنة** یعنی ۸۰ سال **مائته عشرون سنة** یعنی ۱۲۰ سال **وقیل الستون** یعنی ۶۰ سال ایک صدی یا کئی صدیاں ان معانی کی رو سے آیت کے معنی یہ بنتے ہیں کہ جہنمی صدیوں یا کئی سال جہنم میں رہتے چلے جائیں گے جو بھی معنی کئے جائیں معین اور محدود عرصہ بنتا ہے۔

صاحب مراسلہ کے اس منطقی اور منفی انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ غلط تاویل کرنے میں قرآن پاک کی عظمت کا بھی لحاظ نہیں کرتے اور اپنے خودساختہ عقیدے کے اثبات کے لئے کلام الٰہی میں تاویل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ حالانکہ اجماعی طور پر یہ عالم اسلام کا عقیدہ رہا ہے کہ محدود عذاب صرف گنہگار مؤمنوں کے لئے ہوگا۔

۵...... ”**وعن عبداللہ بن عمرو قال ان اهل النار یدعون ما لکا فلا**

یجیبنّهم اربعین عاماً ثم یقول انکم ماکثون ثم یدعون ربهم فیقولون ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظالمون فلا یجیبهم ثم یقول اخسؤا فیها ولا تکلمون ثم ییائس القوم فما هو الا الزفیر والشهیق تشبه اصواتهم اصوات الحمیر ولها شهیق وآخرها زفیر (الترغیب والترهیب ج ٤ ص٣٩٢، حدیث نمبر ٥٤٣٢) ” ﴿حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا اہل جہنم مالک (داروغہ جہنم) کو پکاریں گے۔ پس وہ ان کو چالیس سال تک جواب نہ دے گا۔ پھر وہ کہے گا کہ بیشک تم یہیں رہو گے۔ پھر وہ اپنے پروردگار کو پکاریں گے۔ اے ہمارے رب تو ہم کو اس سے نکال۔ پس اگر اس کے بعد ہم پھر لوٹے تو پس ہم ظالم ہوں گے پس ان کو کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ پڑے رہو اس میں ذلت کے ساتھ اور مجھ سے بات نہ کرو پھر وہ قوم مایوس ہو جائے گی۔ پس ان کے لئے کچھ نہ ہوگا۔ سوائے اس کے وہ چیخیں گے اور چلائیں گے اور ان کی آواز گدھے کی آواز کے مانند ہوگی۔ اس کی آواز شہیق اور آخری آواز زفیر ہوتی ہے۔﴾

ہم نے یہاں پانچ حدیثیں پیش کی ہیں جو دوام کے معنی کے لئے نص صریح ہیں۔ حدیث نمبر۳ میں لفظوں کے اعتبار سے جو تاکید ہے وہ ایسی ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ پہلا لفظ **کلاهما** دوئم **خلود** سوئم **ابداً** یہ تینوں الفاظ تاکید کے لئے استعمال ہوئے ہیں اور جب خالدین کے ساتھ ابداً کا لفظ استعمال ہو تو دوام کے معنی کی تعیین ہو جاتی ہے۔ اس طرح معنوی اعتبار سے بھی تاکید ہے۔ جب کہ موت کو دونوں فریقوں کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا۔ تو اب ہر فریق یہ یقین کرے گا۔ پس ہمارا ٹھکانہ یہی ہے۔ اس کے بعد نکلنا نہ ہوگا۔ طوالت کے خوف سے ہم نے صرف پانچ احادیث پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ورنہ ہمارے مؤقف کی تائید میں اور بھی احادیث ہیں جو کہ کتب احادیث کے ذخیرہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مغالطہ کی بدترین مثال

صاحب مراسلہ نے اپنے دوسرے مراسلہ میں یہ بھی ادّعا کیا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں ہے لکھتے ہیں۔

آپ نے اس پر زور دیا ہے کہ عذاب جہنم دائمی ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف نقلی وعقلی دلائل پیش کرنا درست نہیں ہیں۔ حالانکہ بعض مفسرین کا اس عقیدہ کو بیان کر دینا اجماع نہیں کہلا سکتا۔ یہ مسئلہ ایک خالص علمی مسئلہ ہے اور علمی مسائل میں بھی اجتہاد کا

دروازہ بند نہیں کیا جاسکتا۔

آپ نے یہاں کس قدر مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ جس مسئلہ پر امت کے اکثر علماء نے اتفاق کیا ہے۔ آپ اس کو بعض مفسرین کا عقیدہ بتارہے ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل ہم نے امام نوویؒ کا فیصلہ لکھا ہے کہ انہوں نے اس کو جمہور امت کا فیصلہ قرار دیا ہے اور سید سلیمان ندویؒ جن کو آپ نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ ان کا فیصلہ سیرت النبی میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عذاب جہنم کافر ومشرکین کے لئے دائمی ہوگا اور اسی کو جمہور امت کا فیصلہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ سید سلیمان ندویؒ اپنی مشہور کتاب (سیرت النبی ص۷۹۹) پر جمہور کا مسلک عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں۔

عذاب کے دائمی ہونے پر سید سلیمان ندویؒ کا مؤقف

”یہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس جماعت کا خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عمومی کی معتقد ہے، جمہور کا مسلک اس سے کچھ مختلف ہے۔ اس کے نزدیک بہشت کی طرح دوزخ بھی ہمیشہ باقی رہے گی اور ان لوگوں کو جو شرک وکفر کے مرتکب ہوں گے کبھی دوزخ سے نجات نہیں ملے گی۔“

لیکن ابتداء میں خود سید سلیمان ندویؒ صاحب نے سیرت النبی میں جمہور کے مسلک کو اختیار نہیں کیا تھا۔ سیرت النبی میں اس مسئلہ پر پوری بحث پڑھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ندوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ محض ایک اظہار خیال کے درجہ میں لکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس بحث کا آغاز کیا تو ڈرتے ہوئے اس دعا کے ساتھ قلم اٹھایا ہم اس دعا کو یہاں سیرت النبی مطبوعہ اعظم گڑھ کے حاشیہ ص۷۸۰ سے نقل کررہے ہیں۔ جو خود ندوی صاحب کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ ندوی صاحب نے حاشیہ کے ابتداء میں اپنے مؤقف کی حمایت میں سلف میں سے، اہل سنت کے ایک مختصر گروہ کو پیش کیا ہے اور متاخرین میں حافظ ابن قیم کو سب سے بڑا مؤید قرار دیا ہے۔ آخر میں اپنے حاشیہ کو سمیٹتے ہوئے یہ دعا کی ہے۔

”میں نے اس باب کو بہت ڈرتے ڈرتے لکھا ہے کہ اس میں اجمال الٰہی کی تصریح کا جرم عائد ہوتا ہے۔ اگر یہ اختیار کردہ پہلو حق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے اور توبہ کی توفیق بخشے اور اپنی مراد کا دروازہ مجھ پر کھولے۔“

ندوی صاحب کی اس دعا کے بعد یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ لکھا وہ اپنی ایک رائے کی حیثیت سے لکھا۔ جس میں خود ان کو یقین واذعان حاصل نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور جب سید صاحب کا تعلق حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب نوراللہ مرقدہ کے ساتھ ہوا اور حضرت کی خدمت میں بغرض ذکیہ نفس حاضر

ہوئے اور حقائق منکشف ہوئے تو حضرت کی خدمت میں جہنم کے دائمی ہونے پر استفسار کیا اور کئی بار سوال وجواب کا تبادلہ ہوا اور جب اطمینان ہو گیا کہ جمہور کا مسلک زیادہ واضح ہے تو فوراً رجوع کرلیا۔ ہم یہاں طوالت کے خوف سے پورے سوال وجواب نقل نہیں کر سکتے ہیں۔ صرف حوالہ اور کچھ اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ بقیہ تفصیل آپ خود اصل کی مراجعت سے معلوم کر سکتے ہیں۔

(بوادر النوادر جہ ص ۱۲۱) پر ندوی صاحب نے حکیم الامت ان الفاظ میں سوال لکھ کر بھیجا۔

"مجھے چند روز سے ایک خلجان سا رہتا ہے اور باوجود غور وفکر کے اطمینان نہیں ہوتا۔ وہ یہ ہے...... "کل شیء هالك الا وجه" بھی نص صریح ہے۔ جس میں احتمال تاویل نہیں معلوم ہوتا اور مومنین کے لئے خلود فی الجنۃ اور کفار کے لئے خلود فی النار بھی منصوص ہے۔" آخر میں سوال کو ختم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "اس لئے متحیر ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ جناب والا اس کی طرف توجہ سے سرفراز فرمائیں اور عاجز کی خلجان سے نجات بخشیں۔"

سید سلیمان صاحب ندویؒ کے سوال میں اس حقیقت کا اعتراف صاف نظر آرہا ہے کہ جس طرح خلود فی الجنۃ نص صریح ہے۔ اسی طرح خلود فی النار بھی نص صریح ہے۔ لیکن ایک خارجی عارض نے خلجان میں ڈال دیا۔ جس کے حل کرانے کے لئے اپنے مرشد حکیم الامت سے رہنمائی حاصل کی اور جب اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تو تسلی ہو گئی اور فنائے جہنم کے مسئلہ سے رجوع کیا اور سیرت النبی کے طبع ثانی کے لئے دیباچہ لکھا تو اس کا اعتراف کیا سیرت النبی کی جلد چہارم کا دیباچہ لکھتے ہوئے اس کا اعتراف ان الفاظ میں کیا کہ:

جہنم کے دائمی ہونے پر سید سلیمان ندویؒ کا اقرار

"میرا دل اضطراب کے عالم میں تھا کہ ایسے مشکل وپیچیدہ راستہ میں معلوم نہیں۔ میرا قلم کہاں کہاں بہکا اور قدم نے کہاں کہاں ٹھوکر کھائی ہے۔ لیکن الحمد للہ والمنۃ کہ سوائے دوزخ کی ابدیت وغیر ابدیت کے ایک مسئلہ کے جس میں جمہور کی رائے ہمارے ساتھ نہ تھی۔"

غرض کہ ہم نے یہاں ندوی صاحب کی یہ عبارت اس لئے نقل کی ہے کہ آپ نے "عذاب جہنم دائمی نہیں ہے" کو جمہور کا مسلک بتایا ہے اور ندوی صاحب جن کو آپ نے اپنے ساتھ شامل کیا ہے۔ وہ اس کو ایک مختصر گروہ کا مسلک بتا رہے ہیں جو کہ جمہور کے خلاف ہے۔ ہمیں حیرت ہے۔ آپ کے ہاتھ کی صفائی پر کہ سیرت النبیؐ سے اپنے مطلب کی بات تو اخذ کرلی اور مقصد کی بات سے چشم پوشی کرلی۔ فیا اسفیٰ علی ضیاع الحق!

ہم نے سید سلیمان صاحب ندویؒ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اور ان کی تصنیف سیرت

النبی سے جو اقتباس نقل کیا ہے۔ وہ صرف اس مقصد کے پیش نظر کیا ہے کہ آپ نے جن کو اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کیا ہے وہ خود آپ کے مؤقف کے خلاف ہیں اور ان کا مسلک جہنم اور عذاب کے دائمی ہونے میں جمہور کے مسلک کے مطابق ہے۔ جیسا کہ صاحب معالم التنزیل وروح المعانی اور دیگر مشاہیر امت نے اجماع نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ نے مسلم کی شرح ص ۱۰۴ پر لکھا ہے۔

جہنم کے دائمی ہونے پر امت کا اجماع

"**هذا مختصر جامع لمذهب اهل الحق فى هذه المسئلة وقد تظاهرت ادلة الكتاب والسنة واجماع من يعتقد به على هذه القاعدة وتواترت بذلك نصوص بتحصل العلم القطعى فاذا تقررت هذه القاعدة حمل عليها جميع ماورد من احاديث الباب وغيرها فاذ ورد حديث فى ظاهره مخالفة لها وجب تاويله عليها ليجمع بين نصوص الشرع**" اہل حق کے مذہب کا اس مسئلہ میں یعنی (جہنم اور عذاب کے دائمی ہونے میں) اور اس میں کتاب وسنت اور اجماع کے دلائل ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس شخص کے لئے جو اس اصول پر اعتقاد رکھے جو اوپر امام نووی نے عذاب جہنم کے کفار کے لئے دائمی ہوتے ہیں۔ بیان کیا ہے اور اس اعتقاد پر نص قطعی تواتر کے درجہ میں موجود ہیں۔ جب یہ بات واضح ہوگئی تو اب اس قاعدہ پر تمام احادیث باب کو اور دیگر احادیث کو اسی پر محمول کیا جائے گا اور جب کوئی حدیث اس مسئلہ کے بظاہر مخالف پیش آئے تو اس میں تاویل کرنا واجب ہو جاتی ہے۔ تاکہ تمام نصوص شرعیہ کے درمیان تطبیق ہو جائے۔

امام نووی، مسلم کے شارح اور فن حدیث میں اپنے دور کے امام وقت تھے۔ ان کا قول امور شرعیہ میں حجت مانا جاتا ہے۔ اس لئے ان کے اس فیصلہ کے بعد یہ کہنا کہ چند علماء کا مسئلہ ہے۔ حقائق سے انحراف ہے جو کسی بھی سلیم الطبع انسان کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس کے بعد صاحب مراسلہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ: "یہ خالص علمی مسئلہ ہے اور علمی مسائل میں اجتہاد کا راستہ بند نہیں کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ کئی مسائل میں علماء امت کا اختلاف رہا ہے اور اب بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے نفس مسئلہ کے متعلق عقلی ونقلی دلائل کو پیش کرنا چاہئے تاکہ اصل حقیقت واضح ہو سکے۔"

اس سلسلہ میں یہ بات کہنا کہ یہ خالص علمی مسئلہ ہے۔ اس سے کس ذی علم کو انکار ہوگا۔ اصل بات قابل غور یہ ہے کہ جب علمی مسائل میں علماء کے درمیان نزاع پیدا ہو تو کس

فریق کی بات تسلیم کی جائے۔ اس کا فیصلہ خود آپ نے کیا ہے کہ نفس مسئلہ کے متعلق نقلی و عقلی دلائل پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہئے کہ مسئلہ کی جو شق نقلی و عقلی دلائل کی روشنی میں راجح ہو اسی کو اختیار کر کے اسی پر اعتقاد قائم کیا جائے اور اسی کو معمول بہ بنایا جائے۔ چنانچہ اس اصول کی بنیاد پر ہم نے اس مسئلہ کی ترجیح اور تاکید کے لئے قرآن و حدیث سے نقلی دلائل پیش کئے ہیں اور ان دلائل کے پیش کرنے میں ہم نے اس کا اہتمام کیا ہے کہ وہ دلائل پیش کئے ہیں۔ جو خود آپ کے نزدیک بھی مسلم ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمیں خدشہ ہے کہ آپ جس مذہب کے اسٹیج سے لکھ رہے ہیں اس دین مرزائیت کی بنیاد ہی تاویلات فاسدہ پر قائم ہے۔ اس لئے ممکن ہے یہ دلائل بھی آپ کے لئے قابل قبول نہ ہوں۔

عقلی دلائل کے لئے معیار کیا ہونا چاہئے

آپ نے لکھا ہے کہ علمی مسائل میں عقلی دلائل بھی ہونا چاہئیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن عقلی دلائل کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ان کی حیثیت کو سمجھا جائے۔ اس لئے کہ اسلام میں فتنہ کا دروازہ اس وقت سے کھلا جب سے لوگوں نے اسلامی احکام اور اعتقاد کو خالص عقلی انداز میں سمجھنا شروع کیا اور یہ غلو یہاں تک بڑھتا گیا کہ یہ لوگ عقل کے پرستار بن گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ انہوں نے عقل کو معیار کل اور احکام کے لئے اثبات کا ذریعہ بنایا۔ اگر بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے عقل انسانی ہی کافی ہوتی تو پھر انبیاء اور رسولوں اور وحی الٰہی کی ضرورت باقی نہ رہتی۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ عقل جہاں اپنی تمام صلاحیتوں کے ساتھ ناکام ہوتی ہے وہاں سے وحی الٰہی بنی نوع انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔

اسلام میں عقل سلیم کا مقام

لیکن اسلام چونکہ ایک عالمگیر اور فطری مذہب ہے۔ اس لئے اس نے انسانی فطری تقاضوں کو دبایا نہیں بلکہ ان کی اصلاح کر کے ان کی ہمت افزائی کی ہے۔ اسی بنیاد پر اسلام نے انسانی جوہر عقل سلیم کو عضو معطل بنا کر نہیں چھوڑا جس طرح دیگر مذاہب عالم نے عقل کے ساتھ ناانصافی کی۔ اسلام نے عقل صلاحیتوں کو جائز مقام دیا اور یہ تعلیم دی کہ عقل انسانی مذہبی اعتقاد میں مؤید ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن مثبت نہیں ہو سکتی ہے۔

یہی حال صاحب مراسلہ کا بھی ہے کہ اعتقادی مسئلہ کو عقلی دلائل کی روشنی میں سمجھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ جب کوئی بات قرآن و حدیث سے ثابت ہو جائے تو پھر اس کے اثبات کے

لئے عقلی دلائل کا سہارا لینا اسلام میں کفر والحاد کو دعوت دیتا ہے۔ اس لئے علماء حق نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ عقلی دلائل سے اسلامی احکام کی تائید کی جا سکتی ہے۔ لیکن احکام کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

جہنم کے دائمی ہونے پر عقلی دلائل

عقلی دلائل سے اسلامی احکام کی تائید کی جا سکتی ہے۔ لیکن احکام کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال جب ہم اس مسئلہ پر بغرض تائید غور کرتے ہیں تو عقل سلیم ہمارے مؤقف کی تائید کرتی ہے اور یہ نتائج سامنے آتے ہیں کہ اگر جہنم کو اور عذاب کو دائمی تسلیم نہ کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ محدود سزا پانے کے بعد تمام انسان جنت میں داخل ہوں گے تو اس خیال سے کفار کو اپنے کفر پر اور گنہگاروں کو اپنے گناہوں پر جرأت ہو جائے گی۔ اس طرح لوگوں میں کفر ومعصیت اور عام ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ فطری قانون ہے کہ جب سزا میں تخفیف ہوتی ہے تو نافرمانی پر جرأت بڑھ جاتی ہے اور جہنم کے فنا ہونے کا مطلب یقیناً سزا میں تخفیف ہے۔ اس کا عام مشاہدہ ہے۔ جب ملک کا حاکم جرائم یا بغاوت کی سزا کے نفاذ میں نرمی اختیار کرتا ہے تو جرائم کی کثرت بڑھ جاتی ہے اور قوم کے غدار لوگ بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ پس یہی حالت اللہ تعالیٰ کے ان نافرمان بندوں کی ہے۔ جو کفر اختیار کرتے ہیں اور اپنے اختیار سے دیدہ ودانستہ معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں اور علی الاعلان اس سے بغاوت کرتے ہیں۔ اگر اس حالت میں ان کو اس طرح نہ ڈرایا جائے کہ اگر تم اپنے کفر اور معصیت پر اسی طرح قائم رہے تو یاد رکھو ایک دن ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے اور پھر کسی صورت سے بھی جہنم سے خلاصی نہ ہوگی اور ہمیشہ کے لئے عذاب میں مبتلا رہو گے۔ الغرض کفار اور مشرکین کے لئے دائمی عذاب ان کے شرک وکفر جیسے بڑے گناہ کے عین مطابق ہے۔ اس لئے کہ عام اصول ہے کہ جرم جتنا بڑا ہوگا سزا اتنی بڑی ہوگی۔

دوسری دلیل یہ ہے اگر کفار کو بھی سزا پانے کے بعد جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو اس طرح اہل جنت اور اہل کفر دونوں برابر ہو جائیں گے اور اس کی نفی تو خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

”أفنجعل المسلمين كالمجرمين مالكم كيف تحكمون (قلم:۳۵،۳۶)“ ﴿پس کیا ہم فرمانبردار اور نافرمان دونوں کو برابر کر دیں گے۔ کیا ہوا تمہیں تم کیا خراب فیصلہ کرتے ہو۔﴾

اگر اس آیت پر غور کیا جائے تو یہی آیت کافی ہے۔ اس لئے کہ ایک مسلم ہے اور ایک

مجرم ہے۔ مسلم وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو ایک اللہ کے حوالہ کر دیتا ہے اور پوری زندگی اس کی مرضی کے مطابق گزارتا ہے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور عطاء کا مستحق بن جاتا ہے۔ دوسری طرف مجرم ہے جو سرے سے ہی اللہ تعالیٰ کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ ہر قدم پر اس کی مخالفت اور اپنے نفس کی اتباع کرتا ہے۔ اس طرح یہ شخص اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق بن جاتا ہے۔ اب اگر مرنے کے بعد دونوں کو ایک ہی مقام دیا جائے تو یہ حق تلفی نہیں ہوگی؟ یقیناً یہ بات اللہ جل شانہ کی شان کے خلاف ہے۔ عذاب جہنم کے دائمی ہونے پر صاحب مراسلہ نے سب سے بڑا اعتراض یہ کیا ہے کہ اگر عذاب جہنم کو دائمی تسلیم کیا جائے تو محدود اعمال کی غیر محدود سزا دینا لازم آتا ہے اور یہ عدل وانصاف کے خلاف ہے۔

عذاب کے دائمی ہونے کی نفی پر عقلی دلیل

لکھتے ہیں: قرآن مجید اور احادیث سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ جنت چونکہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس لئے وہ دائمی ہے اور انسان کے محدود اعمال کی غیر محدود جزا خدا تعالیٰ کی صفت رحم ہے۔ مگر جہنم دائمی نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کے محدود برے اعمال کی سزا غیر محدود ظلم ہوگی۔

عقلی دلیل کا جواب

یہ عقلی اعتراض اس انداز سے کرنا ابہام پیدا کرتا ہے۔ اس لئے کہ غیر محدود سزا صرف کفار کو ملے گی۔ بقیہ وہ حضرات جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ وہ ضرور جنت میں داخل ہوں گے۔ البتہ کفار کے لئے یہ غیر محدود سزا عدل وانصاف کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ ان کا کفر پر تاحیات قائم رہنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اگر ان کو دنیا میں دائمی حیات بھی حاصل ہوتی تو یہ تب بھی کفر پر ہی قائم رہتے۔ اللہ جل شانہ نے اس حقیقت کو اس آیت میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"ومن الذين اشركوا يود احدهم لو يعمّر الف سنة وماهو بمزحزحه من العذاب ان يعمّر (بقرة:۹۶)" ﴿مشرکین میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ایک ہزار برس تک کی عمر پائے۔ حالانکہ یہ اس قدر عمر اس کو عذاب سے نہیں بچا سکتی ہے۔﴾

اس آیت میں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ مشرکین اپنے کفر وشرک پر اس حد تک قائم ہیں کہ اب وہ کسی صورت میں بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ جب ان کو عمر کا طویل حصہ ملا اور ہدایت کے لئے رسل اور انبیاء علیہم السلام آئے تو انہوں نے ہدایت قبول نہیں کی۔ اس طرح اگر ان کو ایک ہزار برس کی بھی عمر مل جائے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی نیت ہی

کفر وشرک پر قائم رہنے کی تھی۔ اس لئے اگر ان کو مژدہ بھی سنا دیا جاتا کہ تم کو دنیا میں دائمی حیات حاصل ہوگئی تو بھی یہ کفر وشرک پر قائم رہتے۔ لیکن دنیا میں چونکہ کسی کو دائمی حیات حاصل نہیں ہوگی۔ یہ مشیت الٰہی کے خلاف ہے۔ اس لئے ان کی اسی نیت پر فیصلہ کیا جائے گا کہ ان کا کفر وشرک اور برے اعمال غیر محدود مدت تک قائم رہتے اگر ان کو دائمی حیات حاصل ہوتی۔ لیکن دنیا میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ان کے غیر محدود کفر وشرک کی نیت کی بناء پر ان کو غیر محدود دائمی عذاب ہوگا اور چونکہ اعمال کا مدار نیت پر ہی ہوتا ہے اور اعمال کا فیصلہ بھی نیت کے صحیح یا غلط ہونے پر ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”انما الاعمال بالنیات (بخاری ج۱ ص۲)“ ﴿اعمال کا مدار نیتوں پر ہی ہوتا ہے۔﴾

اسی طرح اہل جنت کو جو دائمی نجات ملے گی وہ بھی اہل ایمان کے ایمان پر غیر محدود زمانے تک رہنے کی نیت پر ملے گی۔ کیونکہ اگر اہل ایمان کو دنیا میں دائمی حیات حاصل ہوتی تو وہ یقیناً دائمی طور پر ایمان پر قائم رہتے۔ درمیان میں تیسرا گروہ ان حضرات کا ہے جو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ گنہگار بھی ہوں گے۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا معاملہ فرمائیں گے۔ معمولی سزا دے کر جنت میں داخل فرمائیں گے اور کسی کو بغیر سزا کے معاف فرمادیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء (البقرہ:۲۸۴)“ ﴿پس اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں معاف فرماتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں سزا دیتے ہیں۔﴾

اس کے بعد صاحب مراسلہ نے اپنے مؤقف کی تائید میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث پیش کی۔

”للرحمة خلقهم ولم یخلقهم للعذاب“ ﴿اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رحم کے لئے پیدا کیا ہے۔ عذاب کے لئے نہیں پیدا کیا۔﴾

اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”دنیوی حکومتیں کسی کے جرم کے مطابق سزا دیتی ہیں اور جرم سے زائد سزا دیں تو وہ ظالم کہلاتی ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی ہی حکومت اس قدر ظالم ہے کہ محدود اعمال کی غیر محدود سزا دے عقل اس خیال کی سختی سے تردید کرتی ہے۔“

آپ نے اس روایت سے جو استدلال کیا ہے وہ خود آپ کے نزدیک بھی مسلم نہیں ہے۔ کیونکہ ابن عباسؓ کی حدیث سے جو استدلال آپ نے کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس روایت سے مطلق عذاب کی نفی ہورہی ہے۔ حالانکہ وقتی اور محدود عذاب کے تو آپ بھی قائل ہیں۔ جس کو آپ نے اپنے مراسلہ میں روحانی اصلاح کے لئے ہسپتال کی حیثیت دی ہے تو

معلوم ہوا کہ صاحب مراسلہ خود اس حدیث پر صحیح عقیدہ نہیں رکھتے ہیں اور فہم وحدیث میں ان سے تقصیر ہوئی اور اس تقصیر کی بنیاد پر غلط استدلال کیا ہے۔ اگر مذکورہ حدیث کو اپنے ظاہری مفہوم میں لیا جائے تو یہ حدیث بظاہر نص صریح قرآن پاک کی اس آیت کے خلاف معلوم ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر جن وانس کو عذاب کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

''ولقد ذرأنا لجهنم كثيراً من الجن والانس ''اور البتہ ہم نے پیدا کئے ہیں۔ بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم جن وانس کی ایک بڑی تعداد جہنم میں جائے گی اور آپ کی پیش کی ہوئی حدیث عذاب کی مطلق نفی کرتی ہے تو اب فیصلہ خود صاحب مراسلہ کریں۔ جب قرآن وحدیث میں اس جیسا باہمی تعارض ہو تو کس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس بنیاد پر علم اصول حدیث وضع کئے تا کہ جو ظاہری تعارض یا عدم مطابقت پائی جاتی ہے۔ اس کو دور کیا جائے۔ ان اصول کو ہم پچھلے صفحات میں قدرے تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔

بہر حال اگر حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تو یقیناً قرآن پاک کی آیت کو ترجیح دی جائے گی اور حدیث میں تاویل کی جائے گی اور وہ تاویل یہ ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان رحمت سے بعید ہے کہ تمام مخلوق کو جہنم میں ڈال دے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بہت سے انسانوں کے گناہ معاف فرما کر جنت میں داخل کریں گے۔ لیکن وہ لوگ جن کا کفر وشرک کی حالت میں انتقال ہوا۔ جن کی تعداد از روئے قرآن زیادہ ہے۔ یہ سب جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ الغرض مذکورہ حدیث سے مراد لوگ ہیں۔ جن کی نیکیاں اور برائیاں دونوں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو معاف فرما کر جنت میں داخل فرمائیں گے اور آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا کفر وشرک کی حالت میں انتقال ہوا۔ ان کو جہنم کا دائمی عذاب ہوگا۔ اس حدیث کی شرح کرنے کے بعد صاحب مراسلہ نے اللہ تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کی حکومت پر قیاس کیا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری مثال نہیں ہے اور نہ کوئی مجھ جیسا ہے کائنات میں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''لیس کمثله شئ (الشوریٰ:۱۱)'' ﴿اس کے مثل یعنی اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں۔ (زمین وآسمان میں)﴾

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے مشابہ یا مثل کوئی نہیں ہے تو اس طرح اس کی صفات میں بھی کوئی شریک نہیں ہے۔ لہٰذا یہ قیاس کرنا قطعی غلط ہے۔ یہاں پھر صاحب مراسلہ نے پہلی بات دہرائی ہے۔ محدود اعمال کی غیر محدود سزا دینا ظلم ہے۔ اس کا مفصل جواب پچھلے صفحات میں

لکھ آئے ہیں۔ ان کی دائمی عذاب ان کی کفر کی دائمی نیت کی بناء پر دیا جا رہا ہے۔ اس لئے جب ان کو اتنی طویل عمر عطاء کی اور وہ ایمان نہ لائے تو اگر اس سے بھی زیادہ عمر دی جاتی تو بھی یہ ایمان نہ لاتے۔ اسی لئے کفار جب جہنم میں پکار پکار کر کہیں گے۔

’’ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظالمون (مؤمنون:۱۰۷)‘‘ ﴿اے ہمارے پروردگار تو ہم کو نکال اس سے پس اگر ہم دوبارہ لوٹے تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔﴾ اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائیں گے۔

’’قال اخسئوا فیها ولا تكلمون ‘‘ کہا تم پڑے رہو ذلت کے ساتھ اسی جہنم میں اور تم مجھ سے بات نہ کرو۔ اہل جہنم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے یہ سوال وجواب بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ خدا کی رحمت کے قطعاً مستحق نہ ہوں گے۔ جب کسی سے حد درجہ نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے تو آخری کلام یہی ہوتا ہے کہ آئندہ مجھ سے بات نہ کی جائے۔ اس انداز سخن سے ہمدردیوں کے تمام پہلو یکسر مفقود ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر کسی رحمت کی امید رکھنا متوقع نہیں۔ صاحب مراسلہ نے اپنے مراسلہ کو ختم کرتے ہوئے ناصحانہ انداز اختیار کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ’’یہ خالص علمی مسئلہ ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منفعتہ تفکر کا راستہ بند نہیں کیا ہے۔ بلکہ اسے پسند فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا آپ آزادانہ طور پر غور کریں۔ یقیناً آپ ہماری ہموائی کو پسند کریں گے۔ کیونکہ یہی امر روح قرآن اور ہمارے پیارے آقاﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے کہ جہنم دائمی نہیں ہے۔‘‘

اس انداز تحریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ اصل مقصد مسئلہ کی افہام وتفہیم نہیں ہے۔ بلکہ اس ناصحانہ انداز سے یہ صاحب اپنے دین مرزائیت کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ انداز ہمیشہ اقلیتی فرقوں کا رہا ہے۔ اس طرح یہ بھی عام سیدھے سادے مسلمان لوگوں کو دین مرزائیت کے دام فریب پھنسا لیتے ہیں۔ لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ یہ انداز اخلاقی اقدار کے منافی ہے کہ کسی مسئلہ کا سہارا لے کر عام ناواقف لوگوں کو اپنے دین مرزائیت کے دجل وفریب میں پھنسائیں۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا۔ اس لئے کہ ختم نبوت کو پاکستان میں دستوری تحفظ حاصل ہو چکا ہے اور تمام دنیا میں مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ کی قلعی کھل چکی ہے۔ اب یہ بھی ممکن نہیں رہا کہ اس انداز سے دین مرزائیت کی تبلیغ کی جاسکے۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی عزائم
اور
پاکستانی مسلمان

جناب محمد نواز ایم۔ اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیت، ایک سیاسی تحریک

ہمارے ملک میں اسلام اور نظریہ پاکستان سے انحراف کی جتنی تحریکیں کام کر رہی ہیں۔ ان میں قادیانی تحریک سب سے زیادہ منظم اور فعال ہے۔ یہ بظاہر مذہبی نوعیت کی تحریک ہے۔ لیکن درحقیقت یہ ایک جارحیت پسند سیاسی تحریک ہے۔ سیاسی تحریکوں کی طرح اس کے اپنے کچھ مقاصد ہیں۔ جن کے حصول کے لئے معروف سیاسی طریق کار اختیار کرنے کے بجائے اس نے پیچیدہ اور ناقابل فہم مذہبی قسم کا طریق کار اختیار کیا ہوا ہے۔ محدثیت اور مجددیت کے دعوے، ظلی اور بروزی نبوت کے اعلانات، مسیح اور مہدی کے متعلق نظریات، تنسیخ جہاد اور اولی الامر منکم کی تفسیر اور اس طرح کے دیگر الہامات اور پیشین گوئیوں وغیرہ کا پرپیچ نظام ...... قادیانی تحریک کا وہ پراسرار سلسلہ ہے جو اس کے سیاسی خدوخال کو نمایاں نہیں ہونے دیتا۔ بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک خالصتہً مذہبی جماعت ہے اور اس کا ملک کی عملی سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر اس کے وسیع تنظیمی ڈھانچے اور اندرون ملک اور بیرون ملک اس کی پراسرار سرگرمیوں کو دیکھنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اس تحریک کے مذہبی بہروپ کے پس پردہ دراصل وہی روح کام کر رہی ہے جو بالعموم زیرزمین کام کرنے والی تحریکوں میں ہوتی ہے۔

یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ بلکہ اس کا اعتراف اس تحریک کے ایک خلیفہ نے بھی کیا ہے۔

’’پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں۔ وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں۔ جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہوتی ہے۔ وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ پس اس سیاست کے مسئلہ کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا ہے۔ آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔‘‘

(الفضل مورخہ ۱۳؍ اگست ۱۹۲۶ء)

اسی خلیفہ کا ایک قول یہ بھی ہے: ’’غرض سیاست میں مداخلت کوئی غیر دینی فعل نہیں۔ بلکہ یہ دینی مقاصد میں شامل ہے۔ جس کی طرف توجہ کرنا وقتی ضروریات کے مطابق لیڈران قوم کا

فرض ہے۔" (الفضل قادیان مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۵ء)

قادیانی سیاست کا حقیقی نصب العین یہ ہے کہ کسی طرح ایک خالصۃً قادیانی ریاست وجود میں لائی جائے۔ چنانچہ یہی خلیفہ صاحب اپنی ایک تقریر میں اس نصب العین پر ان الفاظ میں روشنی ڈالتے ہیں۔

"ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل ہوگی۔ بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی...... جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۳۹ء)

اس نصب العین کے حصول کے لئے جو طریق کار اختیار کیا گیا وہ یہ تھا: "میرا خیال ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں عدم تعاون سے نہیں۔"

ان اقتباسات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قادیانیت دراصل ایک سیاسی تحریک ہے اور اس نے اپنے مخصوص سیاسی عزائم پر مذہبیت کا پردہ ڈال رکھا ہے۔

انگریز اور قادیانی

ملت اسلامیہ ایک ایسی زندگی اور جاندار ملت ہے کہ اگر اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور اس کی اجتماعیت کا شیرازہ منتشر کر کے سیاسی اعتبار سے اگر اسے بجبر مغلوب بھی کر لیا جائے۔ تب بھی مرتی اور مٹتی نہیں۔ بلکہ ظلم اور استبداد کے جانکاہ چرکے سہہ کر بھی یہ ابھرتی ہے اور جب ابھرتی ہے تو اس کی تازگی اور توانائی اور اس کی جاذبیت اور کشش میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ چنگیزیت کی مستبدانہ گرفت میں پھنس کر بھی اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس کی روح ہرگز شکست تسلیم نہیں کرتی۔ اس کا اجتماعی ضمیر ہر حال میں زندہ [illegible] ہے اور اس کی فولادی خودی ہمیشہ ناقابل تسخیر رہتی ہے۔

ملت اسلامیہ کی اسی قوت اور توانائی کے حقیقی سرچشمے صرف دو [illegible] ن میں ایک قرآن اور اس کا تصور جہاد ہے اور دوسرے آنحضرت ﷺ کی دائمی اور ابدی نبوت اور

رسالت...... پوری امت اپنی زندگی کے لئے انہی سرچشموں کی محتاج ہے۔ اگر خدانخواستہ اس امت نے کسی وقت ان سرچشموں سے فیض یاب ہونا ترک کر دیا تو بس وہی لمحہ اس کی مستقل بربادی اور موت کا ہوگا۔

اس امت کے دشمنوں نے ہر دور میں یہ کوشش کی ہے کہ کسی طرح اس کا تعلق ان دونوں سرچشموں سے منقطع ہو جائے۔ خواہ زمانۂ قدیم کے معتزلہ ہوں یا دور حاضر کے منکرین سنت، خواہ دور اوّل کے مسیلمہ کذاب اور طلیحہ ہیں یا اس دور کے غلام احمد قادیانی یا بہاء اللہ ایرانی، ان سب کا ہدف حضور ﷺ کی ذات اور قرآن ہی رہے ہیں۔ کسی نے قرآن کو حضور سرور کائنات ﷺ سے الگ کر کے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی۔ تاکہ وہ اپنے باطل نظریات کو قرآن سے ثابت کر سکے اور کسی نے حضور ﷺ کے مدمقابل کھڑے ہو کر قرآن کی من مانی تاویل اور تفسیر کے لئے مدعی وحی والہام ہونے کا اعلان کر دیا تاکہ وہ اپنے مخصوص عزائم کی تکمیل کے لئے قرآن کی تائید حاصل کر سکے۔

ہر دور کے مبتدعین کی یہ کوشش رہی ہے کہ قرآن سے حضور ﷺ کی سنت اور آپؐ کے اسوہ کا تعلق منقطع کر دیا جائے۔ کیونکہ جب تک یہ تعلق برقرار ہے اس وقت تک قرآن کی من مانی تاویل کر کے نہ عوام الناس کو گمراہ کیا جا سکتا ہے اور نہ مسلمانوں کی قوت وطاقت کو توڑا جا سکتا ہے۔ جب برصغیر ہند و پاک میں برطانیہ قدم جما رہا تھا۔ تو اس نے اپنی راہ میں مسلمانوں ہی کو سب سے زیادہ مزاحم پایا تھا۔ انگریز نے بھی اس وقت مسلمانوں کی قوت کے اصلی منبع کی بالکل صحیح تشخیص کی تھی۔ ایک انگریز مفکر سر ولیم میور نے واضح طور پر کہا تھا کہ برطانوی عملداری کی راہ میں دو ہی دشمن ہیں۔ ایک محمد (ﷺ) کی تلوار اور دوسرے محمد (ﷺ) کا قرآن۔ چنانچہ اسلام اور اس کی قوت کو توڑنے اور اسے کمزور کرنے کے لئے مخالفین نے قرآن پاک اور حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر شدید حملے کئے۔ ان حملوں کے لئے بالعموم دو طریقے اختیار کئے گئے۔ ایک علمی تحقیق اور ریسرچ کے نام پر جھوٹے اور غلط پروپیگنڈے کا جس کی سرپرستی ملحد مستشرقین نے کی اور دوسرے امت کے اندر منافقین اور معاندین کی حوصلہ افزائی کا تاکہ ان کے ذریعہ امت میں انتشار پیدا کیا جائے۔

اس پالیسی کو خود حکومت نے اپنایا۔ علمی تحقیق و ریسرچ کے نام پر کلامی فتنے کھڑے کئے گئے اور قرآن بلا سنت کی تحریک چلائی گئی۔

دوسرے طریقے کے نتیجے میں نوابزادوں، صاحب بہادروں اور سر صاحبان پر مشتمل بیوروکریٹس کا ایک گروہ تیار کر کے مسلمانوں پر مسلط کر دیا گیا۔ اسی گروہ کی زیر سرپرستی مسلمانوں کی قوت مزاحمت کو کمزور کرنے کے لئے مسلمانوں کے اندر اقتصادی اور مذہبی میدانوں میں کشمکش کے متعدد محاذ کھول دیئے۔ پہلے مسلمانوں کی طاقت انگریزوں کے خلاف صرف ایک محاذ...... محاذ آزادی...... پر صرف ہو رہی تھی اور وہ اسی ایک محاذ پر یکسو ہو کر انگریزوں سے لڑ رہے تھے۔ مگر بعد میں مستشرقین، منافقین اور بیوروکریٹس کی کوششوں سے ان کی قوت کئی دیگر محاذوں پر بٹ گئی اور مسلمان کمزور ہو کر برطانوی سامراج کی ظالمانہ گرفت میں آ گئے۔

برطانوی سامراج کی اس پالیسی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا سہرا حقیقتاً آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے سر ہے۔ وہ خود اعتراف کرتے ہیں: ''میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور خلوص اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے ہے۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں...... صرف التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پہلے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ ''اس خود کاشتہ پودے'' کی نسبت نہایت حزم واحتیاط اور تحقیق وتوجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ سے اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں۔ تاکہ ہر شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰ تا ۲۲)

مزید لکھتے ہیں: ''میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ اوّل والد مرحوم، دوسرے گورنمنٹ کے احسانوں نے اور تیسرے خداوند تعالیٰ کے الہام نے۔''

(تریاق القلوب ص۳۶۳، خزائن ج۱۵ ص۴۹۱)

برطانوی سامراج کی غیر مشروط وفاداری کا یہ اعلان مرزا قادیانی کے جانشینوں نے بھی کیا تھا۔ اس کے چند نمونے حسب ذیل ہیں۔

''ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام (یعنی قادیانیت) کا میدان وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمانوں کو پھر مسلمان کریں گے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۱ر فروری ۱۹۱۸ء)

''فی الواقع گورنمنٹ ایک ڈھال ہے۔ جس کے نیچے احمدی جماعت آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرا ایک طرف کرو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سر پر ہوتی ہے۔ پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکر گذار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ کے ساتھ متحد ہو گئے اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے۔ ہمارے لئے تبلیغ کا ایک میدان نکلتا ہے۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۱۵ء)

''سلسلۂ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ تمام جماعتوں سے زائد ہے۔ ہمارے حالات اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے بڑھنے کا موقع ملتا ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔'' (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۸ ص ۱، مورخہ ۲۷ر جولائی ۱۹۱۸ء)

قادیانی گروہ کی برطانوی استعمار سے یہ وفاداری محض سیاسی اور وقتی نوعیت کی نہیں بلکہ یہ اس تحریک کے اساسی عقائد میں شامل ہے اور اس کے نبی کے دعویٰ کے مطابق یہ خدا کی طرف سے ایک الہامی حکم ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے وحی والہام کو وہی مرتبہ ومقام حاصل ہے جو ایک سچے مسلمان کی نگاہ میں قرآن اور اس کی آیات کا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مرزا قادیانی کے الہام کو قرآن کی آیات سے بھی زیادہ اہم مقام دیتے ہیں۔ چنانچہ انگریزی سامراج کی خدمت اور وفاداری قادیانیوں کے اساسی معتقدات میں شامل ہے۔ اگر مرزا قادیانی کے الہامی دعووں کو بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو صاف محسوس ہوگا۔ مرزا قادیانی کی نبوت کے بنیادی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد انگریزی استعمار کی خدمت اور اس کا استحکام تھا۔ وہ خود اعلان کرتے ہیں: ''سنو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے وہ تمہاری سپر ہے۔ پس تم دل وجان سے اس سپر کی قدر کرو

اور تمہارے مخالفین جو مسلمان ہیں۔ ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۴)

”مگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو جناب جماعت کو ملک معظم کا نہایت وفادار اور سچا خادم پائیں گے۔ چونکہ (یہ) وفاداری جماعت احمدیہ کی شرائط بیعت میں سے ایک شرط رکھی گئی ہے اور بانیٔ سلسلہ نے اپنی جماعت کو وفاداری حکومت کی اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ ان کی اسی کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی نہیں جس میں اس کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۲۲ ردسمبر ۱۹۱۹ء)

”سو حضور عالی! ہماری فرمانبرداری مذہبی امور پر ہے۔ اس لئے اگر حکومت کی پالیسی سے قدرے اختلاف کریں۔ کبھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدے کی رو سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود حجت قائم کرے گا۔ حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے۔ جس میں سیاسی حقوق ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں۔ جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہم اپنی ہر چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔“

ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تاج برطانیہ سے وابستگی اور اس کی اطاعت و وفاداری قادیانیوں کے نزدیک غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ ان کے نبی نے تاج برطانیہ کی وفاداری کو اپنے مقاصد نبوت میں شامل کیا ہے۔ اپنے مریدوں سے اس کے لئے بیعت لی ہے اور اس وفاداری اور فرمانبرداری کو قادیانیوں کے لئے جزو ایمان قرار دیا ہے اور ان کے بنیادی عقائد میں شامل کر کے ملک معظم کی اطاعت کو نماز اور روزہ کی طرح ایک مذہبی فریضہ کی حیثیت دے ڈالی ہے۔

یہ بات اگر محض کسی سیاسی لیڈر کی طرف سے ہوتی تو چنداں قابل التفات نہ تھی۔ مگر یہ بات وہ شخص کہہ رہا ہے جو اپنے آپ کو مدعی وحی والہام کہتا ہے۔ نبوت کا دعویدار بن کر روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ لیکن انگریزوں کو جو مسلمانوں ہی کی طرح اس کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ مسلمانوں سے ہزار درجہ بہتر سمجھتا ہے اور خود کو ان کے وفادار، فرمانبردار اور اطاعت گزار کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جو شخص نبوت کے دعوے کے ساتھ انگریزی سامراج کی غیر مشروط وفاداری اور اطاعت کو ایک ”مذہبی فرض“ خیال کرتا ہے اور پھر اس کی تلقین وقتی اور عارضی نوعیت کی

نہیں ہوسکتی۔ بلکہ دائمی اور ابدی ہوگی۔ انگریز کی وفاداری قادیانیوں کے لئے اس وقت تک وبہرحال ایک ”مذہبی فرض“ ہی رہے گی۔ جب تک اس گروہ کا کوئی دوسرا شخص مرزا قادیانی کے اس الہامی حکم کو نبوت کا دعویٰ کر کے منسوخ نہ کردے اور جب تک اس گروہ میں کوئی دوسرا مدعی نبوت پیدا نہیں ہوتا۔ اس وقت تک مرزا قادیانی کا یہ حکم قادیانی امت کے لئے آج بھی اسی طرح واجب الاحترام رہے گا۔ جیسا یہ ان کی زندگی میں تھا۔

برطانوی سامراج کی خدمت

مرزا قادیانی کے اس الہامی حکم کی روشنی میں قادیانیوں۔ نے انگریزوں کی جو خدمت کی اور اس کے نتیجے میں انہوں نے مسلمانوں کو جو نقصان پہنچایا وہ اگرچہ تفصیل سے تو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم اس سلسلے میں چند اہم باتیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

۱…… جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ برصغیر ہندوپاک میں انگریزی سامراج کی مؤثر مزاحمت کا رخ سیاسی اور ملکی مسائل ومعاملات سے ہٹانے کے لئے انگریزوں نے عیسائی مشنری کے ذریعے ارتدادی ایک نئی فتنہ انگیز مہم شروع کر دی۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں اشتعال انگیز ردعمل پیدا ہوا۔ مرزا قادیانی (اپنے دعویٰ نبوت سے قبل کے دور میں) مسلمانوں کے وکیل اور مناظر اسلام کی حیثیت سے میدان میں نکل آئے اور عیسائیوں کو مناظرہ کے لئے للکارنا شروع کر دیا۔ اس طرح انہوں نے عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ کا بازار گرم کر دیا اور مسلمانوں کے لئے کشمکش کا ایک نیا محاذ کھل گیا۔ اس سے انگریزوں کو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ مسلمانوں کی طاقت کا ایک حصہ جو سیاسی میدان میں برطانوی استبداد کی بیخ کنی میں صرف ہورہا تھا۔ اب مناظرہ بازی میں صرف ہونے لگا اور مسلمانوں کے جوش اور اشتعال کا رخ سیاسی مسائل ومعاملات کے بجائے کلامی اور دینیاتی مسائل کی طرف پھر گیا۔ اس صورتحال سے مرزا قادیانی کو بھی فائدہ حاصل ہوا۔ کیونکہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے انہیں اپنا خیرخواہ خیال کیا اور اس سے اپنے حق میں نیک توقعات وابستہ کرلیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے عیسائی پادریوں سے جس مقصد کے پیش نظر مناظرہ بازی کا سلسلہ قائم کیا تھا۔ وہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہوتا۔

”میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جب پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نورافشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے۔ نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا…… (وغیرہ من الخرافات) تو مجھے

کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں میں جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا اور عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تاکہ سریع الغضب کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں بالقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس (ضمیر) نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں بہت سے وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا...... مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔” (تریاق القلوب ص ج، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۰، ۴۹۱)

۲...... غالباً یہ بھی مرزا قادیانی ہی کا کارنامہ تھا کہ انہوں نے ہندو پاک کی پوری تاریخ میں عوامی سطح پر پہلی مرتبہ آریہ سماجیوں سے مذہبی مناظروں کا سلسلہ قائم کیا اور برطانوی سامراج کے سائے میں مسلمانوں کے لئے کشمکش کا ایک اور محاذ گرما دیا۔ جس کے نتیجے میں مقامی غیر مسلم آبادی کو حضور ﷺ کی ذات اقدس پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا اور مسلمانوں کو انگریزی حکومت، عیسائی مشنوں اور آریا سماجیوں سے بیک وقت کئی محاذوں پر مذہبی اور سیاسی جنگ لڑنی پڑی۔ اس سے مرزا قادیانی اور حکومت دونوں فائدے میں رہے۔ مرزا قادیانی کو مناظرہ بازی کے اس مظاہرے سے عوام میں اثر ونفوذ حاصل ہوا اور لوگ انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ یہی بات آگے چل کر ان کے لئے دعویٰ نبوت کی راہ میں بڑی مددگار ثابت ہوئی اور انگریزوں کے لئے مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہم مذہبی مناظرہ بازی میں الجھ جانے کے باعث ”تقسیم کرو اور حکومت کرو“ کی حکمت عملی پر عمل کرنا نسبتاً آسان ہوگیا۔

۳...... مسلمانوں کے اس حسن ظن سے فائدہ اٹھا کر مرزا قادیانی نے ان کے اساسی عقائد پر بھرپور حملہ کر دیا۔ مسلمان انگریزوں کی شدید مستبدانہ گرفت میں تھے۔ مرزا قادیانی کے اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے تڑپ کر رہ گئے۔ سب سے پہلے انہوں نے مسلمانوں کے تصور توحید پر ہاتھ صاف کیا۔ مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کائنات کے صرف تکوینی دائرہ ہی میں خالق، مالک، مدبر اور حاکم وبادشاہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ انسانی زندگی کے ہر دائرہ میں، خواہ معاش ومعاشرت کا دائرہ ہو یا اخلاق وعبادت کا، صلح وجنگ کا دائرہ ہو یا تہذیب وسیاست کا،

انفرادی ہو یا اجتماعی، حاکم مطلق اور الہ اور معبود ہے اور ہر قسم کی اطاعت و بندگی اور عبادت وعبودیت کا صرف وہی اکیلا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صرف تکوینی دائرہ میں معبود اور الہ تسلیم کرنا یا زندگی کے چند خاص گوشوں میں اس کی بندگی کرنا اور چند دوسرے گوشوں میں کسی دوسرے کی اطاعت و وفاداری کا دم بھرنا یہ مسلمانوں کا تصور توحید نہیں اور نہ اس تصور کا اسلام سے کوئی واسطہ ہے۔ یہ عقیدہ عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاں قابل قبول ہوسکتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے خدا کو زندگی کے ایک دائرہ میں معبود ماننا اور چند دوسرے دائروں میں اسے بے دخل کر دینا یا اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا بدترین جرم ہے۔ اس سے توحید کے عقیدہ کا نہ صرف حلیہ بگڑ کر رہ جاتا ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ خود مسلمانوں کے لئے بھی سم قاتل ہے۔ جس طرح بجلی کی تار برقی رو کے ختم ہو جانے کے بعد بے کار ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح عقیدۂ توحید کے بگڑ جانے سے مسلمانوں کا اجتماعی وجود بھی ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہر قسم کی حاکمیت (Sovereignty) کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اگر اس حاکمیت کے حصے بخرے کر کے کچھ کا مستحق اللہ میاں کو اور کچھ کا مستحق کسی اور صاحب اقتدار ہستی کو قرار دیا جائے تو یہ مسلمانوں کے نزدیک سخت اشتعال انگیز ہوگا۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے تصور توحید کا حلیہ بگاڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفت حاکمیت میں برطانوی استعمار کو شریک ٹھہرا کر برملا اعلان کیا کہ: ”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے...... دوسرے اس سلطنت کی۔ جس نے امن قائم کیا۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ کی ہے...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول ﷺ سے سرکشی کرتے ہیں۔“

(شہادۃ القرآن ص ج، د، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰، ۳۸۱)

مسلمانوں سے اپنے اختلافات کی نوعیت کو واضح کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں کہ: ”حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور۔ ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اور اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔“ (الفضل ج ۵ نمبر ۱۰ ص ۸، مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۱۸ء)

اللہ تعالیٰ کو انسانی زندگی کے اختیار اور سیاسی دائرے میں حاکم تسلیم کرنا اور اس کے قانون کے علاوہ کسی قانون کو تسلیم نہ کرنا ہر دور کے مستبد حکمرانوں، دین سے بیزار لوگوں اور ملحدین

اور متجد دین کے مشؤمہ عزائم کی راہ میں حائل رہا ہے۔ دین و شریعت کے مخالفین خدا کے محض وجود کو ماننے اور تسلیم کرنے کے مخالف نہیں۔ انہیں اگر کسی چیز سے وحشت ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی یہی صفت حاکمیت ہے جو انسانی زندگی کے ہر دائرہ پر محیط ہے۔ وہ اس صفت پر پرفریب تاویلوں اور تعبیروں کا پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفت حاکمیت کا حلیہ بگاڑا جاتا ہے تو اسی وقت دین وسیاست کی تفریق کا فتنہ جنم لیتا ہے۔ یہیں سے استبداد اور چنگیزیت کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسی سے امت مسلمانوں میں یزیدیت اور ملوکیت کو راہ ملتی ہے اور یہی وہ فتنہ ہے جس کے ذریعے آزادی اور مساوات کی فضا ختم ہوتی ہے اور انسان اپنے جیسے انسانوں کے غلام بنتے ہیں۔ فتنے کی اسی راہ سے مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے اس اساسی عقیدہ پر حملہ کیا اور تاج برطانیہ کے اقتدار اعلیٰ کو غیر مشروط طور پر تسلیم کیا۔ اس کی وفاداری کا حلف اٹھایا اور اپنے مریدوں سے اس پر بیعت لی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت حاکمیت میں برطانیہ کو شریک ٹھہرا کر اس کی حکومت کو "**اولی الامر منکم**" کی صفت میں لاکھڑا کیا اور انسانی تاریخ کے اس بدترین اور مکروہ ترین ظالمانہ استعمار کے خلاف آواز اٹھانے اور ختم کرنے کی ہر کوشش کو مذہباً حرام قرار دیا۔

مسلمانوں کے نظام عقائد میں دوسرا اساسی عقیدہ نبی ﷺ کی ابدی رسالت اور ختم نبوت کا ہے۔ عقیدۂ توحید کے بعد ختم نبوت کا یہ عقیدہ مسلمانوں میں اجتماعیت پیدا کرتا ہے اور انہیں زمان ومکان کی قیود سے نکال کر ایک دائمی، ابدی، عالمگیر اور فی الحقیقت لافانی امت کی حیثیت عطا کرتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے نہ صرف رسالت کے پاکیزہ اور رفیع واعلیٰ تصور کی غلط تعبیر کر کے اسے چیستان بنا دیا۔ بلکہ اجراء نبوت کا دروازہ کھول کر امت کی سالمیت اور استحکام پر کاری ضرب لگائی اور اس کی ابدی اور عالمگیر ہونے کی حیثیت کو نقصان پہنچایا۔ مرزا قادیانی کی اس ظالمانہ جسارت ہی کا یہ نتیجہ نکلا کہ خود ان کی اپنی امت کے کئی حوصلہ مند افراد نے نبی بننے کے شوق میں نبوت کا اعلان کر ڈالا۔ ان کے ایک خلیفہ صاحب نے اپنے اس عقیدے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"انہوں نے (یعنی) مسلمانوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے ہیں...... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر ہی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔" (انوار خلافت ص ۶۲)

مرزا قادیانی کا ہر خلیفہ، صاحب الہام ووحی ہوتا ہے۔ ان کے پیروکاروں میں سے متعدد افراد نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ (ان حوصلہ مند قادیانی متنبیوں میں سے چند کے نام

یہ ہیں۔ مولوی یار محمد قادیانی، احمد نور کابلی قادیانی، عبداللطیف قادیانی، عبداللہ تیماپوری قادیانی، چراغ دین جموی قادیانی، غلام محمد قادیانی، (بحوالہ الیاس برنی) قادیانی مذہب ص۴۰۔۸۳۷) نہ معلوم قادیان کی نبوت ساز ایجنسی نے ان "متنبیوں" کو کیوں فراموش کر دیا ہے) اور مرزا قادیانی خود محدثیت، مجددیت اور ظلیت اور بروزیت کے مقامات سے ترقی کر کے خاکم بدہن نبی ﷺ کی ذات اقدس کے مقام و مرتبہ کے دعویدار بن گئے۔ کس جسارت سے اعلان کرتے ہیں: "محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار " کے الہام سے مراد صرف میں ہوں۔ محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔" (الفضل قادیان مورخہ ۱۵؍ جولائی ۱۹۱۵ء)

اس گروہ نے قرآن کی من مانی تاویل کر کے صرف جہاد اور ختم نبوت کے عقیدوں پر ہاتھ صاف نہیں کیا۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی ان کے منصوبہ میں شامل تھی کہ خود قرآن کی تحریف بھی کر ڈالی جائے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا تھا: "خدا کا کلام مجھ پر اس قدر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہ ہوگا۔"

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

مرزا قادیانی کی اس بات کی تفسیر ایک قادیانی مبلغ نے ان الفاظ میں کی: "اگر مسیح موعود عین محمد ہیں اور آپ کی بعثت رسول اللہ ﷺ ہی کی بعثت ثانی ہے، تو حضرت مسیح موعود کی وحی بھی عین قرآن ہونی چاہئے اور جو وحی بھی آپ پر نازل ہو وہ قرآن جدید، اور قرآن کو خاتم الکتاب کہا گیا تھا تو اس کا مطلب فقط اس قدر مانا جائے گا کہ اس کتاب کی مہر سے آئندہ خدا کی کتابیں یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے مزید حصے نازل ہوا کریں گے اور کوئی وجہ نہیں جو مجموعہ میاں صاحب۔ حضرت مسیح موعود کے الہامات کا اب شائع کرائیں گے۔ اس کا نام بجائے البشریٰ کے قرآن جدید نہ رکھا جائے یا قرآن ہی نام رکھ دیا جائے۔ کیونکہ یہ وہی قرآن ہے جو پیرایۂ جدید میں جلوہ گر ہوا ہے...... مسیح موعود کی وحی جب عین قرآن ہے جس کا کوئی محمودی انکار نہیں کر سکتا تو پھر اب جو قرآن محمودی حضرات پیش فرمائیں گے۔ ضرور ہے کہ وہ پرانے قرآن کا جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور نئے قرآن کا جو حضرت مسیح موعود یا دوسرے لفظوں میں محمد رسول ﷺ کی بعثت ثانی میں نازل ہوا۔ دونوں کا مجموعہ ہونا چاہئے۔ گویا عیسائیوں کی طرح عہد نامہ قدیم کے ساتھ عہد نامہ جدید بھی شامل ہوگا۔ تب یہ قدیم و جدید مل کر وہ قرآن بنے گا۔ جس کے لئے میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ "یھدی من یشاء" والا قرآن ہوگا۔"

(پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۱؍ جون ۱۹۳۹ء)

تحریف قرآن کے اس مذموم منصوبہ پر مرزا قادیانی یا ان کے بعد کے خلفاء تو عمل نہ کر سکے۔ مگر بلوچستان میں بعض قادیانی قرآن کا تحریف شدہ نسخہ تقسیم کرتے پکڑے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے بلوچستان کے مسلمانوں میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔

بلوچستان کے اس تازہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ربوہ کے موجودہ خلیفہ نے قرآن کی تحریف کے اس دیرینہ منصوبہ پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔

مسلمانوں کے ان بنیادی عقائد پر مرزا قادیانی کے اس اچانک اور بھرپور حملے کے دوررس نتائج نکلے۔

۱...... مرزا قادیانی کے نزدیک برطانیہ کی حکومت ظل الٰہی تھی۔ اس لئے ان کے خلاف برپا ہونے والی ہر تحریک نمک حرامی کے مترادف ٹھہری۔ اس بناء پر انہیں اپنی محسن گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے جہاد کی تنسیخ کا اعلان کرنا پڑا۔ جہاد کی تنسیخ کے حق میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جا سکتا تھا۔ جب تک کہ قرآن کا تعلق یا تو حضور سرور کائنات ﷺ کی سنت سے منقطع کیا جائے اور یا پھر کسی اور ایسے صاحب الہام ووحی کو اس بات کی اتھارٹی دی جائے کہ جو قرآن کی محکم آیات اور اس کے اساسی تصورات کو بدلنے یا ان کی من مانی تاویل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے قرآن کے ابدی احکام کو بدلنے یا انہیں معطل ومنسوخ کرنے کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے اور یہ سب کچھ اپنی محسن گورنمنٹ کی غیر مشروط وفاداری میں کرنا پڑا۔

جہاد کی تنسیخ کا بھی قادیانی مفہوم یہ تھا کہ انگریزوں یا غیر مسلموں کے خلاف تلوار اٹھانا تو حرام ہے۔ مگر مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنا، انہیں دبانا اور غلام بنانا جائز ہے۔

مرزا قادیانی کے اس اعلان کے بعد قادیانیوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کر دیا۔

اسی طرح مسلمانوں کے نزدیک مسیح اور مہدی کی آمد کے تصورات زبردست تحریکی قدروقیمت کے حامل ہیں۔ یہ محض حضور ﷺ کی پیشین گوئیاں نہیں۔ بلکہ یہ مستقبل میں ظہور پذیر ہونے والے یقینی واقعات ہیں۔ ان تصورات کے ساتھ مسلمانوں کے عالمگیر غلبہ کا تصور وابستہ ہے۔ اسی بناء پر ان تصورات کی وجہ سے یاس اور قنوطیت کی گہری تاریکیوں میں امید ورجائیت کے چراغ روشن رہتے ہیں۔ شکستوں اور محرومیوں کے عین منجدھار میں ان عقائد کی وجہ سے ایک

مؤمن کی روح آخری اور بھرپور فتح پر یقین رکھتی ہے اور امت کی اجماعی روح کبھی شکست تسلیم نہیں کرتی اور ہر حال میں ناقابل تسخیر رہتی ہے۔

لیکن چونکہ ان عقائد وتصورات کی یہ تحریکی خصوصیت مرزا قادیانی اور ان کی محسن گورنمنٹ کی نگاہ میں ناپسندیدہ تھی۔ اس لئے ان پر حملہ کر کے خود مسلمانوں کے ساتھ بحث ومناظرہ کا ایک اور محاذ کھول دیا۔

۲...... نبوت کے اعلان کے ساتھ ہی مرزا قادیانی نے امت کے اندر رہتے ہوئے اپنی ایک الگ امت کی تشکیل وتنظیم کا کام شروع کر دیا۔ اس نئی ابھرتی ہوئی امت نے امت مسلمہ کے افراد کے ساتھ زندگی کے ہر دائرہ میں کشمکش کا آغاز کر دیا۔ عقائد کے میدان میں نظری بحثوں کا لامتناہی سلسلہ چھیڑ دیا۔ معاشرتی اور مذہبی دائرہ میں مسلمانوں کو کافر، جہنمی، ذریۃ البغایا یعنی کنجریوں کی اولاد جیسے غیر مہذب خطابات سے نوازا گیا اور ان سے کٹ کر الگ ہوگئے۔ مگر سیاسی اور معاشی میدانوں میں ان کے اندر گھس کر ان کے مفادات پر ڈاکہ ڈالنا شروع کر دیا اور مسلمانوں ہی کے وسائل سے کام لے کر انہیں امت مسلمہ سے کاٹ کر قادیانی امت میں شامل کرنے لگے۔

۳...... مرزا قادیانی نے ایک طرف تو مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی کی اور انگریزوں کے مقابلے میں انہیں اپنا دشمن گردانا اور دوسری طرف اپنے عقیدۂ نبوت کو وسعت دے کر ہندوؤں کے کرشن، رامچندر، بدھ، جین اور گرونانک وغیرہ کو پیغمبروں کی صف میں شامل کر ڈالا۔ اس سے قادیانیوں نے مقامی غیر مسلم آبادی کی ہمدردیاں اور تائید حاصل کر لی۔ چنانچہ پنڈت نہرو جب لاہور آیا تو قادیانیوں نے اس کا زوردار استقبال کیا۔ اس سے پنڈت نہرو اور ڈاکٹر شنکر داس جیسے ہندو اکابرین متاثر ہوئے اور انہیں یہ کہنا پڑا کہ: ”ہمارے نقطہ نظر سے سب سے زیادہ پسندیدہ عنصر قادیانی ہیں۔ کیونکہ ان کا نبی بھی دیسی ہے۔ ان کے مقدس مقامات بھی اس دیس میں واقع ہیں۔“

(اخبار بندے ماترم، ماہ اپریل ۱۹۳۲ء)

مرزا قادیانی کے ان اقدامات کا سوفیصدی فائدہ برطانیہ کو پہنچا۔ مسلمانوں کو حکومت، عیسائی مشن، آریا سماج اور قادیانی امت سے بیک وقت چار محاذوں پر لڑائی لڑنی پڑی اور وہ بھی اس عالم میں کہ مسلمان برطانوی استعمار کی ظالمانہ گرفت میں بے بس تھے اور ان سب گروہوں کو مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی جارحانہ کاردائی کرنے کی نہ صرف کھلی چھٹی تھی۔ بلکہ ان کی مکمل سرپرستی اور حوصلہ افزائی بھی کی جارہی تھی۔

قادیانی گروہ کے عزائم

قادیانی جماعت کو جس بات نے تحریک کی شکل دی ہے وہ اس کی مذہبیت یا اس کے عقائد نہیں بلکہ اس کے وہ سیاسی عزائم اور مفادات ہیں۔ جن کے حصول کے لئے اس نے وحی والہام کا یہ سارا پراسرار نظام تعمیر کیا ہے۔ اس تحریک کے رہنما اپنے سیاسی عزائم کو کھل کر کم ہی بیان کرتے ہیں اور جب بیان کرتے ہیں تو ان کے اظہار کے لئے صاف اور واضح انداز بیان اختیار کرنے کے بجائے الہامات پیشین گوئیوں کے رنگ میں کہہ جاتے ہیں۔ عام لوگ اس بات کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر اس گروہ سے تعلق رکھنے والا ہر فرد سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اسے کیا ہدایت دی جارہی ہے۔ یہ الہامات اور پیشین گوئیاں گویا اس گروہ کے (CODEWORK) ہیں۔ جن کے ذریعے ان کے مستقبل کے عزائم اور پالیسیوں کا اظہار بھی ہوتا ہے اور اسی ذریعہ سے اس گروہ کے کارکنوں کو وقتاً فوقتاً رہنمائی بھی حاصل ہوتی رہتی ہے۔

اس گروہ کے ان عزائم کو سمجھنے کے لئے ذیل کے دو الہامات پر نظر ڈال لی جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ انہوں نے مسلمانوں کو بے بس پا کر اوّل روز ہی سے اپنے سیاسی غلبہ اور اقتدار کا پلان بنالیا تھا۔ مرزا قادیانی پر یہ الہامات انگریزی اور اردو میں معہ ترجمہ نازل ہوئے ہیں یعنی اللہ میاں۔ نے پہلے انگریزی میں الہام کیا۔ پھر پتہ چلا کہ مرزا قادیانی کے متبعین چونکہ انگریزی نہیں جانتے اس لئے ان الہامات کا ترجمہ بھی اللہ میاں نے خود فرمادیا۔ اب یہ دونوں الہامات معہ ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

1- GOD IS COMMING BY HIS ARMY.

۱...... خدا تمہارے ساتھ ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔

2- HE IS WITH YOU TO KILL ENEMY.

۲...... وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ ''دشمن'' کا لفظ قادیانی علم کلام کی مخصوص اصطلاح ہے اور قادیانی لٹریچر میں یہ صرف اور صرف مسلمانوں ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اس الہام کی حقیقی تفسیر وہ ہے جو خلیفہ محمود نے اپنے خطبہ میں بیان کی تھی: ''اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کردی ہے۔ یاد رکھو سیاسیات، اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ و تعلیم کے

ذریعے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں ہم اسلام کی ساری تعلیم کو جاری نہیں کر سکتے۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۵ر فروری ۱۹۲۷ء)

اسی خلیفہ کے ایک دوسرے خطبہ کے الفاظ یہ ہیں: "قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو...... صحابہ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا۔ ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں ۵۶ ہزار ہے۔ گو یہ بالکل غلط ہے اور صرف اسی ضلع گورداسپور میں تیس ہزار افراد رہتے ہیں۔ تب بھی ۵۰،۶۰،۷۰ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور ایک احمدی سو کے مقابلے میں رکھا جائے تو ہم ۵۰ لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابلے میں ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اتنی ہی تعداد دنیا کے مسلمانوں کی ہے۔ پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں۔ پھر آج کل جسمانی مقابلہ تو ہے ہی نہیں۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۲۱ر جون ۱۹۳۲ء)

یہی خلیفہ صاحب پر لکھتے ہیں: "پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہونا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا۔ بلکہ لانے والا خدا ہے اس لئے تمہیں آنے والے کا معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہئے۔

(خطبہ خلیفہ محمود الفضل قادیان مورخہ ۲ر مارچ ۱۹۲۲ء)

جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔"

(انوار الاسلام ص ۳۱)

ان اقتباسات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس گروہ کے کیا سیاسی عزائم ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ان کے جذبات کا کیا عالم ہے۔ حالانکہ بظاہر یہ ایک مذہبی گروہ ہے اور ملک میں یا بیرون ملک اس کی سیاسی سرگرمیاں بھی نظر نہیں آتیں۔ یہ گروہ زیر زمین رہ کر دشمنان اسلام کے ساتھ رشتے جوڑ کر اور ان کے ایجنٹ کی حیثیت سے مسلمانوں کو تباہ کرنے کی خوفناک سازشوں میں مصروف ہے۔ اگر یہ محض مذہبی گروہ ہوتا تو اس قدر پراسرار نہ ہوتا اور اگر یہ محض سیاسی جماعت یا تحریک ہوتا تو اسے سازشی طور طریقے اور فسطائی طرز عمل اور خفیہ اور زیر زمین سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی ضرورت نہ تھی۔

سیاسی اثر ونفوذ

قادیانی امت کے سیاسی اثر ونفوذ کا آغاز عین اس تاریخ سے ہوا جب سر فضل حسین مرحوم کی تائید اور سفارش سے سر ظفر اللہ خاں کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے نامزد کیا گیا۔ مسلمانوں کو کافر کہنے والا شخص اور خود اپنے محسن سر فضل حسین مرحوم کی نماز جنازہ پڑھنے سے گریز کرنے والا شخص مسلمانوں کا نمائندہ بن گیا۔

اگر یہ شخص ذرا بھی دیانتدار ہوتا تو صاف کہہ دیتا کہ میں تو مسلمانوں کے معصوم بچوں تک کی نماز جنازہ پڑھنا گوارا نہیں کرتا۔ میرے نزدیک سب مسلمان کافر ہیں اور میں ان کافروں کی نمائندگی کیسے کر سکتا ہوں مگر اس شخص نے اپنی اس پوزیشن سے ناجائز فائدے حاصل کئے۔ اپنے اثر ورسوخ سے کام لے کر مختلف محکموں میں مسلمانوں کے بجائے قادیانیوں کو بھرتی کرنے لگا اور اس طرح مسلمانوں کے اس نام نہاد نمائندے نے مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا۔ جب ملک تقسیم ہوا تو باوجود اس بات کے کہ سر ظفر اللہ خاں نہ تو مسلم لیگ میں شامل تھا نہ اس کا قائداعظم مرحوم کی ذات سے کوئی تعلق تھا اور نہ تحریک پاکستان میں اس کا یا اس گروہ کے اکابر واصاغر میں سے کسی کا کوئی حصہ تھا۔ بلکہ الٹا ان عزائم کا برملا اظہار واعلان کیا گیا کہ اگر پاکستان بن گیا تو قادیانی گروہ اسے دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کرے گا۔ حقیقت میں تقسیم سے قبل مسلم لیگ کے خلاف سازشوں کا مرکز بنا رہا تھا۔ ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں قادیانیوں نے مسلم لیگ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ پھر جب یہی سر ظفر اللہ خاں باؤنڈری کمیشن کے سامنے پیش ہوا تو بقول جسٹس منیر سر ظفر اللہ کے ساتھ قادیانیوں کے وکیل نے کمیشن کے سامنے اپنا الگ کیس پیش کیا۔ جس کے نتیجے میں پٹھان کوٹ کا ضلع پاکستان سے کٹ گیا اور کشمیر کا مسئلہ الجھ گیا۔

ان ساری باتوں کے باوجود سر ظفر اللہ کو مسلمانوں کو نوزائدہ مملکت میں بڑے پراسرار طریقے پر وزیر خارجہ بنادیا گیا۔ یہ بات واقعتاً ایک معمہ ہے کہ ایک شخص تحریک آزادی کی کسی جماعت میں شامل نہیں ہوتا۔ ساری عمر برطانیہ کی نوکری کرتا رہتا ہے اور ملک کی ہر آزادی پسند تحریک کی مخالفت کرتا ہے۔ مگر جب آزادی کی صبح طلوع ہوتی ہے تو وہی شخص انقلاب کے سارے فوائد خاص اپنے لئے سمیٹتا نظر آتا ہے اور تحریک آزادی کے تمام قائدین اس شخص کے جرائم کو نظر انداز کر کے اسے اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔

تقسیم ملک سے پہلے قادیانی گروہ کی سیاسی حکمت عملی یہ تھی کہ انگریزوں اور ہندوؤں کے ساتھ سازباز کر کے مسلمانوں کو پہلے معاشی اور سیاسی حیثیت سے کمزور کیا جائے۔ پھر جب

انگریز ہندوستان چھوڑنے لگے تو یہ گروہ مسلمانوں کی طرف سے مسلمانوں کا نمائندہ بن کر انگریزوں کے اقتدار کا خود وارث بن جائے اور ہندو اکثریت کی تائید و معاونت سے اقتدار کو مستقلاً اپنے لئے مخصوص کر لے۔

اس مقصد کے لئے اس گروہ نے انگریزوں کو اپنی مکمل وفاداری کا یقین دلایا۔ آزادی کی ہر تحریک کی بھرپور مخالفت کی۔ مسلمان ممالک میں سے جن جن پر انگریزوں نے فوج کشی کی یہ ان کے حمایتی بن گئے۔ مرزا قادیانی ہی کے بارے میں یہ روایت ہے کہ: ''حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب، شام ہر ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔''

(الفضل قادیان مورخہ ج ۶ نمبر ۴۲ ص ۹، مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

قادیانیوں نے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ایک طرف تو ان کی تمام مشہور شخصیتوں کو پیغمبر کا درجہ دے کر انہیں متاثر کر لیا اور دوسری طرف پنڈت نہرو جیسے لیڈروں کا استقبال کر کے انہیں اپنی وفاداری کا یقین دلانے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پنڈت نہرو نے قادیانیوں کے حق میں مضامین لکھے اور مسلمانوں کے مقابلے میں قادیانیوں کے مؤقف کی بھرپور تائید کی۔

قادیانیوں کو انگریزوں کا جانشین بننے کی توقع تھی۔ مگر تقسیم ملک نے ان کی ساری سکیم کا تانا بانا بکھیر دیا۔ اس سلسلے میں ''تحقیقاتی رپورٹ'' نے ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے: ''جب تقسیم [illegible] علیحدہ مملکت کا دھندلا امکان افق پر نظر آنے لگا تو احمدی آنے والے واقعات کے متعلق متفکر ہونے لگے۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء کے آغاز تک ان کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ انہیں پہلے انگریزوں کا جانشین بننے کی توقع تھی۔ لیکن جب پاکستان کا دھندلا سا خواب مستقبل کی ایک حقیقت اختیار کرنے لگا تو ان کو یہ امر کسی قدر دشوار معلوم ہوا کہ ایک نئی مملکت کے تصور کو مستقل طور پر گوارا کر لیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو عجب گومگو کی حالت میں پایا ہوگا۔ کیونکہ نہ بھارت کی غیر مذہبی ہندو مملکت کو اپنے لئے چن سکتے ہیں۔ نہ پاکستان کو پسند کر سکتے تھے۔ جس میں فرقہ بازی کو روا رکھے جانے کی کوئی توقع نہ تھی۔ ان کی بعض تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تقسیم کے مخالف تھے اور کہتے تھے کہ اگر ملک تقسیم بھی ہوگیا تو وہ اسے دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کی وجہ واضح طور پر یہ تھی کہ احمدیت کے مرکز قادیان کا مستقبل غیر یقینی نظر آ رہا تھا۔ جس کے متعلق مرزا قادیانی بہت سی پیشین گوئیاں کر چکے تھے۔'' (منیر رپورٹ ص ۲۰۹)

”ہمارے لئے یہ بات سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ جس گروہ کو الہامی ہدایت یہ ہو ملک اگر تقسیم ہو بھی جائے تو اسے دوبارہ متحد کیا جائے گا۔“ (الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۱۱۶ ص ۲، مورخہ ۱۶؍ مئی ۱۹۴۷ء)

جس کے نزدیک قادیان کی سرزمین مکہ اور مدینہ منورہ سے زیادہ مقدس اور محترم ہو۔ وہ پاکستان کے وجود اور اس کی سالمیت کے بارے میں کس قدر مخلص ہوگا۔ کیا کوئی شخص یہ باور کرسکتا ہے کہ قادیانی اپنے خلیفہ کی ہدایت اور اپنے نبی کے الہامات کو پاکستان کی سالمیت کے مقابلے میں ترک کردیں گے یا قادیان کے تقدس کو پاکستان کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں دیں گے؟

پاکستان بن جانے کے بعد اگر اس گروہ کے افراد کی سرگرمیاں صرف مذہبی دائرے کے اندر محدود رہتیں، اگر یہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے ملی اور قومی مفادات کے خلاف کام نہ کرتے اور محض پرامن شہری کی طرح زندگی بسر کرتے تو یقیناً اس گروہ سے کوئی تعرض نہ کیا جاتا۔ مگر اس کی پراسرار زیرزمین سرگرمیوں اور اس کے سیاسی عزائم کو دیکھ کر کوئی کورچشم ہی ان کے بارے میں یہ رائے قائم کرسکتا ہے کہ یہ پاکستان کے مسلمانوں کے واقعی خیرخواہ ہیں اور انہیں اس گروہ سے کوئی خطرہ نہیں۔

پاکستان بن جانے کے بعد اس گروہ نے یہ کوشش کی کہ ملک کے اندر کم ازکم ایک صوبہ قادیانی بنالیں۔ تاکہ وہ (BASE) کا کام دے سکے اور اس کے لئے انہوں نے بلوچستان کو منتخب کیا تھا۔ (الفضل قادیان مورخہ ۲۱؍ اگست ۱۹۴۸ء، نمبر ۱۸۹ ص ۴)

اس سلسلے میں خلیفہ محمود نے اپنے ایک خطبہ میں کہا تھا: ”یہی علاقہ جس کے متعلق میں نے کہا تھا بہت چھوٹا سا ہے۔ اگر تم کوشش کرو اور ہمدردی کے جذبات لے کر لوگوں کے پاس جاؤ تو یہ سارا علاقہ احمدی ہوسکتا ہے۔ اس بات پر تین سال گزر گئے لیکن اس کام کے کرنے کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ بے شک کتے بھونکتے رہیں گے قافلہ چلتا رہے گا۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۵؍ جولائی ۱۹۵۰ء)

تقسیم ملک کے بعد جس عزم کا اظہار کیا گیا تھا وہ یہ تھا: ”ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرے۔ ایک ایسی تبدیلی جو ایک قلیل ترین عرصہ میں اسے دوسری قوتوں پر غالب کردے۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۲۲؍ جولائی ۱۹۴۹ء)

قادیانی گروہ اگر اپنے غلبہ واقتدار کے لئے ایک سیاسی جماعت کے معروف سیاسی طریق کار کے مطابق کوشش کرتا تو یہ اتنی قابل اعتراض بات نہ ہوتی۔ پاکستان کے مسلمان بھی اسے اس حیثیت سے گوارا کرلیتے۔ مگر وہ اپنے غلبہ واقتدار کے لئے ایک ایسے جارح مذہبی گروہ

کی حیثیت سے کوشش کر رہے ہیں جو مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اور انہیں اپنا دشمن سمجھ کر مسلمانوں کی اکثریت پر سازش کے ذریعے اور بیرونی طاقتوں کی مدد سے ان کا آلۂ کار بن کر بجبر مسلط ہونا چاہتا ہے اور انہیں اپنا غلام بنا کر ان کے تمام سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق غصب کرنا چاہتا ہے۔

اس حیثیت سے قادیانی گروہ نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں بلکہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے خلاف اس کے جذبات سخت معاندانہ ہیں۔ عالمی سطح پر بھی اس کا ان تمام عناصر کے ساتھ گٹھ جوڑ ہے جو مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اندرون ملک بھی یہ ان عناصر کی تائید کرتا ہے جو مسلمانوں کے ملی وجود کے مخالف ہیں۔ پاکستان کے سوشلسٹوں اور بدکردار بے دین قسم کے سیاسی لیڈروں سے بھی قادیانیوں کی دوستی ہے اور بیرون پاکستان یہودیوں سے بھی اس کا تعلق قائم ہے اور پاکستان کی وزارت خارجہ نے جس کے سر ظفر اللہ خاں اوّلین سربراہ تھے۔ اس تعلق کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا ہے۔

پاکستان کی قادیانی وزارت خارجہ کے کارنامے

قادیانی غلبہ واقتدار کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قادیانی لیڈروں نے اپنے کارکنوں کو سرکاری محکموں میں بھرتی کرنے کا منصوبہ بنایا اور پھر اپنے اس سرکاری اثر و رسوخ کو قادیانی گروہ کے فروغ اور استحکام کے لئے استعمال کیا۔ سر ظفر اللہ خاں اپنی سرکاری حیثیت سے ناجائز فائدے اٹھانے میں اس حد تک بدنام ہوئے کہ ۱۹۵۲ء، ۱۹۵۳ء میں ان کے خلاف ملک بھر میں زبردست ایجی ٹیشن ہوا اور کھلم کھلا ان کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔ اس ایجی ٹیشن کے دوران معلوم ہوا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا وزیر خارجہ کی حیثیت سے تقرر لیگی قیادت کی آزاد مرضی سے نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ان کا یہ تقرر برطانوی سامراج کے دباؤ کا نتیجہ تھا اور ان کے اس سارے عرصۂ وزارت میں انہیں اینگلو امریکی بلاک کا مکمل تحفظ حاصل رہا ہے۔

ظفر اللہ خاں نے وزارت خارجہ کے کام کو جس طرح چلایا۔ اس کا اندازہ ذیل کی دو خبروں سے کیجئے۔

۱..... پہلی خبر یہ ہے کہ: ”پاکستان کے محکمہ خارجہ کی طرف سے پبلک سروس کمیشن کے صدر مسٹر شاہد سہروردی آج کل انگلستان میں ان امیدواروں سے انٹرویو لے رہے ہیں۔ جو ہمارے سفارت خانوں میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خبر پاکستان پہنچی تو یہاں کے اخبارات اور عوام نے شدید غم وغصہ کا اظہار کیا۔ لیکن حکومت پاکستان نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اسی دوران انکشاف ہوا کہ ہمارے محکمہ خارجہ کے جائنٹ سیکرٹری خیر سے یہودی ہیں اور محکمہ خارجہ کے ۸۰ فیصد

ملازمین غیر ملکی خصوصاً انگریز ہیں۔ ایک انگریزی معاصر کی اطلاع کے مطابق یہودی جائنٹ سیکرٹری گریفتھ کوئین تقسیم سے پہلے پنجاب ہائی کورٹ کا ایک رجسٹرار تھا۔ چونکہ یہ اپنے عہدے کے لحاظ سے ناموزوں انسان تھا۔ اس لئے اس کو اس سے علیحدہ کر دیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد اس کی قسمت چمکی اور وہ وزارت خارجہ کا جائنٹ سیکرٹری بن گیا۔ چونکہ ماتحت افسران نوجوان اور ناتجربہ کار تھے۔ اس لئے وزارت خارجہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد افسر خیال کیا جانے لگا۔ جب فلسطین میں یہودی عربوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے تو اس وقت پاکستان کی وزارت خارجہ کے قابل اعتماد افسر صاحب اسرائیل میں چھٹیاں منا رہے تھے۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۹ء)

اس خبر کے ساتھ یہ انکشاف بھی ملاحظہ ہو: ''ہمارے مصری سفارت خانے کے سٹاف میں دو نوجوان یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا۔ جس سے مصری عوام اور عربی اخبارات پاکستان سے بہت ناراض ہو گئے۔ ان سے پہلے مصر میں پاکستانی سفیر کا پریس اٹاچی بھی یہودی تھا۔''

(گارجین بحوالہ کوثر لاہور)

ہماری وزارت خارجہ کا پہلا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے پاکستان کے خارجی معاملات میں یہودی اثر ونفوذ کی بنیاد رکھی۔ جس کے نتیجے میں عرب ممالک کو پاکستان سے ناراض کر دیا۔

دوسری جز ایوبی دور سے تعلق رکھتی ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ تھے۔ ان کے زمانے میں ہمارے غیر ملکی سفارت خانوں پر قادیانیوں کے اثرات ملاحظہ ہوں: ''مجھے کچھ عرصہ قبل بغداد کے اندر پاکستانی سفارت خانہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ لاہوری قادیانیوں کے تبلیغی رسالے سرکاری ٹیبل پر نہ صرف موجود ہیں۔ بلکہ ان کو سرکاری لٹریچر سے بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور قادیانیت ہی کو پاکستان کا سرکاری مذہب سمجھا جاتا ہے۔ اس سے پاکستان کی بہت سخت بدنامی ہوتی جارہی ہے۔ پھر یہ صرف بغداد تک محدود نہیں بلکہ جس سفارت خانہ میں قادیانیوں کو ملازمت مل جاتی ہے وہ سفارت خانے کو قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔'' (ایشیاء لاہور مورخہ ۷؍اگست ۱۹۶۲ء)

اسی طرح سر ظفر اللہ نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب کی حیثیت سے جزائر غرب الہند کا دورہ کیا اور اس دورہ میں ٹرینڈاڈ میں مرزا قادیانی کا آخرالزمان نبی کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ (ایشیاء لاہور مورخہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۶۲ء)

سر ظفر اللہ خاں کی انہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ تقریباً ۴۰ ممالک میں قادیانیوں کے

۱۳۶ مشن کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اسرائیل میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ ان مختلف ممالک سے ان کے ۲۲؍اخبارات و رسائل بھی نکلتے ہیں اور ستاون (۵۷) کے قریب مدارس کام کر رہے ہیں۔ (المنبر مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۶۷ء)

محکمہ خارجہ کے علاوہ قادیانیوں نے پاکستانی حکومت کے مختلف محکموں میں گھسنے کا منصوبہ بنایا اور خاص طور پر پاکستان کی فوج میں انہوں نے اپنے اثر و نفوذ کے دائرہ کو خاصی وسعت دی۔ اس سلسلے میں قادیانیوں کے خلیفہ صاحب نے اپنے مریدوں کو واضح الفاظ میں تلقین کی کہ: ”پاکستان میں اگر ایک لاکھ احمدی سمجھ لئے جائیں تو ۹ ہزار احمدیوں کو فوج میں جانا چاہئے...... فوجی تیاری نہایت اہم چیز ہے۔ جب تک آپ جنگی فنون نہیں سیکھیں گے کام کس طرح کریں گے۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۵۰ء، ج ۳۷ نمبر ۸۵ ص ۳)

فوج میں ”فرقان بٹالین“ کے نام سے خالص قادیانیوں پر مشتمل بٹالین موجود ہے۔ اس کی کمان ربوہ کے خلیفہ کے ہاتھ میں ہے اور جسارت کا یہ عالم ہے کہ ۱۹۴۸ء میں کشمیر کے محاذ پر ”فرقان فورس“ کے جن سپاہیوں کو تمغے دیئے جانے کا فیصلہ ہوا وہ تمغے علی الاعلان پاک فوج کی انتظامیہ کے بجائے ربوہ کے سیکرٹریٹ کے ذریعے تقسیم ہوئے۔ (الفضل قادیان مورخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۵۰ء)

قادیانیوں کے پاس اسلحہ سازی کے متعدد کارخانے ہیں اور انہوں نے اسلحہ کے بکثرت لائسنس حاصل کئے ہوئے ہیں۔ قادیانی گروہ کی اس منصوبہ بندی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس گروہ کے افراد پاکستانی افواج کے اہم کلیدی مناصب پر فائز ہیں اور اب پاکستان کی عسکری قوت کے ایک قابل لحاظ حصے پر قادیانی گروہ کے اثرات کا غلبہ ہے۔

قادیانی ملک کے اہم اور کلیدی عہدوں پر قابض ہیں۔ تمام سرکاری رازوں سے آگاہ ہیں اور سابق صدر مملکت کے سائنسی امور کے مشیر ڈاکٹر عبدالسلام دنیا کی سائنسی تجربہ گاہوں، سائنسدانوں اور ارباب سیاست سے رابطہ رکھتے ہیں اور مرزا ناصر کے بندۂ بے دام ہیں۔

ایم ایم احمد ملک کے پالیسی ساز اداروں کے سرپرست رہے ہیں اور صدر ایوب سے لے کر ذوالفقار علی بھٹو کی صدارت کے ابتدائی دنوں تک ملک کے سیاہ و سفید کے مالک رہے ہیں اور اب یہ بات ملک کے ہر بچے کی زبان پر ہے کہ ملک کو توڑنے کی جو سازش کی گئی تھی اس کا ماسٹر پلان ایم ایم احمد کے ذہن کی پیداوار تھا۔

پاکستان کے قیام کے ابتدائی دنوں میں پاکستان کے پہلے وزیراعظم کے قتل کی جو ناکام سازش کی گئی تھی۔ ان میں قادیانی اور سوشلسٹ دونوں شریک تھے۔ حال ہی میں گروپ کیپٹن

عبدالستار نے یہ انکشاف کیا ہے کہ انہوں نے صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو حکومت کا تختہ الٹنے کی قادیانی سازش سے باخبر کیا تھا۔ لیکن قادیانی سازش سے خبردار کرنے والا شخص سازش کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بیان کے مطابق فضائیہ اور فوج کے اعلیٰ افسروں کے اشارے پر اسے مقدمے میں پھانس لیا گیا۔ (نوائے وقت مورخہ ۸/اگست ۱۹۷۳ء)

ریاست کے اندر ریاست

مرزا ناصر احمد نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر قادیانیوں کے سامنے کام کا ایک پچیس سالہ منصوبہ رکھا۔ اگرچہ اس منصوبہ کا آخری ہدف صاف طور پر کہیں نہیں بیان کیا گیا۔ مگر اس گروہ کے لیڈروں کے بیانات اور تحریروں سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ:

۱...... ”میں تمام جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہے کہ جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام (قادیانیت) قبول کر چکی ہوگی اور دنیا کی سب طاقتیں مل کر آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتیں۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۲۴/دسمبر ۱۹۶۲ء)

۲...... پاکستان میں سیاسی غلبہ کی جو سکیم مرتب کی گئی ہے اس میں یہ باتیں شامل ہیں:

الف...... بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانا۔

ب...... سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کو خصوصی مراکز کا درجہ دے کر اس میں اہم ادارے قائم کرنا۔

ج...... سرگودھا ڈویژن کو قادیانی ڈویژن بنانے کی کوشش کرنا۔

د...... پاکستان میں آمرانہ نظام کے قیام اور اس کے استحکام کی کوشش کرنا اور اس راہ کی تمام رکاوٹوں کو دور کرنا تا کہ اس کے سائے میں قادیانی غلبہ کی کوشش کی جا سکے۔

قادیانیوں نے اپنے سیاسی غلبہ کے لئے جو منصوبہ تشکیل دیا ہے۔ اس منصوبے کی [illegible] کے لئے وہ جس طرح اپنے آپ کو منظم کئے ہوئے ہیں اور اس مقصد کے لئے وہ جو سرمایہ صرف کر رہے ہیں اسے دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں اس گروہ نے ریاست کے اندر اپنی ایک الگ ریاست قائم کر رکھی ہے۔ قادیانیوں کی یہ ریاست بظاہر غیر مرئی ہے۔ مگر حقیقتاً بڑی طاقتور ہے۔ اس ریاست کی تنظیم اور اس کے کام کی ٹیکنیک یہودیوں کی عالمی تنظیم ”فری میسن“ سے ملتی جلتی ہے۔

قادیانیوں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے اپنے آپ کو سات بڑی تنظیموں میں

تقسیم کر رکھا ہے۔ یہ دراصل ربوہ کی غیر مرئی ریاست کے سات بڑے محکمے ہیں۔ ان محکموں کا مختصر سا جائزہ حسب ذیل ہے۔

ا..... صدر انجمن احمدیہ ربوہ

یہ مرکزی انجمن ہے۔ اس کے سال ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۷ء کا بجٹ ۸۱۰،۶۴،۲۶ روپے تھا۔ اس کے زیر انتظام دس شعبے ہیں جو یہ ہیں: (۱) نظارت علیہ، (۲) نظارت دیوان، (۳) نظارت بیت المال، (۴) نظارت امور عامہ، (۵) نظارت امور خارجہ، (۶) نظارت اصلاح وارشاد، (۷) نظارت تعلیم، (۸) نظارت زراعت، (۹) نظارت تجارت، (۱۰) نظارت درویشان۔

۲..... تحریک جدید

یہ ۱۹۳۴ء میں شروع کی گئی۔ اس کے ۳۵ مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے قیام کا متصد قادیانی گروہ کی عددی حیثیت کو ترقی دینا ہے۔ اس کا سال ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۷ء کا بجٹ ۳۸۰، ۱۳، ۲۸ روپے تھا۔ اس کے ماتحت مبلغین، کارکنان، دفتر اور ڈاکٹروں کی مجموعی تعداد ۳۱۲ تھی۔ اس کے علاوہ اس میں چندہ دینے والوں کی تعداد ۲۰۔۲۲ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

۳..... وقف جدید

۱۹۵۸ء میں قائم کیا گیا۔ واضح رہے کہ یہ ایوب کے فوجی انقلاب کا سال بھی تھا۔ اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ وقف ایسے افراد تیار کرے گا۔ جو مختلف حصوں میں بیٹھ جائیں اور قادیانی تبلیغ کا کام کریں۔ ۱۹۶۵ء میں اس کے مبلغین کی تعداد ۶۵ بیان کی گئی تھی۔ اس کا بجٹ ایک لاکھ ستر ہزار روپے تھا۔ اس کے بارے میں مرزا محمود نے کہا تھا کہ: ’’اگر یہ سکیم کامیاب ہوگئی تو تم دیکھو گے کہ دو تین کروڑ لوگ تمہارے اندر داخل ہو جائیں گے اور جب دو کروڑ آدمی تمہارے اندر شامل ہو جائیں گے تو آمدنی کی کمی خودبخود دور ہو جائے گی۔ دو کروڑ آدمی چھ روپے سالانہ دیں تو بارہ کروڑ روپیہ بن جاتا ہے۔ اگر ایک روپیہ ماہوار ہو تو دو ہزار مبلغ رکھے جاسکتے ہیں۔ جو چوبیس لاکھ مربع میل میں پھیل سکتے ہیں اور اتنا رقبہ تو ہمارے سامنے پاکستان کا بھی نہیں۔‘‘

اس تحریک کے ذریعے ۱۹۶۵ء میں تین ہزار آٹھ سو ستائیس افراد کو قادیانی بنایا گیا اور ۱۹۶۶ء میں چار ہزار مزید افراد اس گروہ میں شامل کئے گئے۔ اس ’’وقف‘‘ کو قادیانیوں نے سات سو (۷۰۰) ایکڑ اراضی دی ہے۔ جو قادیانی اپنی زندگیوں کو وقف کرتے ہیں۔ انہیں ۶۰ یا ۷۰ روپے ماہانہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اس وقف کے تحت پانچ ہزار سے زائد جزوقتی مبلغین کام کر رہے ہیں۔

۴......انصار اللہ

اس تنظیم کا مقصد خلافت کی حفاظت کرنا ہے۔ یہ نیم عسکری تنظیم ہے۔ اس کے محکموں اور ان کے قائدین کی تقسیم کچھ اس طرح کی ہے: (۱) قائد عمومی، (۲) قائد مال، (۳) قائد تعلیم، (۴) قائد حربیت، (۵) قائد خدمت خلق، (۶) قائد ذہانت وصحت وصفائی۔

۵......خدام الاحمدیہ

یہ تنظیم عام باشندوں سے تعلق قائم کرتی ہے۔ اس کا دائرہ کار قصر ربوہ سے پاکستانی فوج تک وسیع ہے۔ یہ ملک کی وہ واحد تنظیم ہے جسے اس بات کی اجازت حاصل رہی ہے کہ وہ اپنی زیرنگرانی فوج میں ایک فوجی یونٹ منظم کرے اور اس کے وجود کو دوسروں کے وجود سے تسلیم کرائے۔ ”فرقان بٹالین“ بھی اسی سے تعلق رکھتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس بٹالین کو بعد میں توڑ دیا گیا۔

۶......لجنہ اماء اللہ

یہ قادیانی خواتین کی انجمن کا نام ہے۔

۷......اطفال الاحمدیہ وناصرات الاحمدیہ

یہ دونوں تنظیمیں قادیانی بچوں پر مشتمل ہیں۔ ایک دفعہ مرزا ناصر نے ان بچوں کے ذریعے پچاس ہزار روپے جمع کرائے تھے۔ (المنبر لائل پور مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۶۷ء)

قادیانیوں کے اس تنظیمی ڈھانچے پر نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ گروہ صرف امت کے اندر امت ہی کی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ مذہبی لبادے میں ریاست کے اندر ریاست عملاً قائم کئے ہوئے ہے جو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے سرکاری ملازمین اور قومی اور ملکی وسائل کے بے دریغ استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال تقریباً ایک کروڑ روپے صرف کر رہی ہے۔ (انکوائری رپورٹ از ص ۲۱۰، ۲۱۱)

خارجہ حکمت عملی

قادیانی گروہ کی خارجہ حکمت عملی بھی ملک کی خارجہ پالیسی سے عملاً متصادم رہی ہے۔ جب تک سر ظفر اللہ خاں وزارت خارجہ پر براجمان رہے تو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ان کے ماتحت سفارت خانے قادیانیت کی تبلیغ میں مصروف رہے اور عرب ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کشیدہ رہے۔

قادیانیوں کا یہودیوں کی ریاست اسرائیل میں مشن موجود ہے۔ درانحالیکہ اس نے

ریاست کو تسلیم نہیں کیا۔ قادیانیوں کا مشن ۱۹۳۸ء میں قائم کیا گیا تھا۔ جب برطانیہ نے یہودیوں کی اس ناجائز ریاست کو قائم کیا اور ۱۹۴۸ء میں یہودی درندے عرب مسلمانوں سے خون کی ہولی کھیل رہے تھے۔ اس وقت یہ مشن بعافیت یہودیوں کی اس ریاست میں کام کر رہا تھا اور پاکستان کی وزارت خارجہ کا جائنٹ سیکرٹری گریفتھ کوئین اسرائیل میں موجود تھا۔ مصر کے پاکستانی سفارت خانہ میں یہودی لڑکیاں بھی کام کر رہی تھیں۔

جب ۱۹۵۶ء میں عرب مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کی لڑائی ہوئی تو اس وقت اسرائیلی حکمران قادیانیوں کے مشن کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ جیسا کہ مرزا مبارک احمد کی طرف سے شائع کردہ خبر میں بتایا گیا ہے: ’’اسرائیل میں احمدیہ مشن حیفہ کے ماؤنٹ کرمال پر واقع ہے۔ ہماری وہاں ایک مسجد ہے۔ ہمارا مشن البشریٰ نامی ایک ماہنامہ بھی شائع کرتا ہے۔ جو عربی بولنے والے تیس مختلف ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔‘‘ (فارن مشن)

مرزا ناصر ۱۹۶۷ء میں جب اپنے دورۂ یورپ سے لوٹے تو ان سے عرب مسلمانوں کے خلاف اسرائیلی جارحیت کے بارے میں نامہ نگاروں نے سوال کیا۔ مرزا ناصر نے اس سوال کا جواب دینے سے گریز کیا۔ مرزا ناصر قادیانی کا یہ گریز بے وجہ نہ تھا۔ مسلمانوں کو شکست مرزا ناصر کے گویا دشمنوں کی شکست تھی اور یہودیوں کی فتح۔ حقیقتاً قادیانیوں کے سرپرستوں کی فتح تھی۔ انیسویں صدی کے آغاز میں جب انگریزوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو اس وقت بھی قادیانیوں کے جذبات واحساسات کا عالم عام مسلمانوں سے مختلف تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کی شکست اور ہزیمت پر گھی کے چراغ جلائے تھے اور زخم خوردہ مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکا تھا۔ اس سلسلے میں ایک قادیانی مبلغ اپنے تأثرات کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے: ’’بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (یعنی انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی جارہی ہیں۔ میں نے یہاں کے ایک اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ وعدہ کی زمین جو یہود کو عطاء کی گئی تھی مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو سزا کے طور پر ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دی گئی جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا حل تلاش کرنا چاہئے۔ کیا مسلمانوں نے کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا۔‘‘ (الفضل قادیان مورخہ ۱۹؍مارچ ۱۹۱۸ء)

’’اس مضمون کے متعلق وزیراعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا۔ فرماتے ہیں۔ ’’مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔‘‘ قادیانیوں کی اس یہود نواز

خارجہ پالیسی نے تمام عرب ممالک کو پاکستان سے ناراض کردیا اور وہ بھارت کو پاکستان پر ترجیح دینے لگے اور بین الاقوامی سطح پر پاکستان اپنے مسلمان برادر ممالک کی بھرپور تائید وحمایت سے محروم ہوگیا۔“

نوکرشاہی میں قادیانی اثرات

پاکستان کی نوکرشاہی میں قادیانی بے پناہ اثرات کے حامل ہیں۔ جن کی وجہ سے قادیانیوں کا یہ گروہ ملک کے وسائل کو اپنے گروہی مفادات کے حق میں استعمال کرنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر ربوہ کی آبادی اور توسیع کے لئے حکومت سے ۱۰۳۴ ایکڑ اراضی حاصل کی گئی۔ مگر اس کی قیمت چند پیسے فی مرلہ طے کی گئی۔ پھر اسی اراضی کو تین ہزار رہائشی پلاٹوں میں تقسیم کرکے ہزاروں اور لاکھوں روپے کمائے گئے۔ اس طرح ربوہ کے نام سے قادیانی ریاست کا ہیڈ کوارٹر تعمیر کیا گیا۔ جس میں کوئی غیر قادیانی داخل نہیں ہوسکتا اور پاکستان میں ربوہ ایک ایسا شہر ہے جہاں کوئی غیر قادیانی اپنا نہ مکان خرید سکتا ہے اور نہ وہاں ربوہ کے حکام کی اجازت کے بغیر قیام کرسکتا ہے۔

۱۹۶۱ء میں صرف قادیانیوں کو ساڑھے گیارہ لاکھ روپے کا زرمبادلہ دیا گیا۔ جب کہ زرمبادلہ کی کمی کے پیش نظر حاجیوں کے لئے حج پر جانے کی پابندی تھی۔ اس رقم سے کم وبیش ایک ہزر سے زائد حاجیوں کو حج بیت اللہ کی سہولتیں مہیا کی جاسکتی تھیں۔ ۱۹۶۸ء میں قومی اسمبلی کے اجلاس میں یہ انکشاف بھی کیا گیا کہ تبلیغ اسلام کے نام پر قادیانیوں کو سب سے زیادہ زرمبادلہ (تقریباً ۸۶۲۰۰۰ روپے) دیا گیا۔

نوکرشاہی میں اس گروہ کے اثرات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ خاص طور پر ایوبی دور میں بعض قادیانیوں کو ٹرسٹ کے اخبارات میں بھرپور نمائش کی جاتی رہی ہے اور جو آزاد اخبارات قادیانیوں کی پراسرار اور زیرزمین سرگرمیوں کا ذرا بھی نوٹس لیتے تھے تو سرکاری مشنری فوراً حرکت میں آجاتی تھی اور ان پر پابندی لگادی جاتی تھی۔ ایک دفعہ آغا شورش کاشمیری نے اپنے ہفت روزہ چٹان میں قادیانیوں کے بارے میں ”الحمد للہ“ کے عنوان سے ایک مختصر شذرہ تحریر کیا تو ان کا اخبار بند کردیا گیا۔ پریس ضبط کرلیا گیا اور وہ خود بھی گرفتار کرلئے تھے۔

چٹان لاہور میں آغا شورش کاشمیری نے قادیانی اثرات کے بارے میں اس تشویش کا اظہار کیا: ”اصلاً تو ہم حکومت سے عرض کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن شنوائی نہیں۔ اس لئے اس سے کہنا عبث ہے۔ لیکن ملک کے تمام علماء اور جملہ وابستگان ختم نبوت سے عرض کرنا ہمارا فرض ہے کہ خدا کے لئے اس امت کی سرگرمیوں سے غافل نہ رہیں۔ یہ عجمی اسرائیل قائم کرنے کے خواب دیکھ

رہے ہیں۔ ان کا حکومت کے دوائر میں بڑا رسوخ ہے۔ ان کے قبضے میں بڑی بڑی ملازمتیں ہیں۔ ان کے ہاتھ دور دور تک پہنچے ہیں۔ خدا کرے ہمارا گمان غلط ہو۔ لیکن بعض افسروں کی ایک جماعت اندر خانہ مرزائی ہو چکی ہے اور تقیہ کر رہی ہے۔ ہمیشہ خدشہ ہے کہ یہ لوگ کسی نازک مرحلہ پر گل بھی کھلا سکتے ہیں۔ خود کاشتہ پودے کی حیثیت سے ان کا بعض ایسے ملکوں سے ناطہ بندھا ہوا ہے جو استعمار کی یادگار ہیں اور جن کی معرفت انہیں یقین ہے کہ ان کا محافظ دستہ ثابت ہو سکتی ہے۔ مرزائی افسروں نے مسلمان حاکموں کو عوام الناس سے برگشتہ کر رکھا ہے۔ ملک کی اقتصادی زندگی پر قابض ہو کر وہ حکومت میں ایسا ہی رسوخ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا رسوخ یہودیوں کو امریکہ کے صدارتی انتخاب اور برطانیہ کی قومی معیشت میں حاصل ہے۔''

(ہفت روزہ چٹان لاہور ج۲۱ نمبر۱۲ ص۴، مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۶۸ء)

پاکستان میں یہ اثرات اس گروہ کو حاصل ہیں جو اقلیت میں ہے اور ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی رو سے جس کی تعداد متحدہ ہندوستان میں صرف ۷۶ ہزار تھی۔ پنجاب میں ۵۶ ہزار کا اندازہ لگایا تھا۔ تعداد کی اس قلت پر پردہ ڈالنے کے لئے حال ہی میں مرزا ناصر نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد چالیس لاکھ ہے۔ قادیانیوں کی تعداد کے بارے میں خواہ کس قدر مبالغہ سے کام لیا جائے۔ ان کی تعداد چار پانچ لاکھ سے ہرگز زائد نہیں ہو سکتی۔

یہ قلیل گروہ نوکر شاہی میں اپنے اثرات کے باعث بڑا نازاں ہے اور اپنے اقتدار کے خواب دیکھ رہا ہے۔ لندن میں قادیانیوں کے یورپی کنونشن کے موقع پر سر ظفر اللہ کی موجودگی میں قادیانی حکومت کے منشور پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی گئی۔

''اگر احمدیہ جماعت برسر اقتدار آجائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں گے۔ دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے گا اور سود پر پابندی لگا دی جائے گی اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے گی۔''

(روزنامہ جنگ مورخہ ۴ راگست ۱۹۶۵ء)

یہ اقلیت اپنے برسر اقتدار آنے کے لئے جو طریقے استعمال کر رہی ہے۔ وہ اگرچہ عوام کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ تاہم حکومت کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔ مگر حکومت اس گروہ کو بے ضرر اور انتہائی وفادار مذہبی فرقہ سمجھتی ہے اور اس گروہ کی سازشیانہ سرگرمیوں کا پردہ چاک کرنے والے ہر شخص کی زبان و قلم پر پابندی عائد کر دیتی ہے۔

---

۱ قادیانیوں نے ہر دور میں اپنی تعداد کے بارے میں شدید مغالطہ دیا ہے اور اس سلسلے میں صریح غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں دعویٰ کیا تھا کہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حقیقت میں قادیانی امت ایک مستبد اور ظالم اقتدار کے سائے میں پروان چڑھی ہے۔ یہ نہ عوامی تحریک ہے اور نہ عوام سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ سامراج نے اسے جنم دیا ہے۔ بیوروکریسی نے اسے تحفظ دے کر پروان چڑھایا ہے اور اب بھی وہ اسی کے سہارے قائم ہے اور اپنے اقتدار کے حصول کے لئے در پردہ سازشوں کا جال بچھائے ہوئے ہے۔ اس کے اثر و نفوذ اور اس کی قوت و طاقت کا اصل منبع اندرون ملک بیوروکریسی ہے اور بیرون ملک برطانوی سامراج۔ جب تک اس کے یہ دو سہارے قائم ہیں۔ اس وقت تک اس کا وجود بھی قائم ہے اور جب اس کے یہ سہارے ختم ہو جائیں گے اسی لمحے یہ بھی امت اپنی موت آپ مر جائے گی۔

قادیانیت ایک لحاظ سے پاکستان کی ملحد، بے دین، عوام دشمن، نوکر شاہی کا ”دین الٰہی“ ہے۔ جب ملک سے نوکر شاہی کا اقتدار ختم ہوگا اور جس دن اقتدار اس ملک کے اصل وارثوں یعنی عوام کو صحیح معنوں میں منتقل ہوگا۔ اسی دن قادیانیت کا بوریا بستر گول ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ قادیانی گروہ ملک میں جمہوری اداروں کے فروغ اور ان کے استحکام کا شدید مخالف ہے اور پاکستان میں آمریت اور خاص طور پر بیوروکریسی کی آمریت کو ملک پر بجبر مسلط کر دینے کا حامی ہے۔ اسی بناء پر وہ ملک کے ہر اس گروہ یا پارٹی کا ہمدرد اور بہی خواہ ہے جو ملک میں آمرانہ نظام قائم و برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ اس کے وجود کا قیام و بقاء آمریت کے ساتھ قائم ہے اور جمہوریت میں اسے اپنی موت نظر آتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ہندوستان میں قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۶۵، روایت نمبر ۱۵۷) ۱۹۰۷ء میں اعلان کیا گیا کہ یہ تعداد چار لاکھ ہے۔ (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۷) ۱۹۰۹ء میں بھی یہ تعداد چار لاکھ تھی۔ (حقیقت الوحی ص ۱۲۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۲۰) ۱۹۲۲ء میں میاں محمود نے دعویٰ کیا کہ قادیانی چار پانچ لاکھ ہیں۔ (الفضل قادیان مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۳ء، ج ۱۱ نمبر ۶۷ ص ۷) ۱۹۳۰ء میں یہ تعداد دس لاکھ بیان کی گئی اور اسی سال اسی تعداد کو بیس لاکھ تک پہنچا دیا گیا۔ ایک قادیانی مبلغ نے یہاں تک دعویٰ کر ڈالا کہ پنجاب میں اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ (رسالہ شمس الاسلام بھیرہ ج ۵ نمبر ۱۰) لیکن ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کی رو سے پنجاب میں ان کی تعداد ۵۶ ہزار تھی اور سارے ہندوستان میں مزید ۲۰ ہزار کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ پاکستان میں قصر ربوہ سے قادیانیوں کی تعداد کے بارے میں پھر مبالغہ آرائی سے کام لیا جا رہا ہے۔ قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ نے قادیانیوں کی موجودہ تعداد ایک کروڑ بیان کی ہے۔ گویا مغربی پاکستان کا ہر چھٹا فرد قادیانی ہے اور اگر صرف پنجاب کو سامنے رکھا جائے تو ہر تیسرا فرد قادیانی ہوگا۔ اگر آج بھی قادیانیوں کا مسلمانوں سے الگ کر کے شمار کیا جائے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ ان کی تعداد بمشکل چار پانچ لاکھ ہوگی۔

سوشلسٹوں سے گٹھ جوڑ

ملک میں آمریت کے نفاذ اور استحکام کے لئے جو عناصر کام کر رہے ہیں۔ قادیانی ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ نوکر شاہی کا بے دین طبقہ ملک میں آمریت چاہتا ہے۔ قادیانی اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ پرویزی گروہ ''مرکز ملت'' کے گمراہ کن فلسفے کی روشنی میں بیوروکریسی کی آمریت کا علمبردار ہے۔ قادیانی اس سے بھی کوئی تعرض نہیں کرتے۔ سوشلسٹ عناصر بھی ایک فسطائی نظام کے علمبردار ہیں۔ قادیانیوں نے ان سے بھی گٹھ جوڑ کر رکھا ہے۔ کئی مقامات پر سوشلسٹوں اور قادیانیوں میں تعاون اور اتحاد کی فضا قائم ہے۔ ان دونوں عناصر کے مقاصد اور طریق کار میں واضح مماثلت پائی جاتی ہے۔ سوشلسٹ آمیریت چاہتے ہیں اور یہ قادیانیوں کا عین ایمان ہے[1]۔ کیونکہ آمریت کے بغیر وہ اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ سوشلسٹ غیر ملکی نظریات درآمد کر کے غیر ملکی سامراجی طاقتوں میں سے کسی نہ کسی کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں اور یہی حال قادیانیوں کا ہے۔ قادیانی بھی ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر کے ملک میں دین کی اعلیٰ اقدار اور جمہوریت کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ سوشلسٹ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے علاقائی اور لسانی تعصبات کو بھڑکاتے ہیں۔ قادیانی بھی اسی طریق کار کو اپنائے ہوئے ہیں اور مسلمان معاشرہ میں افتراق کو ہوا دیتے، شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی، سندھی، پنجابی اور بلوچی اور غیر بلوچی تعصبات کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔ سوشلسٹ بھی مادی اپیل یعنی روٹی، کپڑے اور مکان کا لالچ دے کر لوگوں کی ہمدردیاں اور تائید حاصل کرتے ہیں۔ قادیانی بھی اسی طرح مادی اپیل کے ذریعے ملازمتوں کا لالچ دے کر اور روپے پیسے کے زور سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سوشلسٹ بھی پروپیگنڈے کے زور سے اپنے رہنما یا قائد کے اندر کچھ مافوق الانسانی خصوصیات کا ڈھنڈورا پیٹ کر اسے عظیم قائد بنا دیتے ہیں اور پھر بڑی فنکاری کے ساتھ وہ لوگوں کا اس حد تک ذہنی غسل (BRAIN WASHING) کر دیتے ہیں کہ وہی عظیم قائد

---

[1] (الفضل قادیان مورخہ ۲رجون ۱۹۳۶ء، نمبر ۲۳ ص ۶) قادیانی کس طرح کا فسطائی نظام چاہتے ہیں۔ اس بارے میں قادیان کے ایک سابق خلیفہ محمود احمد نے ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔ ''حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے۔ اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سننے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو اسے عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔''

انہیں اپنا نجات دہندہ نظر آتا ہے اور اس کے والہ و شیدائی بن کر اس کے اندھے پیروکار بن جاتے ہیں۔ اسی طرح قادیانی بھی اپنے مریدوں کا ذہنی غسل کر کے ہر خلیفہ کو خدائی اوتار کا درجہ دے دیتے ہیں اور پھر بے چون و چرا اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ قادیانی ریاست میں خلیفہ مطلق العنان اختیارات کا حامل ہوتا ہے اور قادیانی جماعت میں فسطائیت اور آمریت کی روح مکمل طور پر جلوہ گر ہوتی۔ ہے۔

سوشلسٹ اپنے مخالفین کے خلاف جھوٹ اور بہتان طرازی کا طوفان اٹھاتے ہیں۔ قادیانیوں کا بھی یہی وطیرہ ہے۔ بڑے سے بڑا جھوٹ بے دریغ اور بلا جھجک بولتے اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ بولتے ہیں اور اپنی مطلب برآری کے لئے ہر قسم کا بہروپ اختیار کر لیتے ہیں۔ جس طرح سوشلسٹ اپنے مخالفین کے خلاف بڑی گھٹیا، بازاری، غیر مہذب اور غیر شریفانہ زبان استعمال کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح قادیانی بھی اپنے مخالفین کے خلاف نہایت لچر زبان استعمال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے نبی کی زبان بھی ناشائستہ اور حد درجہ اشتعال انگیز ہوتی ہے۔ سوشلسٹ بھی اپنے مقصد کے لئے ہر قسم کا اخلاقی اور غیر اخلاقی کام کر گزرتے ہیں۔ یہی طریقہ قادیانیوں کا ہے۔ بس فرق صرف یہ ہے کہ قادیانی یہ سب کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا نبی مان کر مذہبی لبادے میں کرتے ہیں۔ مگر سوشلسٹ خدا اور رسول کا انکار کر کے کھلم کھلا کرتے ہیں۔

قادیانی اور سوشلسٹوں میں یہ مماثلت محض ظاہری نہیں۔ بلکہ عملاً ان کا باہمی گٹھ جوڑ بھی رہا ہے۔ لیاقت علی مرحوم کے قتل کی ناکام سازش میں سوشلسٹ اور قادیانی برابر کے شریک تھے۔ ۱۹۶۹ء میں جب سیاسی آزادیاں بحال ہوئیں تو قادیانیوں نے پیپلز پارٹی جو سوشلسٹ نظام کی داعی ہے، کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور عملاً اس کی تائید کی اور خلیفہ ناصر کے بیان کے مطابق ۱۹۷۱ء کے انتخابات کے دوران ۲۰ ہزار قادیانی نوجوان کارکنوں نے پیپلز پارٹی کے حق میں کام کیا اور دامے درمے قدمے اور سخنے پیپلز پارٹی کی بھرپور مدد کی۔ (روزنامہ ندائے ملت ۲۹/دسمبر ۱۹۷۰ء)

پیپلز پارٹی اور قادیانیوں کے باہمی اتحاد کا سو فیصد فائدہ قادیانیوں کو ملا۔ پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے انہیں عوام سے رابطہ کی سہولت ملی۔ انہوں نے پیپلز پارٹی کے ذریعے ملک میں نظریاتی کش مکش برپا کر دی اور نظریۂ پاکستان اور سوشلزم کے حامیوں کے مابین جنگ کا آغاز ہو گیا۔ دراصل یہ جنگ بیوروکریسی اور عوام کی تھی۔ لوگ بیوروکریسی کی آمریت کے خلاف سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے اور اس کی آمریت کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ مگر اس نظریاتی تصادم سے قادیانیت عوام کے

محاسبہ سے محفوظ ہو گئی۔ نہ صرف عوامی محاسبہ سے محفوظ ہو گئی۔ بلکہ پیپلز پارٹی کے پردے میں اسے عوام کی نمائندگی کا سرٹیفکیٹ بھی مل گیا۔ اس طرح وہ پہلے سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہو گئی۔

بیوروکریسی کی طاقت ہی دراصل قادیانیوں کی قوت کا سرچشمہ ہے۔ اس بناء پر قادیانی بھی پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گئے۔

قادیانی اپنے فاسد معتقدات کے باعث کبھی مسلمانوں میں براہ راست کام نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن سوشلزم اور نظریہ پاکستان کے نظریاتی تصادم کے باعث وہ پیپلز پارٹی کے سٹیج سے میدان میں آ گئے اور مسلمانوں کے قابل قدر رہنماؤں پر رکیک حملوں کا آغاز کر دیا اور پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا اور اس طرح دھوکے سے سرزمین پنجاب کے عوام سے ان کی نمائندگی کی سند بھی حاصل کر لی اور ان کے متعدد نمائندے کامیاب ہو کر صوبائی اور قومی اسمبلیوں میں پہنچ گئے۔ حتیٰ پنجاب کی طرف سے تین قادیانیوں کو سینیٹر بھی منتخب کر لیا گیا۔ روٹی کپڑے اور مکان کے مسحور کن وعدوں اور نظریاتی تصادم کے گرد و غبار میں پنجاب کے لوگ یہ نہ دیکھ سکے کہ وہ کن لوگوں کو اپنا نمائندہ منتخب کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کی اس کامیابی پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا ناصر کہتا ہے:

"انتخابات میں پاکستان کی نئی نسل نے ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔" (روزنامہ مشرق ۱۰ دسمبر ۱۹۷۰ء)

"احمدی فرقہ کو خدا کی خوشنودی اور حمایت حاصل ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت یا تمام طاقتیں مل کر بھی ہماری تحریک کو ختم نہیں کر سکتیں۔" (روزنامہ مساوات مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء)

الفضل کے مدیر نے تحریر یہ شعر لکھا۔

زمین کے گوشے اٹھے ہیں پکارے
کہو مرزا غلام احمد کی جے جے

(الفضل قادیان جلد ۵۹ نمبر ۲۸۷ ص ۲ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۷۰ء)

سوشلسٹوں، علیحدگی پسندوں اور قادیانیوں کے اس گٹھ جوڑ کے نتیجے میں جن عناصر کو ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جو تباہ کن کامیابی حاصل ہوئی اور اس کامیابی کے بعد ان عناصر نے جنگ اقتدار کا جو مکروہ ڈرامہ سٹیج کیا اسے دیکھ کر محب وطن عناصر تڑپ کر رہ گئے۔ ایئر مارشل نور خاں اور نوابزادہ شیر علی جیسے رہنما بول اٹھے کہ ملک میں خوفناک سازش کی جا رہی ہے۔ نوکر شاہی میں چھپے ہوئے بعض ایسے افسر ہیں جو ملک کو انتشار اور انارکی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ پاکستان کی

نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دو پاکستان، دو دستور، دو وزرائے اعظم اور دو بجٹ جیسے تباہ کن منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔

(روزنامہ جسارت کراچی مورخہ ۲۴ر مارچ ۱۹۷۱ء)

کراچی میں قومی اسمبلی کے پانچ سیاسی جماعتوں کے نمائندوں اور آزاد ارکان نے ایک اجلاس میں مطالبہ کیا کہ قادیانی اقلیت ملک میں سیاسی بحران پیدا کر رہی ہے۔ ایم ایم۔ احمد اس سازش کا سرغنہ ہے۔ اس نے ملک کی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اسے برطرف کیا جائے اور اس پر غداری اور وطن دشمنی کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔

پاکستان کی تباہی اور مشرقی پاکستان کے سقوط کا جو المیہ رونما ہوا ہے وہ اگر سازش ہے تو اس سازش کا حقیقی منبع اسلام آباد کی بیوروکریسی تھی جس کا طاقتور ترجمان ایم ایم احمد تھا۔ جس کے مذہبی عقیدے میں سامراج کی وفاداری اور مسلمانوں سے دشمنی بطور اساسی عقیدہ کے شامل ہے اور جس کے مرکز نے ۱۹۴۵ء میں یہ پالیسی وضع کی تھی کہ اگر یہ ملک تقسیم بھی ہو جائے تو اسے دوبارہ متحد کیا جائے گا۔

جس گروہ کے موجودہ امام کا پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں جذبات کا یہ عالم ہو: "تم لومڑی کا لبادہ اوڑھ کر اور گیدڑ کا لبادہ پہن کر نکلتے ہو اور چیختے چنگھاڑتے ہو اور سمجھتے ہو کہ ہم تم سے مرعوب ہو جائیں گے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے شیر سے بڑھ کر جرأت عطا فرمائی ہے۔ شیر کی دھاڑ سے میلوں تک بزدل جانور کانپ اٹھتے ہیں۔" (آزاد کشمیر کی قرارداد پر ایک تبصرہ ص ۱۰ تا ۱۲)

اس گروہ سے مسلمان ہرگز عافیت نہیں پا سکتے۔

قادیانیوں کے ان اثرات اور پراسرار سازش کے پیش نظر یہ بات اب بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ قادیانی نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کے لئے بلکہ عالم اسلام کے سارے مسلمانوں کے لئے عظیم خطرہ ہیں۔ اگر اس خطرہ کا بروقت اور فوری سد باب نہ کیا گیا تو پھر یہ خطرہ حقیقت کا روپ دھار کر مسلمانوں کو ایک ایسے عظیم المیہ سے دوچار کرے گا کہ جس کے سامنے بغداد، غرناطہ اور ڈھاکہ کے المیے گرد ہو کر رہ جائیں۔

اس وقت پاکستان کے مسلمان جس پیچیدہ صورتحال سے دوچار ہیں وہ کچھ اس قسم کی ہے۔ ایک طرف تو پاکستان عالمی طاقتوں کی سازشوں کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ روس، بھارت کے

باہمی گٹھ جوڑ پاکستان کے لئے پہلے ہی خطرہ سے کم نہ تھا۔ مگر امریکہ کی یہود نواز پالیسیوں اور اس کی مکاری اور منافقت نے پاکستان کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے اور امریکہ اپنے تمام حلیفوں سمیت پاکستان میں اسلام اور جمہوریت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ پاکستان کی بیوروکریسی قادیانیوں کے ذریعے مغربی بلاک کے زیر اثر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قادیانیت امریکی، صیہونی اور برطانیہ جیسی سامراجی طاقتوں کا ایک مضبوط مہرہ ہے۔ پاکستان کی اب تک کی تمام حکومتیں نوکر شاہی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی رہی ہیں۔ ملک غلام محمد، سکندر مرزا، ایوب خاں، یحییٰ اور بھٹو دراصل نوکر شاہی کے نمائندے ہیں۔ ان کی اپنی حیثیت کچھ نہیں۔ ان کے تار نوکر شاہی کے ہاتھ میں تھے اور ہیں اور یہ سارے اس نوکر شاہی کے اشاروں پر اچھل کود کرتے رہے ہیں۔ اب تک ہمارے ملک میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ وہ محض کرداروں کی تبدیلیاں تھیں۔ نام اور مہرے تبدیل ہوتے رہے۔ ملک کی حقیقی قوت بیوروکریسی ہر نئی تبدیلی سے نئی قوت اور توانائی حاصل کرتی رہی ہے اور اب وہ پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہے۔ اس حد تک مضبوط ہے کہ ملک کی فوج بھی اس کے سامنے قطعی بے بس ہے۔ بیوروکریسی کی قوت کا منبع بیرون ملک یعنی مغربی بلاک ہے۔ جو قادیانیوں کے ذریعے بیوروکریسی کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے ہے۔

اب پاکستان کے مسلمانوں کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ:

۱...... اندرون ملک بیوروکریسی کی اندھی مطلق العنان طاقت کو آئین اور جمہوریت کے اصولوں کا پابند بنایا جائے اور اس قوت کو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں استعمال کیا جائے۔

۲...... پاکستان کو مغربی استعمار کی غلامی سے نجات دلائی جائے اور بھارت اور روس کی جارحیت سے پاکستان کو محفوظ رکھنے کی راہ نکالی جائے اور ہمارے ملک میں بیرونی ملکوں کے ایجنٹوں کے محاسبہ کے لئے زبردست عوامی تحریک برپا کی جائے۔

یہ دونوں مسائل ملک کے مقتدر رہنماؤں اور جید علماء اور وکلاء کے سامنے ہیں وہ پاکستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز کریں۔ ان سب سے زیادہ میں ملک کے پڑھے لکھے نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آگے بڑھیں اور ملک وقوم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کا سہارا بنیں۔ خدا کے بعد اب اگر کسی سے ملت کے دفاع کی امید کی جاسکتی ہے تو وہ ملت کا یہی گرم خون ہے۔ دیکھئے کب جوش میں آتا ہے؟

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائیت کی حقیقت

جناب مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزائیت کی حقیقت

نیا فرقہ، خود کاشتہ پودا

مرزا غلام احمد قادیانی متنبی قادیان اپنے ”فرقہ مرزائیہ“ کے متعلق خود تعارف فرماتے ہیں۔ ”ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے۔ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے..... میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں۔ حضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ (انگریز بہادر) کو آگاہ کروں اور یہ ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ ہر ایک فرقہ جو ایک نئی صورت سے پیدا ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کو حاجت پڑتی ہے کہ اس کے اندرونی حالات دریافت کرے اور بسا اوقات ایسے نئے فرقے کے دشمن اور خود غرض جن کی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقے کے لئے ضروری ہے۔ گورنمنٹ میں خلاف واقعہ خبریں پہنچاتے ہیں..... گورنمنٹ تحقیق کرے کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو کافر قرار دیا..... میں دعوی سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جانثار یہی نیا فرقہ ہے۔ جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں..... میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ..... جس کا میں پیشوا اور امام ہوں۔ گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں..... غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں..... سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جاں نثار ثابت کر چکی ہے..... اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۸-

ممانعت جہاد

مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں تمام ممالک عرب اور مصر، شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیں۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“ (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵)

میرا مذہب

”میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔“ (شہادۃ القرآن ص۸۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

ہمارا اختلاف

مرزا بشیر محمود خلیفہ قادیانی جماعت فرماتے ہیں: ”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف حیات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“

(خطبہ مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء، ج۱۹ نمبر۱۳، مورخہ ۲۱؍اگست ۱۹۱۷ء، ۳۱؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

دعاوی مرزا قادیانی

”میں محمد رسول اللہ ہوں اور احمد مختار ہوں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶، تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴، نزول المسیح ص۳ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء، نمبر ۵ ج ۱۰ ص ۵)

غیر احمدی مسلمان نہیں

”ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔“ (انوار خلافت ص ۹۰)

کافر دائرہ اسلام سے خارج

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

مسلم لیگ سے نفرت

”ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے حقیقی مصلح موعود اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود مہدی آخر الزمان (مرزا قادیانی) کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو مرزا صاحب نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے۔ مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع و ضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۱۶ء، رسالہ ریویو آف ریلیجنز ماہ جنوری ۱۹۲۰ء)

اکھنڈ ہندوستان

”جہاں تک میں نے ان پیش گوئیوں پر نظر دوڑائی ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود کی بعثت سے وابستہ ہے۔ غور کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں، عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود کی وہ پیش گوئیاں جو ہندوؤں کے متعلق ہیں۔ اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مثلاً جے سنگھ بہادر...... مرزا غلام احمد کی جے

اور ''اے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے۔'' اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر وشکر ہو کر رہیں۔ تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بیشک یہ مشکل کام ہے۔ مگر اس کے نتائج بھی بہت شاندار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان رہے اور ساری قومیں باہم شیر وشکر ہو کر رہیں۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۴۷ء ج ۳۵ نمبر ۸۱ ص ۱۴)

پاکستان عارضی ہے

''ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہوا ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۴۷ء ص ۱۵ ج ۳۵ نمبر ۸۱)

مجلس علم وعرفان میں خلیفہ محمود نے فرمایا: ''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے۔ یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر اگر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۱۶؍مئی ۱۹۴۷ء)

انقلاب عظیم

''اگر ہم محنت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام لیں تو ۱۹۵۲ء میں ہم ایک انقلاب عظیم برپا کر سکتے ہیں۔ ہر خادم کو اس عزم سے اس سال تبلیغ کرنی چاہیئے کہ اس سال احمدیت کی ترقی نمایاں طور پر دشمن (مسلمان) بھی محسوس کرنے لگے۔ اگر آپ اپنے کاموں پر فریضہ تبلیغ مقدم کریں گے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کے ذریعہ بھولے بھالے مسلمان ہدایت نہ پا جائیں۔ اپنے ارادہ کو بلند کیجئے۔ ہمیشہ مضبوط کیجئے کہ خدا کے فرشتے آپ کے کاموں میں آپ کی مدد کے لئے بیتاب کھڑے ہیں۔ صرف اور صرف دیر آپ کی طرف سے ہو رہی ہے۔

۱۹۵۲ء کو گذرنے نہ دیجئے۔ جب تک احمدیت کا رعب دشمن (مسلمان) اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی جا نہیں سکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں

آ گرے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء ص ۳)

پاکستان میں قادیانی بھرتی

''بھیڑ چال کے طور پر نوجوان ایک ہی محکمہ میں چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ متعدد محکمے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے جماعت اپنے حقوق حاصل کر سکتی ہے اور اپنے آپ کو شر سے بچا سکتی ہے۔ جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں۔ ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے۔ پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فنانس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے، یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں۔ لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں کرائی جائے۔ جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اسی طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۵۲ء ص ۲)

قادیانی فتح یاب مسلمان مجرم اور ابوجہل

''ہم فتح یاب ہوں گے اور تم مجرموں کے طور پر ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔ اس وقت تم اپنی کثرت پر ناز کرتے ہو۔ حالانکہ یہی دلائل ابوجہل کے تھے کہ محمد ﷺ کو کوئی حق نہیں کہ ہمارے ملک کی ننانوے فیصدی آبادی کے خیالات کے خلاف کوئی بات کہے۔ آخر آج جو دلیل تم دیتے ہو۔ کیا وہی دلائل ابوجہل نہیں دیا کرتا تھا۔ تمہارے کہنے پر بیشک حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے۔ قید کر سکتی ہے۔ مار سکتی ہے۔ لیکن وہ میرے عقیدے کو دبا نہیں سکتی۔ اس لئے کہ میرا عقیدہ جیتنے والا ہے۔ وہ یقیناً ایک دن جیتے گا۔ تب ایسا تکبر کرنے والے لوگ پشیمان ہونے کی حالت میں آئیں گے اور انہیں کہا جائے گا۔ بتاؤ کیا تمہارا فتویٰ تم پر عائد کیا جائے؟'' (الفضل قادیان مورخہ ۳؍جنوری ۱۹۵۲ء ص ۳)

قادیانی مذہب کے اخلاقیات

مرزا غلام احمد قادیانی متنبی قادیان کے اخلاق کے متعلق (سیرۃ المہدی مرزا ج ۳ ص: ۲۱۰) پر ایک غیر محرم کادمہ مساۃ بھانو کا واقعہ پڑھیے اور سر دھنیے۔ مرزائی نبوت کے اخلاق کا اندازہ لگایئے کہ ایک بیگانی عورت سے مرزا قادیانی کیا کیا کام کرتے تھے۔ کیا مرزائی لوگ ایسے زانی نبی اور زانی مذہب کا پرچار کرتے ہیں؟

دوسرا حوالہ صاف لفظوں میں (الفضل قادیان مورخہ ۳۱ راگست ۱۹۳۸ء ج ۲۶ نمبر ۲۰۰ ص ۶) میں ملاحظہ فرمایئے۔ ''حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ کبھی کبھی زنا کر لیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے اور موجودہ خلیفہ (مرزا بشیر محمود) ہر وقت زنا کرتا ہے۔''

گر ولی ایں است لعنت بر ولی

اور مرزا قادیانی کا شراب پینا تو مشہور ہے۔ گویا آپ زانی و شرابی تھے۔

ناطقہ سر گریباں ہے اسے کیا کہئے

ایک مرزائی کی درخواست پر ہائی کورٹ کا فیصلہ

''موجودہ خلیفہ (محمود) سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ کے رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جن میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔''

(دستخط مسٹر ایف، ڈبلیو سکیپ کی عدالت عبدالرحمٰن مصری کا بیان)

وائے گر در پس امروز بود فردائے

(جج عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور پنجاب)

بر درخواست عبدالرحمٰن مصری احمدی

ایسے ہی دو فیصلے عدالت گورداسپور نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا محمد حیات صاحبؒ فاتح قادیان کے مقدمات میں صادر کئے تھے جو قابل ملاحظہ ہیں۔

انتہائی نمک حرامی و احسان فراموشی

سر ظفر اللہ قادیانی نے پاکستان کے قائداعظم کا جنازہ نہ پڑھ کر ایبٹ آباد کے

انٹرویو میں قائداعظم کو ''کافر'' قرار دیا۔ یہ وہ ڈھٹائی ہے جس کو نوجوانان پاکستان کبھی برداشت نہیں کرسکتے۔

تفو برتو اے چرخ گرداں تفو

ترغیب قتل علمائے اسلام اور حکومت کا فرض

''ہاں آخری وقت آ پہنچا ہے۔ ان تمام علمائے حق (مرزائیوں) کے خون کا بدلہ لینے کا۔ جن کو شروع سے لے کر آج تک یہ خونی ملا قتل کراتے آئے ہیں۔ ان سب کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔

۱...... عطاء اللہ شاہ بخاری سے۔
۲...... ملا بدایونی سے۔
۳...... ملا احتشام الحق سے۔
۴...... ملا محمد شفیع سے۔
۵...... ملا مودودی (پانچویں سوار) سے۔

مرزا محمود کی کذب بیانی اور اشتعال انگیزی

۲۷؍دسمبر سالانہ جلسہ ربوہ کے اجتماع پر خلیفہ محمود نے جو تقریر کی اس میں ہماری ضلع منٹگمری کے متعلق صاف جھوٹ بولا۔ کہ میں نے منٹگمری میں کھلے بندوں یہ کہا ہے کہ ایک رات تمام احمدیوں کے مکانوں پر نشانات لگادو اور پھر کسی وقت ان سب کو قتل کردو۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲؍جنوری ۱۹۵۱ء)

اس کے جواب میں اسلامیان منٹگمری صرف اسی قدر اعلان کافی سمجھتے ہیں کہ کذاب ودجال باپ کا اکذب بیٹا، مفتری ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین!

❁ ...... ❁ ...... ❁

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ختم نبوت
اور
قادیانی وسوسے

جناب مولانا محمد ولی الدین فاضل رحؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقاریظ

۱…… مشہور مناظر اسلام و ماہر رد قادیانیت

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کٹکی مدظلہ العالی

امیر شریعت و صدر جمعیت العلماء اڑیسہ

ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ اس چودہ سو سالہ متفقہ عقیدۂ اسلام کو ۱۹۰۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ڈائنامیٹ کرنے کی کوشش کی اور قرآن مجید کی مختلف آیات کو توڑ مروڑ کر اپنی خود ساختہ تفسیر کی بنیاد پر اجرائے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ حالانکہ قادیانیوں کا اصلی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اس چودہ سو سال میں کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آیا ہے۔ بس ایک نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہی آیا ہے اور پھر مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ گویا قادیانی امت مرزا قادیانی ہی کو آخری نبی یا خاتم النبیین مانتی ہے۔ مگر بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کے لئے اجرائے نبوت کا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ انہی کی غلط تاویلات کے رد میں جناب مولوی محمد ولی الدین صاحب فاضل پنجاب نے ’’ختم نبوت اور قادیانی وسوسے‘‘ نامی کتاب لکھی ہے۔ موصوف چونکہ عرصہ دراز تک قادیانی مبلغ اور محتسب رہ چکے ہیں اور مرزا قادیانی کی خانہ ساز جھوٹی نبوت کے دعاوی و دلائل سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے ان کی یہ کتاب یقیناً قابل قدر ہے۔

احقر نے اس کو بالاستعاب دیکھا ہے اور بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ختم نبوت کے سلسلے میں ایک لاجواب کتاب ہے۔ چونکہ مولوی محمد ولی الدین نے اپنے زمانہ قادیانیت میں بہت سے مسلمانوں کو قادیانی بنا کر ان کا ایمان برباد کیا تھا۔ اب تلافی مافات کی شکل میں ان کی پوری کوشش یہی ہے کہ اہل اسلام، فتنہ قادیانیت سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور قادیانی اس کو پڑھ کر اس باطل مذہب سے توبہ کر لیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب حق کے متلاشی کے لئے رہنما ہوگی۔

مجلس علمیہ آندھرا پردیش

ختم نبوت دین اسلام کا ایک مسلمہ عقیدہ ہے۔ چودہ سو سالہ مسلمہ عقیدہ کو مرزا غلام احمد

قادیانی اور اس کے ماننے والوں نے نظر انداز کر کے کچھ بے تکی دلیلوں سے اجرائے نبوت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور مزید ستم ظریفی یہ کہ اس کے لئے انہوں نے قرآن مجید کا سہارا لیا جو اللہ کے آخری پیغمبر سیدنا حضرت خاتم النبیین ﷺ پر نازل شدہ آخری کتاب ہے۔ شواہد موجود ہیں کہ اسلام کے خلاف قادیانیوں کی یہ ایک خطرناک سازش تھی جو اب بے نقاب ہو چکی ہے۔

محترم مولوی محمد ولی الدین صاحب فاضل پنجاب یونیورسٹی جو نہ صرف ایک زمانہ دراز تک اس فتنہ کا شکار رہے بلکہ مبلغ اور اسکالر مالیات جیسے عہدوں پر فائز رہے۔ انہوں نے شعوری طور پر حق کا مطالعہ کیا اور انہیں اپنے مذہب کی ضلالت اور گمراہی کا احساس ہوا۔ جس کے نتیجہ میں انہوں نے قادیانیت سے توبہ کی اور اسلام کی آغوش میں پناہ لی۔ اب یہ آرزو ہے کہ انہوں نے جس کوشش اور صلاحیت کا استعمال قادیانیت کے پھیلانے میں کیا ہے۔ اب وہ اس فتنہ کے رد اور اشاعت حق میں کریں۔ چنانچہ موصوف نے ایک کتاب ''ختم نبوت اور قادیانی وسوسے'' کے نام سے تصنیف مرتب کی ہے۔ اس کتاب کا ہم نے مطالعہ کیا ہے۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ یہ کتاب اپنے مقصد اور موضوع کے اعتبار سے نہایت مؤثر اور جامع ہے۔ چونکہ موصوف نے اپنے زمانہ جاہلیت (قادیانیت) میں جن دلائل کا استعمال کیا تھا ان کی خامیوں اور کمزوریوں سے واقف ہیں۔ اس لئے انہوں نے ایک ایک دلیل کے کئی شاندار اور مسکت دلائل دیئے ہیں اور عام فہم انداز میں دیئے ہیں اور اجرائے نبوت کی دلیلوں کا اس انداز سے پوسٹ مارٹم کیا ہے کہ ''الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ'' (حق ہی غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا) کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب مجموعی لحاظ سے مواد موضوع طرز استدلال اور ترتیب مضامین کے اعتبار سے نہایت وقیع اور کامیاب ہے۔ عام مسلمانوں کے لئے تو اس کتاب کا مطالعہ مفید ہی ہوگا۔ لیکن اگر کوئی ہوش مند قادیانی تعصب دلی سے بالاتر ہو کر کشادہ دلی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس پر حق واضح ہوگا اور وہ مجبور ہوگا کہ اپنی عاقبت کی بھلائی کے لئے قادیانیت کے دلدل سے اپنے آپ کو نکالے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے فضل سے مقبولیت عامہ نصیب کرے اور مصنف کتاب کے لئے ذریعہ نجات اور عوام کے لئے ذریعہ افادہ بنائے۔ آمین!

مولانا محمد عبدالعزیز قاسمی...... ناظم مجلس علمیہ آندھرا پردیش
حافظ سید اکبر الدین قاسمی...... نائب ناظم مجلس علمیہ آندھرا پردیش

حضرت حافظ انوار اللہ محمود، معاون امیر حلقہ جماعت اسلامی حیدر آباد

قادیانیت برصغیر ہندو پاک میں اسلام کے خلاف وہ فتنۂ عظیم ہے جس نے امت مسلمہ کے اندر اعتقادی بحثوں کو پیدا کر کے کفر و ایمان کی بڑی کشمکش برپا کر دی۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ بانی قادیانیت اور اس کے بعد اس کے پیروؤں نے قرآنی اصطلاحات کو توڑ مروڑ کر اس طرح استعمال کیا ہے کہ عوام اس فتنہ کو بھی تجدید اسلام کی ایک کوشش سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ گزشتہ چودہ صدیوں کے دوران امت مسلمہ حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر نہ صرف یہ کہ مجتمع رہی بلکہ کسی بھی نبی کاذب کو اپنے درمیان ابھرنے کا موقع نہیں دیا۔

جناب مولوی محمد ولی الدین فاضل مبارکبادی کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑے ہی مدلل انداز سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو کامیاب فرمائے اور اس کتاب کو عوام کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

فہرست!

۱...... ختم نبوت کی حقیقت ۴۵۶

۲...... آغاز نبوت ۴۵۷

۳...... شرعی قوانین میں اضافہ ۴۵۷

۴...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف ایک رسول کی بشارت ۴۵۸

۵...... ختم نبوت ازروئے قرآن مجید ۴۵۹

۶...... عہد کا بوجھ (میثاق النبیین) ۴۶۰

۷...... امت مسلمہ کا گواہ ۴۶۰

۸...... ختم نبوت ازروئے احادیث ۴۶۱

۹...... امت کا باپ ۴۶۲

۱۰...... منکرین ختم نبوت کے دلائل اور ہمارے جوابات ۴۶۳

۱۱...... ائمہ واکابر اسلام کے فیصلے ۴۸۴

۱۲...... قادیانی فریب کاریاں ۴۸۷

۱۳...... قادیانیوں کا آخری نبی ۴۸۸

۱۴...... قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی تعریف ۴۸۹

۱۵...... قادیانی نبوت کا نام ’’تذکرہ‘‘ ۴۹۰

۱۶...... قادیانیوں کا کلام مجید ۴۹۰

۱۷...... خانہ ساز نبوت کا عبرتناک انجام ۴۹۱

۱۸...... قادیانی درخت کے پھل ۴۹۱

۱۹...... قادیانی نبی کی بوکھلاہٹ ۴۹۲

۲۰...... ہزاروں میں ایک نبی ۴۹۳

۲۱...... سلسلہ سے امت تک ۴۹۳

۲۲...... محدثیت سے نبوت تک ۴۹۴

۲۳...... قادیانی رسول کی گندہ زبانی ۴۹۵

۲۴...... جنت کا لالچ ۴۹۷

۲۵...... خطرناک دشمن وبدخواہ ۴۹۸

۲۶...... مرزا قادیانی کے حسب نسب، دعاوی اور امراض میں مناسبت ۵۰۰

۲۷...... دجال ویاجوج وماجوج کے احسانات کا اعتراف ودعا ۵۰۱

۲۸...... ہٹلر اور مسولینی بننے کی شدید آرزو ۵۰۳

۲۹...... سوّروں والا حملہ ۵۰۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم نبوت کی حقیقت

تمام قوموں کی مذہبی اور تاریخی روایات متفق ہیں کہ نوع انسان کی ابتداء ایک ہی انسان سے ہوئی اور انسانوں کی موجودہ نسلی دنیا میں جہاں کہیں پائی جاتی ہے وہ اس آدم کی اولاد ہے جو اس سلسلہ کی کڑیوں میں سے ایک ممتاز کڑی ہے۔ جس کے ساتھ ایک نیا دور شروع ہوا اور جس کی جسمانی تشکیل اس حد تک ہو چکی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے حامل ہونے کے قابل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے قصر نبوت کی بنیاد رکھی اور اسے اپنے کلام اور وحی کا شرف عطاء فرمایا۔ جیسا کہ آیت: ”فتلقی آدم من ربہ کلمت فتاب علیہ (البقرہ:۳۷)“ ﴿یعنی پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے۔﴾ شاہد ہے۔

جب آدم پر وحی کے نزول کا ذکر فرمایا تو بنی آدم کے لئے بھی قانون بنا دیا کہ ہر ایک انسان یا بنی آدم پر وحی کا نزول نہیں ہوگا۔ بلکہ ضرورت کے وقت موزوں اور منتخب انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و رسالت آ جایا کرے گی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (الاعراف:۳۵)“ ﴿اے بنی آدم اگر کبھی تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں، میری آیات تم پر بیان کریں تو جو کوئی تقویٰ کرے اور اصلاح کر لے ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔﴾

ابتداء میں بنی نوع انسان کے لئے اصول زندگی بالکل سادہ اور تعلیم نہایت آسان تھی۔ کیونکہ انسان ابھی تمدن کی پیچیدگیوں میں مبتلا نہ ہوا تھا اور اس کی زندگی کے تمام معاملات نہایت سادہ تھے اور سب کی زندگی ایک ہی طرح کی تھی اور سب اپنی فطرتی سادگی پر قانع تھے۔ پھر رفتہ رفتہ انسان دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل گئے اور مختلف قومیں بن گئیں۔ بعض لوگ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے طریقہ پر چلتے رہے اور مرور زمانہ کی وجہ سے کئی ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے آبائی طریقے کو چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ حتیٰ کہ نسل انسانی کی کثرت اور ضروریات معیشت کی وسعت سے طرح طرح کے اختلافات پیدا ہو گئے اور اختلافات نے تفرقہ و انقطاع اور ظلم و فساد کی صورت اختیار کر لی۔ ہر گروہ دوسرے گروہ سے نفرت

کرنے لگا اور زبردست زیردست کے حقوق پامال کرنے لگا۔ جب یہ صورتحال پیدا ہوگئی تو ضروری ہوا کہ نوع انسانی کی ہدایت اور عدل وصداقت کے قیام کے لئے کلام الٰہی کی روشنی نمودار ہو۔ چنانچہ روشنی نمودار ہوئی اور خدا کے رسولوں کی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ قائم ہوگیا۔

آغاز نبوت

”فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه (البقرہ:۲۱۳)“ ﴿اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کرے۔ جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے۔﴾

اب اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں پیغمبر بھیجنے شروع کئے جو لوگوں کو راہ حق کی تعلیم دیتے گئے۔ انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ جاہلانہ رسموں کو توڑا، خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتایا اور صحیح قوانین بنا کر ان کی پیروی کی ہدایت کی اور ان کی سمجھ اور ضرورت کے مطابق نہایت سادہ راہ حق کے طریقے بتائے۔ اس وقت انسان کے لیے صرف اتنا جاننا ضروری تھا کہ خدا ایک ہے اور وہ سب کا خالق ہے اور انسان سب اس کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد زندگی ہے جہاں اعمال کا بدلہ ملے گا اور اعمال کے لئے نہایت سادہ اخلاقی اصول کافی تھے۔

شرعی قوانین میں اضافہ

جوں جوں انسانی دماغ ترقی کرتا گیا اور مسائل کی پیچیدگیاں بڑھتی گئیں ویسے ویسے شریعت کے قوانین میں اضافہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ آگیا۔

”ولقد ارسلنا نوحا الى قومه فقال يقوم اعبدوا الله مالكم من اله غيره افلا تتقون (المؤمنون:۲۳)“ ﴿اور ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ سو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔﴾

پھر فرمایا: ”ثم ارسلنا رسلنا تترا (المؤمنون:۴۴)“ ﴿پھر ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔﴾

یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آگیا: ”وابراهيم اذ قال لقومه

اعبدوا اللّٰہ واتقوہ (العنکبوت:١٦)'' ﴿اور ابراہیم علیہ السلام کو (بھیجا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی عبادت کرو اور اس کا تقویٰ کرو۔﴾

پھر نبوت کے سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ''ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتٰب (العنکبوت:٢٧)'' ﴿اور ہم نے اسحٰق اور یعقوب عطاء کئے اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب جاری کی۔﴾

پھر ایک اور مقام پر فرمایا: ''ولقد ارسلنا نوحاً وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتٰب (الحدید:٢٦)'' ﴿اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی نسل میں نبوت اور کتاب کے سلسلے کو جاری رکھا۔﴾

غرض قوموں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء مبعوث ہوتے رہے اور وحی نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آ گیا۔

''ولقد اٰتینا موسیٰ الکتٰب وقفینا من بعدہ بالرسل (البقرہ:٨٧)'' ﴿اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد ہم نے پے در پے رسول بھیجے۔﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تقریباً چودہ سو سال تک مختلف ملکوں اور قوموں کی طرف انبیاء آتے رہے۔ تاکہ ہر قوم کو الگ الگ تعلیم وہدایت دیں۔ آہستہ آہستہ غلط خیالات کو مٹا کر صحیح خیالات پھیلائیں۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آ گیا۔

''وقفینا بعیسیٰ ابن مریم واٰتینہ الانجیل ویعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل (آل عمران:٢٧)'' ﴿اور سب سے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل دی اور وہ اسے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف ایک رسول کی بشارت

مندرجہ بالا آیات سے آپ نے بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام جیسے اولوالعزم پیغمبروں کے بعد انبیاء ورسل کا جو سلسلہ جاری وساری رہا اور انبیاء آتے رہے۔ قرآن مجید نے اسے کہیں ''ثم ارسلنا رسلنا تترا'' اور کہیں ''وقفینا من بعدہ بالرسل'' کے فقرات سے واضح کیا ہے۔ لیکن آپ سارا قرآن مجید پڑھ جائیں اور بنظر عمیق اس کا مطالعہ کریں آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس قسم کا

ایک فقرہ بھی نہیں ملے گا۔ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک عظیم الشان نبی کا نام لے کر دنیا کو بشارت دیتے ہیں کہ میرے بعد صرف ایک مبعوث ہوگا۔ جس کا اسم گرامی احمد ہوگا۔ (ﷺ) جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”واذ قال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقالما بین یدی من التورٰة ومبشراً برسول یأتی من بعد اسمه احمد (الصف:۶)“ ﴿اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتا ہوا جو میرے سامنے تورات سے اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوا جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے۔﴾

آخر وہ وقت آیا جب نفوس انسانی مختلف انبیاء کی تعلیم سے اس قابل ہو چکے تھے کہ اب وہ آخری اور جامع تعلیم پائیں اور اپنے انتہائی کمال کو پہنچیں اور اس قصر نبوت کی تکمیل ہو جس کی بناء حضرت آدم صفی اللہ نے ڈالی تھی۔ اب تقریباً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کو چھ سو سال گزرے تھے کہ۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

اس عظیم الشان رسولؐ نے مبعوث ہوتے ہی دنیا کو ان الفاظ سے خطاب فرمایا: ”یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً (الاعراف:۱۵۸)“ ﴿اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔﴾

ختم نبوت از روئے قرآن مجید

اس نبوت کو جس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ قرآن کریم نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان الفاظ میں اس کو ختم کر دیا۔

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شئ علیما (الاحزاب:۴۰)“ ﴿محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔﴾

دنیا میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی جو غرض تھی وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس ومطہر ذات میں اپنے کمال کو پہنچ کر پوری ہوگئی اور جب غرض پوری ہوگئی تو اس کے بعد کسی نبی کے

آنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ:۳)" ﴿آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کردیا اور تمہارا دین اسلام ہونے پر میں راضی ہوا۔﴾

چونکہ نبی کی ضرورت دنیا میں تکمیل انسانی کے کسی نئے پہلو کو واضح کرنے کے لئے ہوتی تھی اور قرآن مجید نے تکمیل انسانی کے سارے پہلوؤں کو کمال تک پہنچا دیا۔ اس لئے کسی نئے نبی کی ضرورت بھی نہ رہی۔

عہد کا بوجھ

قرآن مجید ختم نبوت کے مسئلہ کو ایک اور رنگ میں بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے یہ عہد لیا کہ جب وہ عظیم الشان رسول آئے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اور کہا گیا تھا کہ "أأقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری (آل عمران:۸۰)" ﴿کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرے عہد کا بوجھ (اصر) لیتے ہو؟﴾

"قالوا اقررنا" ﴿انہوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں۔﴾

یہ اقرار اور وہ بوجھ جو ابتدائے آفرینش سے ان پر چلا آرہا تھا۔ آپ نے اتار دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے: "ویضع عنہم اصرہم (الاعراف:۱۵۷)" ﴿اور (محمد ﷺ) ان سے ان کا بوجھ اتارتا ہے۔﴾

یہ عہد کا بوجھ سب اقوام کے سر پر رہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت پر جو ایمان لائے ان سے یہ بوجھ اتر گیا۔ آپ کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے کا بوجھ قرآن مجید نے ہم پر نہیں ڈالا۔ جسے کوئی اور نبی آکر اتارے۔ بلکہ ہمیں دعا سکھلائی کہ: "ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا (البقرہ:۲۸۶)" ﴿اے ہمارے رب ہم پر بوجھ نہ ڈالنا۔ جیسا تو نے ان پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔﴾

امت مسلمہ کا گواہ

مسئلہ ختم نبوت کو قرآن مجید ایک اور انداز میں یوں بیان کرتا ہے: "فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علیٰ ہؤلاء شہیداً (النساء:۴۱)" ﴿پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھ کو ہم ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔﴾

تو گویا اس امت کے گواہ قیامت کے دن صرف نبی کریم ﷺ ہی ہوں گے۔ دوسری جگہ فرمایا: ”لیکون الرسول شهیداً علیکم وتکونوا شهداء علی الناس (الحج:٧٨) “ ﴿ تا کہ رسول تمہارا گواہ ہو اور تم لوگوں کے گواہ بنو۔ ﴾

ہر نبی اپنی امت کا گواہ ہوتا ہے اور امت مسلمہ کے گواہ صرف محمد عربی ﷺ ہیں۔ اگر اس امت میں کوئی اور نبی پیدا ہونا ہوتا تو یقیناً قیامت کے دن اس امت پر کوئی اور گواہ ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس امت کا صرف وہی پیغمبر گواہ ہے جو خاتم النبیین ہے۔ ولا غیر۔

غرض قرآن مجید میں اس موضوع پر کئی اور آیات بھی ہیں۔ لیکن طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ختم نبوت از روئے احادیث

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ”کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی (صحیح بخاری ج١ ص٤٩١) “ ﴿ (مجھ سے پہلے) جب ایک نبی گزر جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ﴾

ایک اور حدیث میں ہے (حضرت ابوذر فرماتے ہیں) ”قال رسول اللہ ﷺ یا اباذر اوّل الانبیاء اٰدم واٰخرهم محمد (کنزالعمال ج١١ ص٤٨٠، حدیث نمبر٣٢٢٧٥٩) “ ﴿ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر میں محمد (ﷺ)۔ ﴾

ایک اور حدیث میں اس طرح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ”انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم (سنن ابن ماجه) “ ﴿ میں آخری نبی ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو۔ ﴾

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے: ”قال رسول اللہ ﷺ لا نبی بعدی ولا امة بعدی (خصائص کبریٰ سیوطی ج٢ ص١٧٨) “ ﴿ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہ ہوگی۔ ﴾

پھر فرماتے ہیں: ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی کتاب الرؤیا ج٢ ص٥٣) “ ﴿ (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) یقیناً رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ ﴾

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''ايها الناس انه لا نبى بعدى ولا امة بعدكم (كنزالعمال ج٥ ص٢٩٤، حديث نمبر١٢٩٢٢) '' ﴿اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور تمہارے بعد کوئی امت نہ ہوگی۔﴾

نبی عربی ﷺ نے آیت خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''انا خاتم النبيين لا نبى بعدى (مشكوٰة المصابيح) '' ﴿میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

ختم شد برنفس پاکش ہر کمال
لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

امت کا باپ

انسان کے انسان کے ساتھ کئی رشتے ہوتے ہیں۔ مگر ایک رشتہ ایسا بھی ہے۔ جس میں کسی دوسرے کی شرکت ممکن نہیں۔ وہ رشتہ ہے باپ کا۔ انسان کے ایک سے زیادہ بھائی ہوسکتے ہیں، ماموں ہوسکتے ہیں، بیٹے ہوسکتے ہیں۔ مگر باپ صرف ایک ہی ہوسکتا ہے۔ بالکل اسی طرح امت مسلمہ کا باپ ازروئے قرآن وحدیث صرف حضور خاتم النبیین ﷺ ہیں اور کوئی بھی صحیح النسل مسلمان حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی اور کو اپنا باپ تسلیم نہیں کرسکتا۔ چنانچہ خود حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''الا ان ربكم واحد ودينكم واحد وقبلتكم واحد وابوكم واحد فكذالك نبيكم واحد وانا خاتم النبيين لا نبى بعدى (كنزالعمال) '' ﴿(اے مسلمانو!) یاد رکھو کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا دین ایک ہے اور تمہارا قبلہ ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ بالکل اسی طرح تمہارا نبی ایک ہے۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ورنہ وہ امت کا باپ ہوگا)﴾

اس حدیث میں واضح کیا گیا کہ کوئی غیرت مند مسلمان جس طرح اپنے لئے دوسرا باپ تجویز نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو نبی نہیں مان سکتا اور پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنے بعد کسی دوسرے نبی کے پیدا نہ ہونے کے دلائل دیتے ہوئے خاتم النبیین کے معنی بھی بتادیئے کہ ''لا نبى بعدى'' میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

چونکہ عقیدۂ ختم نبوت اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اس لئے اس کے مزید دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔

منکرین ختم نبوت کے دلائل اور ہمارے جوابات

موجودہ دور میں بین الاقوامی سازش کے تحت اسلام کے خلاف کئی فتنے سرگرم عمل ہیں۔ جن میں ایک قادیانی فتنہ بھی ہے۔ یہ گروہ ختم نبوت کا سرے سے منکر ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امت محمدیہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی قیامت تک ہزاروں رسول آ سکتے ہیں۔ اپنے اس خودساختہ باطل عقیدے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بعض قرآنی آیات کا غلط مفہوم پیش کیا جاتا ہے۔ آئندہ صفحات میں ان آیات قرآنی کا صحیح مفہوم اسلامی عقیدہ کے مطابق بیان کیا گیا ہے اور ان اوہام اور شبہات کا ازالہ توضیحات کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ جن کے پیدا کرنے کی اس طبقہ کی طرف سے کوشش کی جاتی ہے۔ اگر برادران اسلام ان جوابات کو اپنے ذہن میں مستحضر رکھیں تو انشاء اللہ قادیانی وسوسوں سے وہ یقیناً محفوظ رہ سکیں گے۔ ”وما علینا الا البلاغ“

اجرائے نبوت کی قادیانی دلیل نمبر:۱

”صراط الذین انعمت علیھم“

کہا جاتا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں ان لوگوں کی راہ طلب کی جاتی ہے جن پر انعام کیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر نبوت کے حصول کی دعا ہے۔ کیونکہ یہی سب سے بڑا انعام ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جوابات

۱...... اگر سورۂ فاتحہ میں نبی بننے کی دعا ہے تو آنحضرت ﷺ کو قبل از نبوت یہ دعا مانگنی چاہئے تھی۔ مگر اس دعا کا نزول بعد از نبوت ہوا اور آخر دم تک آنحضرت ﷺ یہ دعا مانگتے رہے۔ حالانکہ اس کی ضرورت باقی نہ رہی۔ کیونکہ اس سے پہلے ہی آپ ﷺ کو نبوت مل چکی تھی اور مقصد پورا ہو چکا تھا۔

۲...... ساڑھے تیرہ سو برس امت دعا مانگتی رہی اور کوئی بھی نبی نہ بن سکا۔ وہ بھی نہ بن سکے۔ جن کو رضائے الٰہی کا پروانہ صادر ہو چکا تھا۔ بقول قادیانی امت ایک نبی ہوا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) مگر اس کی نبوت مشتبہ ہوگئی۔ بلکہ یہ خود بھی سترہ سال تک اپنی نبوت کو نہ سمجھ سکا اور انکار کرتا رہا اور پھر مرزا قادیانی کی وفات کے بعد قادیانی امت کے پانچ فرقوں میں سے چار فرقے

مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کر بیٹھے۔ مذہب کی تاریخ میں مدعی نبوت کے دعویٰ میں اشتباہ پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ سورۂ فاتحہ کی اس دعا میں نبوت مانگی جارہی تھی تو خود مرزا قادیانی کی سترہ برس تک اپنی نبوت کا منکر نہ بننا پڑتا۔

۳…… نبوت نعمت ہے تو شریعت وکتاب بھی نعمت ہے۔ بلکہ نبوت اس لئے نعمت کہلاتی ہے کہ وہ شریعت وکتاب کی حامل ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا: ”واذکروا نعمة الله علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمة (البقرہ:۲۳۱)“ ﴿یعنی اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہوئی اور جو تم پر کتاب اور حکمت نازل کی گئی۔﴾ تو کیا قرآن مجید کے بعد کوئی دوسری کتاب بھی نازل ہوسکتی ہے؟

۴…… نزول نعمت سے مراد نبوت کا ملنا نہیں۔ کیونکہ یہ نعمت مریم علیہا السلام پر بھی نازل ہوئی۔ فرمایا: ”واذکر نعمتی علیك وعلیٰ والدتك (المائدہ:۱۱۰)“ ﴿یعنی (اے عیسیٰ علیہ السلام) میری نعمت کو یاد کر (جو میں نے) تجھ پر اور تیری ماں پر کی۔﴾

ایسا ہی زید بن حارثہؓ پر انعام ہوا۔ فرمایا: ”واذ تقول للذی انعم الله علیه (الاحزاب:۳۷)“ ﴿یعنی جب تو اسے جس پر اللہ نے انعام کیا کہتا تھا۔﴾ اسی طرح سب مسلمانوں پر انعام الٰہی ہوا کہ بھائی بھائی بن گئے۔ ”واذکروا نعمة الله علیکم…… فاصبحتم بنعمته اخواناً (آل عمران:۱۰۲)“ ﴿پس اس سے نبوت لازم نہیں آتی۔﴾

۵…… ”اھدنا الصراط المستقیم“ کی دعا منعم علیہ گروہ کی طرح استقامت کی راہ پر گامزن رہنے کی تمنا ہے۔ کیونکہ جو ممکن انعامات ہیں اسی راہ پر ملیں گے۔ مثلاً ہر قسم کے انوار وبرکات اور محبت ویقین کامل اور تائیدات سماویہ اور قبولیت ومعرفت تامہ کے انعام جو امت محمدیہ کے لئے مقرر ہیں۔

قادیانی دلیل نمبر:۲

”مع الذین انعم الله علیهم (النساء:۶۹)“

کہا جاتا ہے کہ آیت ”انعم الله علیهم من النبیین“ میں کامل اطاعت کی بدولت نبی، صدیق، شہید اور صالح بننے کا ذکر ہے۔

جوابات

۱…… نبی بننے کا ذکر نہیں بلکہ ان کی معیت کا ذکر ہے۔ فرمایا: ”ومن یطع الله والرسول

فاؤلئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اؤلئك رفيقاً (النساء:٦٩)" ﴿یعنی جو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے تو یہ ان کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالح لوگوں کے ساتھ اور یہ اچھے ساتھی ہیں۔﴾

یہاں صاف "مع الذین" کا لفظ موجود ہے۔ یعنی اطاعت سے نبیوں اور صدیقوں وغیرہ کی معیت ملتی ہے اور آیت کے آخر پر پھر دہرایا کہ "وحسن اولئك رفيقاً" یہ کیسے اچھے رفیق ہیں تو کسی کی معیت سے وہی چیز نہیں بن جاتی۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کی معیت مؤمنوں کو حاصل ہے۔ مگر وہ خدا نہیں بن جاتے۔

۲...... اگر بننے کا ذکر ہوتا تو بجائے "مع الذين" کے یوں فرمایا جاتا ہے کہ "فاولئك هم الذين انعم الله عليهم" کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا۔ جیسا کہ دوسری جگہ بننے کے سلسلے میں فرمایا "والذين آمنوا بالله ورسوله اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم (الحديد)" ﴿کہ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے تو یہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ غرض مؤمن کے صدیق، شہید، صالح بننے کی شہادت تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ مگر نبی بننے کا کہیں ذکر نہیں۔﴾

۳...... اگر اطاعت کاملہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابہؓ کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا۔ جنہیں "رضي الله عنهم ورضوا عنه" کا خطاب ملا اور یہی رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ فرمایا: "ورضوان من الله اكبر (التوبة:٧٢)"

۴...... اگر اطاعت کے نتیجہ میں نبوت ملتی تو حضرت عمرؓ ضرور نبی ہو جاتے۔ جن کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "لوكان بعدي نبي لكان عمر (مشكوٰة)" حضرت علیؓ ضرور، نبی ہو جاتے جن کے متعلق فرمایا: "انت مني بمنزلة هارون (ترمذی ج۲ ص۲۰۹)"

۵...... اگر نبوت اطاعت کاملہ کا نتیجہ ہے تو عورت کو بھی نبوت ملنی چاہئے۔ کیونکہ اعمال صالحہ کے نتائج میں مرد و عورت کو یکساں حیثیت حاصل ہے۔ جیسے فرمایا: "من عمل صالحاً من ذكرٍ اوانثى وهو مؤمن فلنحيينه حيوٰة طيبة ولنجزينهم اجرهم باحسن ماكانوا يعملون (النحل:٩٧)" ﴿کہ جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مؤمن ہے تو ہم یقیناً اسے ایک پاک زندگی میں زندہ رکھیں گے اور ہم یقیناً انہیں ان کے بہترین اعمال جو وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔﴾

کیا اس میں آنحضرتﷺ کا کمال فیضان ثابت نہ ہوگا کہ عورت جسے کبھی نبوت حاصل نہ ہوئی وہ بھی آپؐ کے طفیل نبوت حاصل کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت ورسالت اطاعت کاملہ کا نتیجہ نہیں۔

۶...... اگر اس آیت سے تسلسل نبوت ثابت ہوتا ہے تو کیوں ممکن نہیں کہ اطاعت رسول کے نتیجہ میں کسی شخص کو مستقل شریعت عطاء کی جائے؟

۷...... آیت میں اطاعت کرنے والوں کے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ انعامات میں شرکت کرنے کا ذکر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ان کا اپنا درجہ کیا ہوگا اور کیا نہ ہوگا۔ قرآن مجید نے مؤمنوں کے لئے ''اولئك من الصالحين (آل عمران:۱۱۳)'' کہہ کر صالحین کا اور ''هم الصديقون والشهداء عند ربهم (الحديد:۱۹)'' کہہ کر صدیقین اور شہداء کا درجہ پیش کیا ہے۔ نبوت کا درجہ پیش نہیں کیا۔ ہاں انبیاء کے ساتھ انعامات میں شرکت ایک ادنیٰ مؤمن کو بھی ہو جاتی ہے۔ جس طرح آنحضرتﷺ کی زندگی میں ظاہری کامیابیوں میں تمام مدارج کے مؤمنین شریک ہوئے اسی طرح روحانی نعماء میں تمام شریک ہوئے۔ اس شرکت ومعیت سے سب کا نبی، صدیق یا شہید ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اگر بادشاہ کے ساتھ ایک ہی میز پر وزراء، امراء اور عام معززین شریک طعام ہو جائیں تو اس سے سب کا بادشاہ، وزیر یا حاکم بن جانا لازم نہیں آتا۔

۸...... قرآن کریم اور حدیث سے بالصراحت یہ بات ثابت ہے اور امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت موہبت سے ہے۔ اکتساب سے نہیں۔ یعنی کوئی شخص کوشش کر کے نبوت کا منصب حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی موہبت سے جس شخص کو چاہے اور جب چاہے اس منصب پر کھڑا کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے کفار کے اس مطالبہ پر کہ ''لن نؤمن حتىٰ نؤتىٰ مثل ما اوتى رسل الله ''ہم ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی اس کا مثل نہ دیا جائے۔ جواب میں فرمایا: ''الله اعلم حيث يجعل رسالته (الانعام:۱۲۵)'' ﴿کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ کسے نبوت کے منصب پر قائم فرمائے۔﴾

پس نبوت کا اکتساب یا کسی کی پیروی سے حاصل ہونا قرآن مجید کی تعلیم اور اس آیت کے صاف مفہوم کے خلاف ہے۔

۹...... اس آیت سے چار آیات پہلے انبیاء رسول کے متعلق فرمایا ہے۔ ''وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله (النساء:۳۴)'' ﴿یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے

لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ وہ کسی دوسرے رسول کا مطیع اور تابع ہو اور آیت ”ومن یطع اللہ والرسول“ میں مطیعوں کا ذکر ہے اور مطیع کسی بھی صورت میں نبی اور رسول نہیں ہوتا۔

۱۰...... اگر اس آیت کے تحت امت محمدیہ میں نبی اور رسول آتے رہیں تو ظاہر ہے کہ ان کی اطاعت اور پیروی بھی امت کے لئے ضروری ہو جائے گی۔ حالانکہ اس امت کے لئے اس آیت میں صرف ایک رسول کی اطاعت ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس آیت سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ امت محمدیہ کے افراد کو بطور انعام برکات اور فیوض نبوت تو مل سکتے ہیں جن کی اطاعت کے لئے امت مکلف نہیں ہے۔ لیکن منصب نبوت حاصل نہیں ہوسکتا۔ جس کی اطاعت ضروری ہو جائے۔ اگر قادیانی امت، فیوض اور منصب میں کچھ فرق نہیں کرسکتی تو یہ ان کے فہم کا قصور ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کا مطاع صرف رسول اللہ ﷺ کو ہی مقرر فرمایا ہے اور آپؐ ہی کو تاقیامت اس امت کے لئے مکمل اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ پس آپؐ کے بعد نہ کوئی مطاع ہوسکتا ہے اور نہ اسوۂ حسنہ۔ لہٰذا اس آیت سے اجرائے نبوت ثابت کرنا باطل ہے۔

۱۱...... آنحضرت ﷺ سے بھی یہی ثابت ہے کہ اس آیت سے مراد دنیا میں اور سب سے بڑھ کر آخرت میں انعامات میں معیت ہے۔

۱...... چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی نبی بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے اور جس بیماری سے آپ نے وفات پائی آپ کو گلا بیٹھنے کی سخت تکلیف ہوگئی۔ سو میں نے آپ کو کہتے سنا ”مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین“ سو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے۔ (بخاری ج۲ ص۶۶۰، کتاب التفسیر سورۃ النساء)

حضرت عائشہؓ صدیقہ نے اس حدیث سے سمجھا کہ آپ ﷺ نے آخرت میں انبیاء وصدیقین کی معیت کو اختیار کر لیا۔ معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں۔ کیونکہ نبی تو آپ بن چکے تھے۔ آپ ﷺ کی تمنا آخرت کی معیت کے متعلق تھی۔

۲...... ”التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین (ترمذی ج۱ ص۲۲۹، کتاب البیع)“ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ یہ مراد نہیں کہ ہر سچا اور

امانتدار تاجر نبی بن جائے گا۔ ورنہ اب تک لاکھوں تاجر نبی بن چکے ہوتے۔

۳…… ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے اہل وعیال سے زیادہ مجھے محبوب ہیں۔ میں آپ کو یاد کرتا رہتا ہوں۔ حتیٰ کہ آپ کے پاس آتا ہوں اور آپ کو دیکھتا ہوں۔ اب اپنی موت اور آپ کی موت کا خیال کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ تو نبیوں کے ساتھ بلند کئے جائیں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہوا تو بھی آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ”ومن یطع اللہ…… مع الذین انعم اللہ……“ نازل فرمائی۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا اور یہ آیت سنائی۔ (مواہب اللدنیہ:۲، المقصد السابع فی وجوب محبتہ ص۹۷)

اس آیت کے تحت تفاسیر میں ایسی ہی بہت سی ملتی جلتی احادیث درج ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے مطابق اہل ایمان کو جنت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی معیت حاصل ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کا ہر محب صادق آپ کے ساتھ ہوگا۔ لیکن ان روایات کے بالمقابل کوئی موضوع حدیث بھی نہیں ملتی۔ جس میں آتا ہو کہ کسی نے سوال کیا ہو کہ امت میں نبوت کیسے ملے گی تو آپؐ نے آیت ”من یطع اللہ والرسول“ پڑھ دی ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے تسلسل نبوت کا خیال پیدا کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔

قادیانی دلیل نمبر:۳

”یا بنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون (الاعراف:۳۵)“ ﴿اے آدم کی اولاد اگر کبھی تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات بیان کریں تو جو کوئی تقویٰ کرے اور اصلاح کرے ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔﴾

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب تک آدم علیہ السلام کی اولاد رہے گی نبی اور رسول آتے رہیں گے۔

جوابات

۱…… آیت ”اما یاتینکم رسل منکم“ کا اگر یہ ترجمہ کیا جائے جو عموماً قادیانی کرتے ہیں کہ ”البتہ تمہارے پاس ضرور آئیں گے (نبی) رسول۔“ تو اس سے لازم آئے گا کہ ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی رسول ضرور موجود ہونا چاہئے۔ ورنہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس تو کوئی رسول نہیں آیا۔

۲...... اگر آیت کا یہ مطلب ہے کہ ضرور رسول آتے رہیں گے تو صاحب شریعت انبیاء کا آنا بھی لازم آئے گا۔ کیونکہ اسی وعدۂ الٰہی کے مطابق تشریعی وغیر تشریعی نبی دنیا میں آتے رہے۔ بلکہ آیت کے اگلے الفاظ "یقصون علیکم أیاتی" اور دوسری آیت کے الفاظ کہ "والذین کذبوا بایاتنا" بھی تائید کرتے ہیں کہ آنے والے تشریعی انبیاء ہیں۔ کیونکہ ہر نبی کا کام تلاوت آیات اور قصص آیات ہے۔ جو اس پر نازل ہوتی ہیں۔ محض پچھلے نبیوں کی تعلیمات کو پیش کرنے کا کام مجددین بھی کرتے ہیں۔

۳...... اگر مذکورہ آیت سے مراد تسلسل نبوت کا بیان ہے تو اس سے مراد ہدایت وشریعت کا بار بار آتے رہنا کیوں نہ مراد لیا جائے۔

۴...... اس آیت کے بعد اسی سورۂ اعراف میں اس کے وقوع کا ذکر فرمایا ہے کہ "ولقد ارسلنا نوحاً الیٰ قومه (الاعراف:۵۹)"

"والیٰ عاد اخاهم هوداً (۶۵)"
"والیٰ ثمود اخاهم صالحاً (۷۳)"
"ولوطاً اذقال لقومه (۸۰)"
"والیٰ مدین اخاهم شعیباً (۸۵)"
"ثم بعثنا من بعدهم موسیٰ (۱۰۳)"

اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی بعثت کا ذکر فرمایا: "الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التوراة والانجیل یأمرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم فالذین اٰمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون ۰ قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً (الاعراف:۱۵۷،۱۵۸)" ﴿وہ جو رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں۔ جسے وہ اپنے پاس توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے اور ان پر پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام کرتا ہے اور ان سے ان کا بوجھ اتارتا ہے اور وہ طوق بھی اتارتا ہے جو ان پر تھے۔ سو جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں جو اس کے ساتھ نازل ہوا وہی فلاح پانے والے ہیں کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔﴾

الغرض اس آیت میں اسی قدیم وعدہ کو یاد دلا کر آنحضرت ﷺ پر ایمان کی تلقین ہے۔ جب آنحضرت ﷺ پر ایمان لے آئے تو اس ارشاد کی تکمیل ہوگئی۔ بعد میں کوئی رسول آئے گا یا نہیں اس کا ذکر آیت ”اما یاتینکم رسل منکم“ میں نہیں بلکہ آیت ”خاتم النبیین“ میں ہے۔

۵…… آیات مذکورہ میں سب رسولوں کے اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہونے اور آنحضرت ﷺ کے تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہونے کا ذکر ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ آپؐ کی نبوت ہر قوم اور ہر زمانہ کے لئے ہے۔

۶…… ”ویضع عنهم اصرهم“ خود دلیل ختم نبوت ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء کی امتوں سے حضور علیہ السلام کی تصدیق کا وعدہ لیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ ”أقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری (آل عمران:۸۰)“ ﴿یعنی کیا تم اقرار کرتے ہو اور ان باتوں پر میرے عہد کا بوجھ لیتے ہو۔ یہ عہد کا بوجھ سب اقوام کے سر پر رہا۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری پر جو ایمان لائے ان سے یہ بوجھ اتر گیا۔ (یضع عنهم اصرهم) آپ ﷺ کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے کا بوجھ قرآن مجید نے ہم پر نہیں ڈالا۔ جسے کوئی اور آکر اتارے۔﴾

۷…… آیت ”اما یاتینکم“ بتاتی ہے کہ اگر رسول آئیں تو مان لینا، سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب رسول نہ آئیں تو کیا کیا جائے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ جب رسول نہ آئیں تو پہلے ہی رسول کی اقتداء کی جائے۔ چودہ سو سال تک کوئی رسول نہ آیا اور امت نے آنحضرت ﷺ کی اقتداء کی تو اس آیت کے مفہوم میں کوئی فرق نہ آیا تو اب اگر چودہ ہزار سال تک کوئی رسول نہ آئے اور ہم اپنے نبی ﷺ کی اقتداء کرتے رہیں تو آیت کا منشاء پورا ہو جائے گا۔

۸…… آیت ”واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم (جمعه:۳)“ بتاتی ہے کہ آئندہ کے لئے بھی تلاوت آیات وتزکیہ نفوس کے لئے کسی نبی کی ضرورت نہ ہوگی۔ آنحضرت ﷺ ہی کا فیضان کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود قادیانی امت کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی بالآخر اعتراف کیا ہے کہ: ”نوع انسانی کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔“

(کشتی نوح ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۳)

قادیانی دلیل نمبر:۴

”اللّٰہ یصطفی من الملئکة رسلاً ومن الناس“

اس آیت کا ترجمہ قادیانی یوں کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں میں سے رسول چنتا رہے گا۔''

اس آیت میں ''یصطفی'' کا لفظ ہے جو حال اور مستقبل کے لئے آتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آئندہ حسب ضرورت اللہ کی طرف سے رسول آتے رہیں گے اور فرشتے ان کی طرف وحی لائیں گے۔

جوابات

۱…… آیت کے الفاظ یہ نہیں کہ ''اللّٰہ یبعث من الملئکة'' اور ''اصطفاء'' کا معنی کسی لغت کی کتاب میں بھیجنا نہیں لکھا۔

۲…… قرآن مجید میں آتا ہے: ''یا بنی ان اللّٰہ اصطفیٰ لکم الدین (البقرة:۱۳۲) '' ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے دین پسند کیا ہے۔ پھر فرمایا: ''یامریم ان اللّٰہ اصطفاك وطهرك واصطفاك علیٰ نساء العالمین (آل عمران:۴۲) '' اور ''ان اللّٰہ اصطفی اٰدم ونوحاً واٰل ابراهیم واٰل عمران علیٰ العالمین (آل عمران:۳۲) '' ان آیات میں دین کو یا آل ابراہیم اور آل عمران کو یا مریم کو چننا اور مبعوث کرنا مراد نہیں۔ محض فضیلت عطاء کرنا مراد ہے۔ آیت ''اللّٰہ یصطفی من الملئکة'' سے مراد بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے بھی ان رسولوں کے مدارج میں ترقی دیتا رہا ہے اور آئندہ بھی دیتا رہے گا۔

۳…… اگر ''یصطفی'' کے معنی بھیجنا بھی کر لئے جائیں تو بھی بھیجنا خدا تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ جس طرح اس نے ایک وقت تک کتابیں بھیجیں اسی طرح رسول بھیجے۔ اب اگر وہ کتابیں نہ بھیجے یا رسول نہ بھیجے اور نبوت ختم کر دے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ سیاق کلام بتاتا ہے کہ آیت میں ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو انسانوں کو الوہیت کا مقام دیتے ہیں۔ فرمایا معزز ترین گروہ تو انبیاء ورسل کا ہے۔ مگر وہ بھی الوہیت کے اہل نہیں یا بطور اصول فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں اور ملائکہ کو رسالت کا منصب تو دیتا ہے مگر خدائی نہیں دیتا۔ تم کیوں ان کی طرف خدائی منسوب کرتے ہو۔ سیاق کلام کے ساتھ مذکورہ ترجمہ پر غور کر لیا جائے تو قادیانی استدلال باطل ہو جائے گا۔ ''یا ایها الناس ضرب مثل…… ترجع الامور (الحج:۷۳،۷۴) '' ﴿اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ اسے غور سے سنو۔ وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ گو وہ سب اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے

جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ انہوں نے اللہ کو نہیں پہچانا۔ جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ یقیناً اللہ طاقتور غالب ہے۔ اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا اصطفاء کرتا ہے۔ اللہ سمیع وبصیر ہے۔ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جائیں گے۔ ﴾

استمرار تجددی کی بناء پر قادیانی شبہات کا ازالہ

قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ مضارع ایک ہی وقت میں ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے لئے آسکتا ہے۔ اس کو استمرار تجددی کہتے ہیں۔ ''**اللہ یصطفی من الملئکۃ**'' میں استمرار تجددی ہوسکتا ہے۔

جوابات

۱..... اگر یہ نظریہ صحیح ہو تو بھی انبیاء کو بلندیٔ درجات عطاء کئے جانے کا سلسلہ تینوں زمانہ پر ممتد ہے۔ مگر رسول مبعوث کرنے کا سلسلہ ایسے نہیں۔ ورنہ ہر منٹ اور سیکنڈ سلسلۂ ارسال رسل جاری رہنا چاہئے۔ اگر کہو، رسول تو ضرورت پر آتا ہے تو ہم کہتے ہیں جب ضرورت نہ ہو جیسا کہ تیرہ سو سال تک بقول قادیانی بھی نہ تھی تو رسولوں کا اصطفاء کس طرح پر ہوا کرتا ہے۔ کیا صفت مرسل معطل رہتی ہے۔ پھر اگر رسول ضرورت پر مبعوث ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اگر ضرورت نہ ہو تو رسول کا مبعوث نہ ہونا ''**اللہ یصطفی**'' کے استمرار کو باطل نہیں کرتا۔ اگر چودہ سو سال تک رسول پیدا نہ کرنے سے استمرار باطل نہ ہوا نہ وعدۂ الٰہی میں تخلف واقع ہوا تو مزید چودہ ہزار سال بھی اگر اللہ تعالیٰ رسول نہ بھیجے تو کون ہے جو استمرار تجددی کی بناء پر اعتراض کرے۔

۲..... اگر اس طرح استمرار تجددی مراد لینا جائز ہے تو ذیل کی آیات میں کیسے استمرار لیا جائے۔

(۱)..... ''**کذالک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز الحکیم (الشوریٰ:۲)**'' کہ اللہ جو عزیز وحکیم ہے۔ اسی طرح تیری طرف اور ان کی طرف جو تجھ سے پہلے ہوئے وحی کرتا ہے۔

(۲)..... ''**ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اهلها (النساء:۵۸)**'' کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امانتیں ان کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں۔

(۳)..... ''**یحکم بها النبیون الذین اسلموا (المائدہ:۴۴)**'' یعنی اسی کے مطابق نبی جو فرمانبردار تھے فیصلہ کرتے تھے۔ اب کیا آنحضرت ﷺ کی طرف وحی آئندہ بھی نازل ہوگی۔

کیا امانات کے متعلق آئندہ بھی احکام نازل ہوں گے؟ کیا تورات کے مطابق آئندہ بھی نبی فیصلے کیا کریں گے؟

۳..... استمرار تجددی کے لئے اصول حسب ذیل ہے۔ ’’**وقد تفید الاستمرار التجددی بالقرآئن اذا کان الفعل مضارعاً (قواعد اللغة العربیه)**‘‘ یعنی استمرار تجددی کا اندازہ قرائن سے لگایا جاتا ہے اور بعد خاتم النبیین ارسال مرسل کے لئے تو کوئی قرینہ نہیں۔ البتہ اس کے خلاف تمام قرآن مجید قرینہ ہے۔

۴..... ضرورت نبوت کے مقتضی کون کون سے اسباب ہیں؟

(۱)..... جب کہ کتاب اللہ اصلاً مفقود ہو جائے۔

(۲)..... جب کہ کتاب اللہ محرف ومبدل ہو جائے۔

(۳)..... جب کہ احکام الٰہی میں سے کوئی حکم بوجہ مختص بالقول ہونے یا مختص بالزمان ہونے سے قابل تنسیخ ہو یا کوئی حکم نیا آنا ہو۔

(۴)..... جب کہ شریعت میں ابھی تکمیل کی ضرورت ہو۔

(۵)..... جب کہ الگ الگ امتوں اور الگ الگ ملکوں کے لئے الگ الگ نبی ہوں اور ساری دنیا کے لئے ابھی ایک نبی نہ آیا ہو۔

(۶)..... جب کہ اس کتاب کے ہمیشہ تک محفوظ رہنے کا وعدۂ الٰہی نہ ہو۔

(۷)..... جب کہ اس نبی کا فیض روحانی بند ہو جائے اور اس دین میں کامل انسان بنانے کی طاقت نہ رہے۔

قارئین پر واضح ہو چکا ہوگا کہ اجرائے نبوت کے مذکورہ تقاضوں میں سے کوئی بھی ایسا تقاضا باقی نہیں رہ گیا ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے کسی اور نبی کی بعثت کی ضرورت ہو۔ لہٰذا ختم نبوت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

قادیانی دلیل نمبر:۵

’’**ولکن اللہ یجتبی من رسله (آل عمران:۱۰۸)**‘‘

کی یہ آیت پیش کر کے اس کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے۔ ’’بلکہ اپنے رسولوں میں سے خدا جسے چاہے گا چنے گا۔‘‘ (پاکٹ بک ص ۴۰۸)

جوابات

۱..... اجباء کا معنی کسی لغت کی کتاب میں بھیجنا نہیں۔ آیت مع ترجمہ یہ ہے۔

’’وماکان اللّٰہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب وماکان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللّٰہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم (آل‌عمران:۱۷۸) ‘‘ ﴿اور اللہ ایسا نہیں کہ مؤمنوں کو اس حالت پر چھوڑ دے جس پر (اے گروہ کفار و منافقین) تم ہو۔ (بلکہ خدا انہیں اس حالت سے بلند کرنا چاہتا ہے) یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ (اور مؤمنین سے ہر قسم کی ایمانی اور عملی کمزوریاں دور کر دے) اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ تم کو (اپنی ہدایات وقوانین کے) غیب پر اطلاع دے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (اس مرتبہ پر) فضیلت بخشتا ہے۔ (جیسا کہ محمد رسول اللہ کو چنا) سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہیں بڑا اجر ملے گا۔﴾

گویا اس آیت میں رسولوں کے سلسلہ کو جاری رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۲…… سوال کرنے والوں نے کہا تھا کہ ہمیں فرداً فرداً غیب پر کیوں اطلاع نہیں دی جاتی؟ جواب میں فرمایا۔ یہ رسول کا کام ہے۔ آئندہ بعثت رسل کے متعلق نہ کسی نے سوال کیا نہ جواب دیا گیا۔

۳…… یہ کہنا کہ آئندہ رسول آئے گا یہ مطلب رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ خبیث وطیب میں امتیاز نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ ’’یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث (الاعراف:۱۵۷)‘‘

’’جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (بنی اسرائیل:۸۱)‘‘ ’’حق آ گیا اور باطل ہلاک ہو گیا۔ بے شک باطل ہلاک ہونے والا ہی تھا۔ پس حق وباطل میں حضور ﷺ کے ذریعہ امتیاز قائم ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

قادیانی دلیل نمبر:۶

قادیانی کہتے ہیں کہ فراعنہ مصر بھی ختم نبوت کے قائل تھے۔ ان کا قول تھا’’لن یبعث اللّٰہ من بعدہ رسولا (المؤمن:۳۴)‘‘ ﴿کہ خدا یوسف علیہ السلام کے بعد رسول پیدا نہیں کرے گا اور یہود کہتے تھے۔﴾ ’’لن یبعث اللّٰہ احداً (الجن:۷)‘‘ ﴿کہ خدا کسی رسول کو مبعوث ہی نہیں کرے گا۔﴾

اور یہود کا اجماع ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی نہیں آئے گا۔ جیسا کہ مسلم الثبوت

میں لکھا ہے۔ وغیرہ۔ اسی طرح مسلمان بھی فرعون اور یہود کے نقش قدم پر چل کر ختم نبوت کا عقیدہ اختیار کر چکے ہیں۔

جوابات

۱...... اصل واقعہ قرآن مجید کے الفاظ میں یہ ہے۔ ”قال رجل مؤمن من آل فرعون...... لقد جاءکم یوسف...... قلب متکبر جبار (المؤمن:٣٤،٣٥)“ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ”قوم فرعون میں سے ایک مؤمن مرد نے جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کہا کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف کھلے دلائل لے کر آیا۔ مگر تم اس کے بارے میں جو تمہارے پاس لایا شک میں ہی رہے۔ یہاں تک کہ وہ وفات پا گیا۔ تو تم نے کہا اللہ اس کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے گمراہی میں چھوڑتا ہے جو حد سے گزرنے والا، شک کرنے والا ہے۔ جو اللہ کی آیات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو۔ یہ اللہ کے نزدیک اور ان کے نزدیک جو ایمان لائے۔ بیزاری کی بات ہے۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر، سرکش کے دل پر مہر لگاتا ہے۔“

یہ آیات تو بتاتی ہیں کہ رجل مؤمن نے کہا کہ:

۱...... اہل مصر یوسف علیہ السلام کے بارے میں شک میں رہے۔

۲...... ان لوگوں کو مسرف مرتاب اور آیات الٰہیہ میں جھگڑا کرنے والے متکبر جبار قرار دیا گیا ہے جو مؤمنین یوسف علیہ السلام کی صفات نہیں ہوسکتیں۔

۳...... قوم فرعون یا قدیم مصری تو سلسلۂ انبیاء ورسل کے سرے سے منکر تھے۔

۴...... اور فرعون خود مدعی الوہیت تھا اور کہتا تھا کہ تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا۔ اس کو اور اس کی قوم کو توحید، رسالت یوسف اور ختم نبوت کا قائل قرار دینا قرآن اور تاریخ سے ناواقفیت کی انتہاء ہے۔

۵...... ”لن یبعث اللہ من بعدہ رسولاً“ کہنے والے تو خود نبوت یوسف کے بھی منکر تھے اور ان کا قول بطور استہزاء تھا۔ جیسا کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا۔ ”اے وہ شخص جس پر ذکر اتارا گیا ہے تو تو مجنون ہے۔“ یا کہا: ”ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون (الشعراء:٢٧)“ کہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے مجنون ہے۔

یا یہود نے کہا: ”انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ (النساء:۱۵۷) “ کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ نہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول مانتا تھا نہ ان کی وحی کو ”الذکر “ سمجھتا تھا۔ نہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول یقین کرتے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے یہ الفاظ استعمال کئے تو یہ بطور استہزاء تھا نہ بطور صداقت۔ یہی تمام مفسرین کا مذہب ہے۔ قادیانیوں کو کوئی تاریخی ثبوت دینا چاہئے کہ فرعون اور اس کی قوم حضرت یوسف علیہ السلام کی رسالت کی قائل تھی۔

۲…… یہود اور ختم نبوت ”انہم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احداً (الجن:۷) “ کہنے والی جنوں کی ایک مشرک قوم تھی۔ جیسا کہ ان کے قول ”ولن نشرک بربنا احد (الجن:۲) “ سے ظاہر ہے کہ ہم اب آنحضرت ﷺ پر ایمان کے بعد شرک نہ کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان (انسانوں) نے بھی خیال کیا۔ جیسا کہ تم نے خیال کیا کہ خدا کسی کو (بعد از موت) مبعوث نہ کرے گا۔ یہ لوگ آخرت کے منکر تھے۔ یہود کا ایک فرقہ بھی آخرت کا منکر تھا۔ یہود تو موسیٰ علیہ السلام کے بعد ”مسیح“ اور ”احمد“ کی آمد کے منتظر تھے۔ گویا یہود کا اجماع نبوت جاری ہونے پر تھا یا کہ ختم ہونے پر؟ امام ابن ہشام بتاتے ہیں کہ یہود مثیل موسیٰ نبی اور وہ نبی کی بعثت کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ آئے گا تو یہود مشرکین عرب پر غالب آجائیں گے۔ جیسا کہ آیت ”وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (البقرہ:۸۹) “ سے بھی ظاہر ہے۔ پس یہ آیت بتاتی ہے کہ یہود انبیاء کی آمد کے قائل تھے۔

۳…… اوّل تو ختم نبوت کے عقیدہ کی تلقین صرف اہل اسلام کو ہی کی گئی ہے۔ لیکن اگر کسی اور قوم نے بھی از خود یہ عقیدہ تراش لیا ہو تو اس سے اسلام کے عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

قادیانی دلیل نمبر:۷

”لاینال عہدی الظالمین“

”واذابتلیٰ ابراہیم ربہ بکلمٰت فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماماً قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین (البقرہ:۱۲۴) “ ﴿جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو چند باتوں میں آزمایا اور ابراہیم علیہ السلام نے ان کو پورا کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے کہا میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ اس نے کہا اور میری ذریت میں سے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میرا عہد ظالموں کو ہرگز نہیں پہنچے گا۔﴾

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ظالم قوم ہی نبوت سے محروم رہتی ہے۔

جوابات

۱…… یہ خیال ہی غلط ہے کہ ظالم قوم نبوت سے محروم رہتی ہے۔ سب سے بڑا ظلم تو شرک ہے۔ ’’ان الشرک لظلم عظیم (لقمان:۱۳)‘‘ انبیاء تو اسی لئے آتے ہیں کہ ظالموں کا ظلم دور ہو جائے۔ عرب سے بڑھ کر کون سی قوم ظالم تھی۔ اس کی ہدایت کے لئے آنحضرتﷺ تشریف لائے۔

اور اگر کہو کہ وہ جسے نبوت نہ ملے ظالم ہوتا ہے تو صحابہ کرامؓ اور تمام امت محمدیہ اب تک ظالم ٹھہرتی ہے، اور مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد تمام قادیانی امت بھی ظالم ٹھہرتی ہے۔

۲…… مذکورہ آیت تو یہ بتاتی ہے کہ جو لوگ آزمائشوں میں کامیاب ہوتے ہیں وہ دنیا میں امام بنائے جاتے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام اس امامت کے منصب سے پہلے بھی نبی بن چکے تھے۔ یہ امامت کس نوعیت کی تھی۔ لکھا ہے کہ: ’’خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازے پر قابض ہوگی اور تیری نسل سے دنیا کی ساری قومیں برکت پائیں گی۔‘‘ (پیدائش ۱۷،۱۸/۲۲)

پھر فرمایا: ’’میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں۔‘‘ (پیدائش ۷،۸/۷)

قادیانی دلیل نمبر:۸

’’ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً (بنی اسرائیل:۱۵)‘‘

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ خدا جب تک رسول مبعوث نہ کرے کسی کو عذاب نہیں دیتا۔ اگر عذاب ہمیشہ نازل ہوتے رہیں گے تو رسول بھی آتے رہیں گے۔

جوابات

۱…… اگر ہر عذاب کے واقعہ پر رسول کا موجود ہونا ضروری ہے تو بتایا جائے کہ:

۱…… آنحضرتﷺ کے بعد جس قدر عذاب آئے وہ کن رسولوں کی تکذیب کے باعث آئے؟

۲…… اندلس اور بغداد کی تباہی کے وقت کون سا رسول موجود تھا؟

۳…… انگلستان کا خطرناک طاعون ۱۳۴۸ء میں کس رسول کے باعث تھا؟

۴...... اب جو دنیا میں تباہیاں آرہی ہیں وہ کس رسول کے انکار کے باعث آرہی ہیں؟

۵...... اگر تیرہ سو سال تک جو عذاب آتے رہے وہ آنحضرت ﷺ کی تکذیب کے نتیجہ میں تھے تو آئندہ تیرہ ہزار سال تک جو عذاب آئیں گے وہ کیوں نہ آپ کی تکذیب کے نتیجہ میں قرار دیئے جائیں۔

۶...... یہ کہنا کہ اب کسی اور رسول کے باعث عذاب آتے ہیں یہ معنی رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ ختم ہوگیا۔

۷...... جب تک اذانوں میں ”اشهد ان محمد رسول الله “ کا اعلان ہوتا رہے گا۔ آپ ﷺ کی ہی نبوت کا زمانہ ہے اور آپ کی ہی تکذیب کے باعث عذاب آتے رہیں گے۔ مرزا قادیانی بھی تو پون صدی پیشتر فوت ہو چکے ہیں۔ اگر موجودہ عذاب فوت شدہ نبی کے باعث آسکتے ہیں تو کیوں نہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی تکذیب کے باعث یہ عذاب آرہے ہیں۔

قادیانی دلیل نمبر:۹

”فلا یظهر علیٰ غیبه احداً“

قادیانی اس آیت کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ چونکہ مرزا قادیانی پر اظہار غیب ہوا۔ یعنی اس کو پیش گوئیاں دی گئیں۔ لہٰذا وہ نبی ہیں اور نبوت جاری ہے۔

جوابات

ا...... خود مرزا قادیانی نے اس آیت کا جو معنی و مفہوم بیان کیا ہے ملاحظہ ہو: ”فلا یظهر علیٰ غیبه احداً الا من ارتضیٰ من رسول “یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔ دوسروں کو یہ مرتبہ عطاء نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔

(ایام الصلح ص۱۷۱، خزائن ج۱۴ ص۴۱۹)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”فلا یظهر علیٰ غیبه احداً الا من ارتضیٰ من رسول “رسول کا لفظ عام ہے۔ جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں...... میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۲، خزائن ج۵ ص۳۲۲)

پھر ایک جگہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’ایسے ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۵۱، خزائن ج۱۷ ص۱۷۴)

مذکورہ حوالہ جات اور ’’لم یبق من النبوۃ الا المبشرات‘‘ جیسی احادیث کی روشنی میں زیر بحث آیت کا صرف یہ مفہوم ہے کہ ’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل‘‘ کے مطابق امت محمدیہ میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، مجدد و محدث، غوث، قطب وابدال پیدا ہوتے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پائیں گے۔ یہ لوگ اگرچہ نبی اور رسول نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے وہی کام لے گا جو انبیاء سے لیا کرتا تھا۔ جن میں سے ایک اظہار غیب بھی ہے۔

۲…… مرزا قادیانی نے یوں تو بہت سی پیش گوئیوں کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر خود ان پیش گوئیوں کا نہ مطلب سمجھ سکے نہ مصداق۔ کاش قادیانی حضرات، مرزا قادیانی کی ان پیش گوئیوں پر ہی سرسری نظر ڈال لیں۔ جن کو انہوں نے اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا ہے تو ان کے دعویٰ کی حقیقت بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔

۳…… غیب سے مراد صرف پیش گوئیاں ہی نہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل کی ہر چیز جو محسوسات سے غائب ہو ’’غیب‘‘ ہے۔ ذرا ’’یؤمنون بالغیب‘‘ پر غور کیا جائے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات کا ذکر کر کے فرمایا: ’’تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک ما کنت تعلمہا انت ولا قومک من قبل ہذا (هود:٤٩)‘‘ کہ یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جن سے تو اور تیری قوم دونوں بے خبر تھے۔

کائنات کے متعلق علم کس قدر ہی کیوں نہ بڑھ جائے۔ ایک حصہ غیب کا ضرور رہتا ہے۔ اسی لئے فرمایا: ’’عالم الغیب والشہادۃ (الحشر:٢٢)‘‘ خدا غیب کو بھی جانتا ہے اور موجود کو بھی۔ اس کے لئے کوئی چیز غائب نہیں۔ البتہ تمہارے لئے ایک حصہ غیب کا ہے اور دوسرا موجود کا۔

ہم غیب کے ایک حصہ کا علم حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور وہ ہمارے لئے موجود بنتا چلا جاتا ہے۔ مگر غیب کی بعض قسمیں ایسی ہیں۔ جن پر ہم اپنی کوشش سے غالب نہیں آسکتے۔ مثلاً خدا کی ذات وصفات، احکام وشرائع اور مابعد الموت۔ یہ صرف نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا

جاتا ہے اور اسی کے توسط سے انسانوں کو ملتا ہے۔ پیش گوئیوں والا غیب تو اولیاء اور محدثین کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ مگر حقیقی غیب صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ اس قسم کا ہر غیب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ امت کو دیا جا چکا ہے۔ اس لئے مزید کسی نبوت کی گنجائش نہیں۔

قادیانی دلیل نمبر:۱۰

’’یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء (المؤمن:۱۵)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ اپنی روح ڈالتا ہے۔﴾

یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آئندہ بھی نبی آتے رہیں گے۔

جوابات

۱…… آیت مذکورہ میں ’’روح‘‘ کے معنی نبوت کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے یہی معنی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ: ’’لهم البشریٰ فی الحیوٰة الدنیا ‘‘ یعنی مؤمنوں کے لئے مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ یا فرمایا: ’’لم یبق من النبوة الا المبشرات ‘‘ کہ خدا کا کلام مبشرات کے رنگ میں امت محمدیہ کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی کے تحت گزشتہ چودہ سو سال میں ہزارہا اولیائے امت اور علماء حق کو انوار نبوت ملے اور آثار نبوت بھی ان کے اندر موجزن تھے۔ مگر وہ نبی نہ تھے۔

۲…… روح کا لفظ محض کلام کے معنی میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام غیر نبی سے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح ’’رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء ‘‘ سے ظاہر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے کلام کرنا اجرائے نبوت کی دلیل نہیں بن سکتی۔

قادیانی دلیل نمبر:۱۱

’’یتلوہ شاھد‘‘

اس آیت کی تفسیر میں قادیانی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک نبی شاہد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ’’اس کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے جب اتنا عرصہ گزر جائے گا کہ پہلے دلائل قصوں کے رنگ میں رہ جائیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نیا گواہ آجائے گا…… اس جگہ خصوصیت کے ساتھ مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا ذکر ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر ج۹ ص۲۰۲)

جوابات

۱...... قادیانیوں کا یہ کہنا کہ: ”ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے۔“ یہ ایک گھر کا بنایا ہوا قاعدہ ہے۔ جس پر کوئی نص قرآنی یا حدیث دلالت نہیں کرتی اور اگر یہ صحیح ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو پھر ان کے بعد ان کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آئے۔ کیونکہ کیا معلوم کہ وہ درحقیقت عیسیٰ ہے یا نہیں۔ پھر اس نبی کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آنا چاہئے۔ پس اس سے تسلسل لازم آئے گا اور وہ باطل ہے۔

۲...... پھر سوچو کہ کیا مسلمان کا یہ اعتقاد ہو سکتا ہے کہ جب تک مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ مانا جائے۔ اس وقت تک آنحضرت ﷺ کی نبوت مشکوک ومشتبہ ہے اور مرزا قادیانی کی گواہی کی محتاج ہے اور اگر فرض کریں کہ مرزا قادیانی نہ آتے اور گواہی نہ دیتے تو آنحضرت ﷺ کی نبوت ہی شکی اور فرضی رہتی۔ ”نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات“ یہ کس قدر بیہودہ خیال ہے اور ہزار افسوس ہے۔ ان قادیانیوں کے ایمان پر جن کے نزدیک ہمارے نبی ﷺ کی نبوت ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نبی بن کر گواہی دی تو ثابت ہوگئی۔

۳...... دراصل اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ مؤمن کے ہاتھ میں صرف ایک بیّنہ یعنی کتاب یا روشنی ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے لئے ایک کامل نمونہ بھی موجود ہے، جو اس بیّنہ پر عمل کر کے اس کے رستہ کو بالکل صاف کر دیتا ہے اور اس میں بھی اس کتاب پر عمل کرنے کی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح کتابوں کا نازل کرنا اور انبیاء کو ان کتابوں کی عملی تعلیم کا نمونہ بنانا یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آگے جن انبیاء کا ذکر آتا ہے وہ سب اپنی امتوں سے یہی خطاب کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف سے ایک بیّنہ پر ہیں۔ کیونکہ ہر نبی کی وحی اس کے حق میں بیّنہ ہی ہے۔ مگر اس میں ایک دوسری غرض یہ بھی ہے کہ یہ بیّنہ یعنی قرآن ایسی صاف ہے کہ اس کی شہادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اور پہلی کتابوں میں بھی ہے۔

۴...... قادیانی سربراہ مرزا محمود نے اس آیت کی تفسیر میں کتنی غلط بات لکھی ہے کہ وہ ”أفمن“ سے مراد قرآن مجید لیتے ہیں۔ حالانکہ کوئی وجہ نہیں کہ ”من“ سے مراد قرآن لیا جائے۔ جو ایک غیر ذی حیات چیز ہے۔ من صرف ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ آگے آتا ہے: ”اولئك یؤمنون به“ کہ وہی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ”اولئك“ کی مشار الیہ ایک جماعت چاہئے جو بیّنہ پر ہے۔ مرزا محمود کی تاویل سے معنی یوں بنے گا کہ ”قرآن قرآن پر ایمان لائیں گے۔“ اسی لئے وہ اپنی تفسیر میں یہ واضح نہ کر سکے کہ اولئک کا مشار الیہ کون ہے۔

قادیانی دلیل نمبر:۱۲

"ولا تنکحوا ازواجه من بعده ابداً (احزاب:٥٣)" ﴿اور نہ نکاح کرو اس نبی کی بیویوں سے اس کی وفات کے بعد کبھی۔﴾

قادیانیوں کی طرف سے سب سے زیادہ مضحکہ خیز استدلال اس آیت کی بناء پر کیا گیا ہے کہ: "اب اگر آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا ہے تو کوئی نبی نہ آئے گا۔ نہ اس کی وفات کے بعد اس کی بیویاں زندہ رہیں گی اور نہ ان کے نکاح کا سوال ہی زیر بحث آئے گا۔ اب اگر اس آیت کو قرآن سے نکال دیا جائے تو کون سا نقص لازم آتا ہے...... ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت جاری ہے اور قیامت تک انبیاء کی ازواج مطہرات ان کی وفات کے بعد بیوگی ہی کی حالت میں رہیں گی۔ کیونکہ رسول اللہ کا لفظ نکرہ ہے۔ جس میں ہر رسل داخل ہے۔"

جوابات

۱...... رسول اللہ کا لفظ معرفہ ہے اور یہاں بھی وہی رسول اللہ مراد ہے جس کا اس سورۃ میں کئی بار ذکر آچکا ہے۔ جیسے "ولقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (احزاب:٢٢)" کہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اسوۂ حسنہ ہے۔ "قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله (الاحزاب:٢١)" کہ مؤمنوں نے کہا یہی ہے جس کا اللہ نے اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا۔ "ولکن رسول الله وخاتم النبیین (الاحزاب:٤٠)" مگر اللہ کا رسول اور آخری نبی ہے۔ "ان کنتن تردن الله رسوله (الاحزاب:٢٩)" اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو۔

اور وہی رسول اللہ مراد ہے جس کے متعلق کتب حدیث میں ہزارہا مرتبہ یہ الفاظ آتے ہیں۔ "قال رسول الله ﷺ"

۲...... نحو کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اضافت معنوی نکرہ کو معرفہ بنادیتی ہے۔

۳...... یہ کہنا کہ اب کوئی نبی نہ آئے گا تو اس آیت کی کیا ضرورت ہے۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ:

۱...... آدم علیہ السلام کے بے ماں باپ یا عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ ہونے کا ذکر قرآن سے نکال دیئے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ اب کوئی اس طرح پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہوگا۔

۳...... یا یہ کہے کہ ’’فلما قضى زيد منها وطراً زوجنكها‘‘ سے ظاہر ہے کہ آئندہ رسول بھی منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کیا کریں گے۔ ورنہ اس آیت کو نکال دیا جائے۔

۴...... قرآن مجید میں اس آیت کے باقی رکھنے کی ضرورت یہ تھی کہ امراء کی وفات پر عرب معاشرت میں ان کی ازواج سے شادی کرنا فضیلت میں شمار ہوتا تھا اور قرآن نے سورۂ نور میں بیواؤں سے نکاح کا حکم دیا ہے۔ قرآن نے صریح حکم دیا کہ حضورﷺ کی ازواج سے نکاح نہ کیا جائے۔ وہ آخری امہات المؤمنین ہیں اور آپؐ بوجہ خاتم النبیین ہونے کے آخری ’’باپ‘‘ ہیں۔ اگر یہ حکم مذکورہ نہ ہوتا تو اس سے امت میں فتنہ فساد پیدا ہوتا اور ازواج مطہرات کی پوزیشن بجائے امت کی معلمات دین ہونے کے معمولی بھی نہ رہتی۔ اس لئے اس تاریخی حکم کا تاقیامت باقی رکھنا ضروری تھا۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ خواتین مقدسہ آخری مائیں ہیں اور حضور اقدسﷺ آخری باپ ہیں۔

قادیانی دلیل نمبر:۱۴

’’يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحاً (المؤمنون:۵۱)‘‘
﴿میں آئندہ آنے والے رسولوں کو پاک چیزیں کھانے کا حکم ہے۔﴾

جوابات

۱...... یہ حکم انہی رسولوں کے لئے ہے جن کا ذکر اس آیت سے پہلے ہے۔ یعنی نوح، موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام۔ صرف ’’قلنا‘‘ محذوف ہے اور یہ قرآن مجید کا عام انداز بیان ہے۔ جیسے فرمایا: (۱)’’جاءت كل نفس معها سائق وشهيد لقد كنت فى غفلة من هذا (ق:۲۱)‘‘ شہید کے بعد قلنا محذوف ہے۔ (۲)’’يعملون له ما يشاء من محاريب وتماثيل وجفان كالجواب وقدور راسيات اعملوا آل داود شكرا (السبا:۱۳)‘‘ راسیات کے بعد قلنا محذوف ہے یعنی ہم نے کہا۔ (۳)’’فغفرنا له ذالك وان له عندنا لزلفى وحسن مآب يا داود انا جعلناك خليفة (ص:۲۶)‘‘ مآب کے بعد قلنا محذوف ہے۔ (۴)’’ولقد آتينا داود فضلاً يا جبال اوبى معه والطير (السباء:۱۰)‘‘ فضلاً کے بعد قلنا محذوف ہے۔

۲...... امام راغب کہتے ہیں کہ رسول کے لفظ میں نبی کریمﷺ کے ساتھ آپ کے برگزیدہ اصحاب شامل ہیں۔

۳…… مرزا قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ: ''کلام اللہ میں رسل کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے اور غیر رسول پر بھی اطلاق پاتا ہے۔'' (شہادۃ القرآن ص۲۴، خزائن ج۶ ص۳۱۹)

پس ثابت ہوا کہ: ''یاایھا الرسل کلوا'' میں اوّل تو ان رسولوں کا ذکر ہے جو اس آیت سے پہلے مذکور ہیں۔ لیکن اگر بالفرض آئندہ کے لئے بھی سمجھا جائے تو اس میں تمام صحابہؓ اور اس امت کے اولیاء مجددین شامل ہیں اور علمائے حق بھی جو بنی اسرائیل انبیاء کے مثیل ہیں۔

ہم آخر میں قادیانیوں پر اتمام حجت قائم کرنے کے لئے خود مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک ایسی تحریر پیش کرتے ہیں جس میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ کی اصلاح وتربیت کے لئے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ بلکہ انبیاء کی بجائے مجدد اور روحانی خلیفے یعنی وارثان محمدﷺ آتے رہیں گے۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ''قرآن نے اس امت میں خلیفوں کے پیدا کرنے کا وعدہ کیا ہے……ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرے کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں…… مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔''

(شہادت القرآن ص۴۴، خزائن ج۶ ص۳۴۰)

مگر افسوس کہ مرزا قادیانی نے بہت جلد قرآن کی اس تعلیم کو بھلا دیا اور خود نبوت کے مدعی بن بیٹھے۔ حالانکہ انہوں نے نہ اپنی نبوت کو قرآن سے ثابت کیا اور نہ اجرائے نبوت کی آیات اپنی کسی کتاب میں درج کرنے کی ہمت کی۔ آج ان کی امت مرزا قادیانی کی وفات کے بعد قرآن کریم کی بیشتر آیات کا غلط مفہوم پیش کر کے اجرائے نبوت ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس لحاظ سے ایک عام قادیانی اپنے نبی سے زیادہ چالاک ہے کہ اسے قرآن میں تسلسل نبوت کی آیات نظر آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب کرے اور امت محمدیہ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ''وما علینا الا البلاغ''

ائمہ واکابر اسلام کے فیصلے

حضرت امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ تا ۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: ''مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی نشانیاں اور دلائل پیش کروں۔''

اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مدعی نبوت سے کوئی نشانی اور دلیل طلب کرے

گا۔ وہ بھی کافر ہو جائے گا...... کیونکہ نبی کریم ﷺ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

علامہ ابن جریر طبری (۲۲۴ھ تا ۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں فرماتے ہیں: "رسول کریم ﷺ نے نبوت کو ختم کر دیا۔ اس پر مہر لگا دی۔ اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔"

امام طحاوی (۲۳۹ تا ۳۲۱) اپنی کتاب عقیدۂ سلفیہ میں بیان کرتے ہیں: "محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، متقیوں کے امام، سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔"

علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴ تا ۴۵۴) لکھتے ہیں: "یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی صرف ایک نبی کی طرف آتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ محمد نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔"

امام غزالی (۴۵۰ تا ۵۰۵) فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول اور اس میں کسی قسم کی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔"

محی السنہ امام بغوی (وفات ۵۴۰) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا۔ پس آپ ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں اور حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

علامہ زمخشری (۴۶۷ تا ۵۳۸) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں: "اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ ﷺ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے ایک امتی کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ گویا کہ وہ آپ ﷺ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔"

قاضی عیاضؒ (وفات ۵۴۴) لکھتے ہیں: "جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی اپنی کوشش سے نبی بن سکتا ہے اور دل کی صفائی کے ذریعہ سے

مرتبہ نبوت کو پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے۔ ایسے سب لوگ کافر اور نبی ﷺ کے جھٹلانے والے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ ﷺ کو بھیجا گیا ہے اور تمام امت کی اس بات پر ایک رائے ہے کہ یہ کلام ظاہری مفہوم کے مطابق ہے...... اس کے کوئی ڈھکے چھپے معنی اور مطالب نہیں ہیں۔ نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے...... لہٰذا ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں۔"

علامہ شہرستانیؒ (وفات ۵۴۰) اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں: "اور اسی طرح جو کہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا ہے تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔"

امام رازیؒ (۵۴۳) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہیں: "جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو اور وہ اپنی تعلیم میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کسر کو پورا کر سکتا ہے۔ لیکن جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہوگا وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی مثال اس باپ کی مانند ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کی اولاد کا کوئی ولی اور سرپرست اس کے بعد نہیں۔"

علامہ بیضاوی (وفات ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں: "یعنی آنحضرت ﷺ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور ﷺ نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔ جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر کر دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ ﷺ کے بعد نازل ہونے سے عقیدۂ ختم نبوت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو حضور ﷺ ہی کے دین پر (امتی) ہوں گے۔"

علامہ حافظ الدین نسفی (وفات ۷۱۰) اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں:
"آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ یعنی نبیوں میں سب سے آخری، آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں اور جب وہ نازل ہوں گے تو اس طرح نازل ہوں گے گویا وہ آپ ﷺ کے افراد امت میں سے ہیں۔"

علامہ علاؤالدین بغدادی (وفات ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر خازن میں لکھتے ہیں: "وخاتم

النبیین یعنی اللہ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم کردی۔ اب نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا نہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی اس میں شریک ہوگا۔ "وکان اللہ بکل شیئ علیما" یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

علامہ ابن کثیرؒ (وفات ۷۷۴ھ) اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں: "نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول کا درجہ تو بلند ہے۔ رسول کا منصب خاص ہے۔ نبی کا منصب عام۔ ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ چاہے وہ کیسے ہی شعبدے، کرشمے، جادو اور طلسم بنا کر لے آئے...... یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا دعویٰ کرے۔"

علامہ ابن نجیم (وفات ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں: "اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ کیونکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن کا جاننا اور ماننا دین کی ضروریات میں سے ہے۔"

الغرض مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے بعد بھی جس کسی نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا امت محمدیہ کے علماء حق اور ائمہ عظام نے ان کا بھرپور تعاقب کیا اور ختم نبوت کا تحفظ کر کے ہر قسم کے فتنہ وفساد اور انتشار وتشتت سے ملت کو بچانے کا اپنا اہم فریضہ ادا کیا۔ جس کی وجہ سے آج بھی یہ امت دین واحد اسلام پر قائم ہے۔

قادیانی فریب کاریاں

مرزا غلام احمد کو نبی قرار دینا دراصل اسلام کو منسوخ کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو از کار رفتہ قرار دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ختم نبوت کا عقیدہ اہل اسلام کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بغیر کسی تخصیص وتاویل کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت ورسالت عطا نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر وحی نبوت نازل ہو سکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔ امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جب بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی گردن ماردی گئی۔ اسود عنسی ہو یا مسیلمہ کذاب، کسی سے یہ سوال نہیں کیا گیا کہ اس کی نبوت کیسی ہے؟ ظلی ہے یا بروزی، مستقل ہے یا غیر مستقل، تشریعی ہے یا غیر تشریعی اور نہ اس سے اس کی نبوت کے دلائل طلب کئے گئے۔ بلکہ مطلق نبوت کے اعلان

کے ساتھ ہی ان کذابوں کے خلاف جہاد و قتال کیا گیا۔ جس میں تنہا مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی جنگ میں بارہ سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ غرض مسلمان دین کے ہر جزوی اختلاف کو برداشت کرسکتا ہے۔ لیکن اس بنیادی اختلاف کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔

قادیانیوں کا آخری نبی

قادیانی امت ختم نبوت کی تردید اور اجرائے نبوت کی تائید میں مذکورہ آیات تو پیش کرتی ہے۔ مگر جب قادیانیوں میں سے کوئی شخص انہی آیات کو بنیاد بنا کر اپنی نئی نبوت کا اعلان کر دیتا ہے تو یہی لوگ اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک صرف مرزا غلام احمد قادیانی ہی کو آخری نبی بنایا گیا ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ اس امت کے صرف دو ہی نبی ہیں۔ پہلے محمد رسول اللہ اور آخری غلام احمد رسول اللہ۔ یہی دو بعثتیں اس امت کے لئے مقدر کی گئی ہیں۔ بعثت اولیٰ میں مرزا قادیانی ہی محمد بن کر پیدا ہوئے تھے اور بعثت ثانیہ میں تو مرزا قادیانی اپنے پورے آب و تاب سے جلوہ گر ہوئے۔ پہلی بعثت میں ہلال تھے تو بعثت ثانیہ میں بدر بن گئے۔ مرزا قادیانی اور محمد رسول اللہ ﷺ در اصل ایک ہی تصویر کے دو رخ اور ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ گویا مرزا قادیانی کی بعثت ثانیہ کے بعد اب کسی تیسری بعثت کا کوئی امکان باقی نہیں رہا اور اسی طرح قادیانیوں کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور اب تا قیامت صرف خلافت قادیانیہ کا دور باقی رہ گیا ہے۔ نہ نبی آ سکتا ہے نہ مجدد اور نہ کوئی مامور و مرسل۔ گویا اہل اسلام اور قادیانیوں میں اس مسئلہ میں یہ اختلاف ہے کہ اہل اسلام آنحضرت ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور قادیانی امت مرزا غلام احمد کو۔ اہل اسلام آنحضرت ﷺ کے بعد مجددین و اولیاء کے سلسلہ کو جاری مانتے ہیں۔ لیکن اہل قادیان کا ایمان ہے کہ آخری نبی مرزا غلام احمد کے بعد نہ نبی آ سکتا ہے نہ مجدد۔ اس طرح انہوں نے آسمان کے سارے دروازے بند کر دیئے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نسل اور اس رائل فیملی کے افراد ہی یکے بعد دیگرے گدی نشین بن کر خدائی احکام جاری کرتے رہیں گے۔ پس جب یہ صورتحال ہے تو قادیانیوں کی زبان سے اجرائے نبوت کی آیات اور ان سے سارا استدلال عجیب مضحکہ خیز حرکت بن جاتے ہیں اور اس حرکت کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ کسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت و رسالت منوائی جا سکے اور وہی آخری نبی کہلائیں۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی تعریف

قادیانی کہتے ہیں کہ کثرت مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کا نام نبوت ہے اور چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی تھی۔ اس لئے وہ نبی ہیں۔ یہ بھی دراصل ایک ڈھکوسلہ ہے۔ اس لئے کہ نبی پہلے روز نبی بنایا جاتا ہے۔ جب کہ اس کے ساتھ کثرت مکالمہ مخاطبہ کا کوئی مجموعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ پہلے روز اس کو بظاہر نبی کا خطاب بھی نہیں ملتا۔ تب بھی وہ نبی ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اس میں نہ نبی کا خطاب تھا نہ امور غیبیہ پر اطلاع۔ مگر اس کے باوجود آپ ﷺ پہلے روز نبی تھے اور اس لمحہ حضور ﷺ اپنی نبوت پر نہ صرف خود ایمان لائے بلکہ دعوت اسلام کا آغاز بھی کر دیا اور پہلے ہی روز آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے والے تیار ہوگئے۔

اس کے برعکس مرزا قادیانی پر بقول قادیانی حضرات چالیس برس کی عمر سے ہی نبی ورسول ہونے کے الہامات برستے رہے۔ مگر حیرت ہے کہ تقریباً بیس برس تک خود مرزا قادیانی اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے۔ نہ صرف انکار کرتے رہے بلکہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو ملعون ودجال بھی کہتے رہے۔ لیکن جب ایک دائمی مرض میں اضافہ ہوا، اور شدت کا دورہ پڑا تو اپنی نبوت مرزا قادیانی کو سمجھ میں آئی اور جس دعویٰ کو وہ دجل اور لعنت قرار دیتے رہے وہی دعویٰ انہوں نے بڑی بے شرمی کے ساتھ کر دیا۔ چونکہ مرزا قادیانی نے بیس سال تاخیر سے دعویٰ نبوت کیا تھا تو الزام سے بچنے کے لئے کہہ دیا کہ نبوت دراصل ”کثرت امور غیبیہ“ کو کہا جاتا ہے اور جب کثرت ہوگئی تو دعویٰ نبوت کر دیا۔

اس ڈھکوسلہ کو اگر صحیح مانا جائے تو باپ کے بعد ان کے لڑکے مرزا محمود نے بھی دعویٰ نبوت کیا ہے۔ مگر اپنے باپ کی طرح تاخیر کے ساتھ نہیں بلکہ چوبیس سال کی عمر میں ہی ان کی ”کثرت وشدت“ مکمل ہو چکی تھی۔ چنانچہ مرزا محمود نے ۱۹۱۴ء میں ہی کہہ دیا تھا کہ: ”کثرت امور غیبیہ پر مجھ کو بھی اطلاع دی جاتی ہے۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۱۴؍ جون ۱۹۱۴ء)

گویا باپ نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور بیٹے نے تیرہ سال بعد اور لطف یہ کہ بیٹے نے بھی اسی مرض میں مبتلا رہنے کا اقرار کیا ہے۔ جس مرض کی برکت سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک امتی ڈاکٹر شاہنواز قادیانی نے (رسالہ ریویو قادیان ص ۱۱ بابت اگست ۱۹۲۶ء) میں اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ: ”جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح

الثانی (مرزا محمود) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔“

یادرہے کہ اس مرض کے بارے میں قدیم وجدید حکماء کی یہ تحقیق ہے کہ: ”مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں۔ جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً...... مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ خدا کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔“ (اکسیر اعظم ج۱ ص۱۸۸)

ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی بھی اس تحقیق کی تائید کرتے ہوئے اقرار کرتا ہے کہ: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیتی ہے۔“

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

قادیانی نبوت کا نام ”تذکرہ“ ہے

مطلق دعویٰ نبوت اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں۔ بلکہ بقول قادیانی امت ”کثرت مکالمہ مخاطبہ“ یا ”وحی نبوت“ سے مراد قرآن ہے اور ساری دنیا کو قرآن پڑھا کر آپ ﷺ کی نبوت منوائی جاتی ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی کتاب ”تذکرہ“ ہے۔ جو مرزا قادیانی کی نبوت ہے۔ اس کو دنیا کے سامنے کیوں پیش نہیں کیا جاتا۔ چھپا کر کیوں رکھا جاتا ہے۔ کیوں نہیں تذکرہ پڑھا کر مرزا قادیانی کی نبوت منوائی جاتی۔ یہ تو سراسر فریب اور شرمناک دھوکہ ہے کہ قرآن پڑھا کر مرزا قادیانی کی نبوت منوائی جائے۔ یہی قادیانیوں کا سب سے بڑا دجل ہے کہ اسلام وقرآن پیش کر کے قادیانیت اور ”تذکرہ“ منوایا جاتا ہے۔ ایک سو برس میں ”تذکرہ“ صرف ۴ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔ اسی بات سے اندازہ کیجئے کہ اس کو کتنی رازداری میں رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اسی شر سے محفوظ رکھے کہ قرآن کے بعد بھی کسی کتاب پر ایمان لانا پڑے۔

حسبنا کتاب اللہ!

قادیانیوں کا کلام مجید

اہل اسلام کا کلام مجید قرآن ہے اور قادیانی امت کا کلام مجید تذکرہ ہے۔ اس کے باوجود قادیانی عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم بھی قرآن کو ہی کلام مجید مانتے ہیں۔ کسی اور کتاب کو نہیں۔ یہ کہنے والے یا تو عمداً جھوٹ بولتے ہیں یا شاید انہیں اس کلام مجید کی کچھ خبر نہیں جو مرزا قادیانی پر ٹیچی ٹیچی کی طرف سے نازل ہوا ہے اور جس کے نہ ماننے والے کو وہ

ملعون کہتے ہیں۔ چنانچہ پریقین انداز میں کہا:

آنچہ من بشنویم زوحی خدا بخدا پاک دانمش از خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را برکلامیکہ بروشد القا
وآں یقین کلیم بر توراۃ وآں یقین ہائے سید السادات
بخدا کم نیم ازہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
بخدا ہست ایں کلام مجید ازدہان خدائے پاک و وحید

ان اشعار میں مرزا قادیانی نے کلام مجید اس وحی کو قرار دیا ہے جو ان پر نازل ہوئی اور جس کے بارے میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ ہر خطا وشبہ سے پاک ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ ملعون ہے۔ کیونکہ یہ کلام مجید (تذکرہ) خدائے پاک ووحید کے منہ سے نکلا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید کے بعد مرزا قادیانی نے چونکہ صاحب کتاب نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے ان کا شمار بھی ان تیس دجالوں میں ہوتا ہے جن کو وہم ہوگا کہ وہ امتی نبی بنائے گئے ہیں۔

خانہ ساز نبوت کا عبرتناک انجام

تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی حضرت خاتم النبیین ﷺ تک کوئی مدعی نبوت ایسا نہیں گزرا جس کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اس کے ماننے والوں میں یہ اختلاف پیدا ہوگیا ہو کہ ہم جس کو مانتے تھے آیا وہ نبی تھا یا ولی؟ اب تک قادیانیوں کے پانچ بڑے فرقے بن چکے ہیں۔ احمدی لاہوری، قادیانی، دیندار، حقیقت پسند اور تیماپوری۔ ان پانچوں فرقوں میں سے چار فرقے مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ صرف ایک فرقہ قادیانی مرزا غلام احمد کی نبوت ورسالت پر یقین کرتا ہے۔ مذہبی تاریخ میں اس عجوبہ کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اگر قرآنی آیات سے اجرائے نبوت ثابت تھی اور مرزا قادیانی نے ان آیات کو اپنی نبوت کی تائید میں پیش کیا تھا تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ قادیانی نبوت ایک معمہ بن جاتی۔ اس لئے دعویٰ نبوت خلل ہے دماغ کا۔

قادیانی درخت کے پھل

اسی طرح قرآن مجید کی جن آیات کو بنیاد بنا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت منوائی جاتی ہے۔ ٹھیک انہی دلائل کی بنیاد پر خود قادیانیوں میں سے بیسیوں افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ وہ قادیانی تھے جنہوں نے مرزا قادیانی پر ایمان لاکر خود کو مرزا قادیانی میں فنا کر دیا تھا۔ اتباع دین

قادیانیت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اور مرزا قادیانی کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں غالباً ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں تھا۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے اس نور سے کامل حصہ پایا۔ جو بقول ان کے انہیں آسمان سے عطاء ہوا تھا۔ غرض کہ وہ قادیانیت کے جیتے جاگتے نمونے تھے اور مرزا قادیانی کے فیوض وبرکات کے تازہ پھل۔ لیکن تعجب اور افسوس ہے کہ اجرائے نبوت کے ماننے والے قادیانیوں نے اپنی ہی امت میں پیدا ہونے والے نبیوں کو جھٹلا کر اجرائے نبوت کے باطل عقیدہ کو اپنے ہی ہاتھوں سے دفنا دیا۔ قادیانی امت میں پیدا ہونے والے نبیوں کے مشہور نام یہ ہیں:

۱..... مولوی یار محمد قادیانی۔
۲..... احمد نور کابلی قادیانی۔
۳..... عبداللطیف قادیانی۔
۴..... چراغ دین جمونی قادیانی۔
۵..... غلام محمد قادیانی۔
۶..... عبداللہ تیماپوری۔
۷..... صدیق دیندار چن بسویشور قادیانی۔

(دونوں موخرالذکر نے ملہم ومامور ہونے کا دعویٰ کیا تھا) ان مذکورہ ساتوں قادیانیوں کے علاوہ اور بھی کئی قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ظلی نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر خود قادیانیوں نے ہی ان کو جھٹلا دیا اور اس طرح انہوں نے اپنے ہی عقیدہ اجرائے نبوت کا انکار کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان کا مقصد امت محمدیہ کے خلاف سازش کے سوا کچھ نہیں۔

قادیانی نبی کی بوکھلاہٹ

مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی جب اہل اسلام حرکت میں آئے اور چاروں طرف سے لعنت لعنت کی آوازیں بلند ہوئیں اور اپنی مفعولی نبوت کا محل اجڑتے دیکھا تو گھبرا کر یہ اعلان بھی کر دیا جو دعویٰ نبوت سے زیادہ مضحکہ خیز تھا کہ: ”ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔“

(تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

مذہبی تاریخ کا یہ بھی ایک عجوبہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مجدد، مہدی اور نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور آدم، نوح، ابراہیم، یعقوب، اسحاق، عیسیٰ علیہم السلام بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ مگر ساتھ ہی اپنے نہ ماننے والے کو مومن ومسلمان بھی کہا۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کا نبی اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہنے کی بجائے مومن ومسلمان قرار دے؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اجرائے نبوت کی آیات سے آئندہ آنے والے نبیوں کا استدلال کرنا صرف حماقت وجہالت ہی نہیں بلکہ اسلام دشمنی ہے۔

ہزاروں میں ایک نبی

اجرائے نبوت کے سلسلہ میں پیش کی جانے والی مذکورہ آیات کی روشنی میں ۱۹۵۳ء میں جب پاکستان کی تحقیقاتی عدالت میں قادیانی پیشوا مرزا محمود سے سوال کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کتنے سچے نبی گزرے ہیں؟ تو جواب میں مرزا محمود نے کہا: ”میں کسی کو نہیں جانتا مگر اس اعتبار سے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مطابق آپ ﷺ کی امت تک میں آپ کی عظمت وشان کا انعکاس ہوتا ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں ہو چکے ہوں گے۔“

(عدالت کا بیان)

مرزا محمود کے اس جواب کے پیش نظر ہم قادیانیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں پیدا ہونے والے ہزاروں سچے نبیوں میں سے انہوں نے کتنوں کو مانا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایک کو بھی نہیں اور یہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کی کہ کس کس نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ ورنہ یہ نہ کہتے کہ: ”میں کسی کو نہیں جانتا۔“ جب قرآن کی رو سے اجرائے نبوت ثابت ہے اور یہ اقرار بھی ہے کہ ہزاروں انبیاء آ چکے ہیں تو قادیانیوں نے ان پر ایمان لانا کیوں ضروری نہیں سمجھا؟

اہل اسلام بھی مانتے ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد ہزاروں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر وہ سب جھوٹے تھے۔ گویا مسلمانوں اور قادیانیوں میں فرق یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد آنے والے ہزاروں نبیوں کو صادق اور سچے مانتے ہیں اور ہم ان ہزاروں کو کاذب اور دجال اور دوسرا فرق یہ ہے کہ ان ہزاروں میں سے قادیانیوں نے صرف ایک کو سچا مان لیا ہے اور مسلمان اس ایک کو بھی ان ہزاروں میں شمار کرتے ہیں۔

پاکستان کی تحقیقاتی عدالت میں جب مرزا محمود سے پوچھا گیا کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور دوسرے کئی دعوؤں پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟ تو صاف جواب دیا کہ مرزا قادیانی کے کسی دعویٰ پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مرزا محمود اور ان کی قادیانی امت بھی مرزا قادیانی کو دل سے جھوٹا ہی سمجھتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ سچے نبی ہوتے تو ان پر ایمان لانا یقیناً جزو ایمان ہوتا۔

سلسلہ سے امت تک

جن لوگوں نے قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے ان پر یہ امر مخفی نہیں کہ ان کی تحریرات کا ایک خاص انداز ہے۔ جب وہ مسلمانوں کے کسی عقیدے کے خلاف کچھ کہنے میں ایک قدم آگے بڑھتے ہیں تو ان کی مخالفت کا احساس کرتے ہوئے دو قدم پیچھے لوٹ جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو

یہ باور کرا سکیں کہ ان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو عامۃ المسلمین کا ہے۔ اپنے آئندہ کے دعووں کو ترقی دینے اور بڑھانے کی غرض سے کوئی متضاد سی بات کہہ دی جاتی ہے اور پھر مسلمانوں کے عقیدے کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ بچاؤ کا کام دے سکے۔ اسی لئے ایک منصوبہ کے تحت پہلے پیری مریدی کا ایک سلسلہ قائم کیا جیسے دوسرے سلسلے ہیں۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور سلسلہ عالیہ کمالیہ کے وزن پر اپنا ایک سلسلہ عالیہ احمدیہ قائم کیا۔ پھر یہ سلسلہ بڑھ کر جماعت اور جماعت سے بڑھ کر فرقہ بن گیا۔ مگر جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو یہی سلسلہ باقاعدہ ایک امت کی شکل اختیار کر گیا۔ کہنے کو تو ایک قادیانی اس کو اب بھی ایک سلسلہ اور جماعت اور فرقہ ہی کہتا ہے۔ مگر یہ سراسر دھوکہ اور دانستہ فریب ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کو سلسلہ اور فرقہ اس وقت کہا جب انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ دعویٰ نبوت کے بعد وہ جماعت وسلسلہ نہیں بلکہ امت بن چکے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں کبھی کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے کوئی سلسلہ یا فرقہ قائم کیا ہو۔ ہر نبی ایک امت بناتا ہے۔ ”لکل امة رسول“ ہر امت کا ایک رسول ہوتا ہے اور ہر نبی کی ایک امت۔ قادیانی اپنے لئے امت کا لفظ اس لئے استعمال نہیں کرتے کہ اس سے کہیں ان کے تبلیغ ارتداد پر کوئی برا اور مخالف اثر نہ پڑے اور مسلمان عوام ان کے دام فریب میں بآسانی پھنس سکیں اور یہ سمجھتے رہیں کہ ایک نئے نبی کو مان کر بھی امت محمدیہ کے اندر شامل ہیں۔ یہ مرزا قادیانی کے انداز تحریر ہی کا کمال ہے کہ رفتہ رفتہ بھولے بھالے مسلمان عوام کو سلسلہ میں شامل کر کے قادیانی امت میں ڈھال دیا جاتا ہے۔ مگر امت محمدیہ اور قادیانی امت کے درمیان جو خطرناک تضاد و فرق ہے اس کا شعور عام قادیانی میں پیدا ہونے نہیں دیا جاتا۔

محدثیت سے نبوت تک

ابتداءً مرزا قادیانی نے اپنی تحریرات میں خود کو محدث کے رنگ میں پیش کیا ہے اور پھر یہ دعویٰ بڑھتے بڑھتے مہدویت کا روپ اختیار کر گیا۔ کہیں مجددیت کا دعویٰ پیش کیا اور پھر یہ مجددیت نبوت سے قریب تر بنی۔ پھر یہ جزوی نبوت ٹھہری اور پھر سالم نبوت ورسالت قرار دی گئی۔ پہلے نزول قرآن کے بعد وحی کو ناممکن بتلایا۔ مگر رفتہ رفتہ وحی ولایت کا دروازہ کھولا اور وحی ولایت سے گزر کر وحی نبوت کے مدعی بن بیٹھے اور بعد میں وحی نبوت کا مجموعہ شائع کیا جسے تذکرہ کا نام دیا گیا اور جسے عرف عام میں قادیانیوں کا قرآن کہا جانے لگا۔ ابتداء میں اپنی مسیحیت ومہدویت بلکہ نبوت کی راہ ہموار کرنے کے لئے بڑ ہانک دی کہ قیامت تک ہوسکتا ہے کہ ہزاروں مہدی ومسیح پیدا ہوں اور وہ مسیح ابن مریم بھی آسمان سے نازل ہو۔ جس پر حدیث کی ظاہری

علامات چسپاں ہوں۔ مگر میں ان ہزاروں میں صرف اس ایک صدی کے لئے مہدی و مسیح ہوں۔ لیکن رفتہ رفتہ اپنی تحریرات کے کمال سے اپنے ماننے والوں کے ذہن میں یہ بات بٹھادی کہ اب قیامت تک کوئی مہدی و مسیح نہیں آئے گا۔ غرض کہ ان کی تحریرات کے اس تضاد اور گرگٹ صفت انداز تحریر کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا تھا کہ ایک طرف اہل اسلام کی مخالفت کا جوش ٹھنڈا ہوتا رہے اور دوسری طرف اپنے زیر اثر لوگوں کو آہستہ آہستہ ہر قسم کے دعویٰ حتیٰ کہ مرزا قادیانی کو تشریعی نبی ماننے پر بھی آمادہ کیا جاسکے۔ اس ترکیب سے انہوں نے اپنے ہزاروں مریدوں پر گویا ایک لحاظ سے سحر کردیا اور اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب بھی ہوگئے تھے۔ مگر اب علماء اسلام کی کامیاب مساعی کے نتیجہ میں ان کا یہ سحر ٹوٹ چکا ہے۔

قادیانی رسول کی گندہ زبانی

خدا کا نبی معصوم ہوتا ہے۔ اس کی زبان پاک ہوتی ہے۔ گندہ زبانی سے اس کو طبعاً نفرت ہوتی ہے۔ وہ کبھی پست خیالی پر مبنی عامیانہ اور بازاری انداز تخاطب کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ اس کے برعکس قادیانی رسول کی زبان انسانی تہذیب و شرافت کی تمام حدود کو پھلانگ کر اپنے نہ ماننے والوں کو جس انداز میں مطعون کرتی ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ پر جبین انسانیت عرق آلود اور چشم غیرت اشکبار اور شرم و حیا نوحہ کناں ہوتی ہے۔ یہی وہ زبان ہے جس سے قارئین مرزا قادیانی کے ''اخلاق عالیہ'' کا بآسانی اندازہ کرسکتے ہیں۔ چنانچہ مسلمان علماء کرام پر زبان درازی کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو پلایا۔'' (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱ حاشیہ)

''اے مردار خور مولویو! اے گندی روحو، اے اندھیرے کے کیڑو۔ یہ مولوی جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح مردار کا گوشت کھاتے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵ حاشیہ)

''اے بے ایمانو، عیسائیو، دجال کے ہمراہیو، اسلام کے دشمنو، تمہاری ایسی تیسی۔''

(اشتہار انعامی تین ہزار ص۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹ حاشیہ ملخص)

مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''سعد اللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے..... خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگادی ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳، ۱۴، خزائن ج۲۲ ص۴۴۴، ۴۴۵)

''اگر تو نرمی کرے گا تو میں بھی نرمی کروں گا۔ اگر تو گالی دے گا تو میں بھی گالی دوں گا۔

غول لعیم، فاسق، شیطان، ملعون، نطفہ، سفہا، خبیث، مفسد، مزور، منحوس، کنجری کا بیٹا۔"

(انجام آتھم ص۲۸۱، خزائن ج۱۱ ص۲۸۱)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑوی کو ان الفاظ میں گالیاں دیتے ہیں: "کذاب، خبیث، مزور، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔" (اعجاز احمدی ص۷۵، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)

حضرت مولانا عبدالحق غزنویؒ کو یوں گالیاں دی جاتی ہیں: "اے کسی جنگل کے وحشی..... تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ اے بدذات خبیث، دشمن اللہ اور رسول کے تو نے یہ بیہودہ تحریف کی۔ مگر تیرا جھوٹ اے نابکار کھلا گیا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)

"اے بدذات یہودی صفت، پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔"

رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ ان پر خدا کی لعنت کے دس لاکھ جوتے۔ اے پلید دجال، تعصب نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ عبدالحق کو پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا..... کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا۔ کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۱۱ تا ۳۴۲ ملخص)

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحبؒ امرتسری کو جو گالیاں دیں اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ اپنی کتاب "اعجاز احمدی" میں دس بار لعنت لعنت لکھ کر اخیر پر لکھا: "اے عورتوں کی عار ثناء اللہ۔ اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل۔" (اعجاز احمدی ص۸۱ تا ۸۳، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳ تا ۱۹۶)

مرزا غلام احمد قادیانی نے تقریباً ایسی ہی گالیاں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بھی دی ہیں۔ بطور مثال اپنی کتاب "آریہ دھرم" میں ہندوؤں کو جن الفاظ میں گالیاں دی ہیں اس کا ایک نمونہ یہ ہے: "چپکے چپکے حرام کروانا آریوں کا اصول بھاری ہے۔ نام اولاد کے حصول کا ہے۔ ساری شہوت کی بے قراری ہے۔ بیٹا بیٹا پکارتی ہے۔ غلط یار کی اس کو آہ وزاری ہے۔ دس سے کروا چکی زنا۔ لیکن پاک دامن ابھی بے چاری ہے۔ زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں۔ جس کو دیکھو وہی شکاری ہے۔" (آریہ دھرم ص ی، خزائن ج۱۰ ص۷۵، ۷۶)

یہ تو اپنے نہ ماننے والے عام لوگوں کو دی گئیں۔ مرزا قادیانی کی گندی گالیاں تھیں۔ مگر ہر مذہب کے پاک و برگزیدہ انبیاء کو مرزا قادیانی نے جو گالیاں دی ہیں وہ اس حد تک شرمناک ہیں کہ میں ان کو یہاں درج کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنا نہیں چاہتا۔ یہ مضمون خود ایک مستقل کتاب بن سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے امام الزمان اور نبی آخرالزمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا ایسا شخص جو اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو امام ضامن اور رسول ہوسکتا ہے؟ اس بات کا فیصلہ خود مرزا قادیانی کی زبانی سنئے۔ اپنی کتاب ”ضرورت الامام“ میں لکھتے ہیں: ”یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درست بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام الزمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ سے جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں اور کسی طرح امام الزمان نہیں ہوسکتا۔ (چہ جائیکہ نبی ورسول ہو)“ (ضرورت الامام ص۸، خزائن ج۱۳ ص۴۷۸)

جنت کا لالچ

عامۃ المسلمین کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کے لئے قادیانی یہ کہتے پھرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو ماننے بغیر اب کوئی شخص ناجی اور جنتی نہیں بن سکتا۔ جنت میں جانا چاہتے ہو تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر ہزاروں روپے کا چندہ عمر بھر دیتے رہو اور قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہو جاؤ تو یقیناً جنتی بن جاؤ گے۔ اب مرزا قادیانی کی بعثت کے بعد جنت میں جانے کا یہی ایک حتمی اور یقینی راستہ کھلا ہوا ہے۔ باقی سارے راستے جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اسی لالچ میں کئی لوگوں نے اپنی زندگیاں تباہ کر ڈالیں۔

حالانکہ خود مرزا قادیانی کی اپنی وحی کے پیش نظر خود ان کا جنت میں داخل ہونا محال ہے۔ مثلاً مرزا قادیانی کی ایک مشہور وحی ہے: ”یاآدم اسکن انت وزوجك الجنة ویامریم اسکن انت وزوجك الجنة ویااحمد اسکن انت وزوجك الجنة“

(براہین احمدیہ ص۴۹۶، خزائن ج۱ ص۵۹۰)

مرزا قادیانی کی یہی وحی ”تذکرہ“ (جو قادیانیوں کا قرآن کہلاتا ہے) میں بھی درج ہے۔ اس کی تشریح خود مرزا قادیانی نے یہ کی ہے کہ اس وحی کی رو سے میری تین بیویاں ہوں گی اور تینوں بیویوں کے وقت میرے تین نام ہوں گے۔ پہلی بیوی حرمت بی بی کے وقت میرا نام آدم رکھا گیا ہے۔ دوسری بیوی نصرت جہاں کے وقت میرا نام مریم رکھا گیا ہے۔ (اب یہ قادیانی وحی کا

کرشمہ ہے کہ مریم کو مرد اور نصرت جہاں کو مریم کی بیوی بنادیا) اور تیسری بیوی (محمدی بیگم) کے وقت میرا نام احمد رکھا جائے گا اور میں آدم، مریم اور احمد بن کر تینوں بیویوں کے ساتھ جنت میں جاؤں گا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

اب میں یہ فیصلہ خود قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ مرزا قادیانی اپنی اس وحی کی بنیاد پر جنت میں کس طرح جاسکتے ہیں۔ جب کہ پہلی بیوی حرمت بی بی کو مرزا قادیانی نے اس بناء پر طلاق دے دی تھی کہ اس نے ان کی نبوت اور وحی کو محض فریب قرار دیا تھا اور تیسری بیوی (جس کا نکاح آسمان پر ہوچکا تھا اور زمین پر باوجود خواہش اور کوشش کے مرزا قادیانی سے نہ ہوسکا۔ بلکہ ایک اور شخص سلطان محمد سے ہوا) جس کا نام محمدی بیگم تھا وہ تو مرزا قادیانی کی بیوی ہی نہ بن سکی تو اس کے ساتھ مرزا قادیانی جنت میں کس طرح جاسکتے ہیں۔ البتہ دوسری بیوی نصرت جہاں کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا امکان ہوسکتا ہے۔ مگر غلام احمد بن کر نہیں بلکہ مریم بن کر اور نصرت جہاں غالباً جنت میں ان کی خاوند ہوگی۔ شاید مرزا قادیانی اس تبدیلی جنس پر راضی نہ ہوں۔ اس لئے یہ صورت بھی ممکن نہیں ہے۔ بہرحال کسی بھی بیوی کے ساتھ اور کسی بھی نام کے ساتھ مرزا قادیانی جنت میں داخل نہیں ہوسکتے اور خود کا پتہ نہیں کیا انجام ہو حیرت ہے کہ ساری دنیا کو جنت کی پیشکش کررہے ہیں۔

خطرناک دشمن و بدخواہ

جیسا کہ پہلے گزر چکا مرزا غلام احمد بھی بار بار یہ کہتے رہے کہ میں مسلمانوں کا خیرخواہ ہوں اور میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوجاتا اور عام قادیانی بھی یہ کہہ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے دوست ہیں اور یہ کہ پھر سے انہیں باعزت وغالب بنانے کے لئے ہی مرزا قادیانی کو آسمان سے نبی بنایا گیا ہے اور اوپر سے ہدایت ملتی ہے کہ قادیانی بار بار یہ کہہ کر مسلمانوں کو یقین دلائیں کہ ہمیں محبت سب سے ہے نفرت کسی سے نہیں۔

مگر دوسری طرف اندر ہی اندر قادیانی پیشواؤں نے اپنے ماننے والوں میں مسلمانوں سے بے حد نفرت پیدا کردی اور یہ عقیدہ ان کے دل میں راسخ کردیا کہ مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والا ایسا ہی غیرمسلم ہے جیسے یہودی اور عیسائی اور یہ کہ نہ ماننے والا اس قدر قابل نفرت ہے کہ نہ اس کے ساتھ شادی میں شریک ہوا جاسکتا ہے نہ غمی میں اور نہ عبادات میں نہ مذہبی رسوم میں۔ حتیٰ کہ سلام کلام بھی منافقانہ بن جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روئے زمین پر مسلمانوں کے سب سے زیادہ خطرناک دشمن و بدخواہ یہی قادیانی ہیں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی عمر بھر مسلمان علماء و عوام کو جی بھر کے گالیاں دیتے رہے اور انگریزوں کی اور ان کی عیسائی حکومت کی دل و جان سے حمد و ثناء بیان کرتے رہے۔ حتیٰ کہ عیسائی حکومت کی تائید و وفاداری اور مکمل غلامی کی تبلیغ پر اس قدر کتابیں شائع کروائیں جو بقول ان کے پچاس الماریوں میں سما سکتی ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی خیر خواہی اور دوستی کی باتیں صرف دھوکہ ہیں۔ قادیانی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ عیسائی حکومت کی درازی عمر کے لئے رات دن کوشاں رہے۔ ان کی کامیابی اور مسلمانوں کی تباہی کے آرزومند رہے۔ اقطاع عالم پر عیسائی حکومت کے غلبہ و فتح کے لئے دعا گو رہے۔ عیسائیوں کی فتح کو اپنی فتح، ان کی کامیابی کو اپنی کامیابی، ان کی حکومت کو اپنی حکومت اور انگریزوں کو اپنی تلوار قرار دینے میں فخر محسوس کرتے رہے۔ یہ کوئی الزام نہیں ہے، بے شمار شواہد موجود ہیں۔ مگر اس جگہ ایک ایسا حوالہ درج کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں جس میں یہ ساری باتیں واضح صورت میں جمع ہوگئی ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں جب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کر لیا اور لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا اور عراقی عوام کو اپنا غلام بنایا تو قادیان میں چراغاں کئے گئے خوشی کے شادیانے بجائے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔ اس موقع پر قادیانی گرو مرزا محمود نے نعروں کی گونج میں تقریر کرتے ہوئے یوں نمک پاشی کی۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان (مسلمان) علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام۔ ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں (؟) مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانے میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا۔ دراصل اس کے محرک خداتعالیٰ کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تا کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۷/دسمبر ۱۹۱۸ء، ج ۶ نمبر ۴۲)

اس اقتباس کو بار بار پڑھئے اور پھر پڑھئے۔ یہ اور ایسے بے شمار اقتباسات سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ روئے زمین پر قادیانیوں سے بڑھ کر مسلمانوں کے دشمن و بدخواہ کوئی نہیں۔ ان کا بس چلے تو ساری مسلم حکومتیں انگریز آقاؤں کے حوالے کر دیں اور رات دن فرشتوں کو پکڑ پکڑ کر عیسائی فوج میں بھرتی کروائیں اور اپنی تلوار کی چمک سے ساری مسلم دنیا کو تہس نہس کر کے رکھ

دیں۔ اس لئے عامۃ المسلمین کو ان مار آستینوں سے ہوشیار و چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

مرزا قادیانی کے حسب نسب، دعاوی اور امراض میں مناسبت

مرزا غلام احمد قادیانی کو جتنی بیماریاں لاحق تھیں۔ اتنے ہی دعوے کر دیئے اور جتنے دعوے کئے اتنے ہی نسب نامے بھی پیش کر دیئے۔ مثلاً سیرۃ المہدی (قادیانی حدیث کی کتاب حصہ اوّل ص ۱۳) پر مرزا بشیر احمد (مرزا قادیانی کا دوسرا لڑکا) اپنی ماں نصرت جہاں سے روایت بیان کرتا ہے: ”حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔“

ہسٹیریا کے دوروں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہوا۔ جس کی وجہ سے کبھی نماز میں امامت نہیں کی۔ ہمیشہ اپنے مریدوں کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی اپنی ایک نماز کا ذکر یوں کرتے ہیں: ”میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔“ اس کے بعد ان کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔

اس عبرتناک مرض کے علاوہ مرزا قادیانی کو اکثر خون کی قے ہوتی رہتی۔ مرزا قادیانی کو مراق کا خطرناک مرض موروثی تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماموں مرزا جمعیت بیگ بھی مراقی تھے۔ ان کے ایک لڑکے مرزا علی شیر اور ایک لڑکی حرمت بی بی جو آگے چل کر مرزا قادیانی کی بیوی بنی، پاگل تھے۔ بہرحال مراق کا یہ مرض موروثی تھا اور اب بھی اس کا سلسلہ جاری ہے۔

مرزا قادیانی کو دق اور سل کا مرض بھی تھا۔ اس مرض کا سلسلہ ان کے والد مرزا غلام مرتضیٰ کی زندگی سے ہی چلا آتا تھا۔ اس مرض کے علاوہ ذیابیطس بھی جوانی کے زمانہ سے لاحق تھی۔ کثرت و سلسل بول کا مرض بھی جوانی سے تھا۔ روزانہ کم از کم تیس چالیس مرتبہ پیشاب آتا۔ لیکن زندگی کا بیشتر حصہ ایسا گزرا ہے۔ جس میں روزانہ سو سو مرتبہ رات کو یا دن کو پیشاب آیا کرتا تھا۔ اسی سے اندازہ کیجئے کہ روزانہ کتنے گھنٹے پیشاب خانے میں صرف ہوتے تھے۔ اس کثرت بول سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب ان کے شامل حال رہتے۔ حافظہ انتہائی کمزور تھا۔ حتیٰ کہ اپنا عصا بھی نہیں پہچان سکتے تھے۔ ایک ہی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھتے اور مٹی کے ڈھیلے بھی۔ کبھی طہارت گڑ کے ڈھیلے سے کرتے اور مٹی کے ڈھیلے منہ میں ڈال لیتے ہوں تو مراق کے باعث کیا تعجب؟ جب دستر خوان پر بیٹھے تو روٹی توڑ توڑ کر دستر خوان پر ڈال دیتے اور کبھی خیال آتا کہ میں دستر خوان پر بیٹھا ہوں تو ایک آدھ ٹکڑا منہ میں ڈال لیتے اور دستر خوان سے اٹھ جاتے۔

یہ جس قدر عوارض ہیں۔ اتنے ہی ان کے دعاوی ہیں۔ کبھی خود کو محدث سمجھتے کبھی مجدد، کہیں خود کو مہدی ظاہر کرتے اور کبھی مثیل مسیح، کبھی عیسیٰ بن مریم کا دعویٰ کرتے اور کبھی محمد عربی ﷺ خود کو بتاتے۔ کبھی تمام انبیاء ورسل سے اعلیٰ وافضل سمجھتے اور کبھی انسانوں کی جائے نفرت وجائے عار ہونے کا دعویٰ کرتے۔

ان متضاد ومتخالف دعاوی کے ساتھ ساتھ متضاد حسب نسب اور نسل سے اپنا تعلق جوڑتے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے مدت العمر خود کو مغل ہی بتلایا۔ لیکن جیسا ہی دعویٰ تبدیل ہوا نسب بدل کر چینی الاصل ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پھر ایک دوسرا دعویٰ کر دیا تو خود کو آدھا یہودی اور آدھا اسماعیلی بتلایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دعویٰ تبدیل کر دیا تو ایرانی ہونے کا اعلان کر دیا۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ میرے ایرانی (فارسی الاصل) ہونے کا میرے پاس کوئی ثبوت اور خاندانی ریکارڈ تو نہیں مگر مجھے وحی کے ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ اس لئے میں مغل نہیں ہوں۔ پھر جب بعض احادیث ان کے دعاوی کے خلاف دکھائی دیں تو خود کو سید ظاہر کر دیا اور جب بابا نانک اور رودر گوپال ہونے کا دعویٰ کر دیا تو اپنے جاٹ (سکھوں کی ایک نسل) ہونے کا اعلان کرنا ضروری سمجھا۔

اس سے قارئین بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ شخص تضادات کا مجموعہ اور عوارض کا مارا ہوا ایک مجہول النسب شخص تھا۔ جس کو انگریزوں نے اپنے مفادات اور اغراض کی تکمیل کے لئے استعمال کیا تھا اور آج بھی کر رہے ہیں۔

دجال اور یاجوج ماجوج کے احسانات کا اعتراف ودعا

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ ابن مریم اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا تو علماء اسلام اور عامۃ المسلمین نے شدید مخالفت کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ دجال اور یاجوج ماجوج کی نشاندہی کریں۔ جن کے زمانہ میں عیسیٰ ابن مریم اور امام مہدی کو ظاہر ہونا تھا تو اپنے دعویٰ کے شدید ردعمل اور مخالفت سے گھبرا کر مغربی اقوام اور روس کی حکومتوں کو ہی دجال اور یاجوج ماجوج قرار دیا اور کہا کہ مذہبی اعتبار سے یہ قومیں دجال ہیں اور سیاسی اعتبار سے یاجوج ماجوج، مگر مرزا قادیانی کی اس چالاکی نے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص ہمیں دھوکہ دے رہا ہے۔ اس لئے کہ ایک طرف انگریزوں کو دجال اور یاجوج بھی کہہ رہا ہے اور دوسری طرف اسی دجال اور یاجوج کا وفادار اور شکر گزار بن کر ان کے اقبال وعروج اور ان کی فتوحات وغلبہ کے لئے دعا کی تلقین بھی کر رہا ہے۔ نہ صرف تلقین بلکہ ان کی شکر گزاری اور وفاداری کو فرض قرار دے رہا ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباسات مرزا کے اس دجل کا ملمع اتارنے کے لئے کافی ہیں۔

وہ لکھتے ہیں: ”ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سن لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔ (جس کا مرزا قادیانی کو دکھ ہے) لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی… یہ دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہماری سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے (یعنی دجال سے) کینہ رکھے۔ اگر ہم اس کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں۔ وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے۔ ہرگز نہیں پا سکتے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۰۹، ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

اسی لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں میں دجال کی تائید و حمایت کا جذبہ پیدا کرنے کی غرض سے لکھا: ”براہین احمدیہ کے ص ۲۴۱ میں ایک پیش گوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے کہ: ”ماکان اللّٰہ لیعذبہم وانت فیہم اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ“ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس (دجالی) گورنمنٹ کو کچھ تکلیف پہنچائے۔ کیونکہ تو ان کی عملداری میں رہتا ہے۔ جدھر تیرا منہ خدا کا بھی اسی طرف منہ ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پرامن سلطنت اور ظل حمایت میں دل خوش ہے اور اس (دجال) کے لئے میں دعا میں مشغول ہوں۔ کیونکہ میں اپنے اس کام و نہ کہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس (دجال) گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات سب تیرے سبب ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے۔ غرض میں اس (دجالی) گورنمنٹ کے لئے بطور ایک حرز سلطنت (تعویذ) کے ہوں۔“

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۷۳، ۳۷۴ حاشیہ)

مرزا غلام احمد قادیانی نے روس اور امریکہ کو بھی دجال اور یاجوج ماجوج قرار دیا ہے اور قارئین جانتے ہیں کہ امریکہ اور روس کی طرف سے جگائے جانے والے فتنوں نے اب تک مسلمانوں کو کس حد تک تباہ کیا ہے اور اب بھی مختلف اسلامی ملکوں میں ان کی شرارتوں کا سلسلہ

جاری ہے۔ ان کو ذہن میں رکھ کر قادیانی امت کی ترجمانی کرنے والے مرزا محمود کی اس طبعی و مذہبی خواہش کا کیا نام رکھا جا سکتا ہے؟ اس کو میں قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

”جو گورنمنٹ (اسلام دشمن دجالی حکومت) ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر (سپاہی) ہو کر جنگ یورپ میں چلا جاتا۔“ (انوار خلافت ص ۹۶)

قادیانیوں کو یہ وفاداری مبارک۔ ہم تو بھی یقین کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے دجال اور یاجوج ماجوج کے لیے تعویذ کا کام کیا تھا تو آج ہر قادیانی اس کا وفادار سپاہی بن کر اسلام دشمنی کا پورا حق ادا کر رہا ہے۔

ہٹلر اور مسولینی بننے کی شدید آرزو

روایتی بھلا بھگت کی طرح قادیانی بظاہر بڑے نرم خو اور شیریں گفتار نظر آتے ہیں اور ان سے بات کرنے والا اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا کی اصلاح کی فکر میں گھلے جا رہے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ لوگوں کی اصلاح نرمی اخلاق اور دعا سے کی جائے۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ اس لیے نرم نظر آتے اور جا بجا اپنی مظلومیت کی دہائی دیتے پھر رہے ہیں کہ ان کو حکومت و غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ لیکن اگر تیسرے کو ناخن مل جائیں اور قادیانیوں کو خدانخواستہ کسی ملک میں حکومت حاصل ہو جائے تو اس ملک و عوام کا اور دیگر اہل مذاہب کا کیا نقشہ ہوگا۔ اس ایک اقتباس سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

”حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سننے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو اسے عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۳ جون ۱۹۳۴ء، ج ۲۲، نمبر ۱۴۶)

حکومت حاصل نہ ہونے کے باوجود عام قادیانیوں کو اپنے ہٹلر اور مسولینی صفت آقاؤں اور بزرگان کے طریق اصلاح اور ان کی کرم فرمائیوں کا کافی تجربہ ہے۔ ہر قادیانی اپنے بزرگان کی حرکتوں پر گواہ ہے۔ خدا کرے کہ قادیانیوں کی آنکھیں کھلیں اور حقائق کو سمجھنے کی توفیق ملے۔

سؤروں والا حملہ

میں جانتا ہوں کہ میری اس کتاب کا جواب دینے کی قادیانی پنڈت ہر ممکن کوشش کریں گے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ اس لئے کہ جو دلائل انہیں رٹائے گئے ہیں مجھے بھی رٹائے گئے تھے۔ اس کے باوجود میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ قادیانی پنڈت چونکہ غریب قادیانیوں کے چندوں پر پرورش پا رہے ہیں اور مرزا قادیانی کے پالتو اور تربیت یافتہ ہیں۔ اس لئے وہ ضرور حق نمک ادا کرنے میں جوش دکھائیں گے اور اس جوش میں خود وہ کیا بنیں گے اپنے آقا و مربی مرزا محمود کی زبانی سنئے: ”میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو۔ انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی...... میں نے جس سے بھی سوال کیا معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کرو گے تو یہ جواب دیا کہ جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔ یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ ہی وسعت خیالی ہے۔ جس طرح ہوگا تو سؤر کہا کرتا ہے۔ اگر سؤر کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا تو وہ یہی کہتا کہ جس طرح ہوگا کروں گا۔ پس سؤر کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے۔ آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو وہ نیزے پر حملہ کر دے گا، بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا آئے گا۔ پس یہ تو سؤروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے اور عواقب کا کوئی خیال نہ کیا۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۳۵ء، ج ۲۲، نمبر ۸۹)

اس انتباہ کے باوجود قادیانی پنڈت ضرور سؤروں والا حملہ کریں گے اور پھر قطعاً اس امر کی پرواہ نہیں کریں گے کہ وہ نیزہ و بندوق پر حملہ کر رہے ہیں یا شکاری پر۔ حیرت ہے کہ جس مسیح کا کام دنیا میں آ کر خنزیروں کو قتل کرنا بتایا گیا تھا۔ اسی مسیح موعود کے صحن میں سؤروں کی پرورش ہو رہی ہے۔ اس سے آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ان سؤروں کی پرورش کرنے والا مسیح ابن مریم ہو سکتا ہے یا مسیح الدجال؟ انشاء اللہ وہ وقت ضرور آئے گا جب سارے سؤر قتل کر دیئے جائیں گے۔ حدیث نبوی ”یقتل الخنزیر“ کبھی باطل نہیں ہو سکتی۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانیوں کا کلمہ
اور
حکومت پاکستان کا
آرڈیننس

جناب مولانا محمد ولی الدین فاضل رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیوں کا کلمہ اور حکومت پاکستان کا آرڈیننس

(میں نسلاً عرب ہوں۔ میرے پردادا شیخ سالم بن عبداللہ عرب سے آ کر حیدرآباد کی آصفجاہی فوج میں بھرتی ہوئے۔ ان کے کسی کارنامے سے خوش ہو کر حکومت نے کچھ جاگیر انعام میں دی تھی۔ جس کی وجہ سے مستقلاً وہ ہندوستان میں آباد ہو گئے۔ علم دین کے حصول اور خدمت دین کا جذبہ وراثت میں ملا۔ میرے والد مولوی محمد بشیر الدین صاحب نے بدقسمتی سے ۱۹۵۵ء میں قادیانیت قبول کر لی۔ جب کہ میری عمر پندرہ سال تھی۔ ہم پانچ بھائی تھے جو قادیانیت کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے قادیان (صوبہ پنجاب) بھجوائے گئے۔ میں نے چھ سال تک قادیانیت کی مخصوص تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کیا۔ ۱۹۶۴ء تک قادیانیت کے پرچار پر مامور ہوا۔ اس اثناء میں امت محمدیہ سے کٹ جانے کا شدید احساس ہوا اور بعض نظریاتی اختلافات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ میرے ذہن میں بیسیوں سوالات ابھرتے رہے۔ مگر بالجبر ان کو دبایا جاتا رہا۔ طویل جد و جہد کے باوجود افسوس ہے کہ قادیانیوں کی اصلاح نہ ہو سکی۔ بالآخر مجھے اس مذہب سے کنارہ کشی اختیار کرنے اور دوبارہ اسلام کی آغوش میں آنے کی توفیق ملی۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ قادیانیت میں گزارا۔ اب میرا اس مذہب سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ قادیانیت کے سلسلے میں جو اختلافی نظریات اور سوالات میرے ذہن میں ابھرتے تھے زیر نظر مضمون ان ہی کی ایک کڑی ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے قادیانی بھائیوں کو راہ حق کی طرف لوٹنے کی توفیق ملے)

جب سے پاکستان میں قادیانیوں کو حکومتی سطح پر غیر مسلم اور خارج از امت محمدیہ قرار دیا گیا ہے۔ قادیانی امت میں کہرام مچ گیا اور ہر کس و ناکس کے آگے چیخ و پکار اور واویلا کیا جا رہا ہے۔ دیکھو جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے قادیانیوں کو بلاوجہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے غیر مسلم قرار دیا

ہے اور پھر اپنی مظلومیت کی دہائی دیتے ہوئے اقوام عالم کے تمام دروازے کھٹکھٹائے اور اپنے سیاسی آقاؤں سے فریاد کی کہ وہ حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالیں کہ وہ ہمیں مسلمان سمجھے اور اسلامی حقوق عطا کرے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کی اب تک کی ساری تگ و دو بے سود اور تمام مساعی رائیگاں چلی گئیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ان کا یہ سارا شور و غل لاحاصل ہے۔ اس لئے کہ حکومت پاکستان کا یہ فیصلہ دراصل قادیانیوں کے اپنے موقف وفتاویٰ کا طبعی ردعمل ہے۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ جب قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا اور انہیں نبی منوانے کے لئے روپے کو پانی کی طرح بہایا، ہزاروں کتابیں اور رسالے شائع کئے۔ مباحثے اور مناظرے کئے اور جوش خطابت میں اشتعال انگیز فتوے جاری کئے۔ اکابرین اسلام کو برا بھلا کہا۔ ان کے عقائد و اعمال کا مذاق اڑایا اور قادیانی امت کے ایک ایک فرد پر یہ فرض عائد ہوا کہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم اور خارج از اسلام سمجھے تو ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ان اشتعال انگیزیوں کا مسلمانوں کی طرف سے کیا جواب دیا جا سکتا تھا۔ بطور مثال قادیانیوں کے چند فتوے درج ذیل ہیں:

۱..... ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص ۳۵)

۲..... ”جیسے ایک غیر احمدی (مسلمان) کا فرض ہے کہ مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے ایسے ہی ایک احمدی (قادیانی) کا فرض ہے کہ جو مسیح موعود کی بیعت میں نہیں اسے مسلمان نہ سمجھے۔“ (الفاروق مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء)

۳..... ”ہمارا (قادیانیوں کا) فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔“ (انوار خلافت ص ۹۰)

۴..... ”ہر وہ شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ

السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا، یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمتہ الفصل ص ۱۱۰)

ان فتوؤں کے جواب میں قادیانیوں کو بار بار سمجھایا گیا کہ ایسے اشتعال انگیز فتوے جاری نہ کریں اور مسلمانوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح غیر مسلم نہ قرار دیں۔ کیونکہ مسلمان کلمہ گو ہیں، اہل قبلہ ہیں، سیرت رسول پر کما حقہ، عامل اور ارکان اسلام کے پابند ہیں۔ محض مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ کیونکر غیر مسلم ہو سکتے ہیں؟ اور بار بار اپیل کی گئی کہ ان فتوؤں کا شدید ردعمل آپ لوگوں کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ مگر یہ ساری اپیلیں اور مسلم اکابرین کی ساری کوششیں بے سود و بے نتیجہ ثابت ہوئیں اور مسلسل ایک صدی کی اشتعال انگیزیوں اور ہٹ دھرمیوں کا طبعی و لازمی ردعمل وہی رونما ہوا جس کا اندیشہ تھا۔

حکومت پاکستان کے جاری کردہ آرڈیننس کو ظلم قرار دینے والے قادیانیوں کا یہ مطالبہ سراسر احمقانہ ہے کہ وہ تو دنیا بھر کے کلمہ گو مسلمانوں کو غیر مسلم کہیں اور پھر ان سے یہ مطالبہ بھی کریں کہ وہ انہیں مسلمان تسلیم کرلیں۔ قادیانیوں کی یہ ہٹ دھرمی ناقابل فہم ہے کہ وہ تو اہل اسلام کو دائرہ اسلام سے خارج کریں اور پھر ان سے خود کو مسلمان منوالیں۔ چنانچہ قادیانیوں کی اسی منطق نے ملک میں فسادات کی آگ بھڑکائی، لاکھوں کی املاک ضائع ہوئیں اور ہر طرف نفرت و تشدد کے شعلے بلند ہوئے۔ بالآخر حکومت پاکستان نے اس کا حل یہی ڈھونڈا کہ خود قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اس آرڈیننس کے بعد عوام اور خصوصاً اہل اسلام نے امن و چین کا سانس لیا اور اس طرح یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے دبا دیا گیا۔ مستقبل قریب میں اب اس کے دوبارہ سر اٹھانے کے سارے امکانات ختم ہو چکے ہیں۔

حکومت پاکستان کے اس آرڈیننس کے بعد قادیانی حضرات اپنے مسلمان ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ دیتے پھر رہے ہیں کہ ہم بھی مسلمانوں کی طرح کلمہ طیبہ "لا الـٰـہ الا اللہ

محمد رسول الله" پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہم غیر مسلم نہیں ہو سکتے۔ بعض سادہ لوح مسلمان قادیانیوں کی اس دلیل سے متاثر ہو کر ہمدردی کے جذبات ظاہر بھی کر دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کا یہ کلمہ پڑھنا اور اس کا دہرانا سراسر دھوکہ ہے اور یہ صرف دکھانے کے دانت ہیں۔ "کلمة حق ارید بها الباطل"

اس کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی اصطلاح میں اسلام اور کفر میں حد فاصل صرف آنحضرت ﷺ پر ایمان ہے اور تا قیامت اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے کہ اقوام و مذاہب کے امتیازات اور ملتوں اور امتوں کے تمام اختلافات کو مٹا کر ساری دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرے۔ چنانچہ اسی مقصد کے تحت اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین کا اعلیٰ ترین منصب عطاء فرمایا ہے۔ لہٰذا اب قیامت تک جو شخص بھی خاتم النبیین ﷺ کے جھنڈے کے نیچے آ جائے اور کلمہ طیبہ "لا اله الا الله محمد رسول الله" کا اقرار کرے وہ مسلم ہوگا اور جو نہ آئے وہ کافر یا غیر مسلم ہوگا۔ نہ اس کلمہ میں کوئی کمی بیشی ہو سکتی ہے اور نہ محمد ﷺ کے جھنڈے کے علاوہ کسی اور کے جھنڈے کو یہ مرتبہ دیا جا سکتا ہے۔ اہل اسلام کا ایمان ہے کہ قیامت تک صرف "محمد رسول اللہ" کا جھنڈا رہے گا۔

لیکن قادیانی حضرات کلمہ طیبہ کی اس حیثیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اس مقام و مرتبہ کے قائل نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے "لا اله الا الله محمد رسول الله" کہنا کافی نہیں ہے اور نہ وہ شخص مسلمان کہلا سکتا ہے جو محمد ﷺ کے جھنڈے کے نیچے آ جائے۔ وہ ایسا ہی غیر مسلم کا غیر مسلم رہے گا۔ جیسے کوئی شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام، یا عیسیٰ علیہ السلام یا کسی سابقہ نبی کے جھنڈے کے نیچے آ جائے۔ اب محمد رسول اللہ کا جھنڈا باقی نہیں رہا۔ اس کی جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کا جھنڈا گاڑا گیا ہے۔ اب کوئی مسلمان کہلانا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مرزا قادیانی کے جھنڈے کے نیچے آ کر ان کی نبوت کا اقرار کرے۔ آج دنیا کی

تمام اسلامی حکومتیں اور اسی کروڑ اہل اسلام چونکہ مرزا قادیانی کے جھنڈے کے نیچے جمع نہیں ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے باوجود غیر مسلم اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ایسے ہی غیر مسلم جیسے یہودی یا عیسائی ہیں۔ قادیانیوں کے نزدیک چونکہ خلافت کا ماننا بھی جزو اسلام اور شرط ایمان ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان لانے کے بعد جب تک ان کے موجودہ خلیفہ مرزا طاہر احمد (اب مرزا مسرور) کو خلیفہ نہ مانا جائے تب تک کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ایسے شخص کو عملاً امت سے خارج کر کے اس کے ساتھ غیر مسلموں جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے قادیانیوں کا حقیقی کلمہ یہ بنتا ہے جسے وہ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ سادہ لوح اور ناواقف قادیانی بھی اس کا شعور نہیں رکھتے۔

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ غلام احمد نبی اللہ، طاہر خلیفۃ اللہ“

آنحضرت ﷺ نے تو صرف کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا اقرار کروا کر دنیا کو مسلمان بنایا تھا اور اسی کلمہ طیبہ کی مدد سے امت محمدیہ کے ہزاروں اولیاء، غوث، قطب، ابدال، مجددین اور محدثین اور علمائے حق نے اصلاح وارشاد اور اشاعت اسلام کا فریضہ ادا کیا اور کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کے جاں نثار و فدائی نظر آتے ہیں۔ مگر قادیانی حضرات نے کلمہ طیبہ میں اضافہ کر کے اپنے خود ساختہ کلمہ کے نہ ماننے والے دنیا کے اسی کروڑ اہل اسلام کو غیر مسلم بنا ڈالا۔ گویا ان کے نزدیک اب دنیا میں صرف چند لاکھ قادیانی ہی مسلمان رہ گئے ہیں اور باقی سب دائرہ اسلام سے خارج۔ یہی وہ اسلام دشمنی اور در پردہ امت محمدیہ سے غداری ہے۔ جس کا خمیازہ انہیں پاکستان میں بھگتنا پڑ رہا ہے۔

قادیانیوں کے لئے اب بھی وقت ہے۔ اسلام میں توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ اپنے موقف کا سنجیدگی سے جائزہ لیں اور اسلام میں فتنہ پردازی اور تفرقہ اندازی کا ارتکاب نہ کریں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

[illegible]

الجواب الصحیح
فی
حیات المسیح علیہ السلام

حضرت مولانا غلام رسول فیروزیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسی بھائی نے مرزائیوں کی طرف سے سات سوال کئے ہیں۔ جن کا جواب نہایت وضاحت کے ساتھ شمس الہدایہ، سیف چشتیائی، عقیدۃ الاسلام، شہادت القرآن، محمدیہ پاکٹ بک، اسلام اور قادیانیت وغیرہ میں دیا جاچکا ہے۔ اہل اسلام کو چاہئے کہ ان کتابوں کو خرید کر ان سے استفادہ کریں اور اپنے ایمان کی حفاظت کا سامان تیار کریں۔ علمائے اسلام نے مرزائیوں کے تمام تر اعتراضات کے جواب دے رکھے ہیں اور ختم نبوت کی چوکیداری کا حق ادا کر دیا ہے۔ اب اگر مسلمان ان کتابوں کو خرید کر پڑھنے تک کی بھی تکلیف نہ کریں تو اس میں قصوروار وہ خود ہیں نہ کہ علمائے کرام۔

بہرحال ان سات سوالوں کے جواب بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے شائع کئے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرا مددگار اور سرکار دوعالم ﷺ میرے شفیع ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

سوال نمبر:۱

قرآن کریم کی کون سی آیات ثابت کرتی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے؟

جواب

مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے گئے۔ صلیب پر مردے کی طرح ہوگئے لیکن مرے نہیں۔ اب میں سب سے پہلے قرآن کریم کی روشنی میں یہ ثابت کروں گا کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب کے نزدیک بھی نہیں گئے اور پھر قرآن ہی سے یہ بتاؤں گا کہ جب صلیب کے نزدیک بھی نہ گئے تو پھر آخر کہاں گئے؟

عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب کے قریب بھی نہ جانے کی مندرجہ ذیل چھ دلیلیں ہیں۔

پہلی دلیل

”ومکروا ومکراللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:٥٤)“ ﴿یعنی یہود نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے خلاف تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔﴾ اس جملے سے جو بات یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو جسمانی تکلیف نہ دے

سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہجرت کے وقت یہی جملہ فرمایا کہ: ”ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین (انفال:۳۰)“ ﴿کفار مکر کرتے ہیں اور اللہ ان کے خلاف تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔﴾

ان الفاظ نے حضور ﷺ کا ہجرت کے موقع پر کفار سے معمولی جسمانی ایذاء تک نہ لینا بتایا۔ اب بالکل یہی الفاظ عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہے گئے تو یہاں بھی یقیناً یہی مراد ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو معمولی جسمانی ایذاء تک نہ دی گئی۔

دوسری دلیل

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو یہ احسان یاد دلائے گا کہ: ”اذ کففت بنی اسرائیل عنک (المائدہ:۱۱۰)“ ﴿یعنی یاد کر اے عیسیٰ! جب میں نے بنی اسرائیل کے ہاتھ تجھ سے روکے رکھے۔﴾ یہ ایسی قطعی آیت ہے جو مرزائیوں کے صلیب کے بارے میں گھڑے ہوئے ڈھکوسلے کے دامن کو تار تار کر دیتی ہے اور سخت محرف اور مطلب پرست ہے۔ وہ شخص جو خدا کے اس فرمان کے باوجود کہ: ”میں نے بنی اسرائیل کے ہاتھ عیسیٰ سے روکے رکھے۔“ عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر چڑھنا ثابت کرے۔

تیسری دلیل

”ماقتلوہ وما صلبوہ (النساء:۱۵۷)“ ﴿یعنی اسے قتل بھی نہ کیا اور صلیب بھی نہ دیا۔﴾ صلیب نہ دیا کا صاف مطلب یہی ہے کہ اسے صلیب پر لے ہی نہیں گئے۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ: ”فلاں آدمی پھانسی نہیں دیا گیا۔“ تو مجھے انصاف سے بتائیے کہ کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اسے پھانسی پر لٹکایا تو گیا۔ لیکن وہاں سے اس کی جان نہ نکلی؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ مطلب یہی ہے کہ وہ پھانسی کی جگہ پر پھانسی کی غرض سے لے جایا ہی نہیں گیا۔ (صلیب مطلقاً لٹکانا ہے اور قتل اس کا نتیجہ ہے)

چوتھی دلیل

”وقولهم انا قتلنا المسیح ابن مریم رسول اللہ (النساء:۱۵۷)“ ﴿یعنی اللہ نے لعنت کی ہے یہود پر کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کے قتل کا دعویٰ کیا۔﴾

یہاں قابل غور امر یہ ہے کہ قتل کا صرف دعویٰ تک کرنا یہود کے لئے اللہ کی لعنت کا باعث ہوا۔ لیکن اگر فی الواقع انہوں نے صلیب پر لٹکا کر عیسیٰ علیہ السلام کو اذیتیں دی ہوتیں تو اس

فعل پر بھی انہیں بدرجۂ اولیٰ لعنت ہونا چاہئے تھی۔ قتل کا صرف دعویٰ موجب لعنت ہوا۔ لیکن شدید عذاب اور تکلیف پہنچانا حتیٰ کہ لوگوں نے اسے مردہ یقین کرلیا۔ کیوں نہ موجب لعنت ہوا؟

پانچویں دلیل

”وکان اللہ عزیزاً حکیما (النساء:١٥٨)“ ﴿اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔﴾ یہود۔ کے ہاتھوں سے صاف، بچالینا واقعی حکمت اور غلبہ ہے۔ لیکن مروامرا کر کے مردے کی طرح کردینا مغلوبیت اور عجز ہے۔

چھٹی دلیل

”انی متوفیك ورافعك الیّ (آل عمران:٥٥)“ ﴿اے عیسیٰ میں ہی تیری توفی کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔﴾

یہ فرمان الٰہی عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دینے کے لئے تھا کہ اے عیسیٰ تو فکر نہ کر۔ یہود تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور تیری توفی اور رفع میرے ذمے ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ مروامرا کر عیسیٰ علیہ السلام کو مردے کی طرح کرا دینا تھا تو اس تسلی کا کیا معنی؟ کیا اس تسلی کا یہی مطلب ہے کہ اے عیسیٰ تو فکر نہ کر۔ میں تجھے وہ ذلیل کراؤں گا کہ تیرا منہ سرایک ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ لوگ تجھے مردہ یقین کرلیں گے؟ (لاحول ولا قوۃ الا بااللہ العلی العظیم)

یہ چھ قرآنی دلیلیں ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب کے قریب بھی نہ جانا بتاتی ہیں۔ قرآن کی اس قدر صراحتوں کے باوجود بھی اگر کوئی ضدی اور مطلب پرست، عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر چڑھنے کا عقیدہ رکھے تو میرے پاس سوائے اس کے کچھ چارہ نہیں کہ: ”انا للہ وانا الیه راجعون“

مرزائی حضرات کے پاس محض لفاظی اور سخن طرازی کے سوائے کچھ بھی نہیں۔ تحقیق اور مفہوم سے یہ مذہب سراسر کھوکھلا ہے۔ قرآن وحدیث سراسر اہل اسلام کا ساتھ دیتے ہیں۔

مرزائیوں پر ایک سوال

آپ کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے۔ انہیں مردے کی طرح کر دیا گیا۔ لیکن دراصل وہ زندہ تھے۔ پھر وہ مخفی طور پر کشمیر کو ہجرت کر گئے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس ڈھکوسلے کو قرآن، حدیث یا کسی اسلامی تاریخ ہی میں دکھادیں۔ ورنہ خدا کے لئے ..... خدا کے لئے اپنے ایمان کی خیر منایئے اور اگر اپنے ایمان کی پرواہ نہیں تو کم ازکم بے گناہ اہل اسلام کو اس گمراہی کے گڑھے میں گرانے کے کیوں درپے ہو؟

آسمان پر جانا

اوّل تو جب معلوم ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں گئے اور مرزاغلام احمد قادیانی کا صلیبی ڈھکوسلا جھوٹ اور سراسر جھوٹ ہے تو اب ایک سلیم الطبع انسان کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کی مزید دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

لیکن بہرحال قرآن نے اس کی بھی صراحت کردی ہے۔ فرمایا: ”**وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه** (النساء:۱۵۷،۱۵۸)“ ﴿یعنی یہود نے اسے یقیناً قتل نہ کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔﴾

اس آیت میں رفع سے مراد آسمان پر بجسد عنصری جانا، لینے کی بہت سی قطعی وجوہات ہیں۔ جن میں سے صرف چار یہاں پر مختصراً عرض کی جاتی ہیں۔

۱...... رفع کا الٹ نزول ہوتا ہے۔ رفع اور نزول کے معنی خواہ کچھ بھی سہی۔ یہ تو بہرحال آپ مانیں گے کہ قرآن نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور حدیث نے نزول کا اعلان کیا ہے۔

اب اگر رفع سے مراد رفع درجات لی جائے تو پھر بتایئے کہ نزول سے مراد کیا ہوگی؟ یقیناً آپ کہیں گے کہ نزول سے مراد درجات کا نزول ہوگا۔ یعنی درجات کی پستی، پس رفع سے مراد رفع درجات لینا غلط ہے۔

ہاں اگر رفع سے مراد جسمانی رفع لی جائے تو پھر نزول سے مراد جسمانی نزول ہوگا اور یہ بالکل درست ہے۔ لہٰذا یہاں یقیناً رفع سے مراد رفع جسمانی ہے۔

۲...... یہ وہ رفع ہے جو قتل کا مقابل ہے۔ یعنی قتل نہ ہوا بلکہ اس کا رفع ہوا۔

اب اللہ کی راہ میں قتل ہونا بذات خود درجات کی بلندی کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ کے زعم کے مطابق عبارت یوں بنی کہ: ”وہ اللہ کی راہ میں شہید نہ ہوا۔ بلکہ اس کے درجات بلند ہوئے۔“

شہید ہونا اور درجات کی بلندی ایک ہی چیز ہے۔ پھر شہادت کی نفی اور درجات کا اثبات کیا معنی رکھتا ہے؟

میں جانتا ہوں کہ آپ یہودیوں کی طرح یہاں سے سیدھا کتاب تورات میں غوطہ لگائیں گے۔ یعنی تورات کی یہ تعلیم ہے کہ مقتول لعنتی ہوتا ہے۔ میں جواب دوں گا کہ اگر مقتول لعنتی ہوتا ہے تو پھر العیاذ باللہ حضرت یحییٰ اور زکریا علیہما السلام وغیرہ سب لعنتی موت مرے۔ (العیاذ باللہ) خدا کے لئے آپ صاحب قرآن بنئے۔ توراتی نہ بنئے۔

اس کا مزید جواب یہ ہے کہ تورات کی یہ تعلیم نہیں کہ ہر مقتول لعنتی ہوتا ہے۔ بلکہ تعلیم یہ ہے کہ ہر گنہگار مقتول لعنتی ہوتا ہے۔ (دیکھو تورات کتاب استثناء باب ۲۱، آیت ۲۲، ۲۳)

اب عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بے گناہ تھے۔ لہٰذا اگر صلیب پہ قتل بھی ہو جاتے تو لعنتی نہ بنتے اور مزید تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ سائل اور مجیب آمنے سامنے ہوں تو اعتراضات رفع کرنے کا لطف ہوتا ہے۔

۳...... رفع کا مفعول اگر روح ہو تو روحانی رفع ہوگا۔ لیکن اگر رفع کا مفعول جسم ہو تو جسمانی رفع ہوگا۔ اس آیت میں پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور صلیب کی نفی کی گئی ہے اور پھر رفع کا اعلان ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس کا قتل اور صلیب ہونا تھا اسی کا رفع ہوا۔

اب اگر یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو قتل کرنا چاہتے تھے اور روح کو پھانسی دینا چاہتے تھے تو پھر بے شک رفع بھی روح کا ہوگا۔ لیکن اگر وہ قتل بھی اس جسم کو کرنا چاہتے تھے جس میں روح تھی اور پھانسی بھی اسی جسم کو دینا چاہتے تھے جس میں روح تھی تو پھر یقیناً رفع بھی اسی جسم کا ہوگا۔ جس میں روح تھی۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

۴...... قرآن کا طریقہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے غلط دعاوی کی تردید اور صحیح دعاوی کی تائید فرماتا ہے۔

اب عیسیٰ علیہ السلام کے بارے عیسائیوں کے تین دعوے تھے۔

۱...... عیسیٰ قتل ہوا۔ (قرآن نے کہا: ”ماقتلوہ“ وہ قتل نہ ہوا)

۲...... عیسیٰ صلیب دیا گیا۔ (قرآن نے کہا: ”ماصلبوہ“ وہ صلیب نہ دیا گیا)

۳...... عیسیٰ آسمان پر اٹھایا گیا۔ (قرآن نے کہا: ”رفعہ اللہ الیہ“ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا)

آپ مجھے بتائیے! کہ اللہ تعالیٰ نے قتل اور صلب کے دعوؤں کی نفی منہ توڑ الفاظ میں کر دی۔ لیکن ان کے آسمانی رفع کے عقیدے کی نفی قرآن نے بالکل اسی طرح منہ توڑ الفاظ میں کیوں نہ کی؟ کیوں نہ کی؟ کیوں نہ کی؟ کیوں نہ کی؟

بلکہ الٹا اپنی طرف اٹھالینے کا اعلان فرما کر عیسائیوں کے عقیدہ کی تائید کر دی۔ یا اگر تائید نہیں تو کم از کم اتنا تو مانو گے کہ ایک صریح گنجائش عیسائیوں کے عقیدہ کے صحیح ہونے کی چھوڑ دی۔ یہ حسن تردید کے منافی ہے۔ پس ایسی اشد ضرورت کے وقت بھی آسمانی رفع کی دوٹوک نفی نہ کرنا۔ بلکہ اپنی طرف اٹھانے کا اعلان کرنا جسمانی رفع کی کھلی دلیل ہے۔

آسمانی رفع کی باقی قرآنی دلیلوں کا یہاں موقع نہیں۔ اختصار پیش نظر ہے۔

سوال نمبر: ۲

قرآن کی کون سی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے۔

جواب

پہلی آیت: ”وانه لعلم للساعة (الزخرف: ٦١)“ ﴿یعنی بے شک عیسیٰ قیامت کی نشانی ہوگا۔﴾ آیت پر مرزائیوں کے وارد کردہ اعتراضات کا لطف تو آمنے سامنے ہی ہوگا۔ لیکن اجمالی طور پر تین نکات عرض کرتا ہوں۔

۱...... سیدنا ابن عباس، ابوہریرہ اور قتادہؓ سے علم کی قرأت مروی ہے اور اس میں مرزائیوں کی موت ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل اور کشاف)

۲...... ”انـه“ سے پہلے چھ مسلسل ضمیریں ابن مریم کی طرف لوٹ رہی ہیں اور یہاں آ کر ”انه“ کی ضمیر کا مرجع کسی دوسرے کو ٹھہرانا محض خودغرضی کا کرشمہ ہے۔

۳...... اگر یہ ضمیر قرآن کی طرف لوٹائی جائے تو انتشار ضمائر لازم آئے گا جو فصاحت کے منافی ہے۔

اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ عیسیٰ ابن مریم بذات خود قیامت کی نشانی بنے گا۔ اب جب کہ اس کے آسمان پر جانے کا اعلان ”بل رفعه الله اليه “ میں ہوگیا تو ماننا پڑے گا کہ وہ آسمان سے ہی نازل ہوکر قیامت کی نشانی بنے گا۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ آسمان سے اترے عیسیٰ ابن مریم بذات خود آئے گا نہ کہ اس کا کوئی مثیل۔ پس مرزا قادیانی تو رگڑے گئے۔

دوسری آیت: ”**وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته** (النساء: ١٥٩)“ ﴿تمام تر اہل کتاب عیسیٰ پر اس کی موت سے پہلے پہلے ایمان لائیں گے۔﴾

معلوم ہوا کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے۔ بلکہ جب ان کی موت کا زمانہ آئے گا تو ان پر ان کی موت سے پہلے پہلے تمام تر اہل کتاب ایمان لائیں گے۔

اس آیت کی تشریح مسلم اور بخاری کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ عیسیٰ ابن مریم ضرور بضرور تم میں نازل ہوگا۔ ”الـىٰ ان قـال “ سب لوگ ایک سجدہ کو دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر سمجھنے لگیں گے۔ پھر ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو اس کی تصدیق کے لئے قرآن کی یہ آیت پڑھو۔

”تمام تر اہل کتاب اس پر اس کی موت سے پہلے پہلے ایمان لائیں گے۔“

یہ حدیث مرزائی مذہب کے لئے سخت مہلک ہے اور اس کے جواب میں مرزائی حضرات کا بڑیں مارنا مذبوحی حرکات کے علاوہ کچھ نہیں۔

ایک چیلنج

اس آیت میں ”لیؤمنن “ کے لفظ میں ل اور ن سے دوہری تاکید کی گئی ہے اور عربی کا قانون ہے کہ جب مضارع میں ل اور ن سے تاکید کی گئی ہو تو معنی ہمیشہ مستقبل کے ہوتے ہیں۔ مثلاً ”لتؤمنن، لتنصرن، لیھبطن “ وغیرہ۔ اس کے خلاف محاورۂ عرب سے مرزائیون کو کوئی مثال پیش کرنے کی توفیق نہ ہوگی۔ پس مراد یہی ہوئی کہ: ”آئندہ زمانے میں کبھی سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔“

سوال نمبر: ۳

وہ کون سی احادیث مبارکہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گیے؟

جواب

جو شخص آیات قرآنی سے گزر گیا۔ احادیث اس کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ لیکن پھر بھی ”عن الحسن (رضی اللہ عنہ) قال قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمة (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶) “ ﴿بے شک عیسیٰ نہیں مرا بلکہ وہ قیامت سے پہلے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آنے والا ہے۔﴾

جب عیسیٰ نہیں مرا بلکہ واپس آنے والا ہے تو مرزا قادیانی سے کہئے کہ راہ فرار تلاش کریں۔ اگر آپ کہیں کہ حسن بصریؒ کی حضور ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی تو میں عرض کروں گا کہ حضرت حسن بصری کا قول محدثین میں مشہور ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ میری ایسی روایات جن میں صحابی کا نام نہ ہو وہ سب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہوتی ہیں۔ آپ حجاج بن یوسف کی وجہ سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا نام نہیں لیتے تھے۔ لیکن مرزائیوں کو تو اپنی غرض پیش نظر ہے نہ کہ تحقیق۔

تنبیہ

سائل نے سوالات میں ”زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانا اور نازل ہونا“ ان الفاظ کا سختی سے اہتمام کیا ہے۔ حالانکہ یہ محض دھوکا ہے۔ جس میں صرف مسلمانوں کو ہی نہیں ڈالا جا رہا

بلکہ سائل بے چارے کو خود اس دھوکے میں مبتلا کیا گیا ہے۔ یاد رکھیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ بھی اگر قرآن، حدیث، اقوال صحابہ یا اجماع امت میں مل جائے تو اس سے مرزائی مذہب کا بطلان ہو جاتا ہے۔

۱...... عیسیٰ نہیں مرا۔
۲...... عیسیٰ زندہ ہے۔
۳...... عیسیٰ آسمان پر اٹھایا گیا۔
۴...... عیسیٰ زندہ اٹھایا گیا۔
۵...... عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا۔
۶...... عیسیٰ واپس آنے والا ہے۔
۷...... عیسیٰ مرے گا۔
۸...... عیسیٰ پر فنا آئے گی۔
۹...... عیسیٰ قیامت کی نشانی ہوگا۔

ان سب الفاظ کا منشاء اور غرض وغایت ایک ہے اور ان میں سے کسی ایک جملے کا پایا جانا حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کر دیتا ہے۔ ”**وھو المراد**“

سوال نمبر:۴

وہ کون سی احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بجسد عنصری آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے؟

جواب

نزول کی احادیث کی تعداد سو کے قریب ہے۔ مسلم اور بخاری کی لاجواب حدیث سوال نمبر۲ کے جواب میں نقل کر چکا ہوں۔ کنز العمال کی حدیث میں ہے کہ: ”**ینزل اخی ابن مریم من السماء**“ یعنی میرا بھائی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔

اور بیہقی کی حدیث یہ ہے کہ: ”**کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم** (الاسماء والصفات مصنف امام بیہقی)“ ﴿اے میرے امتیو! تمہاری اس وقت کیا شان ہوگی جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾

مسلم اور بخاری میں بھی یہی حدیث موجود ہے۔ لیکن وہاں آسمان کا لفظ نہیں اور قانون یہ ہے کہ: ”**الحدیث یفسر بعضه بعضا**“ پس بیہقی کی حدیث نے مسلم اور بخاری

کی حدیث کے معنی بتادیئے۔ (حدیث حدیث کی وضاحت کرتی ہے) اور متعین ہوگیا کہ مسلم اور بخاری کی حدیث میں آسمان کا لفظ موجود ہے۔ حدیث کی وضاحت کا حق حدیث کو ہے نہ کہ خود غرض مرزائیوں کو۔

ابن جریر، درمنثور اور ابن کثیر کی حدیث ہے کہ: ''بے شک عیسیٰ نہیں مرا بلکہ تمہاری طرف لوٹ کر آنے والا ہے۔''

مسند احمد اور مسلم کی حدیث ہے کہ: ''عیسیٰ ابن مریم ضرور بضرور تم میں آئے گا۔ حج یا عمرہ کرے گا۔ میری قبر پر حاضر ہوگا۔ مجھے سلام کہے گا۔ میں جواب دوں گا۔ (تقریباً باختلاف الالفاظ)''

مرزا قادیانی اگر وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں تو حج یا عمرہ اور دربار انور پر حاضری کیوں نصیب نہیں ہوئی؟

پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ، اپنی کتاب (سیف چشتیائی ص ۱۰۸) پر یہی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''اور ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا میں حاضر ہوکر سلام عرض کرنا اور جواب سلام سے مشرف ہونا یہ نعمت قادیانیت کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔''

اس کے بعد مرزا قادیانی چھ سال زندہ رہے۔ پیر صاحب کی اس پیشین گوئی کو غلط ثابت کیوں نہ کیا؟

مرزائی حضرات اس حدیث اور اس پیشین گوئی سے جان بخشی کرانے کے لئے بہت کچھ حیلے بازیاں کرتے ہیں۔ مگر راست گو اور صاف دماغ والے پر حق واضح ہوجاتا ہے۔

بہرحال احادیث میں ہبوط، رجوع، نزول، زمین کی طرف اترنا کے الفاظ آئے ہیں۔ اکثر نزول کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

مرزائیوں پر ایک سوال

اگر ان احادیث میں نزول کا معنی ''پیدا ہونا'' ہے تو امام مہدی کے لئے یہی لفظ کیوں استعمال نہیں ہوا؟ وہاں ظہور کا لفظ کیوں ہے؟

سوال نمبر: ۵

حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ کون سے صحابہ کرامؓ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی کسی آیت کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ بجسد عنصری آسمان جانا اور زندہ بجسد عنصری آسمان سے زمین پر نازل ہونا بیان فرمایا ہے؟

جواب

۱...... سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ ان کے اقوال سے درمنشور، ابن جریر، ابن کثیر، تفسیر عباسی وغیرہ وغیرہ۔ بھری پڑی ہیں اور سیدنا ابن عباسؓ ’’انی متوفیك ورافعك ‘‘میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔ سیدنا ابن عباسؓ کی تصریحات کو اگر اکٹھا کیا جائے تو مرزائیوں کے خلاف ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ اس صحابیؓ کو سرکار دو عالم ﷺ نے افقہ الناس فرمایا ہے اور صحابہؓ کو یہ تمغہ بھی حاصل ہے کہ: ’’بای اقتدیتم اهتدیتم ‘‘یعنی تم میرے صحابہؓ میں سے جس کی بھی اتباع کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔ (لیکن خودغرضی کا کوئی علاج نہیں)

۲...... حضرت ابو سعید خدریؓ۔

۳...... حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ۔

۴...... کعب احبارؓ۔

۵...... حضرت عائشہ صدیقہؓ۔

۶...... حضرت عبداللہ ابن عمرؓ۔

۷...... عبداللہ ابن سلامؓ۔

وغیرہ تقریباً تیس سے زائد صحابہ کرامؓ کے اقوال موجود ہیں اور (۴۰۰۰) چار ہزار صحابہ کرامؓ کا اجماع جو فتوحات مکیہ میں تفصیل سے درج ہے اور شیخ اکبرؒ نے اس کی کشفی تائید بھی کی ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے جگہ نہیں۔

سوال نمبر: ۶

قرآنی محاورہ سے یہ اصول متعین ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فاعل ہو، کوئی ذی روح مفعول ہو اور توفی کا فعل استعمال ہو تو اس لفظ کے معنی صرف اور صرف قبض روح کے ہوتے ہیں۔ یعنی نیند یا موت۔ لیکن توفی بمعنی قبض روح مع الجسد لینے کی کیا دلیل ہے؟

جواب

یہ بات دونوں فریقوں میں مسلم ہے کہ توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینا ہیں اور مجازی معنی نیند اور موت ہیں۔ اب آپ ہی مجھے بتایئے کہ یہاں حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کی طرف بھاگ جانے کی کیا دلیل ہے؟

دوسرا جواب

توفی کا لفظ قرآن میں تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱...... پورا پورا لینا۔ ۲...... نیند دینا۔ ۳...... موت دینا۔

اب مرزائی حضروت کو کھلی اجازت ہے کہ ان تینوں معنوں میں سے جو چاہیں پسند کر لیں۔ بہرحال عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے میں یہ لفظ رکاوٹ نہ بنے گا۔ یعنی قبض ہوکر آسمان پر گئے۔ یا نیند کی حالت میں آسمان پر گئے۔ یا موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر گئے۔

توفی کا لفظ آسمان پر جاتے وقت کی حالت بتاتا ہے۔ لیکن آسمان پر جانا لفظ توفی سے نہیں بلکہ رفع سے ثابت ہے۔ ویسے اکثر مفسرین نے توفی سے مراد نیند لی ہے۔ جیسا کہ آیت: ”یتوفاکم بالئلیل (انعام:۶۰)“ میں توفی سے مراد نیند ہے۔

تفسیر درمنثور، ابن جریر، کبیر، معالم التنزیل وغیرہ میں ہے کہ: ”قال الربیع ابن انس المراد بالتوفی النوم وکان عیسیٰ علیہ السلام قد نام فرفعہ اللّٰہ الیٰ السماء نائما معناہ انی منیمک ورافعک“

ربیع ابن انسؒ کہتے ہیں کہ آیت میں توفی سے مراد نیند ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سو گئے تھے اور اللہ نے انہیں نیند کی حالت میں آسمان پر اٹھالیا۔ پس آیت کا معنی یہ ہوا کہ: ”میں تجھے سلانے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔“

تفسیر ابن کثیر، صاوی، جمل، جمالین، قرطبی، مظہری، کبیر، درمنثور، کشاف، خازن، بیضاوی، جامع البیان، معالم التنزیل، ابن جریر، بحرمحیط، النہر المہاد وغیرہ میں اس آیت میں توفی سے مراد نیند لکھی ہے۔

(جامع البیان ص۵۲) پر ہے۔ ”المراد بالوفاۃ ھھنا النوم وعلیہ الاکثرون“ یعنی یہاں توفی سے مراد نیند ہے اور اکثر اہل علم یہی کہتے ہیں۔

اور (ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶) پر ہے: ”وقال الاکثرون المراد بالوفاۃ ھھنا النوم کما قال (ھو الذی یتوفاکم باللیل)“ اکثر علم والوں نے کہا ہے کہ یہاں توفی سے مراد نیند ہے۔ جیسا کہ آیت ”ھو الذی یتوفاکم باللیل“ میں توفی سے مراد نیند ہے۔

پس مرزائی حضرات سے درخواست ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نیند کی حالت میں آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل ہو جائیں۔ اس سوال کے مزید کئی جواب ہیں جو نہایت علمی اور دلچسپ ہیں۔ مگر اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

سوال نمبر: ۷

رفع کا فاعل اللہ اور مفعول کوئی ذی روح ہو تو اس کے معنی شرف اور بزرگی اور بلندئی درجات کے ہوتے ہیں۔ مثلاً ’’لوشئنا لرفعنه ‘‘، ’’ورفعناه مكانا عليا ‘‘ لیکن رفع سے مراد جسم سمیت آسمان پر اٹھا لینے کا اصول کہاں سے متعین ہوتا ہے؟ اور اگر ’’ماقتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه ‘‘ میں کوئی خاص معنی پوشیدہ ہیں تو وہ کیا ہیں؟ اور ان معانی کا تعیّن کس اصول کے تحت کیا گیا ہے اور کون سی آیات قرآنی اس معانی کی تائید کرتی ہیں۔

جواب

آیت: ’’ورفعناه مكاناً علياً (مریم:۵۷) ‘‘ جو آپ نے پیش کی ہے اس میں رفع سے مراد رفع درجات نہیں۔ بلکہ یہاں جسمانی رفع مراد ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (تفسیر روح المعانی ج۱۳ص۱۰۳، تفسیر کبیر ج۱۱ص۲۳۳، معالم التنزیل ج۳ص۷، درمنثور ج۴ص۲۷۳، ابن جریر ج۱۶ص۹۲ اور خصائص کبریٰ، فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری، فتوحات مکیہ، مرقاۃ، الیواقیت والجواہر) ان سب کتابوں میں حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمان پر جانا لکھا ہے۔ ’’من كلمة الله في حيات روح الله ‘‘ پس آپ کا پیش کردہ فارمولا غلط ثابت ہوگیا۔

مرزا طاہر احمد کا جھوٹ

مرزا طاہر احمد قادیانی (وصال ابن مریم ص۲۸) پر لکھتا ہے: ’’سب علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت ادریس جسم سمیت آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ بلکہ یہاں اٹھائے جانے سے مراد صرف روحانی رفع ہے۔‘‘

میں کہتا ہوں: ’’لعنة الله على الكذبين (آل عمران:۶۱) ‘‘ مرزا طاہر قادیانی نے ایسا سفید جھوٹ بولا ہے کہ صاحب شرم کے لئے زندگی تلخ ہو جائے۔ مرزا! میں اس آیت سے ادریس علیہ السلام کا جسمانی رفع ثابت نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ اس آیت سے روحانی رفع مراد لینے پر علماء کا اتفاق ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں اور آپ نے سفید جھوٹ بولا ہے، جھوٹ بولا ہے، جھوٹ بولا ہے۔ چنانچہ میں بہت سی کتب کے حوالہ جات لکھ چکا ہوں۔

اصول

قرآنی محاورہ سے جو اصول آپ نے پیش کیا وہ باطل ہوگیا اور اب ہم اصول پیش کرتے ہیں۔

پہلا اصول

رفع کا مفہوم ذی جسم ہو تو معنی جسمانی رفع کے ہوتے ہیں۔ مثلاً: ’’رفع ابویه علي العرش (یوسف: ۱۰۰)‘‘ اور ’’ورفعنا فوقکم الطور (النساء: ۱۵٤)‘‘ وغیرہ۔ یہاں قتل اور صلیب کے قرائن بتاتے ہیں کہ مفعول ذی جسم ہے۔ لہٰذا رفع جسمی ہوا۔

دوسرا اصول

بل کے ماقبل اور مابعد میں تصادم لازم ہوتا ہے اور یہ یہاں پر رفع جسمی کی قطعی دلیل ہے۔ مثلاً:

۱...... ’’ام یقولون به جنة بل جاء هم باالحق (المؤمنون: ۷۰)‘‘

۲...... ’’قالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحنه بل عباد مکرمون (الانبیاء: ۲۶)‘‘

ان اصولوں کے تحت اس آیت میں رفع جسمی لینے پر مکمل بحث پہلے سوال کے جواب میں ہو چکی ہے۔ وہاں دیکھ لی جائے۔

افسوس

مرزا طاہر احمد قادیانی نے (وصال ابن مریم ص ۱۵) پر نہایت دلیری سے لکھا ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ مسلمانوں نے عیسائیوں سے لیا ہے۔ لیکن خود اسی رسالہ کے ص ۱۸ سے ص ۲۶ تک واقعہ صلیب کا سارا ڈھکوسلا عیسائی کتب اور انجیل کی روشنی میں لکھا ہے۔ مرزا طاہر قادیانی کا رسالہ ذرا غور سے پڑھنے والے پر مرزا قادیانی کی دیانت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ طاہر قادیانی نے علماء پر کیچڑ اچھالنے اور بے بنیاد واویلا اور ہنگامہ کرنے کے سوا کچھ نہیں لکھا۔ علمیت دکھانے پر آئے ہیں تو یہ تیر مارا ہے کہ حدیث ’’لا مهدی الا عیسیٰ ‘‘ آدھی نقل کردی اور مفت کو مفت میں محصور کرنے کا سنگین جرم کیا اور بخاری کی حدیث ’’بینما انا نائم ‘‘ کا پہلا جملہ ’’لا والله ما قال النبی بعیسیٰ احمر ولکن قال ‘‘ کھا گئے اور حسب عادت قطع و برید کیا۔

کیا مرزا طاہر قادیانی یہ بتا سکتا ہے کہ اس نے یہ دونوں حدیثیں نامکمل کیوں لکھیں؟ (کاغذ کی کمی کے پیش نظر اختصار سے کام لے رہا ہوں)

مرزائیوں پر میرے سوالات

اب میں مرزائیوں پر چند سوال کرتا ہوں۔ جن کا جواب وہ دے ہی نہیں سکتے۔

سوال نمبر:۱...... عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا لفظ قرآن میں دکھا دیں۔ یعنی مات عیسیٰ

(البتہ قرآن میں یہ لفظ ضرور ملے گا کہ اس کی موت سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے)(مستقبل کا صیغہ)

سوال نمبر:۲...... عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا لفظ حدیث میں دکھادیں۔ یعنی مات عیسیٰ (اگر حدیث میں لفظ ملا تو یہی ملے گا کہ عیسیٰ مرے گا اس پر فناء آئے گی۔ عیسیٰ نہیں مرا، وغیرہ)

سوال نمبر:۳...... عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر پوری امت کا اجماع دکھائیں۔ یعنی کسی کتاب میں یہ لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو جس نے بڑے گروہ کو چھوڑا۔ اسے آگ میں پھینکا جائے گا وغیرہ۔ اگر ملے گا تو یہی ملے گا کہ آسمان پر جانے پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ یا آسمان سے نازل ہونے پر اجماع ہے۔ مثلاً تلخیص الجبیر، جامع البیان، بحرمحیط، نہرمہاد وغیرہ۔

سوال نمبر:۴...... قسم کھانے کے لئے کسی ایک صحابی کا قول دکھاؤ۔ جس نے کہا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔

سوال نمبر:۵...... فلاں ابن فلاں سے مراد اس کا مثیل لینے کی صرف ایک مثال دنیا بھر میں دکھادو۔ مثلاً حاتم طائی ابن فلاں، یا فلاں ابن ابی کبشہ، اسی طرح عیسیٰ ابن مریم۔

اسلامی اصولوں کے ماخذ قرآن، حدیث اور اجماع صحابہ وامت میں سے کوئی بھی اگر آپ کے مذہب کا ساتھ نہ دے تو آپ اپنے ضمیر کو جواب دیجئے کہ کیا آپ کا مذہب اسلام کا منہ دکھانے کے قابل ہے؟

وفات مسیح کا مرزا قادیانی کی نبوت سے کیا تعلق ہے؟

میں کہتا ہوں اگر بالفرض المحال وفات مسیح ثابت ہو جائے تو بھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرزا قادیانی کا نبی تسلیم کر لیا جائے۔ بلکہ مرزا قادیانی کو اپنے اندر مسیح کی وہ خوبیاں دکھانا پڑیں گی جو قرآن میں مذکور ہیں۔ جب مرزا قادیانی سے مسیح کے معجزات دکھانے کا مطالبہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ: ”مسیح کے معجزات دراصل مسمریزم تھا۔“

(ازالہ اوہام ص۱۵۵، ۱۵۶، خزائن ج۳ ص۲۵۵، ۲۵۶)

اور پھر خصوصاً مرزا قادیانی یہ بیان قابل غور ہے۔ ”مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جز ویا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس

زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔" (ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱)

مرزا قادیانی کے اس دوٹوک بیان کے بعد مرزائی حضرات کو وفات مسیح پر بحث کرنے کا کوئی حق نہیں رہتا۔ بلکہ مرزا قادیانی کو ختم نبوت کا انکار جہاد وغیرہ کا انکار، انبیاء وصلحاء کی توہین اور مسلمانوں کو گالیاں دینے کی وجہ سے باآسانی ناک آؤٹ کیا جاسکتا ہے۔

مثلاً (دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰) پر مسیح علیہ السلام کو قرآن کی رد سے فحاش لکھ رہے ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۹، ۱۰ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳) پر حضرت فاطمہؓ کی توہین کررہے ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ج۱۴ ص۵۳) پر لکھتے ہیں کہ: "ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔"

(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱) پر لکھتے ہیں کہ: "جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے حرامزادہ بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" وغیرہ وغیرہ۔

آج کے مرزائی بھی مرزا قادیانی کی ان لغویات سے دلی طور پر بےزار ہیں اور سوچتے ہیں کہ کاش مرزا قادیانی نے یہ مصیبت کھڑی نہ کی ہوتی تو ہماری دوکانداری خوب چلتی۔

استدعا

آخر میں میری درخواست ہے کہ اس پرچے کو پڑھ کر اس کے جواب اگر آپ قادیانیوں سے مانگتے ہیں اور اس کی تشریح کراتے ہیں تو آپ پر لازم ہے کہ مرزائیوں کے دیئے ہوئے جوابات کو واپس میرے پاس لائیں۔

ورنہ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ آپ اپنی کم علمی کے باعث ان کے چکر میں پھنس جائیں گے اور آج کے دور میں اکثر لوگوں سے یہی حادثہ پیش آرہا ہے کہ وہ: (۱) قادیانی دلائل اور (۲) اپنی عقل دونوں کو فیصلہ کرنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

ارے خدا کے بندو! ایک مسلمان عالم دین جو اس موضوع پر مہارت رکھتا ہو اور دوسرا قادیانی ہو تو ان کی گفتگو آپ سنیں اور پھر فیصلہ کریں۔ تاکہ چوٹ برابر کی ہو۔ ہدایت پھر بھی ہادی کے ہاتھ ہے۔

"وما علینا الا البلاغ المبین"

"وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین"

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اکرام الٰہی
بجواب
انعام الٰہی

حضرت مولانا مفتی عزیز احمد صاحب لاہوریؒ

گذارش

مرزابشیرالدین محمود خلیفہ مرزاغلام احمد قادیانی نے ۱۲ر اکتوبر ۱۹۵۶ء کو خطبہ عوام کے سامنے دیا۔ (جو رسالہ انعام الٰہی کے نام سے شائع ہوا) اس کے جواب میں یہ چند سطریں لکھی گئی ہیں۔ تاکہ مسلمان دور حاضرہ کی فتنہ انگیزیوں سے محفوظ رہیں اور اہل انصاف حق قبول کرنے میں کچھ عار نہ کریں۔ والسلام!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین الذی لا نبی بعدہ، ابداالآبدین وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ امہات المؤمنین وعلیٰ اولیاء امتہ اجمعین۔ اما بعد!

مرزابشیرالدین محمودخلیفہ مرزا قادیانی نے آیہ کریمہ: ’’یاایھا الذین اٰمنو من یرتد منکم عن دینہ فسوف یأتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللّٰہ (المائدہ:۵٤)‘‘ کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی شخص بھی تمہارے نظام دین سے الگ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تمہیں ایک قوم دے گا جو مؤمنوں کے ساتھ انکسار کا تعلق رکھنے والے اور کفار کی شرارتوں کا نہایت دلیری سے مقابلہ کرنے والی ہوگی۔‘‘ اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ احمدی حق پر ہیں اور غیر احمدی غلطی پر۔ کیونکہ اگر غیر احمدی حق پر ہوتے تو پانچ لاکھ احمدیوں کے مرتد ہونے کے بعد پچاس لاکھ غیر مسلم اسلام میں داخل ہونے چاہئیں تھے اور جب کہ ایسا نہیں ہوا تو غیر احمدیوں کا مذہب غلط ہوا اور احمدیوں کا حق ہوا۔ کیونکہ اگر ایک احمدی اپنے مذہب کو چھوڑ دیتا ہے تو کئی غیر احمدی، احمدیوں میں آ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو جاتا ہے۔

اس مضمون کو بہت لمبا چوڑا کیا ہے۔ کروڑوں، اربوں کی ضربیں لگائی ہیں۔ مگر مقصد

صرف یہی نکالا ہے کہ احمدی حق پر ہیں۔ ہم اس خطبہ پر نمبروار سوال کرتے ہیں۔ اس سے پیشتر آیت کا پورا صحیح ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

”اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا (تو اس سے اسلام کو کچھ نقصان نہیں ہوسکتا) ان کے بدلے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ لائے گا جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائے گا وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ مسلمانوں پر بڑے نرم اور کافروں کے مقابلہ میں بڑے سخت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں گے۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔“

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ لوگ اسلام کے اصول سے پھر جائیں گے تو ان کے بدلے اللہ تعالیٰ اور دوسرے لوگ اسلام میں داخل فرمادے گا۔ آیہ کریمہ میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے معنی ایک کے ہوں۔ لفظ من عام ہے۔ ایک، دو، اس سے زائد سب پر بولا جاتا ہے۔ شرح جامی میں ہے۔

”لفظ من مثل ما یستوی فیھما المفرد والمثنیٰ والجموع والذکر والانثیٰ“

لہٰذا من کا ترجمہ ایک کرنا اور اس کے بدلے ایک قوم کا لانا اللہ تعالیٰ پر لازم قرار دینا ہے۔ یہ خلیفہ صاحب کی نرالی منطق ہے۔ صحیح ترجمہ اصول کے مطابق وہ ہے جو ہم نے کیا ہے اور اگر بالفرض خلیفہ صاحب کا ترجمہ مان لیا جائے تب بھی خلیفہ صاحب کا مقصد حاصل نہیں ہوتا کیوں کہ آیت کریمہ میں ان لوگوں کے یہ اوصاف بیان فرمائے۔

۱...... اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔

۲...... مؤمنوں پر بڑے مہربان۔

۳...... کافروں پر بڑے سخت۔

۴...... اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے۔

۵...... کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پراہ نہ کریں گے۔

ہم خلیفہ صاحب اور ان کی پوری جماعت سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ان کے اندر یہ

اوصاف پائے جاتے ہیں۔ کیا کافروں پر سختی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا کوئی تصور احمدیوں میں موجود ہے؟ ہرگز نہیں۔ ”ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین (البقرہ:۱۱۷)“ بلکہ ان کی ساری کی ساری تحریریں اس کے خلاف ہیں۔ ان کے مذہب کی بنیاد کفار سے دوستی، کفار کی تعریف، کفار کی چاپلوسی پر ہے اور جہاد کے منسوخ ہونے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ہے۔ انگریز نے اس جماعت کو مسلمانوں کے مقابلہ میں صرف جہاد کا جذبہ مسلمانوں سے فنا کرانے کی غرض سے کھڑا کیا ہے۔

مرزا قادیانی کی اکثر کتابیں انگریزوں کی تعریف اور مسلمانوں کی مذمت سے پر ہیں۔

۱…… (تریاق القلوب ص۲۷، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵) پر لکھتے ہیں کہ: ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ پھر میری، اور میری جماعت کی پناہ یہ سلطنت ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے۔ یہ امن نہ مکہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔“

چنانچہ (درثمین ص۱۳۲) پر لکھا ہے کہ۔

تاج وتخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
ان کی بادشاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

۲…… (ایام الصلح ص۲۶، حمامتہ البشریٰ ص۱۳، نور الحق حصہ اوّل) پر لکھا ہے کہ: ”اگر گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک میں سلطنت نہ ہوتی تو مسلمان مدت سے مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے معدوم کر دیتے۔“

۳…… (درثمین ص۵۴) پر ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو رکھتا ہے اعتقاد

۴...... (ضمیمہ تریاق القلوب ص۳۸۹، ۳۹۰، خزائن ج۱۵ ص۵۱۷، ۵۱۸) پر لکھا ہے کہ: ”یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا میں امام ہوں ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کا انتظار ہے۔ یعنی اب بھی جہاد فرض نہیں سمجھتا اور آئندہ بھی جہاد فرض نہیں سمجھے گا۔“

۵...... (اخبار الحکم مورخہ ۷ر فروری ۱۹۰۳ء) میں لکھا ہے کہ: ”فرقہ احمدیہ کی خاص علامت یہ ہے کہ وہ نہ صرف جہاد کو موجودہ حالت ہی میں رد کرتا ہے۔ بلکہ آئندہ بھی کسی وقت اس کا منتظر نہیں۔“

۶...... (البلاغ المبین ص۴، ملفوظات ج۱۰ ص۳۸۸، ۳۸۹) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”دوسرے شکریہ گورنمنٹ کا، کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم ظاہری طور پر کہتے ہیں۔ بلکہ یہ بات ہمارے اصول میں داخل ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کا شکریہ دل سے کرتے رہیں۔“

نوٹ: جس طرح مرزائیت کے اور اصول ہیں ان میں سے ایک اصول گورنمنٹ کا شکریہ کرتے رہنا بھی ہے۔ اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: ”پس اگر کوئی مسلمان اس گورنمنٹ سے نافرمانی کرے گا تو وہ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا گنہگار ہے۔“ اس پر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: ”میں کہتا ہوں کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہو تو ایک دوسرے کو چیر کھائیں۔ (یعنی مسلمان ہمیں چیر کھائیں) اسلامی بادشاہوں نے کیا کچھ کیا اور یہ انگریز نیک نیتی سے انصاف کرتے ہیں۔“

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی کی تحریروں میں انگریز پرستی اور اسلام کشی اور مسلمان حکمرانوں سے بیزاری کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ مسلمان بادشاہوں سے مرزا قادیانی اس لئے خفا ہیں کہ ان کے زمانے میں جس کسی مفتری کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کو قتل کر دیا گیا

اور کچل کر رکھ دیا اور اس کو دوبارہ نہ اٹھنے دیا۔ اگر ہندوستان میں بھی آج اسلامی حکومت ہوتی تو مرزا قادیانی کی نبوت کا فتنہ ہرگز سر نہ اٹھا سکتا۔ بلکہ اسی وقت اٹھتے ہی مسمار ہو جاتا اور آج دنیا میں اس کا نام ونشان نہ رہتا۔ اسی لئے تو انگریزوں کا شکریہ اصول مذہب میں داخل کیا گیا۔ مرزائیوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے بھی اسی لئے نفرت ہے کہ وہاں بھی ان کی خیر نہیں۔

رسالہ مذکورہ مسمّٰی (انعام الٰہی ص۶) پر خلیفہ صاحب نے اپنی حقانیت کی دلیل پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ’’اگر وہ (احمدی) واقعہ میں مرتد ہیں اور غیر احمدی واقعہ میں سچے مؤمن ہیں تو اس قرآنی وعدہ کے مطابق ضروری تھا کہ اگر مسلمانوں میں سے پانچ لاکھ احمدی مرتد ہوئے تو کم از کم پچاس لاکھ عیسائی یا ہندو مسلمان ہو کر ان غیر احمدیوں میں مل جاتا۔ اگر نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ احمدی مرتد نہیں اور غیر احمدی سچے مؤمن نہیں۔‘‘

اس بات کو وہ حضرات خوب اچھی طرح جانتے ہیں جن کا کتب تاریخ سے تعلق ہے۔ یا وہ حضرات جو اخبارات وغیرہ پڑھتے ہیں کہ اخباروں اور رسالوں میں آئے دن یہ خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ آج فلاں ملک میں اتنے کافر مسلمان ہوئے۔ فلاں جگہ اتنے ہندو، عیسائی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ خلیفہ صاحب کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کتب تاریخ سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ ورنہ یہ ہرگز نہ کہتے۔

بریں عقل ودانش بباید گریست

اگر آج احمدیوں (جو اپنے آپ کو حق پر ثابت کرتے ہیں) غیر احمدیوں کے مقابلہ میں پاسنگ بھی نظر نہیں آتے اور جب سے مرزا قادیانی نے مکاری اور جھوٹی نبوت کی دوکان چلائی ہے۔ تب سے آج تک ان کی پانچ لاکھ کی تعداد ہے ہی نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر ان کے چھوٹے بڑے شیر خوار بچے سب کی میزان لگائی جائے تو بھی ان کی تعداد اتنی نہیں ہوتی تو یہ خلیفہ صاحب کا کہنا کہ اگر پانچ لاکھ احمدی مرتد ہوئے تو اس کے مقابلہ میں کم از کم پچاس لاکھ احمدیوں میں شامل ہونے چاہئیں تھے۔ یہ صرف ان بھولے بھالے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے اور دھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں مگر۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

چنانچہ سرور عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ کل دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ فرقہ ناجیہ کون ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو صحیح طور پر میری سنت پر عمل کرے اور طریق صحابہ پر چلے۔ اب ہم خلیفہ صاحب اور ان کے تمام متبعین سے سوال کرتے ہیں کہ تم اگر اپنے آپ کو حق پر ثابت کرتے ہو تو حضور علیہ السلام کی کون سی سنت پر عمل کرتے ہو اور وہ کون سا عمل اور طریق صحابہ ہے۔ جس پر عمل کر کے اپنی حقانیت کی دلیل پیش کرتے ہو۔ تمہارے پاس کوئی ایسا معیار نہیں جو سنت مصطفیٰ ﷺ اور طریق صحابہ کے مطابق ہو اور نہ تم پیش کر سکتے ہو تو تمہارا یہ حقانیت کا دعویٰ سراسر لغو اور باطل ہے۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کا طریقہ کیا تھا تو اس بات کا کتب تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے کیا کیا؟ حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ خلافت میں ہر طرف سے فتنوں نے سر اٹھایا اور مسلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ہر فتنہ کا مقابلہ کیا اور تلوار کے ساتھ جہاد کر کے ہر فتنے کو ختم کر دیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے جہاد کیا۔ کفار کی سرکوبی کی اور حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق فرمایا۔

ان الشیطان یفر من ظل عمر

کہ شیطان حضرت عمر فاروقؓ کے سائے سے بھاگتا ہے۔

مگر مرزا قادیانی سے تو شیطان ایک دم بھر کے لئے بھی جدا نہ ہوا، اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ کے متعلق ارشاد فرمایا: ”انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی“ (بخاری ج ۲ ص ۶۳۳، مسلم ج ۲ ص ۲۷۸)

کہ اے علیؓ! کیا تمہیں پسند نہیں کہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک، مگر حضرت ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: ”سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷، ترمذی ج ۲ ص ۴۵)

میری امت میں تیس یا قریب قریب ان کے دجال و کذاب پیدا ہوں گے۔ ان میں ہر شخص اس بات کا مدعی ہوگا کہ میں خدا کا رسول خدا کا نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔

سلسلہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکا۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

چنانچہ خلیفہ صاحب کے والد مرزا غلام احمد قادیانی تمام عمر اپنی نبوت ثابت کرنے کے درپے رہے اور طرح طرح کی تاویلیں بنائیں اور کہا کہ جس طرح حضرت ہارون و دیگر انبیاء بنی اسرائیل، صاحب کتاب نبی کے ماتحت رہ کر تبلیغ کے کام کو سرانجام دیتے تھے۔ اسی طرح امت محمدیہ میں میں ظلی بروزی نبی ہوں۔ صاحب کتاب نبی کوئی نہیں آئے گا۔ مگر تبلیغ کے کام کو انجام دینے کے لئے ظلی نبی آتے رہیں گے۔ یہ بھی عامۃ المسلمین کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ جو انبیاء صاحب کتاب نبی نہ تھے وہ بھی اصل نبی تھے۔ ظلی اور بروزی مجازی نبی نہ تھے۔ اس بات کو مرزا قادیانی بھی بظاہر تسلیم کرتے ہیں کہ صاحب کتاب نبی کوئی نہیں آئے گا۔ (اور مرزا قادیانی اپنے آپ کو ظلی بروزی نبی ثابت کرتے ہیں) تو وہ کون سی نبوت ہے جس کے متعلق سرور عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو ظلی نبی ثابت کیا۔ لیکن ان ہر دو حدیث سے ظلی نبوت کا ہی ابطال ہو رہا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ دعوے صرف اور صرف تن پروری کے تمام ڈھونگ ہیں۔

دوسری بات یہ کہ خلیفہ صاحب نے آیت مذکورہ ”یا ایہا الذین آمنو...... الخ!“ پیش کر کے اپنی حقانیت کی دلیل دینے کی کوشش کی۔ مگر ہم خلیفہ صاحب اور ان کی تمام ذریت امت مرزائیہ سے سوال کرتے ہیں کہ آئندہ مذکورہ میں ایمان والوں کو خطاب ہے نہ کہ تم لوگوں کو۔ لہٰذا اس آیہ کریمہ کو اپنی حقانیت کی دلیل پیش کرنے سے پہلے اپنا ایماندار ہونا ثابت کریں۔ کیونکہ مذکورہ بالا کتابوں کے (جو مرزا قادیانی کی اپنی لکھی ہوئی ہیں) حوالہ جات سے ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی نے اقرار کیا ہے کہ جہاد کو نہ تو اب فرض سمجھتا ہے اور نہ ہی آئندہ فرض سمجھے گا۔ لہٰذا جو کوئی فرضیت کا انکار کرے اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہنے والا تمام اہل اسلام کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

مرزا قادیانی نے اپنی اکثر کتابوں میں جہاد کے حرام ہونے کا ہی فتویٰ دیا ہے کہ جہاد اب جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ صرف یہی دلیل مرزا قادیانی اور ان کی تمام ذریت کے ثبوت کفر کے لئے کافی ہے۔ اب خداوند احکم الحاکمین کلام پاک کی صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔ جس

میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم ارشاد فرمایا ہے: ”وقاتلوهم حتىٰ لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله (البقره:۱۹۳)“ ﴿اے مسلمانو! کافروں سے لڑتے رہو۔ یہاں تک کہ فتنہ کفر باقی نہ رہے اور دین کل اللہ تعالیٰ ہی کا ہو جائے۔ یعنی سارا عالم، اسلام کا مطیع ہو جائے۔﴾

اس سے معلوم ہوا کہ جب تک سارا عالم، اسلام کا مطیع نہ ہو جائے۔ جہاد برابر فرض ہے۔ اس کو منسوخ کرنے کا کسی کو حق ہی نہیں۔ منسوخ کرنا تو صاحب شریعت کا کام ہوتا ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی بزعم خود کہتے ہیں کہ میں صاحب شریعت نبی نہیں تو ان کو (یعنی مرزا قادیانی) شریعت کے کسی حکم کے منسوخ کرنے کا کیا حق ہے۔ نیز حدیث ابوداؤد سے ثابت ہوتا ہے۔

”والجهاد ما منذ بعثني الله الىٰ ان يقاتل آخر هذه الامة الدجال لا يبطله جور جائر ولا عدل عادل (مشکوٰۃ ص۱۸)“ ﴿حضور نے فرمایا جہاد جاری ہے۔ جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا یہاں تک کہ اس امت کے آخری لوگ دجال سے لڑیں گے۔﴾

اس آیہ کریمہ اور حدیث پاک سے جہاد کی دائمی فرضیت کا ثبوت ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی آیات قطعیہ کا انکار کر رہے ہیں۔ جو کوئی آیات قطعیہ کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ویسے تو صرف آیہ کریمہ اور حدیث پاک ہی مرزا قادیانی اور ان کی تمام ذریت کے ثبوت کفر و ارتداد کے لئے کافی ہے۔ مگر اب مرزا قادیانی کے دیگر چند عقائد کفریہ پیش کئے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (کشتی نوح ص۲۰، خزائن ج۱۹ ص۱۸) پر لکھا ہے کہ: ”مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے۔ نہ قابل اعتراض۔“

دیکھا آپ حضرات نے؟ کہ کس زبان درازی کے ساتھ حضرت بتول مریمؑ کی شان میں گستاخی کی پھر یہ کہ نبی کی والدہ کی شان میں بدکاری کی تہمت لگا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی توہین کی۔ یہ یقیناً کفر ہے۔

اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ جو شخص نبی اور نبی کی والدہ کی شان میں ایسی صراحۃً گستاخی کرنے کے بعد بھی اپنے آپ کو مؤمن سمجھے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ بلکہ ایسی گستاخی کرنے والا تو دائرہ اسلام سے خارج اور اپنی سچائی اور حقانیت کی دلیل پیش کرنے میں بالکل جھوٹا اور مفتری ہے۔ کیونکہ قرآن پاک نے حضرت مریمؑ کی پاک دامنی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ: ”قد خلت من قبله الرسل وامه صديقه (المائده:۷۵)“ ﴿اس سے پہلے بہت رسول ہو گذرے اور اس کی ماں صدیقہ ہے۔﴾

اس آیہ کریمہ میں حضرت مائی صاحبہ کو صدیقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: ”ومريم ابنت عمران التي احصنت فرجها (التحريم:۱۲)“ ﴿اور عمران کی بیٹی مریم نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی۔﴾

اس آیہ کریمہ سے بھی حضرت مریمؑ کی پاک دامنی اور بدکاری سے برأت ثابت ہے۔

سورۂ مریم میں کہ جب حضرت جبرائیل امین لباس بشری میں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ: ”قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلما زكيه قالت انى يكون لى غلم ولم يمسسى بشر ولم اك بغياً (مریم:۱۹،۲۰)“ ﴿کہا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔ بولی (مریم) کہ میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی اجنبی آدمی نے ہاتھ تک بھی نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔﴾

تو جبرائیل امین نے کہا: ”قال كذالك قال ربك هو علىّ هين ولنجعله آية للناس ورحمة منا وكان امراً مقضيا (مریم:۲۱)“ ﴿کہا یوں ہی ہے تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔﴾

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مریم بالکل پاک دامن ہیں۔
(مرزا قادیانی نے جو یوسف نجار کا حمل قرار دیا ہے وہ سراسر لغو اور باطل ہے اور بہتان عظیم ہے)
اور جب جبرائیل امین نے لڑکے کا پتہ دیا تو حضرت مریم نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے تو

جبرائیل امین ۔نے کہا کہ تیرے رب کا حکم ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ یہ کام مجھ پر آسان ہے۔ اس مقام پر بھی قرآن پاک نے حضرت مائی صاحبہ کی پاک دامنی کا بیان فرمایا۔ ذرا اور آگے بڑھیے۔

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶) پر ہے کہ مرزا قادیانی پر وحی آتی ہے۔

''انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب ''یعنی خدا کہتا ہے کہ میں رسول کے (مرزا قادیانی) ساتھ ہوں اور جواب دیتا ہوں اس جواب میں کبھی خطا کرتا ہوں۔ کبھی صواب، اس میں اللہ تعالیٰ کو خاطی ٹھہرایا۔

(انجام آتھم ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰) ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔'' اس میں معجزات کا کھلا انکار ہے۔

(انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱) پر ہے کہ: ''آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کر دیا ہو۔ یا کسی اور ایسی ہی بیماری کا علاج کیا ہو۔'' اس مقام پر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا صاف انکار کیا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں ہے: وابری الاکمه والابرص واحیی الموتیٰ باذن الله (آل عمران:٤٩)''

مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہوگا۔ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حکم ہے کہ آپ نے مادر زاد اندھے کوڑھی کو اچھا کیا۔ مرزا قادیانی کا انکار قرآن پاک کا کھلم کھلا انکار ہے۔

اسی (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱) پر ہے کہ: ''آپ کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار تھیں اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ظالم بد بخت گستاخ نے حضرت عیسیٰ روح اللہ کلمۃ اللہ کے نسب پاک کی ایسی توہین کی کہ زبان میں طاقت نہیں کہ ان الفاظ کو دہرائے۔ آپ کے خاندان کی توہین کی کہ وہ ایسے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی لکھ دیا کہ جس طرح ان کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ حضرات غور فرمائیں کہ اس عبارت کو سن کر یا پڑھ کر دوسرا شخص کیا اندازہ لگائے گا۔

(ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹) پر ہے کہ: ''ایک بادشاہ کے زمانہ میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔'' نبی تسلیم کرتے ہوئے پھر ان کی پیش گوئیوں پر حملہ کرنا اور جھوٹا بتانا سخت توہین ہے۔ اس جملہ سے معلوم

ہوتا ہے کہ جب مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں بالکل غلط نکلیں اور مسلمانوں نے اعتراض شروع کئے تو فوراً کہہ دیا کہ میری پیش گوئی غلط نکلی۔ تو کیا ہوا۔ بہت سے انبیاء بھی تو پیش گوئی میں جھوٹے ہو چکے ہیں۔ اس طرح اپنے تقدس کو جتانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کے تقدس پر حملہ کیا جو صراحتاً کفر ہے۔

(درثمین ص۵۴) پر ہے کہ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہے۔ تمام مسلمانوں کا اجتماعی مسئلہ ہے کہ کوئی امتی، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ اپنے آپ کو نبی مرسل سے بڑھ کر کہے۔

حضرات! مرزا قادیانی کی کتابوں سے چند عبارتیں مشتے از خروارے نمونہ نقل کر دیں۔ تمام عبارات کفریہ کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ لہٰذا اسی پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

اب قارئین کرام فیصلہ قرآنی پر غور فرمائیں اور مرزا قادیانی کی کتابوں کو دیکھیں کہ اس مفتری، کذاب، مدعی نبوت نے کس بیباکی اور زبان درازی کے ساتھ انبیاء علیہم السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریمؑ کی شان میں کیسی گستاخیاں کیں۔ پھر بھی دعویٰ کہ ہم سچے مسلمان ہیں اور حق پر ہم ہی ہیں۔ کسی نے سچ کہا کہ۔

بادۂ عصیاں سے دامن تربتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے

یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ بات تو روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ مرزا قادیانی اور ان کے تمام متبعین کافر اور مرتد ہیں۔

سرور عالم ﷺ نے ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا: ”**ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم**“ ﴿تم ان سے علیحدہ اور انہیں اپنے سے باز رکھو۔ تاکہ تم کو گمراہی اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔﴾

اب تمام مسلمانوں سے گذارش ہے کہ ان مرتدین سے بالکل قطع تعلق رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق دے اور بیدین کے فتنے سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

وما علینا الا البلاغ المبین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں [illegible] کوئی نبی نہیں

خاتم

جناب مشرف بریلوی رح

ناظرین......!

ہمارا پہلا رسالہ (پمفلٹ) آپ کے ہاتھ پہنچ گیا ہے اور نہ معلوم کس قدر پرچے آپ کو ملیں۔ ہمارا مضمون رسالہ واعظ ۱۹۳۶ء سے نقل ہے اور اس کی اشاعت میں دو مخیر ہستیوں کا ہاتھ ہے۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ مضمون موتیوں میں تولنے کے قابل ہے۔ ہم اس کے بعد انشاء اللہ بہت رسالے شائع کریں گے۔ میں آپ سے اپیل کروں گا کہ جماعت تحفظ ختم نبوت سبی کو کامیاب کریں اور زیادہ سے زیادہ ممد بنیں۔ یہ ایک نیک فریضہ ہے۔

مطالبات

۱...... قادیانیوں کو غیر مسلم اور اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... ملک کا قانون بغیر کسی ترمیم کے شرعی بنایا جائے۔ کیا ملک کا برسر اقتدار طبقہ اس پر غور کرے گا؟

مشرف بریلوی!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاتم اور مجدد کے شرعی ولغوی معانی

اصل تفسیر

اس زمانہ میں بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو ان بعید احتمالات کو جو حقیقت میں قرآن مجید کی مراد نہیں۔ اس کی تفسیر قرار دے کر آیات قرآنیہ کو اپنی ہوس رانی کا ذریعہ بنانے لگے ہیں۔ حالانکہ ہر عقلمند اس بات سے واقف ہے کہ اگر لغت اور زبان کے اعتبار سے کسی کلام کے مختلف معنی ہو سکتے ہوں تو جب تک متکلم اور مخاطب کی خصوصیات کو ملحوظ نہ رکھا جائے اس کلام کا صحیح مفہوم ادا نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید عربی زبان میں ہے جو دنیا کی سب سے زیادہ وسیع اور فصیح و بلیغ زبان ہے۔ اس لئے ضروری ہے جو شخص قرآن مجید کریم کا صحیح مفہوم معلوم کرنا چاہے وہ پہلے اس زبان

میں تبحر حاصل کرے اوران تمام علوم میں مہارت تامہ پیدا کرے۔ جوعلوم الیہ کہلاتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی لازم ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ اور صحابہ، تابعین اور ائمہ لغت کے اقوال بھی اس کے پیش نظر ہوں اور تفسیر کرتے وقت اسلام کے مسلمات اور اجماع امت سے ادھر سے ادھر نہ جائے۔

قرون اولیٰ کے مفسرین (شکر اللہ مساعیهم) نے عموماً ان امور کو ملحوظ رکھا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ موجودہ زمانہ میں بعض ایسے مفسرین پیدا ہو رہے ہیں۔ جنہیں اپنی قابلیت اور تحقیق کا تو بہت بڑا دعویٰ ہے۔ لیکن جب ان کی تحریرات اور تقریرات کو دیکھا اور سنا جاتا ہے تو بے اختیار خواجہ حافظ کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

آج کل لفظ ”خاتم“ ایسے مفسرین کی جولانگاہ تحقیق بن رہا ہے اور اس کی ایسی توجیہیں پیش کی جاتی ہیں جنہیں پڑھ کر بے ساختہ ہنسی آتی ہے۔ ہمیں ایسی رکیک تاویلات کے متعلق خامہ فرسائی کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ اس قسم کی تحریرات سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ہم اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

”اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه، بحرمة سيد المرسلين وخاتم النبيين عليه وعلى أله واصحابه من الصلوٰة افضلها ومن التسليمات اكملها“

خاتم

صحابہ کرامؓ کے نزدیک خاتم کا مفہوم

خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شئ عليما (احزاب:۴۰)“ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے آخر میں ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔﴾

ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور فقہاء، محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین آیت مذکور لفظ ''خاتم'' کا یہی مفہوم سمجھتے اور بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ خود صاحب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی نہایت وضاحت سے فرمایا: ''لا نبی بعدی'' ﴿میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

(بخاری ج۲ ص۶۳۳، مسلم ج۲ ص۲۷۸) میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میرا ایک نام عاقب ہے۔ ''والعاقب الذی لیس بعده نبی'' ﴿عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔﴾

علامہ ابن قیمؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں: ''العاقب الذی جاء عقب الانبیاء فلیس بعده نبی فان العاقب هو الاخر فهو بمنزلة الخاتم'' ﴿یعنی عاقب جو حضور ﷺ کا نام ہے خاتم کا ہم معنی ہے اور اس کے معنی ہیں سب نبیوں سے پیچھے آنے والا۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔﴾

تفسیر خازن اور معالم میں بھی عاقب کے یہی معنی مذکور ہیں۔

انقطاع وحی

(مسلم ج۱ ص۱۹۹) کی ایک دوسری روایت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے۔ ''وختم بی النبیون'' ﴿پیغمبروں کا مجھ پر خاتمہ ہو چکا ہے۔﴾

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ان الرسالة والنبوة وقد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی'' ﴿بلاشبہ رسالت بھی منقطع ہو چکی ہے اور نبوت بھی۔ اس لئے میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔﴾ (ترمذی ج۲ ص۵۳)

علامہ ابن حزم اندلسی اپنی کتاب المحلی میں جو گیارہ جلدوں میں ابھی ابھی مصر میں شائع ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں: ''انه علیه السلام خاتم النبیین لا نبی بعده برهان ذالك قول الله تعالیٰ ماکان محمد'' ﴿آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔﴾

اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ ''ماکان محمد...... الخ'' اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''ان الوحی لا یکون الا الیٰ نبی وقد قال عزوجل ماکان محمد''

﴿یعنی جب سے حضور ﷺ نے وفات پائی ہے وحی منقطع ہو چکی ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی صرف نبی کی طرف ہوا کرتی ہے۔﴾

اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: ”ماکان محمد ……الخ “﴿یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔﴾

اجماع امت،

صاحب مجمع البحار تذکرۃ الموضوعات میں فرماتے ہیں: ”**الاجماع الی انه خاتم الانبیاء وایة الاحزاب نص فیه** “﴿یعنی امت کا اس اجماع ہو چکا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور آیت احزاب اس بارے میں نص ہے۔﴾

نص قرآنی کا انکار

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں: ”**وکونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه (تفسیر** روح المعانی ج۲۲ ص۳۹) “﴿آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے۔ جن کی قرآن مجید نے تصریح کی اور احادیث نے انہیں بڑی وضاحت سے بیان کر دیا اور تمام امت محمدیہ کا اس پر اجماع ہوگیا۔ جو شخص اس کے برخلاف دعویٰ کرے اسے کافر سمجھا جائے گا۔﴾

مدعی نبوت کی تکفیر پر دلائل

ملا علی قاری لکھتے ہیں: ”**ودعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع** “﴿نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔﴾ (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں: ”**ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه فهم عدم نبی بعده ابداً وعدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل وتخصیص ومن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب لهذا النص الذی اجمعت الامة علی انه غیر ماول (الاقتصاد فی الاعتقاد** ص۱۲۳) “﴿تمام امت محمدیہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور اس لفظ میں کوئی تاویل اور تخصیص نہیں ہو سکتی۔ جو شخص کسی تخصیص سے اس آیت کی تاویل کرے گا تو اس کا یہ بے معنی اور بیہودہ کلام اسے کافر کہنے سے

روک نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ نص قرآنی کی تکذیب کر رہا ہے جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص۔ ﴾

امام المفسرین علامہ ابن کثیر آیت مذکورۃ الصدر کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"هذه الاية نص فی انه لا نبی بعده واذا لا نبی بعده فلا رسول بالطريق الاولیٰ لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة (تفسير ابن كثير ج٦ ص٥٦٤)"

﴿یہ آیت اس بارے میں نص صریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت کی نسبت خاص ہے۔﴾ یعنی لفظ نبی عام ہے اور رسول خاص اور یہ قاعدہ ہے کہ عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جایا کرتی ہے۔

ان شواہد سے واقف ہونے کے بعد بھی اگر کوئی شخص لفظ "خاتم" میں کسی قسم کی تخصیص یا تاویل کا قائل ہو۔ تشریعی اور غیر تشریعی کی چکر لگا کر نص صریح اور اجماع امت کا خلاف کرے تو ہم اس کی خدمت میں اس کے سوا اور کیا عرض کر سکتے ہیں۔

اولئك اشهادی فجئنی بمثلهم
اذا جمعنا يا صديقی المجامع

لفظ خاتم کے لغوی معانی

مذکورہ بالا تصریحات کے ہوتے ہوئے ہمیں اس امر کی ضرورت نہ تھی کہ لفظ خاتم کے معنی اور طریق استعمال کے متعلق بھی کچھ تحریر کریں۔ کیونکہ یہ ایک علمی بحث ہے اور ممکن ہے کہ بعض باتیں عوام کی سمجھ میں نہ آئیں۔ لیکن محض اس خیال سے کہ وہ شبہات دور ہو جائیں جو بعض خودغرض لوگوں نے پیدا کر دیئے ہیں۔ ہم اس کے متعلق بھی کچھ تحریر کرنا چاہتے ہیں۔

لفظ "خاتم" کا مادہ "ختم" ہے۔ جس کے معنی مہر لگانے اور کسی چیز کے آخر تک پہنچے اور اسے ختم کر دینے کے ہیں اور یہ لفظ دو طرح سے پڑھا جاتا ہے۔ "خاتم" (بکسر تا) اور خاتم (بفتح تا) لیکن خاتم (بکسر تا) مشہور لغت ہے۔ چنانچہ مصباح المنیر میں ہے: "والکسرا شہرت" کا کسرہ زیادہ مشہور ہے۔

قرآن مجید میں بھی حسن اور عاصم کے سوا باقی سب قاریوں نے اسے خاتم (بکسر تا) ہی پڑھا ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: **"وقرأ الجمهور بكسر التاء وفتحها وقرأ عاصم**

وخاتم النبيين بالفتح (تفسير روح المعانى ج۲۲ ص۳۹) ''لفظ خاتم بکسر و بفتح تا دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اور عاصم نے خاتم النبیین کو بفتح تا پڑھا ہے۔

اہل لغت بیان کرتے ہیں کہ لفظ خاتم کو خواہ بکسر تا (خاتِم) پڑھو اور خواہ بفتح تا (خاتَم) معنی دونوں صورتوں میں ایک ہی ہیں۔ یعنی سب سے آخر۔ چنانچہ صاحب قاموس لکھتے ہیں: ''الخاتم أخر القوم كالخاتم ''خاتم اور خاتم دونوں کے معنی سب سے پیچھے آنے والے کے ہیں۔

کلیات ابی البقاء میں لکھتے ہیں: ''وتسمية نبينا خاتم الانبياء لان الخاتم أخر القوم (كليات ابى البقاء ص۳۱۹) ''ہمارے نبی ﷺ کو خاتم الانبیاء اس لئے کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی آخر القوم کے ہیں۔

لسان العرب میں جو عربی کا ایک مشہور اور مستند لغت ہے، لکھا ہے: ''خاتمهم أخرهم ''خاتم اور خاتم دونوں کے معنی آخر کے ہیں۔

لسان العرب کی جو عبارت ہم نے نقل کی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم جب جمع یا ضمیر جمع کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی صرف آخر کے آیا کرتے ہیں اور اسی بات کو ظاہر کرنے کے لئے اسے ضمیر جمع کی طرف مضاف کر کے دکھایا ہے۔ ایک حدیث بھی اس کے معنی کی تائید کرتی ہے۔ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ''انا خاتم الانبياء ومسجدى خاتم المساجد (كنز العمال ج۱۲ ص۲۷۵) ''﴿میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔﴾

مساجد سے مراد انبیاء کی مساجد ہیں۔ کیونکہ اسی حدیث کی دوسری روایت میں صراحۃً مذکور ہے۔ ''انا خاتم الانبياء ومسجدى خاتم مساجد الانبياء ''﴿میں آخری پیغمبر ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں سے آخری مسجد ہے۔﴾

اس حدیث کے الفاظ نے یہ قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ جمع کی طرف مضاف ہونے کی حالت میں خاتم کے معنی آخر کے آئے ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت نے ان معنی کو اور بھی واضح کر دیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: ''انى أخر الانبياء ومسجدى أخر المساجد ''﴿میں آخری نبی ہوں میں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔﴾

مجازی اور حقیقی معانی

یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ لفظ ’’خاتم‘‘ بعض اوقات بلاغت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مجازی معنی اسی وقت لئے جاتے ہیں جب حقیقی معنی متعذر اور مشکل ہوں۔ مثلاً جب کسی شخص کو ’’خاتم المحدثین‘‘ یا ’’خاتم المفسرین‘‘ یا ’’خاتم الشعراء‘‘ لکھا جاتا ہے تو مجازاً اور مبالغۃً کہا جاتا ہے۔ اس وقت حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے۔ کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں۔ اسے کیا معلوم کہ جس شخص کو وہ کسی خاص فن کا خاتم کہہ رہا ہے اس کے بعد اس جیسے یا اس سے بڑھ کر کتنے شخص پیدا ہوں گے۔ اس لئے انسان کے کلام کو ایسی حالت میں مبالغہ یا مجاز پر محمول کرنے کے سوائے کوئی چارہ ہی نہیں۔ لیکن خداوند تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہے اور اس پر سب کچھ عیاں ہے۔ اس لئے خدا کا کلام حقیقت پر محمول ہوگا۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ اس کے سینکڑوں شواہد موجود ہوں۔ بنابریں ایسی تراکیب کو خاتم النبیین کے خودساختہ معنی کے لئے بطور سند پیش کرنا بعید از عقل ونقل ہے۔

بتصدیق حدیث نبوی

خاتم کے خودساختہ اور من گھڑت معنی کی تائید میں ایک حدیث بھی پیش کی جاتی ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا: ’’**اطمئن یا عم فانك خاتم المهاجرین فی الهجرة كما انا خاتم النبیین فی النبوة** ‘‘ لیکن یہ حدیث تو خود اس امر کی دلیل بیّن ہے کہ خاتم کے معنی آخر کے ہیں۔ کیونکہ ہجرت سے مراد ہجرت مکہ ہے، اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اے چچا! آپ مطمئن رہیں۔ آپ کے بعد جو شخص مکہ کو چھوڑ کر مدینہ میں آئے گا اسے اصلاحی مہاجر کا لقب نہیں ملے گا اور وہ مہاجرین صحابہؓ میں سے شمار نہیں ہوگا۔ جس طرح میں خاتم الانبیاء ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اسی طرح تم خاتم المہاجرین ہو۔ اب تمہارے بعد کوئی صحابی مہاجر نہیں کہلائے گا۔ جس طرح حضرت عباسؓ فتح مکہ سے کچھ ہی پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے اور آپ کے بعد پھر کسی مسلمان نے ہجرت نہیں کی۔ کیونکہ ان کی ہجرت کرنے کے بعد مکہ فتح ہو کر دارالسلام ہو گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا: ’’**لا هجرة بعد الفتح** (بخاری ج۱ ص۴۳۳)‘‘ ﴿فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔﴾

اس بیان کی تائید ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے۔ جسے علامہ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں یوں نقل کیا ہے۔ ’’**استأذن العباس نبی اللہ ﷺ فی الهجرة فكتب**

اليه يا عم يا عم مكانك انت فيه فان الله يختم بك الهجرة كما ختم فی النبوة ''حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی تو حضور ﷺ نے تحریر کر بھیجا۔ ''اے میرے چچا! اے میرے چچا! تم جس جگہ ہو ابھی وہیں ٹھہرے رہو۔ کیونکہ خداتعالیٰ تم پر ہجرت اس طرح ختم کردے گا جس طرح اس نے مجھ پر نبوت ختم کردی۔''

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباسؓ نے ہجرت کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اس وقت اجازت نہ دی اور بعد ازاں اس وقت اجازت دی کہ ان کی ہجرت کے بعد ہجرت کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اس لئے آپ کو خاتم المہاجرین کا لقب ملا۔

خاتم بمعنی مہر لگانا

اگر خاتم کے معنی مہر کے لئے جائیں تو اس صورت میں ''خاتم النبیین'' کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام پیغمبروں کے بمنزلہ مہر کے ہیں۔ یعنی جس طرح مہر سے تحریر کو ختم کیا جاتا اور کسی چیز پر مہر لگا دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس میں کوئی چیز داخل نہ ہو سکے گی۔ اسی طرح حضور ﷺ کے وجود باجود کے بعد سلسلۂ نبوت میں کوئی شخص داخل نہ ہو سکے گا۔

خاتم بکسر تا اور بفتح تاء

صاحب مجمع البحار اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''خاتم النبوة بكسر التاء اے فاعل الختم وهو الا تمام٠ وبفتحها بمعنى الطابع اے شئ يدل علےٰ انه لا نبی بعده (مجمع البهار ج٤ ص١٥)'' ﴿خاتم النبوۃ بکسر تا یعنی تمام کرنے والا اور بفتح تا بمعنی مہر یعنی وہ شے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔﴾

امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لفظ ختم کے معنی تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''ويجود بذالك تارة فی الاشتياق من الشئ والمنع منه اعتباراً بما يحصل من المنع بالختم علےٰ الكتب والابواب (مفردات راغب ص١٤٢)'' ﴿یعنی چونکہ خطوط اور دروازوں پر مہر لگانے کا مطلب ان میں کسی چیز کو داخلہ سے روکتا ہے۔ اس لئے مجازی طور پر کبھی ختم سے مراد کسی چیز سے روکنا اور باز رکھنا بھی ہوتا ہے۔﴾

متنبی اسی معنی کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اروح وقد ختمت علیٰ فؤادی
بحبك ان یحل به سواکا

یعنی یہاں سے اس حالت میں جارہا ہوں کہ تم نے اپنی محبت کی مہر میرے دل پر لگادی ہے۔ تاکہ تمہارے سوائے اس میں کوئی داخل نہ ہوسکے۔

لانبی بعدی

بہرحال خواہ لفظ خاتم کو آخر کے معنی میں لیا جائے یا اس کے معنی مہر کے کئے جائیں۔ مطلب ہرصورت میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

تجدید معانی

اب اگر کوئی شخص لفظ نبی کی کوئی نئی تفسیر اور توجیہہ پیش کرے تو وہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگی۔ کیونکہ اصطلاحی الفاظ میں تصرف جائز نہیں۔ اس لئے شریعت نے الفاظ موہمہ کے استعمال سے روکا ہے۔ یعنی ایسے الفاظ کے استعمال کی اجازت نہیں دی۔ جس میں کسی شرعی حکم کے خلاف کا پہلو بھی موجود نہ تھا۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حکم ہوتا ہے۔ ”لا تقولوا راعنا“ یعنی حضور ﷺ کو لفظ راعنا سے مخاطب نہ کیا کرو۔ کیونکہ اس میں ذم کا ایک پہلو بھی موجود تھا۔ احادیث میں بہت سے الفاظ استعمال کرنے کی ممانعت اسی بناء پر وارد ہے۔

بعض لوگوں کا یہ قول کہ ائمہ لغت نے جو خاتم النبیین میں خاتم کے معنی آخر کے لکھے ہیں۔ یہ محض ان کے اپنے عقیدے کا اظہار ہے۔ جو حجت نہیں۔ غالب مرحوم کے اس مصرعہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

کیونکہ موجودہ زمانہ میں بہت سے غیرمسلم اہل قلم نے عربی زبان کے لغت مرتب کئے ہیں۔ مگر اس معنی پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اگر بالفرض یہ معنی غلط ہیں تو کیا ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک مسلمانوں میں کوئی ایسا صاحب علم اور محقق پیدا نہیں ہوا جو اس غلطی سے لوگوں کو آگاہ کرتا اور بقول ان کے یہ سب کتب لغت ناقابل اعتبار ہیں تو کیا دنیا میں عربی زبان کا کوئی ایسا لغت بھی ہے جو قابل اعتبار ہو۔ اگر ہے تو کون سا؟ اور اس پر اعتبار کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بحالت اضافت خاتم کے معنی صرف افضل کے آتے ہیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کسی امام فن کا قول پیش کرتے۔ جس میں صراحۃً یہ مذکور ہوتا کہ جمع کی طرف مضاف ہونے کی حالت میں خاتم کے معنی صرف افضل کے ہوتے ہیں۔

یقولون اقوالا ولا یعلمونها
ولو قیل هالو حققوا لم یحققوا

ختم نبوت

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائده:۳)''

حضرات! میرے لئے جو مضمون تجویز کیا گیا ہے۔ اس کی عظمت اس امر کی متقاضی تھی اور ہے، کہ کوئی عظیم الشان صاحب علم اس پر تقریر کرتا۔ لیکن میں اپنے محدود علم کی بناء پر جس قدر کہہ سکتا ہوں، کہوں گا۔ مضمون ہے۔ ''ختم نبوت'' جو مسلمانوں میں بہت سمجھا جارہا ہے۔ اوّل اس لئے کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے ایک جماعت ختم نبوت کی بجائے اجرائے نبوت کی قائل ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ ایک جدید تعلیم یافتہ طبقہ اپنی آزادی کی بناء پر ختم نبوت کا منکر اور اجرائے نبوت کا مؤید ہے اور کہتا ہے کہ اخلاق انسان کی اصلاح کے لئے نبی کی برابر ضرورت ہے۔

لفظ نبی کی لغوی تحقیق

نبی، نبو، نبا۔ یہ تین لفظ ہیں۔ جن سے نبوت کا لفظ ماخوذ ہے۔ ازروئے لغت نبی بروزن فعیل کا مفہوم ہے۔ اطلاع دینے والا، اطلاع پہنچانے والا۔ پس اطلاع دینے کا نام بھی نبوت، اطلاع پہنچانا بھی نبوت۔ قرآن کریم کے الفاظ اس بات کے گواہ ہیں۔ آپ نے پہلے پارہ میں پڑھا ہوگا کہ ''انبئونی'' بتادو مجھے۔ اطلاع دو مجھے۔ ''ذالك من انباء الغیب (آل عمران:٤٤)'' یہ غیبی اطلاعات ہیں۔ ''من انباك هذا (التحریم:٣)'' تمہیں یہ بات کس نے بتائی۔ جواب دیا گیا کہ مجھے بے انتہاء علم والے نے یہ بات بتائی۔ کوئی بات بتا دینا۔ کوئی عظیم الشان بات بتا دینا، یا کسی کو پہنچا دینا اس کا نام لغت میں نبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام نے تسلیم کیا ہے کہ لفظ نبوت شرعاً منقول ہے۔ (شرح مواقف ص۲۶۳) لغوی معنوں میں جو وسعت ہے وہ شرعی معنوں میں نہیں۔

آپ کو علم ہے کہ: ''سود'' فائدے کو کہتے ہیں۔ فلاں چیز میں کوئی سود نہیں۔ فلاں بات سود مند ہے۔ میری نصیحت زید کے لئے بڑی سود مند ثابت ہوئی۔ لیکن شرعاً یہ وسعت محدود ہے۔ صلوٰۃ لغۃً اظہار نیاز مندی کو کہتے ہیں۔ کائنات کا ہر ذرہ اسی معنی کے حساب سے مصلی ہے۔ پرندے، درندے، چرندے بلکہ کائنات کا ہر ذرہ اور ہر چیز اپنے اپنے رنگ میں بزبان حال اپنی اپنی نیاز مندی کا اظہار کر رہی ہے۔ لیکن یہی لفظ جب ''یقیمون الصلوٰۃ'' میں آئے گا تو اس کے معنی محض اظہار نیاز مندی کے نہ ہوں گے۔ بلکہ مخصوص طریق عبادت مقصود ہوگا۔ لغوی وسعت بسا اوقات شریعت میں قائم نہیں رہتی بلکہ محدود ہو جاتی ہے۔

اگر لفظ نبی کو جو فعیل کے وزن پر ہے۔ فاعل کے معنی میں استعمال کیا جائے تو اس کے معنی ہوں گے اطلاع دینے والا۔ گویا ہر اطلاع دینے والے کا نام نبی ہے اور اگر مفعول کے معنی لئے جائیں تو اس کے معنی ہوں گے اطلاع دیا گیا۔ گویا دونوں لغوی معنی میں نبی ہیں۔ اگر کوئی شخص نبوت کے لغوی معنی کی وسعت کو سامنے رکھ کر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبی ہوں تو میرے یہ بزرگ جو قلم ہاتھ میں لئے لکھ رہے ہیں۔ نبی ہیں اور میں جو اطلاع دے رہا ہوں نبی ہوں۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ لغت ہی کی آڑ لینی ہے تو پھر ہر اطلاع یابندہ اور ہر اطلاع دہندہ بلکہ لغوی معنی کی وسعت کو نظر انداز کرتے ہوئے اگر ایک چور یا ڈاکو نے کوئی اطلاع دی۔ اطلاع کے لئے ضروری نہیں کہ وہ فری پریس کی ہو۔ بلکہ کوئی اطلاع ہو۔ غلط ہو جھوٹی ہو تو وہ چور یا ڈاکو بھی نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نکوکار و بدکار اطلاع دہندہ یا اطلاع یابندہ لغوی اعتبار سے نبی ہے۔ غرض اگر نبوت کے لغوی معنی کی وسعت کو سامنے رکھتے ہوئے زید مدعی نبوت ہے تو اس کی طرح ہر کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ زید کی تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں۔

نبوت کا شرعی مفہوم

لیکن شریعت یا قرآن میں لفظ نبوت کو عام لغوی نہیں بلکہ مخصوص شرعی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں بھی لوگوں نے ٹھوکریں کھائیں۔ قرآن کی اصطلاح میں نبوت کیا ہے۔

کیا خدا سے ہم کلام ہونا نبوت ہے؟

بعض لوگوں نے محض خدا سے ہم کلام ہونا، مکالمہ یعنی محض خداوند کریم کا کسی سے کوئی بات کہنا اور اس کی یعنی کہنے والے کی بات کا اسے جواب دینا۔ کیونکہ مکالمہ باب مفاعلہ سے

ہے۔ پس نبوت نام ہے شرف ہم کلامی حاصل کرنے کا۔ یعنی نبوت مکالمہ کا نام ہے۔ لیکن یہ نظریہ بھی غلط ہے۔ کائنات کی کون سی چیز اور مخلوقات میں سے کون سی مخلوق ہے۔ جسے پروردگار نے اپنے کلام سے نہیں نوازا۔ کیا تمہیں نہیں نوازا؟

کلام، مکالمہ آپ دیکھیں کہ انسان تو بڑی چیز ہے۔ اس نے اپنے کلام سے ابلیس کو نوازا۔ ”مامنعك (الاعراف:۱۲)“ کون متکلم ہے؟ خدا متکلم ہے۔ جب میں نے تم کو حکم دیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کیوں کی؟ ابلیس مخاطب، خدا متکلم۔ پس اگر آپ محض مکالمے کی بناء پر کسی کو نبی ٹھہرانے لگیں تو خیال کرنا کہ قرآن میں خدا نے فرعون کو بھی اپنے کلام سے نوازا۔ فرعون کو ڈوبتے ہوئے کس نے کہا تھا کہ اب خدا پرستی یاد آئی؟ یہ کون بول رہا تھا؟ تم کہہ سکتے ہو کہ بوساطت جبرئیل لیکن پھر وہی بات نبیوں سے بھی گفتگو بوساطت جبرائیل ہی ہوتی تھی۔ کیا تم نے دیکھی نہیں کہ اس نے تو کائنات میں سے زمین کو، آسمان کو اپنے کلام سے نوازا۔ (حم السجدہ:۲)

ہم اس کلام کی کیفیت نہیں سمجھ سکتے۔ قرآن پر ایمان ہے۔ اس نے ہر ذرہ کو نوازا۔ قرآن کریم میں ہے۔ آسمان سے کہا: اس کے ہر ذرے کو کہا۔ زمین کے ٹکڑے کو کہا۔ کیا تم خوش ہو کر میرے قوانین کی پابندی کرو گے۔ یا ناخوش ہو کر۔ جواب میں زمین و آسمان کا ہر ذرہ بول اٹھا۔ ہم خوش ہو کر تعمیل کریں گے۔ پھر کیا زمین آسمان کے ہر ذرے کو تم نبی کہو گے؟ کس نے کہا تھا کہ اے زمین اپنا پانی چوس لے۔ خدا نے کہا۔ (ھود:۴)

اور اے آسمان تو اپنے پانی کو روک لے۔ کیا اس نے اس کلام سے زمین و آسمان کو نہیں نوازا۔ بلکہ تمہیں تو تسلیم کرنا ہوگا۔

طفل رادر مہد گویا او کند

بولنا کس نے سکھایا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے سکھایا۔ جہاں میں مختلف رنگتیں دینے والا ہوں۔ وہاں مختلف بولیوں کا درس دینے والا بھی ہوں۔ (الروم)

میرے ہی دربار سے تمہیں فیض ملا۔ پھر کیا نبوت محض مکالمے کا نام ہے؟

کیا محض وحی والہام کا نام نبوت ہے؟

اس کے بعد دوسرا قول یہ ہے کہ نبوت محض الہام کا نام ہے۔ نبوت کی بنیاد الہام پر ہے۔ ”الہام“ کوئی بات کسی کو القاء کرنا، سوتے یا جاگتے ہوئے کسی بات کو اس کے دل میں ڈال

دینا۔ کیا نبوت کا دارومدار محض وحی اور الہام پر ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ قرآن کہتا ہے غلط ہے۔ اس نے شہد کی مکھی کو نوازا۔ (النحل:٦٨)

مکھی کو تم سے افضل کیوں نہ کہا جائے۔ اس کا پیدا کیا ہوا شہد شفاء للناس ہے۔ تمہارا ١ پیدا کیا ہوا کلام "مرض للناس، واوحیٰ ربك "تمہارے پالنے والے نے شہد کی مکھی کو نوزا۔ کہا تو جس چیز کو تیار کرنا چاہتی ہے وہ شہروں کی بجائے جنگلوں میں تیار کرنا۔ میں نے اسے یہ بات بتائی ہے۔ آخر اس نے کس کی سرگوشی پر۔ کس کی وحی پر۔ کس کے الہام پر شہد تیار کیا؟ میرے بتانے پر۔ ہاں اسی چیز کو تم نے دیکھا ہوگا کہ خود تم کو نوازا۔ وہ کون سی چیز ہے قسم کھا کر کہہ رہا ہے۔ وہ خود تمہاری زندگی کو بطور دلیل پیش کر رہا ہے۔ اس نے تم میں نفع نقصان کے معلوم کرنے کا مادہ پیدا کیا۔ وہ کہتا ہے۔ میں نے تمہیں نوازا۔ میں نے ہر ایک کو نوازا۔ تم محض وحی اور محض الہام کی بناء پر نبوت کے دعویدار بننا چاہتے ہو۔ میں کہتا ہوں ختم نبوت پر پھر بحث کرنا۔ پہلے نبوت پر بحث کرو۔ اگر تمہارا یہ دعویٰ سچا سمجھ لیا جائے تو تمہیں ماننا ہوگا کہ حضرت موسیٰ کی ماں بھی نبی تھی۔ بلکہ دنیا کی ہر ماں نبی ہوئی۔ خدا کہتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو دودھ پلانے کا درس ہم نے دیا۔ بیٹے کو صندوق میں بند کیا۔ وہ سمجھتی تھی کہ یہ میرے اپنے غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ نہیں میں نے اسے سمجھایا تھا کہ اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دو۔ (القصص:٧)

کیا تم زید کو مدعی وحی ہونے کی بناء پر نبی مانتے ہو۔ پھر حضرت مسیح کی ماں کو نبی کیوں نہیں مانتے۔ کیا چیز روکتی ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ وہ نبی نہ تھیں۔ لیکن وحی الہام اور کلام سے انہیں نوازا۔ خدا کہتا ہے کہ میں نے تم کو دنیا کی عورتوں پر سربلندی بخشی۔ اگر یہ وحی اور الہام سب کچھ محدود ہے۔ قرآن کہتا ہے پروردگار اس وحی سے غلامان محمد کو قیامت تک نوازتا رہے گا۔ فرشتے ان کے پاس خدا کی طرف سے آتے رہیں گے۔ (حم السجدہ)

وہ کس کو نہیں نوازتا۔ زید عمرو کو نوازتا ہے۔ تم قدر نہیں کرتے۔ اگر محض مکالمے پر نبوت کا دارومدار ہوتا تو مکھی تشبیہ دینے کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا کہتا ہے۔ ہم نے تم کو اس الہام سے نہیں نوازا۔ جس سے مکھی چیونٹی اور ہر ذرے کو نوازا۔ بلکہ اس وحی سے نوازا ہے۔ جس سے نوح اور ابراہیم جیسے عظیم الشان نبیوں کو نوازا تھا۔ (نساء:٢٣)

شریعت میں نبوت کا صحیح مفہوم

خدا نے ضروریات زندگی میں انسان کی رہنمائی کے لئے اسے وجدان کی ہدایت سے نوزا۔ جو اس کی رہنمائی ایک محدود دائرہ تک ہے۔ پھر عقل کی رہنمائی کا دائرہ شروع ہوتا ہے۔ عقل کی رہنمائی بھی ایک خاص حد تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ پھر ہدایت کی نبوت کی ضرورت ہے۔ وہ کیا چیز ہے۔ نسل انسانی کی نجات فلاح اور سعادت دارین، جو خدائی نصب العین کی پابندی پر موقوف ہے۔ اس کو کسی ایسے انسان کے ذریعے پیش کرنا ہے جس کی امانت اور دیانت پر نامزدگی سے قبل لوگوں کو اعتماد ہو۔ گویا ہدایت نبوت ایسے شخص کی وساطت سے نسل انسانی کے سامنے ایک ایسے پروگرام اور ایک ایسے پورے پورے نصب العین کو رکھ دینے کا نام ہے جس پر نسل انسانی کی نجات اور دار و مدار ہو۔

مقام نبوت کیا ہے؟ تنہا مکالمہ و تنہا وحی؟ اور تنہا الہام؟ نہیں آخر وہ کیا چیز ہے؟ مخصوص ہدایت مخصوص الہام اور مخصوص وحی کیا چیز ہے؟ قرآن یہ کہتا ہے کہ نسل انسانی کی فلاح و سعادت جس خدائی نصب العین پر موقوف ہے اس نصب العین کو کسی ایسے انسان کے واسطے سے دنیا میں پیش کرنا جس کی امانت و دیانت پر نامزدگی سے قبل لوگوں کو پورا پورا اعتماد ہو۔ لوگوں نے صالح علیہ السلام سے پوچھا اس نامزدگی سے پہلے تو چنگا بھلا انسان تھا۔ (ھود:٦٢)

تیری دیانت پر ہمیں اعتماد تھا۔ اب تو نے یہ نصب العین پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ نصب العین کا تجویز کرنے والا اللہ ہی ہے۔ اس پر نسل انسانی کی فلاح کا دار و مدار ہے۔ لیکن اس کی نشر و اشاعت کے لئے کسی ایرے غیرے کو نامزد نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسے جس کی امانت و دیانت پر قبل از نامزدگی اعتماد تھا۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے لوگوں سے کہا۔ میں پہلے تو صادق مصدوق اور امین مشہور تھا۔ لیکن اب تم بگڑ بیٹھے ہو۔ گویا نبوت نامزدگی ہے۔ نبوت ایک موہبت ہے۔ اس لئے پروردگار نے نسل انسانی کو خلافت ارضی کو سپرد کرتے ہی بتا دیا کہ وہ نصب العین کیا ہے۔ جس کی پابندی پر نسل انسانی کی سعادت و فلاح کا دار و مدار ہے۔ اس نے وقتاً فوقتاً نسل انسانی کے لئے اس کے ظرف حالت و فہم کے مطابق نصب العین پیش کیا اور اس میں ترقی کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

قرآن کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حالات و ظروف بدل جانے کے بعد لوگوں کے سامنے نئی چیزیں پیش کیں۔ (آل عمران) نبوت یہ چیز ہے۔

آخری مکمل نصب العین

پروردگار نے نسل انسانی کے سارے مستقبل کے اندازے کے بعد ایک ایسا مکمل نصب العین تجویز کیا۔ جس کا نام قرآن ہے اور جو قوائے انسانی میں ہر قسم کی ترقی کا امکان مانتے ہوئے بھی مکمل ہے۔ اس میں تبدیلی کی مطلق گنجائش نہیں۔ یہ نہایت سادہ اور آسان تجویز کیا گیا ہے اور نسل انسانی کی زندگی کے ہر دور میں مفید ہے۔ تمدن اور معاشرت بدل جائے۔ لوگ قمر تک پہنچیں ایک منٹ میں سینکڑوں میل طے کریں۔ لیکن نصب العین وہی رہے گا اور نسل انسانی کی بقاء تک اسی سے تمام مقاصد حاصل ہوتے چلے جائیں گے۔ خدا نے اسی نصب العین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ اس سے قبل کوئی نصب العین اس طرح محفوظ نہیں رہا۔

معیار نبوت

آج کل نبوت و رسالت کے دعوے کو ایک تجارتی چیز سمجھ لیا گیا ہے۔ لیکن نبوت کے صحیح مفہوم اور حقیقت پر غور نہیں کیا جاتا۔ آپ کے سامنے یہ چیز آ چکی ہے کہ نبوت محض اطلاع پانے یا اطلاع پہنچانے کا نام۔ نبی اطلاع دہندے یا اطلاع یابندہ کا نام نہیں۔ اگر صرف اطلاع دہندگی یا اطلاع یابندگی کو نبوت کا معیار ٹھہرا لیا جائے تو کافر، فاجر، ابلیس اور فرعون بھی اس کی ذیل میں آ جائیں گے۔ اگر نبوت کا معیار صرف مکالمہ ہو تو پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے عورتوں کو بھی اپنے کلام سے نوازا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی نبی کوئی رسول نہیں۔ اس کلام کو خواب یا بیداری میں تسلیم کریں یا عالم کشف میں یا عالم مثال میں۔ یہ سب انسانی اصطلاحات ہیں۔ ایک حقیقت کو ان تمام الفاظ سے ملوث کرنے کی ضرورت نہیں۔ آخر آپ نے کس چیز کو معیار نبوت و رسالت سمجھ رکھا ہے۔ اگر آپ ان مختصر اشاروں کے ماتحت قرآن کریم کا خود مطالعہ کریں گے تو آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص کہے کہ چونکہ مجھے سچے خواب آتے ہیں۔ اس لئے میں نبی ہوں۔ تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ سچے خواب تو مشرکوں اور کافروں کو بھی آتے ہیں۔ حضرت یوسف کے ساتھیوں نے جیل میں ایک خواب دیکھا۔ کیا وہ خواب جھوٹا تھا۔ نہیں سچا تھا نیز اسی زمانہ کے غیر مسلم بادشاہ نے خواب دیکھا۔ دنیا کہہ رہی تھی کہ یہ غلط ہے۔ لیکن اس سچے نبی نے صاف صاف کہہ دیا۔ (یوسف)

جس طرح ابھی کسی شاعر نے جوبلی کے متعلق نظم میں کہا ہے کہ رعایا کا پیٹ خالی ہے۔ بادشاہ کو اس کی فکر کرنی چاہیئے۔

رعیت جو بیخ است وسلطان درخت

یہ اتنی بڑی حقیقت ہے اور ایسے آدمی پر منکشف ہوتی ہے جسے آپ کبھی نبی ماننے کو تیار نہیں۔ نبوت کے معیار مختلف مقرر کیے جاتے ہیں۔ اس نبوت کے متعلق میں پھر وہی کہوں گا کہ معیار کیا ہے۔ لوگوں نے اپنے دعاوی نبوت کی بنیادیں کس چیز پر رکھی ہیں اور قرآن نبوت کا معیار کیا ٹھہراتا ہے۔ پھر انسان فیصلہ کر سکتا ہے کہ آیا اس قرآن کریم کی موجودگی میں دعویٰ نبوت صحیح ہے یا غلط۔ مدعیٔ نبوت صادق ہے یا کاذب۔ نبوت کیا ہے؟ ''سفارۃ بین اللہ وبین الناس'' (مفردات القرآن) منہاج نبوت کیا ہے۔ ایک نصب العین، ایک کتاب، ایک دستور العمل، عقائد واعمال صحیحہ کا مجموعہ جس کے حسن وقبح میں تمیز کرنے سے انسان کی عقل عاجز ہے۔ اس نصب العین کو آپ زبور کہیں، کتاب کہیں، آیات کہیں، بینات کہیں، نور کہیں، شفا کہیں، فرقان کہیں، قرآن کہیں، ذکر کہیں، رسول کہیں۔ بہر حال یہ سب چیزیں تعبیر کہیں۔ اس نصب العین الٰہی جس کے تجویز کرنے میں کسی انسان کا فرشتے کا ذرہ برابر مشورہ شامل نہیں۔ وہ علیم بذات الصدور کا اپنا تجویز کردہ نصب العین ہے۔ وہ ایسے پاکباز انسانوں کے فیصلے سے انسانوں کو اس سے آگاہ کرتا رہا ہے۔ جس کی امانت ودیانت پر اس عہدے پر سرفراز ہونے سے قبل نسل انسانی کو پورا پورا اعتقاد حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ نبیوں کی زندگی کو نبوت سے پہلے بطور شہادت کے پیش کرتا ہے۔ ہر رسول کے متعلق ہے رسول امین، آپ ان تذکروں کو پڑھیں۔ ان کی زندگی میں یہی ملے گا کہ ''انی رسول امین'' رسول کے الفاظ ہیں کہ خدا نے مجھے اس نصب العین کی نشر واشاعت کے لئے ممتاز کیا۔ کیونکہ میری دیانت وامانت پر پہلے تو اعتماد تھا۔ میری زندگی تمہارے سامنے ہے۔ (یونس) اس برے ماحول میں رہتے ہوئے میرا دامن بدکاری اور بدگوئی وغیرہ سے پاک رہا۔ تمہاری گودوں میں پلا۔ تمہاری صحبتوں میں رہا۔ ساتھ مل کر تجارت کی۔ لیکن میرا دامن خیانت یا بددیانتی سے پاک رہا۔ (النجم) میں تم کو اس نصب العین سے آگاہ کرتا ہوں۔ جس پر انسانی فلاح کا دارومدار ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے یہی چیز نسل انسانی کے اوّلین فرد (آدم کے) سامنے نہ تھی۔ اس کی طبیعت سلیم تھی۔ وجدان صحیح تھا۔ عقل کامل تھی۔ لیکن اس نور نبوت کے سامنے نہ ہونے کے باعث اسے ٹھوکر لگی۔ (البقرہ) تو تم اپنے وجدان اور عقل پر ہر جگہ اعتماد نہیں کر سکتے۔ اس نور نبوت کے بغیر ٹھوکریں لگتی ہیں۔

شخصیتیں مقصود نہیں

قرآن جگہ جگہ یہ اعلان کرتا ہے کہ بعثت انبیاء سے مقصود ان کی شخصیتیں نہ تھیں بلکہ خود کتاب تھی۔ ہم نے نبیوں سے عہد و پیان لیا۔ جب ہم نے انہیں رشد و فلاح کا نصب العین دینا چاہا۔ ہم نے ان کو وہ نصب العین دیا۔ جسے حق و باطل اور صحت و فساد میں تمیز کرنے کی میزان کہا جا سکتا ہے۔ مدت تک یہی رواج اور دستور رہا اور اس کی اشاعت کے لئے نبیوں کی ضرورت پیش آئی۔ اگر ہم پیغمبروں اور نبیوں کے ذریعہ تمہارے پروگرام سے تمہیں آگاہ نہ کرتے تو پھر تم پر تمہاری جوابدہی کے لئے خدا کی طرف سے اتمام حجت بھی نہ ہوتی اور تم جوابدہ ہی نہ ٹھہرتے۔ جزا و سزا کا سلسلہ ہی ختم ہو جاتا۔ (النساء)

آپ نے غور کیا ہوگا کہ قرآن نے نبیوں کو دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجا۔ کیا نوح علیہ السلام کو دوبارہ بھیجا گیا یا نصب العین کو؟ ہود، کلیم، صالح، اور ابراہیم کو نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ ان کے پیش کردہ نصب العین کو دوبارہ پیش کیا گیا۔ (الشوریٰ:۱۳)

جس کی تبلیغ ان پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانہ میں کی تھی۔ کیا شخصیتیں قابل اتباع ہوتی ہیں؟ نہیں! بلکہ مفید و کارآمد تعلیم واجب الاتباع ہونی چاہئے۔

آج نسل انسانی کے سامنے ایک نصب العین الٰہی کو پیش کرنا چاہئے۔ جسے حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک تمام نبیوں نے اپنے اپنے دور میں خاص حالات اور خاص زبانوں میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ حقیقت زبان سے تبدیل نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کہتا ہے۔ جب نسل انسانی کی رہنمائی کی ضرورت ہوئی تو ہم نے اس چیز کو کسی دوسری زبان میں پیش کیا۔ حقیقت ایک تھی۔ ماحول بدلا۔ شخصیتیں بدلیں۔ صورتیں بدلیں۔ لیکن مادہ یعنی نصب العین نہ بدلا۔ بلکہ وہی رہا۔ صورتوں کی تبدیلی سے مادہ نہیں بدلا جا سکتا۔ بار بار انہیں یہی تنبیہ ہوئی ہے۔ آپ نے غور کیا ہوگا کہ قرآن نے ایمان کامل کا معیار کیا رکھا ہے۔ اسی نصب العین کی تصدیق کو رکھا ہے۔ آل عمران اور بقرہ میں ہے۔ ہم اس نصب العین کی تصدیق کرتے ہیں۔ جس کی نشر و اشاعت خدا وقتاً فوقتاً اپنے معزز نکوکار بندوں کے لئے کرتا رہا ہے۔ متکلمین نے ایمان کی یہی تعریف کی ہے۔ تصدیق کرنی اس نصب العین کی جسے پیش کیا رسول کریم نے۔

(فتح الباری ج ا شرح مواقف)

نصب العین کے بقاء کی ضرورت

ضرورت تھی ابقائے سنت ایزدی کی۔ ضرورت تھی ابقائے دین کی۔ خدائے ذوالجلال نے جس کا ایزدی علم ماضی کی طرح مستقبل پر بھی حاوی ہے۔ جو انسانی ترقیوں کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ اس سلسلہ کو ختم کرنے کی خاطر تا کہ کسی شخص کے دعویٰ نبوت کے بعد اس کی تصدیق کی ضرورت کا امکان ہی نہ رہے اور آئندہ کے لئے لوگوں کو اس امر کا انتظار نہ رہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی نصب العین پیش ہونے والا ہے۔ تحدی کے ساتھ فرمایا کہ: ”الیوم اکملت لکم دینکم“ تم یوم کو خواہ متعارف معنی میں لو یا غیر متعارف معنی میں۔ بہر حال خدا کا یوم یوم ظہور القرآن ہے۔ نبی کا یوم یوم نبوت ہے۔ نزول القرآن کا سارا وقت یوم ہے۔ جس میں یہ نور مجسم سرور دو جہاں کی وساطت سے پیش ہوتا رہا۔

رسول کریم ﷺ کی وساطت ہمیشہ اور سب کے لئے ہے

یہ دعویٰ کرنا کہ نبوت کا معیار صرف وہ چند ہدایتیں ہیں۔ جو انسان کی طرف یا انسان پر خدا کی طرف سے نازل ہوں سراسر غلط ہے۔ کیونکہ قرآن کی تمام ہدایتیں رسول پاک کی وساطت سے تمام نسل انسانی کو دی گئی ہیں۔ کیا قرآن کریم کی ایک ایک آیت بوساطت حضرت رسول کریم ﷺ تمہاری طرف خدا کی جانب سے نازل نہیں ہوئی۔ کیا تم منزل الیہ نہیں۔ جس حد تک حضور ﷺ کی وساطت کا سوال ہے۔ سب کے لئے یکساں ہے۔ اگر وساطت موجود ہے تو زید اور عمرو کی تمیز باقی نہیں رہتی اور مدعی کا دعویٰ غلط ٹھہرتا ہے۔ قرآن رسول کریم پر نازل ہوا۔ اس نے تم کو ایمان کا کامل معیار بتایا۔ ہم اس نصب العین پر ایمان لاتے ہیں جو تو نے ہماری طرف نازل کیا۔ اس کی ایک ایک آیت نہ صرف مسلمانوں پر بلکہ نسل انسانی کے ہر فرد پر نازل ہوئی۔ بعض علماء کا منزل علیہ اور منزل الیہ میں فرق کرنے کی غرض سے علیٰ اور الیٰ پر بحث کرنا فضول ہے۔

”واذکروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم (بقرہ:۲۳۱)“ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو رسول کی وساطت سے اتارا گیا ہے۔ اس نے ہم جیسے کتوں کو حضرت خاتم النبیین ﷺ کے صدقہ سے نوازا۔ خدا کا وہ انعام یاد کرو۔ خدا نے نازل کیا کتاب کو جو محکم ہے۔ سراپا حکمت ہے اور وہ تمہیں مرحمت فرمائی۔ دوسرے مقام پر کہا ہے۔ کیا تم خدا کو چھوڑ کر کسی اور سے فیصلہ کراتے ہو۔ حالانکہ اس خدا نے تم پر وہ عدل وانصاف کا بہترین قانون نازل کیا۔

بہ وساطت رسول کریم (الانعام:۱۳۷) خداوند کریم نے تم پر یہ حکم نازل کیا ہے کہ جس محفل میں خدا کے کلام کا استہزاء کیا جارہا ہو۔ تم اس محفل سے اٹھ جاؤ۔ (النساء:۲۰) اس نے صرف سرور جہاں ہی کو قرآن میں مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ تمام نسل انسانی کو مخاطب کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشن کالج کے پرنسپل نے اسلامیہ کالج کے ہال میں کہا۔ تم اس نبی آخر الزمان حضرت رحمتہ اللعالمین کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہو۔ جو تم کہتے ہو کہ ہمارے پیغمبر نے کہا یا پیغمبر اسلام نے کہا۔

دیکھو وہ عیسائی ہو کر کہتا ہے کہ تم اس عمل میں حضور ﷺ کی توہین کر رہے ہو۔ وہ صرف اہل اسلام کا نہیں بلکہ ہندو، یہودی اور نصرانی اور تمام نسل انسانی کا پیغمبر ہے۔ مقصود تو یہ ہے کہ نجات حضور ﷺ کی پیش کردہ کتاب کی اتباع سے وابستہ ہے۔ ”الیوم اکملت لکم دینکم “ کی آیت کیوں نازل ہوئی۔ وہ یوم اس وقت ختم ہوا جب رحمتہ اللعالمین کی وفات کی گھڑی قریب آئی۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں

اس کی نبوت کا یوم بہترین یوم تھا۔ کیونکہ بہترین نصب العین وقت ہوتا، یعنی پانچ سو۔ دو ہزار یا پانچ ہزار سال کے لئے ہوتا تو اس کے ہمیشہ کے لئے محفوظ رہنے کے دعوے کئے جاتے۔ قرآن نے ہر چیز کو فطرت انسانی کے مطابق پیش کیا۔ قرآن کی موجودگی میں کسی اور نصب العین کی ضرورت نہ تھی۔ پھر کسی نبی کو بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ پھر نبی کس لئے آئے گا۔ کیونکہ قرآن کریم کی حفاظت کے لئے تو نہیں آئے گا۔ آواز بلند کی جاتی ہے کہ نبی قوت قدسیہ کے ذریعہ لوگوں کے اخلاق سنوارتا ہے۔ وہ قوت قدسیہ کیا ہے۔ وہ قرآن کریم کے نور سے پیدا ہوتی ہے۔ پیٹنٹ دواؤں پر غور کرو۔ بعض گولیاں بچوں کو جلاب دینے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ بعض دوائیں کسی خاص بیماری کے لئے تریاق ہوتی ہیں۔ کیا ان دواؤں میں ڈاکٹر کے کہنے سے اثر پیدا ہوتا ہے۔ کیا قرآن کریم کا اثر کسی شخصیت کے بنانے کے تابع ہے؟ عوام کہتے ہیں کہ قرآن میں اثر و برکت نہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ بیسوں دواؤں کو تو کوئی یونانی دوا فروش بھی اپنے مطب میں نہیں رکھتا۔ باہر پھینک دیتا ہے۔ پھر کیوں خدا نے اسے محفوظ رکھنے کا ذمہ اٹھایا ہے۔ وہ اثر رکھتا ہے۔ لیکن تم نے اسے لکڑی اور لوہے کی الماریوں کی زینت بنا رکھا ہے۔ جب تک یہ چیز تمہارے دل و دماغ میں تھی دنیا تمہاری عزت کرتی تھی۔ لیکن جب دل سے نکل گئی تو تمہارے لئے ذلت کا باعث ہوئی۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی

اور

مسئلہ جہاد

مولانا خلیل الرحمٰن پانی پتیؒ

”الجہاد ماض الیٰ یوم القیامۃ (حدیث)“

جہاد فی سبیل اللہ!

مسئلہ جہاد قرآن وحدیث، تواتر، وتعامل امت سے ثابت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسئلہ جہاد سے انکار کرتے ہیں اور مرزائی بھی۔ بنابریں مسلمان ملکوں اور مسلمانوں کو، یا جن ملکوں میں یہ رہتے ہوں ان کو کسی وقت بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد، اس کی اہمیت کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جہاد کو ممنوع ومنسوخ قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں ان کی اپنی تحریریں پیش کی گئی ہیں۔

خلیل الرحمٰن صاحب پانی پتی، فاضل دیوبند

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جہاد فی سبیل اللہ

اسلام ایک انقلابی نظریہ ومسلک ہے جو تمام دنیا کے نظم کو بدلنا چاہتا ہے اور یہ ردوبدل اپنے نظریہ ومسلک کے مطابق چاہتا ہے اور وہ تقاضہ کرتا ہے کہ دنیا کی تعمیر اسی سسٹم ومسلک کے مطابق ہو۔ اسلام جس نظریہ کو عمل میں لانے کے لئے جو جماعت منظم کرتا ہے۔ اسی بین الاقوامی جماعت کا نام مسلمان ہے۔ جس طاقت وقوت اور انقلابی جدوجہد کے ذریعہ اس مقصد کو حاصل کیا جائے۔ اس کا نام جہاد ہے۔ ذاتی، قومی، ملکی، لسانی، جغرافیائی اور جماعت کی نفسانی اغراض اور جاہلی تعصب کی حدود کی بناء پر لڑائی نہیں لڑی جاتی۔ ایک گروہ اپنی بالاتری کی خاطر میدان کارزار گرم نہیں کرتا۔ جہاد کا یہ ہرگز مقصد نہیں ہے کہ ایک ظالم خواہ فرد ہو یا قوم، جماعت ہو یا قانون کو ہٹادیا جائے اور خود اس کی جگہ ظالم بن کر بیٹھ جائے۔ ایک گروہ پر اسی لئے عرصۂ حیات تنگ کردیا جائے کہ وہ زندگی کیوں بسر کرتا ہے۔ وہ آرام وراحت سے کیوں رہتا ہے۔ وہ اپنی ذاتی، ملکی، قومی، لسانی، صنعتی، جغرافیائی خدمات کیوں انجام دیتا ہے اور نہ ہی جہاد کا یہ مقصد ہے کہ برسر اقتدار طبقہ کو اس کے اقتدار سے محروم کردیا جائے۔ محض اس واسطے کہ وہ طبقہ برسر اقتدار ہے۔ بلکہ اسلام ایک جامع نظریہ وسسٹم ہے جو دنیا سے تمام ظالمانہ اور مفسدانہ نظامات کو مٹانا چاہتا ہے اور ان کی جگہ اپنا ایک اصلاحی، عادلانہ نظام قائم کرنا اور اللہ کے بندوں پر کتاب وسنت کے مطابق حکومت

الٰہیہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے وہ ایک گروہ یا قوم کو نہیں بلکہ تمام انسانوں کو پکارتا ہے۔ خود ظالم طبقوں، ناجائز انتفاع کرنے والے گروہوں، بادشاہوں، رئیسوں کو پکارتا ہے کہ خالق نے تمہارے لئے جو حد مقرر کر دی ہے۔ اس کو قبول کر لو۔ تمہارے لئے امن ہے۔ یہاں انسانوں سے دشمنی نہیں ہے بلکہ دشمنی، فساد، ظلم، بداخلاقی سے ہے۔

یہ دعوت جو لوگ بھی قبول کر لیں وہ کسی طبقہ، قوم اور ملک سے ہوں۔ مساویانہ حقوق اور یکساں حیثیت سے اسلام کی جماعت کے رکن بن جاتے ہیں اور یہ امت مسلمہ جب وجود میں آجاتی ہے تو اپنے اسی نظریہ وملک کے حصول کے لئے جہاد شروع کر دیتی ہے۔ پھر وہ غیر اسلامی نظام کو مٹانے کی کوشش کرتی ہے اور اسی کے برخلاف تمدن واجتماع کے معتدل ومتوازی ضابطہ کی حکومت قائم کرتی ہے۔ اسی کو قرآن پاک میں کلمۃ اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس امت مسلمہ کا مقصد قرآن نے یہی بیان کیا ہے۔

"کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله (آل عمران:۱۱۰)"

اب اس امت مسلمہ کا یہ کام ہے کہ دنیا سے ظلم وعناد، جور وفساد، بداخلاقی وطغیان، ناجائز انتفاع کو بزور مٹائے۔ اللہ کے سوا سب کی خداوندی کو ختم کرے۔

"وقاتلوهم حتىٰ لاتكون فتنة ويكون الدين لله (البقره:۱۹۳)"
﴿ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور اطاعت صرف خدا کے لئے ہو جائے۔﴾

"الا تفعلوه تكن فتنة فى الارض وفساد كبير (الافعال:۷۳)" ﴿اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ ہوگا اور بڑا فساد برپا رہے گا۔﴾

پھر حق وباطل کا معیار بتایا کہ اللہ والے خدا کی راہ میں خدا کا قانون عدل دنیا میں قائم کرنے کے لئے لڑتے ہیں اور باطل پرست اور طاغوتی غلام ناحق باطل کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور محض اپنی قوت وشوکت قومی وملکی تعصب کو استعمال کر کے انسانوں کے خدا بن جاتے ہیں۔

"الذين أمنوا يقاتلون فى سبيل الله (نساء:۷۶)" ﴿ایمان والے لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔﴾

"والذين كفروا يقاتلون فى سبيل الطاغوت (نساء:)" ﴿اور جو کافر

ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔﴾

اور اللہ پاک فرماتے ہیں: ”ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کلّه ولوکره المشرکون (الصف:۹)“ ﴿وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو دنیا میں سیدھا راستہ اور حق کی اطاعت کا صحیح ضابطہ دے کر بھیجا ہے۔ تا کہ تمام اطاعتوں کو مٹا کر ایک اللہ کی اطاعت سب پر غالب کر دے۔ خواہ لوگ اس پر راضی ہوں جو خداوندی میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔﴾

اس لئے ضروری ہے کہ امت مسلمہ حکومت کے اقتدار پر قبضہ کرے اور اقتدار کی کوشش (جہاد) کے سلسلہ میں تھڑ دلے لوگوں اور جان و مال کی قربانی سے جی چرانے والوں کا عذر قبول نہ کرے۔

”عفا اللہ عنك لم اذنت لھم حتیٰ یتبین لك الذین صدقوا وتعلم الکذبین (توبه:۴۳)“ ﴿خدا آپ کو معاف کرے۔ آپ نے ان لوگوں کو جہاد کی شرکت سے علیحدہ رہنے کی اجازت دے دی۔ حالانکہ جہاد ہی وہ کسوٹی ہے جس سے تم پر کھل سکتا ہے کہ اپنے ایمان میں سچے کون اور جھوٹے کون ہیں۔﴾

”لایستاء ذنك الذین یؤمنون باللہ والیوم الاخر ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم (توبه:۷۴)“ ﴿جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو تم سے کبھی یہ درخواست نہیں کر سکتے کہ انہیں اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کرنے سے معذور رکھا جائے۔﴾

”انما یستاذنك الذین یؤمنون بااللہ والیوم الأخر (توبه:۷۵)“ ﴿ایسی درخواست صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں نہ یوم آخرت پر۔﴾

اور صادق ہونے کی دلیل ہی یہ ہے کہ امت مسلمہ کا کوئی فرد یکسوئی اختیار نہ کرے اور نہ ہی جان و مال سے جہاد کرنے میں جی چرائے۔

جب نظریہ و مسلک حق ہے اور ذات حق ہی کے لئے ہے تو اس حق سے اور مسلک سے نوع انسانی کے کسی حصہ کو محروم نہ ہونا چاہئے اور جہاں بھی ظلم و ستم ہو رہا ہو علمبرداران حق اسی جگہ جائیں۔

"وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا (نساء:۷۵)" ﴿تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لئے نہیں لڑتے۔ جنھیں کمزور پا کر دبا دیا گیا ہے اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے کارفرما ظالم ہیں۔﴾

یہی وہ نظریہ و مسلک ہے جس پر خود رسول پاک ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین و جملہ صحابہ کرامؓ نے عمل فرمایا۔

امت مسلمہ کے افراد پہلے عرب میں پیدا ہوئے تھے تو انہوں نے عرب ہی کو اولاً زیر نگیں کیا۔ پھر اطراف کے ممالک کو اپنے اصول و مسلک کے تابع کرنے کے لئے دعوت دی اور پھر قوت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا اور اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے ایرانی اور رومی سلطنت پر پیش قدمی فرما دی۔

مصر و شام، روم و ایران کے لوگوں کو جب یہ یقین ہوگیا کہ محض ایک عادلانہ نظام قائم کرنے آئے ہیں اور ان کا مقصد ان ظالم طبقوں کی خداوندی ختم کرنا ہے جو قیصریت و کسرویت کی پناہ میں ہم کو تباہ کر رہے ہیں تو انہوں نے جلد یا بدیر امت مسلمہ کے نظام کو قبول کر لیا۔

جہاد جو کہ منصوص قرآنی حکم ہے اور امت کا اس پر تعامل و تواتر ہے اور جس کے متعلق رسول پاک ﷺ کی صریح حدیث ہے۔ "الجھاد ماض الی یوم القیامۃ" کے ذریعہ ہی اس مسلک و نظریہ کو قیامت تک باقی رکھا جا سکتا ہے۔ جس کے ذریعہ ہمیشہ ظالموں اور مجرموں اور باطل طاقتوں کو شکست دی جا سکتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کے جانشینوں اور پیرووں کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ظالموں اور مجرموں کے حریف اور مد مقابل رہے اور انہوں نے ظالموں اور مجرموں کی تائید و حمایت سے ہمیشہ احتراز کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ قرآن پاک میں موجود ہے۔

"رب بما انعمت علیّ فلن اکون ظھیراً للمجرمین (قصص:۱۷)" ﴿اے رب جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے۔ پھر میں کبھی گنہگاروں اور مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔﴾

خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: ''**ولا ترکنوا الیٰ الذین ظلموا فتمسکم النار ومالکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون** (ھود:۱۱۳)'' ﴿اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں۔ پھر تم کو لگے گی آگ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔﴾

رسول خدا ﷺ کی جامع حدیث ہے: ''**افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر**'' ﴿جہاد کی اعلیٰ ترین قسم ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔﴾

رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور ان کے سچے جانشینوں نے ہمیشہ جابر حکومت، باطل طاقتوں، سلاطین وقت اور ظالموں کے مقابلے میں علم جہاد بلند کیا اور اسی افضل جہاد سے تاریخ اسلام کا کوئی مختصر سے مختصر عہد اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا گوشہ بھی خالی نہیں ہے۔

لیکن قرآن مجید کی ان روشن تعلیمات اور روح اسلام کے بالکل خلاف اور انبیاء ومرسلین صحابہ وتابعین اور ان کے متبعین کے اسوۂ حسنہ کے برعکس مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے عہد کے طاغوت اکبر انگریز کی سرگرم حمایت میں بار بار مسئلہ جہاد کے حرام اور ممنوع ہونے کا اعلان واظہار کیا۔ حالانکہ یہ وہ وقت تھا جب کہ مسلمانوں میں دینی حمیت کو بیدار کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ یہاں پر نہایت اختصار کے ساتھ چند عبارتیں اور اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کے ذریعہ معلوم ہو جائے گا کہ مرزاقادیانی نے جہاد کی کس قدر مخالفت کی ہے۔

مرزاغلام احمد قادیانی اور مسئلہ جہاد

۱...... ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدائے تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیرخوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر ''مسیح موعود'' (مرزاقادیانی) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔'' (اربعین نمبر۴ حاشیہ ص۱۰۱، خزائن ج۱۷ ص۴۴۳)

۲...... ''...... میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی

ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔" (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵،۱۵۶)

۳...... "دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔ جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔" (تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۱)

۴...... "مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے...... جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے۔ جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔" (ستارہ قیصرہ ص۳،۴، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

۵...... "تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا۔ اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں کہ آسمان کے دروازے کھلنے کا وقت آ گیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا...... جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو جو مسیح موعود کے حق میں ہے۔ "یضیع الحرب" جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہاد، لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آ چکا اور یہی

ہے جوتم سے بول رہا ہے۔" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ب،ت، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۴، ۲۸۵)

۶..... تریاق القلوب کے ضمیمہ اشتہار واجب الاظہار میں لکھتے ہیں: "غرض میں اس لئے ظاہر نہیں ہوا کہ جنگ وجدل کا میدان گرم کروں۔ بلکہ اس لئے ظاہر ہوا ہوں کہ پہلے مسیح کی طرح صلح اور آشتی کے دروازے کھول دوں۔ اگر صلح کاری کی بنیاد درمیان نہ ہو تو پھر ہمارا سارا سلسلہ فضول ہے اور اس پر ایمان لانا بھی فضول۔" (ضمیمہ تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۵۲۱)

نوٹ: دیکھئے مرزا قادیانی نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم تو اپنے آقایان ولی نعمت انگریزوں کے نمک خوار ہیں اور ان کے حق خدمت کو ضرور ادا کریں گے جس کی یہ صورت ہے کہ انگریزوں کے خلاف بغاوت تو کجا اپنے دل میں برائی بھی نہ لانا اور ہمارے اس سلسلہ کا مقصد بھی یہ ہے۔ (سلسلہ سے مراد مرزائیت کا ڈھونگ ہے) یعنی مجھ پر ایمان لانے کا مقصد محض انگریزوں سے وفاداری نعوذ باللہ من ذالک! جس کی تائید ذیل کے نمبر سے بھی ہوتی ہے۔

۷..... "میں یقین کرتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۹)

۸..... "پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد حفظ وامن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت درازی کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں۔ کوئی نظیر ہے۔" (کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۶۳)

نوٹ: چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز اور انگریزی حکومت سے دنیاوی منافع حاصل کرتے تھے تو خود کو اور مرزائیوں کو ہر وقت انگریزوں کی حمایت کے لئے وقف رکھتے تھے۔ اسی لئے انگریزوں کے خلاف جہاد کو بھی ممنوع قرار دیتے تھے اور پوری زندگی زور لگاتے رہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے انگریز اور انگریزی حکومت کے خلاف جو جہاد کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے اس کو ختم کر دیا جائے اور ہر اس چیز کی مخالفت مرزا قادیانی کرنا فرض سمجھتے تھے۔ جس کے ذریعہ یہ خدشہ ہو کہ اس بات سے انگریزوں کو نقصان پہنچے گا یا انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑے گا۔

چنانچہ ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے کے لئے مسلم لیگ کا وجود عمل میں آیا تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ مگر مرزا قادیانی نے اس کو پسند نہیں کیا اور انگریزوں کے لئے اس جماعت کو نقصان دہ سمجھتے تھے۔ مگر الحمدللہ! اس جماعت نے نظریۂ پاکستان کو اپنایا اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی صدر دارالعلوم دیوبند کی سرکردگی میں اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی تائید ونگرانی میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان، مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی، مولانا احتشام الحق تھانوی وغیرہ پانچ صد علماء سے بھی زیادہ حضرات کی کوششوں اور برکتوں سے پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔ مگر مرزا بشیر الدین محمود کو اس کا دکھ ہے کہ انگریز کیوں چلے گئے اور پاکستان کیوں بنا اور پاکستان بنانے کا جذبہ مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک اقتباس اس سلسلہ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۹...... ”۳۱/مارچ ۱۹۰۸ء میں سر ولسن صاحب بہادر فنانشل کمشنر صوبہ پنجاب قادیان تشریف لائے۔ کیونکہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ پنجاب کا ایک ایسا معزز اعلیٰ عہدیدار قادیان آیا۔ آپ نے تمام جماعت کو ان کے استقبال کا حکم دیا اور اپنے سکول گراؤنڈ میں ان کا خیمہ لگوایا اور ان کی دعوت بھی کی...... اور فنانشل کمشنر صاحب سے ملاقات کے لئے خود تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ سات آٹھ آدمی آپ کی جماعت کے بھی تھے۔ ایک بات خاص کر قابل ذکر ہے ان دنوں مسلم لیگ نئی نئی قائم ہوئی تھی اور حکام انگریزی اس کی کونسٹیٹیوشن پر ایسے خوش تھے کہ ان کے خیال میں کانگریس کے نقائص دور کرنے میں ایک زبردست آلہ ثابت ہوگی...... فنانشل کمشنر صاحب بہادر نے بھی بر سبیل تذکرہ آپ سے مسلم لیگ کا ذکر کیا اور اس کی نسبت آپ کی رائے دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: ”میں اسے پسند نہیں کرتا۔“

(سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین ص۷۳،۷۴)

نوٹ: کیونکہ یہ خطرہ تھا کہ مسلمان علماء مسلم لیگ کی حمایت کریں گے اور جہادی اسپرٹ پیدا کر دیں گے۔ اس لئے مسلم لیگ کو پسند نہ کیا اور پھر آگے چل کر ایسا ہی ہوا۔ جس کا مرزائی صاحبان کو بہت افسوس ہے۔

۱۰...... فنانشل کمشنر صاحب کے سمجھانے پر اور آپ کے ایک مرید خواجہ کمال کی تائید پر بھی

آپ نے فرمایا: ''مجھے تو اس سے بو آتی ہے کہ ایک دن یہ بھی کانگریس کا رنگ اختیار کرے گی۔ میں اس طرح سیاست میں دخل دینے کو خطرناک سمجھتا ہوں۔''

''یہ گفتگو تو اس پر ختم ہوئی۔ لیکن ایک سیاسی واقعات کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ آپ کا خیال کس طرح لفظ بلفظ پورا ہوا۔'' (سیرت مسیح موعود ص۴۷)

نوٹ: اصل خطرہ جہاد کا تھا کہ علمائے اسلام مسلم لیگ میں داخل ہو کر کہیں جہاد کا بگل نہ بجادیں اور انگریزوں کو یہاں سے رخصت ہونا پڑے اور میرا بنا بنایا کھیل دھرا کا دھرا رہ جائے اور اس کا افسوس مرزا بشیر الدین محمود نے کیا ہے۔ جس کا اظہار ان الفاظ میں ہوگیا کہ: ''آپ کا خیال کس طرح لفظ بلفظ پورا ہوا۔''

رسول خدا ﷺ کو آخری نبی ماننے والے مسلمانو! اس پمفلٹ کو پڑھو اور غور کرو کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کے جہاد کو ممنوع اور حرام قرار دینے والے خیالات نے مسلمانوں اور مسلمان ملکوں کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے اور آئندہ ان ہی خیالات کی بناء پر مسلمانوں اور مسلمان ملکوں کو کسی وقت بھی خطرات لاحق ہوسکتے ہیں اور خاص کر پاکستان کو تو یہ ہر وقت نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ مرزائی پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے دفاتر قائم ہیں۔ تنظیمیں موجود ہیں اور یہ کہ پاکستان کی کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں اور بغیر اپنے خلیفہ کی مرضی کے کوئی کام نہیں کرتے۔ ان کے لئے حکومت پاکستان سے فائز ہیں اور بغیر اپنے خلیفہ کی مرضی کے کوئی کام نہیں کرتے۔ ان کے لئے حکومت پاکستان سے زیادہ عزیز ترین وجود ان کے خلیفہ کا ہے اور ان کا صدر مقام ربوہ (چناب نگر) عین پاکستان کے بیچ میں واقع ہے۔

کیا کشمیر کی جنگ۔ جب کہ کامیاب ہونے والی ہی تھی مرزائیوں ہی کی سازش سے بند نہیں ہوئی۔ کیونکہ ان کے نزدیک جہاد ممنوع ہے؟

کیا لیاقت علی خان مرحوم وزیراعظم پاکستان کی شہادت میں ان کا ہاتھ تو نہیں ہے۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ کے بعد نبی ماننے والوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے؟ کیا آئندہ حصول کشمیر کے لئے جنگ کی گئی تو مرزائی ساتھ دیں گے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک جہاد حرام ہے۔ ان تمام باتوں کی تحقیقات حکومت ہی کر سکتی ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

[illegible]

اسلامی تعلیمات

اور

مرزا قادیانی

مولانا خلیل الرحمٰن پانی پتی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی تعلیمات اور مرزا قادیانی

سخت گیری اور ہٹ دھرمی سے پرہیز کیا جائے۔ عفو ودرگذر کی عادت رکھو۔ نصیحت کرنے سے مت رکو۔ معقول بات کہتے رہو اور جاہلوں سے کنارہ کرو۔ ان کی جہالت آمیز حرکتوں پر روز روز الجھنے کی ضرورت نہیں۔

وہ اصحاب خیر وتقویٰ ہوتے ہیں۔ اپنے بازوؤں کو جھکائے رکھتے ہیں۔ نرم خوئی ان کا امتیاز ہے۔ ان کے لئے خیر کا باعث نرم خوئی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ”من یحرم الرفق یحرم الخیر“ جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ ہر نیکی سے محروم کیا گیا۔

ان کی زبان اور ان کے ہاتھ سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ ان کے اندر مسلمان ہونے کی کامل نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ اللہ کے رسول کا فرمان ہے: ”المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده“ ﴿جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہو جائیں وہ مسلمان ہے۔﴾

ان کی زبان صاف اور ستھری ہوتی ہے۔ بات کرتے ہیں تو پھول جھڑتے ہیں۔ دوسروں کو اپنی گفتگو سے موہ لیتے ہیں۔ گالی گلوچ ان کی شان سے بعید تر ہے۔ کوئی دوسرا زور سے بولے تو ان کو شرم محسوس ہوتی ہے۔ بازار جیسی جگہوں میں ان کا گذر معذوری کی حالت میں ہوتا ہے۔ وہ سرتاپا حیا ہوتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”الحیاء من الایمان“ ﴿حیا ایمان (کی علامتوں میں) سے ہے۔﴾ ان کی زبان ناشائستہ کلمات سے ملوث نہیں ہوتی۔ وہ ناجائز الفاظ ادا کر ہی نہیں سکتے۔ وہ بازاری قسم کے الفاظ سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ درشت کلامی اور دشنام درازی سے ان کا مکمل پرہیز ہوتا ہے۔ ان کو سرور کائنات ﷺ کا فرمان یاد رہتا ہے۔

”سباب المسلم فسوق“ ﴿مسلمان کو گالی دینا بہت بڑا گناہ ہے۔﴾

عام مسلمان اور نیک بندوں کے یہ اوصاف ہیں۔ باقی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کے متعلق تو یقین اور تواتر سے معلوم ہے کہ وہ نہایت شیریں کلام، پاکیزہ زبان، صابر

متحمل، عالی ظرف، فراخ حوصلہ اور دشمن نواز ہوتے ہیں۔ وہ دشنام کا جواب سلام سے، بددعا کا جواب دعا سے، تکبر کا جواب فروتنی سے، اور رذالت کا جواب شرافت سے دیتے ہیں۔ ان کی زبان کبھی کسی کے دشنام اور کسی فحش کلامی سے آلودہ نہیں ہوتی۔ طنز و تعریض تفضیح و تضحیک، ہجو ملیح، ضلع جگت وغیرہ سے ان کی نظرت عالی کو کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ وہ اگر کسی کی تردید یا مذمت کرتے ہیں تو سادہ اور واضح الفاظ میں۔ وہ کسی کے نسب پر حملہ کرنے اس کے خاندان یا آباؤاجداد پر الزام لگانے اور درباری شاعروں اور لطیفہ گوؤں کی طرح چٹکی لینے اور فقرہ چست کرنے کے فن سے بالکل نا آشنا ہوتے ہیں۔ ان کا کلام (موافقت ومخالفت دونوں موقعوں پر) ان کی سیرت اور فطرت کی طرح پاکیزہ، معتدل، متوازن اور واضح ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

"ملكان رسول الله ﷺ فاحشا صخابا فی الاسواق (ترمذی)"

﴿رسول اللہ ﷺ نہ عادۃً سخت گو تھے نہ بے تکلف سخت گو بنتے تھے۔ نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے۔﴾

خود آپ ﷺ نے مؤمن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی (ترمذی)" ﴿مؤمن نہ طعن و تشنیع کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت بھیجنے والا نہ سخت گو نہ فحش کلام۔﴾

اس کے مقابلہ میں آپ نے منافق کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے۔
"واذا خاصم فجر (بخاری)" ﴿جب اس کا کسی سے جھگڑا ہوتا ہے تو فوراً گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔﴾

حضرت انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص جناب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تو بہت رفیع ہے۔ ان کے غلام بھی ان پستیوں سے بلند ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کے حق میں اکثر یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد
ہر کہ مارا رنج دادہ راحتش بسیار باد

جو ہمارا دوست نہیں خدا اس کا دوست بن جائے...... جس نے ہمیں دکھ دیا خدا اسی کو

بہت سکھ دے

ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی
ہر گلے باغ عمرش بشگفد بے خار باد

جو دشمنی کی وجہ سے ہمارے راہ میں کانٹے بچھائے...... اس کی عمر کے باغ کا پھول بغیر کانٹے کے کھل جائے

خود مرزا غلام احمد قادیانی کو تسلیم ہے کہ پیشواؤں اور ان ہستیوں کے لئے جو امامت اور دینی عظمت کے مرتبہ سے سرفراز ہوں، تحمل، ضبط نفس اور عفو و حلم کی صفت بہت ضروری ہے۔

(ضرورت الامام) میں لکھتے ہیں:

۱..... ”چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں، سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی تحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح سے امام زمان نہیں ہو سکتا۔“

(ضرورت الامام ص ۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۸)

۲..... ؎

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء وہی ہے

(درثمین اردو ص ۸۴)

۳..... ”گالیاں دینا اور بدزبانی طریق شرافت نہیں۔“

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)

۴..... ایک دوسری جگہ لکھا ہے: ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔“

(کشتی نوح ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱)

۵..... خود اپنے متعلق لکھا ہے: ”میں نے جوابی طور پر بھی گالی نہیں دی۔“

(مواہب الرحمٰن ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۳۶)

۶…… اور مزید تحریر فرماتے ہیں۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

(درثمین اردو ص۸۴)

لیکن اس کے بالکل برعکس مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفین کو (جن میں جلیل القدر علماء، عظیم المرتبت مشائخ تھے) ان الفاظ سے یاد کیا ہے اور ان کی ان الفاظ میں ہجو کی خاک اڑائی ہے کہ بار بار تہذیب کی نگاہیں نیچی اور حیاء کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے۔ ان مخالفین کے لئے۔

۱…… ’’ذریة البغایا (بدکار عورتوں کی اولاد) کا کلمہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کا تکیہ کلام ہے۔ ملاحظہ ہو۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۸، نور الحق حصہ اوّل ص۱۲۳، انجام آتھم ص۲۸۲)

۲…… ان کی اس ہجو کے زیادہ تیز اور شوخ نمونے عربی نظم ونثر میں ہیں۔ لیکن چونکہ اصناف ادب میں سے طنزیات وہجویات کا ترجمہ سب سے زیادہ نازک اور مشکل کام ہے۔ اس لئے یہاں چند ہی نمونوں کے ترجمے پیش کئے جاتے ہیں۔ کتاب انجام آتھم کے میں فرماتے ہیں: ’’اگر یہ گالی دیتے ہیں تو میں نے ان کے کپڑے اتار لئے ہیں اور ان کو ایسا مردار بنا کر چھوڑ دیا ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔‘‘ (انجام آتھم ص۱۵۸، خزائن ج۱۱ ص۱۵۸)

۳…… دوسری جگہ اپنے مخالفین کو اسی طرح یاد کرتے ہیں: ’’دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔‘‘ (نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۴…… انہوں نے اپنے حریف مقابل مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے کہ قلم بھی اس کا ترجمہ کرنے سے معذرت کرتا ہے۔ اس لئے عربی داں اصحاب کے لئے اصل شعار نقل کر دیئے جاتے ہیں۔

ومن اللئام اریٰ رجلاً فاسقاً
غولاً لعیناً نطفة السفهاء
شکس خبیث مفسد ومزور
نحس یسمی السعد فی الجهلاء

اذیتنی خبثاً فلست بصادق
ان لم تمت بالخیزی یا ابن بغاء

(آنجام آتھم ص۲۶۰، خزائن ج۱۱ ص۲۸۱)

۵...... انہوں نے ایک ہی مقام پر اپنے عصر کے اکابر علماء وشیوخ کو جو اسلامی ہندوستان کی جومرادر عالم اسلام کے چیدہ برگزیدہ بزرگ، عارف باللہ اور جید عالم تھے۔ اپنے ہجو اور تشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ ان میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی، مولانا عبدالحق صاحب حقانی، مفتی عبداللہ ٹونکی، مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری، مولانا احمد حسین امروہی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جیسے اعاظم رجال ہیں۔ ان کے لئے انہوں نے ذباب وکلاب، شیطن العین، سلطان الاعمٰی، غول اغویٰ اور شقی وملعون کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو انجام آتھم کے آخر میں مرزا قادیانی کا طویل عربی مکتوب۔

(انجام آتھم ص۲۵۱،۲۵۲، خزائن ج۱۱ ص۲۵۱،۲۵۲)

۶...... اسی طرح اپنے زمانے کے مشہور عالم اور شیخ طریقت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی شان میں ایک ہجویہ قصیدہ لکھا ہے جس کے دو شعروں کا ترجمہ انہیں کے قلم سے حسب ذیل ہے۔

”پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔“

(اعجاز احمدی ص۷۵،۷۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)

۷...... اب مطاعن اور درشت کلامیوں سے بھی ان کی پرجوش طبیعت کو تسکین نہیں ہوتی۔ وہ بعض موقعوں پر مخالفین پر لعنت کرتے ہوئے لعنت کی تعداد کو کس ایک ہندسہ میں ظاہر کرنے کی بجائے لفظ لعنت کو علیحدہ علیحدہ لکھتے ہیں۔ ضمیمہ نزول مسیح میں انہوں نے مولانا ثناءاللہ صاحب کے لئے دس مرتبہ لعنت لکھا ہے اور نورالحق میں عیسائیوں کے لئے ایک ہزار بار لعنت کا لفظ لکھا ہے۔ یہ لعنت نامہ ان کے جوش طبیعت کا عجیب مرقع ہے۔ (نورالحق ص۱۱۹تا۱۲۳، خزائن ج۸ ص۱۵۸تا۱۶۲)

۸...... یہاں پر مرزا غلام احمد قادیانی کے طرز کلام کے چند مزید نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں انہوں نے اپنے مخالف علماء کو مجموعی طور پر مخاطب کیا ہے۔ انجام آتھم کے ایک حاشیہ پر

تحریر فرماتے ہیں: ’’اے بدذات فرقۂ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱)

۹…… ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: ’’دنیا میں سب جانداروں سے پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو! تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو! تم سچائی کے تیز شعاعوں کو کیوں کر چھپا سکتے ہو۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

۱۰…… اس تحریر میں آگے لکھتے ہیں: ’’مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ ص۳۰۹)

۱۱…… ایک جگہ اور فرماتے ہیں: ’’بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

۱۲…… ایک جگہ لکھا ہے: ’’**تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الاذرية البغايا**‘‘ ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ سوائے کنجریوں کی اولاد کے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص۵۴۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں میں کثرت سے جو طنز واستہزا پایا جاتا ہے۔ اس کے بھی چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

۱…… حضرت مسیح کے آسمان پر اس وقت تک زندہ رہنے کو عقلاً محال ثابت کرتے ہوئے اور اس میں عقلی اشکالات بتلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ’’ازاں جملہ ایک یہ اعتراض کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر قبول کر لیں کہ حضرت مسیح اپنے جسم خاکی کے سمیت آسمان پر پہنچ گئے ہیں تو اس بات کے اقرار سے ہمیں چارہ نہیں کہ وہ جسم جیسا کہ تمام حیوانی وانسانی اجسام کے لئے ضروری ہے۔ آسمان پر بھی تاثیر زمانہ سے ضرور متاثر ہوگا اور یہ مرور زمانہ لابدی ولازمی طور پر ایک دن

ضرور اس کے لئے موت واجب ہوگی۔ پس اس صورتحال میں مسیح کی نسبت یہ ماننا پڑتا ہے کہ اپنی عمر کا دورہ پورا کر کے آسمان ہی پر فوت ہو گئے ہیں اور کواکب کی آبادی جو آج کل تسلیم کی جاتی ہے۔ اسی کے کسی قبرستان میں دفن کئے گئے ہوں گے اور اگر پھر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا ان کا تسلیم کر لیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت کے گذرنے پر پیر فرتوت ہو گئے ہوں گے اور اس کام کے ہرگز لائق نہیں ہوں گے کہ کوئی خدمت دین ادا کر سکیں۔ پھر ایسی حالت میں ان کا دنیا میں تشریف لانا بجز ناحق کی تکلیف کے اور کچھ فائدہ بخش نہیں معلوم ہوتا۔“

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۹، ۵۰، خزائن ج۳ ص۱۲۷)

۲…… ایک جگہ حدیث کے ٹکڑے ”ویقتل الخنزیر “ کے عام فہم معنی پر تعریض کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”کیا حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے اور بہت سے کتے ساتھ ہوں گے۔ اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور سانسیوں اور گنڈیلوں وغیرہ کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں۔ خوشخبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی۔“ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۶، ۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۳، ۱۲۴)

۳…… ایک دوسری جگہ نزول مسیح کی حقیقت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ایسا نہ ہو کہ کسی غبارہ (بیلون) پر چڑھنے والے اور پھر تمہارے سامنے اترنے والے کے دھوکے میں آجاؤ۔ سو ہوشیار رہنا۔ آئندہ تم اپنے اس جمے ہوئے خیال کی وجہ سے کسی ایسے اترنے والے کو ابن مریم نہ سمجھ بیٹھنا۔“ (ازالہ اوہام ص۲۸۳، خزائن ج۳ ص۲۴۴)

۴…… ایک جگہ عقیدہ نزول مسیح کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”بھائیو! اس بحث کی دو ٹانگیں تھیں۔ (۱) ایک تو ابن مریم کا آخری زمانہ میں جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اترنا تو اس ٹانگ کو تو قرآن شریف اور نیز بعض احادیث نے بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے کی خبر دے کر توڑ دی ہے…… (۲) دوسری ٹانگ دجال معہود کا آخری زمانہ میں ظاہر ہونا تھا۔ سو اس ٹانگ کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی متفق علیہ حدیثوں میں جو صحابہ کبار کی روایت سے ہیں۔ دو ٹکڑے کر دیا اور ابن صیاد کو دجال معہود ٹھہرا کر آخری مسلمانوں کی جماعت میں داخل کر کے مار بھی دیا۔ اب اس بحث کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں تو پھر اب تیرہ سو برس کے بعد یہ مردہ جس کے دونوں پیر نہیں کیوں اور کس کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۱۴۳، ۱۴۴)